خطباتِ صفدر

جلد اوّل

مناظرِ اسلام ترجمانِ اہلسنّت وکیلِ احناف

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

ترتیب تسہیل وتصحیح

مولانا نعیم احمد

مدرس: جامعہ خیر المدارس ملتان شہر

مکتبہ امدادیہ

ملتان - پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطباتِ صفدر

جلد اوّل

افادات

ترجمانِ اہل سنت، وکیلِ احناف

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ

ترتیب و تسہیل و تصحیح

مولانا نعیم احمد

مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان

ناشر

مکتبہ امدادیہ ملتان

نام کتاب : خطباتِ صفدر (جلد اوّل)
خطبات : حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ
ترتیب تصحیح و تسہیل : مولانا نعیم احمد، اُستاذ جامعہ خیر المدارس ملتان
کمپوزر : حافظ محمد نعمان حامد (Mobile No. 0303-6660074)
ناشر : مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
(Phone No. 061-544965)

ملنے کے پتے

- مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور
- مکتبۃ العلم، اردو بازار لاہور
- کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی
- قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی
- دارالاشاعت، اُردو بازار کراچی

فہرست

﴿تذکرہ علمائے دیوبند﴾

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ

الحمدللّٰہ وحدہ. والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ. امابعد!

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم وصل علیہ.

محترم طلباء کرام! مدرسہ کی طرف سے اکابر حضرات کے حالات کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا، جس میں مجھے بھی حکم ہوا کہ میں آپ کے سامنے کچھ تذکرہ کروں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ساری مخلوقات میں سے انسان بنایا جو اشرف المخلوقات ہے۔ پھر انسانوں میں سے مسلمان بنایا۔ سچا دین فقط اسلام ہے۔ ان الدین عنداللہ الاسلام. پھر مسلمانوں میں سے اہل سنت والجماعت بننے کی توفیق عطاء فرمائی۔ جس طرح سارے دینوں میں سچا دین صرف اسلام ہے اسی طرح مسلمان کہلانے والے لوگوں میں سے نجات پانے والی جماعت فقط اہل سنت والجماعت ہے۔ اہل سنت میں نسبت نبی پاک ﷺ کی طرف ہے۔ جو دین کو لانے والے ہیں۔ والجماعت میں نسبت صحابہؓ کی طرف ہے جو دین کو پھیلانے والے ہیں۔ حنفی میں نسبت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی طرف ہے جو دین کو لکھوانے والے ہیں۔ آنحضرت ﷺ آفتاب ہدایت، صحابہ نجوم ہدایت، امام صاحب چراغ ہدایت ہیں۔ چراغ کا کام کیا ہوتا ہے۔ روشنی نہیں تھی، آپ نے چراغ جلایا اور کتاب اس کے سامنے کی تو چراغ کی روشنی سے کتاب کی سطریں اگر دس ہیں تو دس ہی رہیں گی، نہ پندرہ ہوں گی نہ پانچ۔ تو جس طرح چراغ نہ کوئی نقطہ بڑھاتا ہے اور نہ گھٹاتا

ہے اسی طرح مجتہد نہ تو کوئی مسئلہ دین میں بڑھاتا ہے نہ گھٹاتا ہے۔ بلکہ جو چیزیں اجتہاد کے چراغ کے بغیر نظر نہیں آتی تھیں وہ انہیں دکھاتا ہے۔

تو تین کام یعنی تکمیل دین، تمکین دین اور تدوین دین، یہ تو خیر القرون میں مکمل ہو گئے۔ اور اللہ نے جو وعدہ فرمایا تھا: **هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله.** کہ یہ دین تمام ادیان پر غالب آئے گا۔ تو ایک غلبہ ہوتا ہے دلیل اور برہان سے۔ وہ تو قرآن پاک میں حضرت ﷺ کے زمانے سے ہی ہے۔ ایک ہے دین کا غلبہ سیف و سنان سے، یعنی جہاد سے کہ اسلام نافذ بھی ہوا، تو خلافت راشدہ کے دور میں اہل کتاب اور مجوس کا دین ختم ہوا۔ اور اسلام کو ان پر غلبہ حاصل ہوا۔ اس کے بعد جتنے مشرقی مذاہب تھے: بدھ مت، ہندو مت، جین مت وغیرہ، ان پر دین کو غلبہ صرف حنفیوں کے ذریعے نصیب ہوا۔ یاد رکھنا اس طرح دین کے غلبہ کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔ پہلے صحابہؓ کے ہاتھوں، پھر احناف کے ہاتھوں۔ نسائی شریف میں باقاعدہ باب غزوۃ الهند موجود ہے۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے اور جو ہندوستان کو فتح کریں گے وہ بخشے ہوئے ہوں گے، اور ہندوستان کے فاتح یقیناً حنفی تھے۔ دین کو غلبہ جہاد سے ہوتا ہے اور جہاد بادشاہ کرتے ہیں (جہاد اُن کی ماتحتی میں ہوتا ہے) تاریخ اسلام اٹھا کر دیکھیں حکومت ہمیشہ حنفیوں کے ہاتھ رہی ہے۔ شامیؒ نے لکھا ہے کہ پہلے عباسی دور تھا۔ ۱۷۰ھ میں قاضی ابو یوسف کو قاضی القضاۃ بنایا گیا۔ قاضی القضاۃ کو آجکل وزیر قانون کہتے ہیں۔ اس وقت سے لے کر پوری عباسی حکومت میں سارے قاضی اور مفتی حنفی رہے۔ پھر دو سو سال سلجوقی حکومت رہی۔ وہ بھی سارے حنفی تھے۔ پھر دو سو سال خوارزمی رہے۔ وہ سارے حنفی تھے۔ پھر اس کے بعد عثمانی خلافت ساڑھے تین سو سال رہی۔ وہ سارے حنفی تھے۔ اسلامی فتوحات میں صحابہ کرامؓ نے

علاقے فتح کئے۔ اس کے بعد جتنے بھی علاقے فتح کئے وہ سب حنفیوں نے کئے۔ کوئی منکر حدیث، یا منکر فقہ یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ چار انگل زمین بھی کافروں سے چھین کر اسلامی حکومت میں شامل کی ہو۔ جب تک حنفیوں کی حکومت رہی اس وقت تک فتنے دبے رہے۔ ایسا کوئی جھوٹا نبی جس کو ماننے والے آگے پھیلے ہوں، نہیں ملے گا۔ بعض لوگوں کا دماغ خراب ہوتا رہا۔ نبوت کا دعویٰ کر دیتے۔ اسحاق تھا، مسیلمہ کذاب تھا، مقنع تھا۔ لیکن یہ نہ چل سکے۔ کیونکہ حکومت حنفیوں کی ہوتی تھی۔ اسلامی حکومت تھی۔ ایک آدمی کو پکڑ کر لائے کہ یہ کہتا ہے کہ میں نبی ہوں۔ امیر المؤمنین کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے وزیر کی طرف دیکھا کہ یہ نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ وزیر نے پوچھا صبح کا کھانا کھایا، یا ناشتہ کیا ہے تو جو نبی بنا پھرتا ہے، کھانا بھی کھایا ہے یا بھوکا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اگر نانم بودے خشک و تری کے کنم من دعویٰ پیغمبری۔ اگر روٹی ملتی تو نبی بننے کی کیا ضرورت تھی۔ روٹی کے لئے تو نبی بنا ہوں کہ روٹی مل جائے گی۔ مرتد کو تین دن کی اجازت ہوتی ہے سمجھنے اور سمجھانے کی۔ کہا اس کو لے جاؤ، کھانا کھلاؤ اور سمجھاؤ۔ جب چوتھا دن آیا تو مذاق سے پوچھا کوئی وحی آئی ہے؟ تو اس مرتد نے کہا وحی تو صبح شام آتی رہی۔ فقرہ ایک ہی تھا یا ایھا النبی باورچی خانہ میں رہیو۔ پوچھا تو یہ کرتا ہے یا نہیں؟ وہ تو اسلامی حکومت تھی۔ یہ تو نہیں ہو سکتا تھا کہ اس کی نبوت مرزا کادیانی کی طرح پھیلتی رہتی۔ حکم ہوا کہ آگ جلاؤ۔ لوگ بیٹھے تماشہ دیکھ رہے تھے۔ ایک بچہ حافظ قرآن کھڑا تھا۔ جب وہ مرتد چیخنے لگا تو حافظ قرآن بچے نے اس کو کہا فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل۔ کہ رسول بے صبر نہیں ہوتا۔ اگر رسول ہے تو صبر کر۔

اسی طرح اس کے بعد بھی بارہ سو سال تک حنفیوں کی اسلامی حکومت رہی۔ اب اللہ کے نبی کی حدیث تھی الآیات بعد الالف والمائتین کہ بارہ سو سال کے بعد

فتنے کھڑے ہوجائیں گے (مشکوٰۃ) اب ضرورت تھی کہ بارہ سو سال کے بعد جو فتنے کھڑے ہونے ہیں ان کی سرکوبی کی جائے۔ اس مقصد کے لئے اللہ نے علمائے دیوبند کو چنا۔ چنانچہ دارالعلوم دیوبند تیرھویں صدی میں قائم ہوا۔ الآیات بعد الالف والمائتین کے مطابق جو فتنے آرہے ہیں قیامت کی چھوٹی نشانیاں شروع ہونے والی ہیں۔ سب طرف سے آزادی ہے۔ اقبال کہتا ہے ''ہمہ آدمی ہر لئیم راز دار دیں کنند'' جو کمینہ اٹھتا ہے وہ دین کا رازدان بن جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے مفتی بھی میں ہوں، مفسر بھی میں، محدث بھی میں۔ اس پر ایک لطیفہ یاد آیا۔

ایک کالج کا پروفیسر تھا۔ اسے شوق ہوا کہ میں قرآن پاک کی تفسیر لکھوں، خوب بکے گی، پیسے اچھے آئیں گے۔ لکھنی شروع کردی۔ اب دل میں سوچ رہا ہے کہ بکے گی کیسے؟ مجھے تو کوئی جانتا نہیں۔ کوئی بڑے مولوی صاحب لکھیں کہ یہ تفسیر بہت اچھی ہے، پھر تو بکے گی۔ لیکن مولوی صاحب ایک ایک صفحہ میں بیس بیس غلطیاں نکالے گا۔ ہوسکتا ہے مجھے ویسے ہی برا بھلا کہنا شروع کردیں۔ لکھتا رہا، سوچتا رہا۔ آخر ایک دن دل میں خیال آیا کہ علامہ اقبال شاعر ہے، دین کا درد دل میں رکھتا ہے۔ لیکن مولوی تو نہیں ہے ناں۔ اسے تفسیر دکھاؤں گا۔ ویسے ہی دیکھ کر خوش ہوجائے گا کہ تفسیر اچھی ہے۔ پروفیسر نے لکھی ہے۔ علامہ اقبال مشہور آدمی ہے۔ دوسطریں لکھ دے گا میرا کام بن جائے گا۔ یہ آدمی تفسیر کا ایک حصہ لے کر علامہ اقبال کے پاس چلا گیا کہ جی میں نے تفسیر لکھنا شروع کی ہے۔ فرمایا بہت اچھا کام ہے۔ جو عقلی شبہات کالجی لڑکوں میں پھیلائے جاتے ہیں ان کو سامنے رکھ کر تفسیر لکھی جائے، تاکہ ان فتنوں کا انسداد ہوجائے۔ بہت اچھا کام ہے۔ کہنے لگا میں ساتھ بھی لایا ہوں۔ آپ اس پر کچھ لکھ دیں۔ کہا اچھا رکھ دو۔ میں پڑھوں گا پھر بعد میں آنا۔ اب کوئی دو ماہ بعد پروفیسر صاحب گئے۔ پروفیسر صاحب کا خیال تھا کہ

ڈاکٹر صاحب خود ہی تفسیر کا ذکر چھیڑیں گے۔ انہوں نے کوئی بات ہی نہیں کی۔ پروفیسر نے اٹھتے وقت کہا میں آپ کو تفسیر دے کر گیا تھا۔ علامہ صاحب مزاحیہ بھی تھے۔ ایک مرتبہ وزیروں کی میٹنگ تھی۔ علامہ اقبال بھی گئے۔ اور بھی بڑے بڑے وزیر بلائے گئے تھے۔ اس زمانے میں ایک وزیر ہوتا تھا سر شہاب الدین سہروردی۔ وہ آیا تو سارے تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ جب وہ بیٹھا تو سارے بیٹھ گئے۔ علامہ اقبالؒ نے ایک فقرہ چست کیا کہ سر شہاب الدین سہروردی کو دیکھ کر صحابہؓ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ سارے حیران تھے کہ اس میں صحابہ والی کونسی بات ہوگی کہ جس کو دیکھ کر صحابہؓ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ بعض نے پوچھا کہ علامہ صاحب آپ نے کیا کہا؟ انہوں نے کہا میں نے کہا کہ سر شہاب الدین کو دیکھ کر صحابہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ لوگ کہنے لگے بات سمجھ میں نہیں آئی کہ کیسے یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ لوگ کافی حیران تھے۔ اس پر علامہ اقبال نے کہا کہ صحابہ کرامؓ کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ تو یہ اوپر سے بھی کالا ہے اور اندر سے بھی کالا ہے۔ اس سے صحابہ کرامؓ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اب پروفیسر نے اٹھتے وقت کہا کہ علامہ صاحب میں آپ کو تفسیر دے گیا تھا۔ فرمایا آپ کی تفسیر میں نے پڑھی۔ آپ کی تفسیر سے میری ایک بہت بڑی غلط فہمی دور ہو گئی۔ پروفیسر سوچنے لگا کہ کونسی غلط فہمی ہوگی جو میری تفسیر سے دور ہوئی۔ پوچھا کہ حضرت کونسی غلط فہمی تھی۔ علامہ نے کہا کہ میں آج تک غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ تاریخ اسلام میں سب سے زیادہ مظلوم ہستی حضرت حسینؓ کی ہے کہ پردیس میں چھوٹے چھوٹے بچے ذبح کر دیئے گئے۔ تو آج تک میں اس غلط فہمی میں مبتلا تھا لیکن آپ کی تفسیر پڑھ کر میری غلط فہمی دور ہو گئی کہ نہیں حسینؓ سے بھی زیادہ مظلوم خدا کا قرآن ہے، جو بدمعاش اٹھتا ہے اس کی تفسیر لکھنا شروع کر دیتا ہے۔

اب جب اس طرح کے فتنوں کا دور شروع ہوا تو دیوبند کا مدرسہ قائم ہوا۔ جس

طرح انسان چار عناصر سے مل کر بنا ہے۔ آگ مٹی، ہوا، پانی۔ اسی طرح دیوبند کے بھی چار عناصر ہیں: اس میں جذبہ جہاد شاہ اسماعیل شہید والا ہونا چاہئے کہ اس جذبہ جہاد کی حفاظت کی جائے۔ سب سے پہلے انہی حضرات نے انگریز کے خلاف جہاد کیا۔ حضرت گنگوہیؒ باقاعدہ جہاد میں شریک ہوئے۔ اور پھر جب اس جہاد میں غداروں کی غداری کی وجہ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچ گیا تو پھر سوچا کہ اب چند مجاہد باقی ہیں۔ بہت سوں کو شہید کر دیا گیا اور بہت ساروں کو کالا پانی بھیج دیا گیا، اور اتنے ظلم کئے گئے کہ شاید تاریخ میں مسلمانوں پر اتنے ظلم نہیں ہوئے۔

لارڈ ہنٹر کی بیوی لکھتی ہے کہ جب ان پر ظلم کئے جاتے تو میں بھی ساتھ دیکھنے جاتی تھی۔ علماء کو مادر زاد ننگا کر کے لٹا دیا جاتا تھا اور تانبا پگھلا کر ان کے جسم پر ڈالا جاتا۔ وہ تڑپتے۔ اس پر سارے انگریز ہنستے۔ لیکن میں چونکہ عورت تھی اور عورت کا دل کمزور ہوتا ہے۔ تو میں پستول کی گولی مار دیتی۔ اب ان علماء نے سوچا۔ اس طرح سے بچے کچھے علماء کی حفاظت کریں۔ آج کل تو بجلی آ گئی ہے۔ جس زمانے میں بجلی نہیں تھی، ہمارے بچپن کی باتیں ہیں۔ جب ہر گھر میں دیا سلائی بھی نہیں ہوتی تھی تو عورتیں کیا کرتیں کہ خشک گوبر کا ٹکڑا جسے پنجاب میں پاتھی کہتے ہیں وہ چولہے میں رکھ دیتی تھیں کہ صبح اسی سے آگ جلا لیں گے۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ یہ مثال دیا کرتے تھے کہ ان علماء نے پاتھی دبا دی اور ایک مدرسہ قائم کر لیا "دارالعلوم دیوبند" کہ اب آدمی تیار کرنے ہیں۔ پھر جب ضرورت ہوگی تو جہاد کے لئے نکلیں گے۔ تو دارالعلوم کی بنیاد اسی لئے رکھی گئی کہ اس میں سب سے پہلے جذبہ جہاد پیدا کیا جائے۔ اور نئے اٹھنے والے فتنوں کا مقابلہ کیا جائے۔ علماء دیوبند نے فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ حضرت گنگوہیؒ نے بدعت کے مقابلہ میں براہین قاطعہ جیسی کتاب لکھی۔ ایسی جامع کتاب بدعات کے بارے میں نہ پہلے لکھی گئی نہ آئندہ امید ہے کہ لکھی جائے گی۔ بدعت کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے براہین

قاطعہ کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔ رافضیوں کے بارے ھدیۃ الشیعہ لکھی۔ نیم رافضیوں کے بارے میں سبیل الارشاد لکھی۔ غیر مقلدین کے رد میں ہدایت المعتدی لکھی۔ اس دور میں سنت کو بگاڑنے کے لئے دو طرف سے حملے شروع ہوئے۔ ایک طرف حدیث رسول کا بہانہ بنا کر سنتوں کو مٹایا جانے لگا تو دوسری طرف سے عشق رسول کا بہانہ بنا کر بدعات کو پھیلایا جا رہا ہے۔ اس وقت جب چاروں طرف سے دین پر حملے شروع ہو گئے تو ایک دیوبند کا مدرسہ دین کی حفاظت کے لئے تھا جو گندگی ان فتنوں نے پھیلائی اس کی تطہیر علماءِ دیوبند نے کی۔ اس میں حضرت مولانا گنگوہیؒ کا سب سے زیادہ حصہ تھا۔ آپ نے ہر فتنے کا تعاقب کیا۔ قادیانی اتنا خائف تھا کہ اپنی کتاب براہین احمدیہ کے حصہ پنجم میں حضرت گنگوہی کا نام لکھ کر کئی صفحے حضرت گنگوہیؒ کے خلاف لکھے، کیونکہ چور ہمیشہ چوکیداروں کا دشمن ہوتا ہے۔ علماءِ دیوبند ہی دین کے پہرے دار، سنت اور فقہ کے صحیح مطلب کے محافظ ہیں۔ اس لئے جتنے چور ہیں وہ سب ان کے خلاف ہیں۔ ہمارے مقابلے میں سب اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

سنو میں بدعت کی مثال دیا کرتا ہوں کہ آپ کے ملک میں وہ نوٹ بھی ہے جو پہلے چلتا تھا اب بند ہو گیا ہے۔ اور وہ بھی ہے جو اس وقت چل رہا ہے اور ایک جعلی ہے جیسے بچے عید کے دن لے کر پھرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ دس لاکھ جیب میں ہے۔ جو فقہ کو چھوڑ کر منسوخ احادیث پر عمل کرتے ہیں ان کی مثال منسوخ نوٹ کی ہے۔ وہ ہم سے چالو نوٹ چھین کر منسوخ نوٹ پکڑانا چاہتے ہیں۔ بدعتیوں کی مثال جعلی نوٹ کی ہے کہ خواہ دس لاکھ ہوں دکاندار کچھ نہیں دے گا۔ اسی طرح آخرت میں بدعت کی کوئی وقعت نہیں ہوگی اور ہماری مثال رائج الوقت نوٹ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جعلی نوٹ اور منسوخ نوٹ (دونوں) سے محفوظ رکھے۔ تو بات چل رہی تھی حضرت گنگوہی کی، چونکہ حدیث کے مطابق بارھویں صدی میں فتنوں کا زمانہ آنے والا تھا، تو فتنوں کے سدباب

کے لئے بارہ سو چوالیس ہجری میں حضرت گنگوہیؒ کی پیدائش ہوئی۔ آپ کو بچپن ہی میں دین کا اتنا شوق تھا کہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ جمعہ کی اذان سنی، کھیل چھوڑ کر جمعہ کے لئے بھاگے۔ اور فرمایا کہ سنا ہے کہ اگر تین جمعے نہ پڑھے جائیں تو دل پر مہر لگ جاتی ہے، اور ساڑھے چھ سال کی عمر کا واقعہ ہے کہ جماعت کا وقت ہو گیا۔ پانی نہیں تھا، لوٹے خالی تھے، خود پانی نکالنے لگے، ڈول بھاری تھا تو خود کنویں میں گر گئے، لیکن اللہ کی جانب سے عجیب کرشمہ کہ ڈول الٹا گرا، یہ اس کے اوپر بیٹھ گئے۔ لوگ نماز کے بعد بھاگے کہ کوئی کنوئیں میں گر گیا ہے۔ دیکھا تو آپ نے انہیں فرمایا میں آرام سے بیٹھا ہوں، باہر نکال لو۔ حضرت کے حالات میں ہے کہ ایک دن بڑے پریشان بیٹھے تھے۔ پوچھا گیا حضرت کیا بات ہے؟ فرمایا بائیس سال کے بعد آج تکبیر اولیٰ فوت ہو گئی ہے۔

ایک عجیب واقعہ:

ملک میں طاعون آ گیا، موقع کو غنیمت جانتے ہوئے مرزا غلام قادیانی نے بھی بڑھکیں مارنا شروع کر دیں اور کہا کہ طاعون اس لئے آئی ہے کہ لوگ مجھے نبی نہیں مانتے۔ قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اس وقت طاعون قادیان سے تین ضلعے دور تھی۔ شاید ایک ہفتہ لیٹ آتی۔ لیکن مرزے کی بڑھک مارنے کے دوسرے دن ہی طاعون قادیان پہنچ گئی۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے تو کہا تھا کہ طاعون قادیان نہیں آئے گی۔ مرزا نے کہا ہاں، میں نے اللہ سے پوچھا تو فرمایا قادیان سے تیرا گھر مراد ہے۔ تیرے گھر طاعون نہیں آئے گی۔ لیکن اگلے دن اس کے گھر طاعون پہنچ گئی۔ جس کی وجہ سے اس کا ملازم محمد دین اور اس کا بیٹا مبارک احمد مر گئے۔ ویسے مصافحہ تو طاعون نے اس کے ساتھ بھی کیا۔ لیکن وہ بچ گیا، کیونکہ حرام زادے کی رسی دراز ہوتی ہے، اور ادھر حضرت تھانویؒ نے نشر الطیب لکھنا شروع کی۔ سیرت نبوی ﷺ پر جتنی کتابیں لکھی

جاتیں فرماتے اس علاقہ میں جا کر پڑھو جہاں طاعون ہے۔ ادھر کتاب مکمل ہوئی اُدھر طاعون کا عذاب ہٹ گیا۔ حضرت گنگوہیؒ کے بارے میں عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ایک آدمی دعاء مانگ رہا تھا کہ اے اللہ! یہ طاعون یقیناً ہمارے گناہوں کی سزا ہے۔ ہم تو اس سزا کے کئی سال پہلے مستحق ہو گئے تھے۔ اے اللہ! ہمارے پاس کوئی عمل نہیں جسے ہم بطور وسیلہ پیش کریں۔ البتہ ہمارے ملک میں ایک آدمی ہے رشید احمد نامی، جب سے اس نے ہوش سنبھالا ہے کبھی اس کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ اے اللہ! ہم تیرے اس ولی کا واسطہ دے کر تجھ سے دعاء مانگتے ہیں۔ یہ عذاب ہم سے ہٹا دے۔ لکھا ہے انبالہ سے طاعون ادھر نہیں آئی، میرٹھ کی طرف چلی گئی۔

ایک مرتبہ ظہر کے وقت حضرت نانوتویؒ مسجد میں تشریف لائے اور پانی پیا تو کڑوا تھا۔ حضرت گنگوہیؒ کو فرمایا کہ پانی کڑوا ہے۔ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا ہمارے کنوئیں کا پانی تو میٹھا ہے۔ حضرت نانوتویؒ نے فرمایا کہ میں نے پیا ہے، کڑوا ہے۔ حضرت گنگوہیؒ نے بھی گھونٹ بھرا تو پانی واقعی کڑوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ نماز پڑھ لیں، پھر دیکھیں گے۔ نماز پڑھ کر دعاء کی اور پھر اسی پیالے میں پانی پیا تو پانی میٹھا تھا۔ فرمایا اس پیالے میں اس قبر کی مٹی شامل تھی۔ جس قبر والے کو عذاب ہو رہا تھا یہ اس عذاب کا اثر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعاء کو قبول فرمایا اور چونکہ جس کو عذاب ہو رہا تھا وہ مسلمان تھا، اس لئے اللہ نے اس سے ہماری دعاء کے سبب عذاب ہٹا دیا ہے۔

سوچیں وہ لوگ جو عذاب قبر کا انکار کرتے ہیں، انہیں اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے دین کو تکمیل، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دین کو تمکین، اور ائمہ اربعہؒ سے دین کو تدوین اور علماء دیوبند سے دین کو تطہیر نصیب ہوئی۔ اور اس تطہیر میں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا وافر حصہ ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ۝

اہمیتِ فقہ وعظمت امام اعظم ابوحنیفہؒ

جامعہ خیر المدارس ملتان میں تقریب "ختم بخاری شریف" کے موقع پر استاذ مکرم، مناظر اہل سنت، وکیلِ احناف حضرت مولانا محمد امین صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلی خطاب ارشاد فرمایا۔ یہ جامعہ میں حضرت کا آخری خطاب ہے، جو ۱۳ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۲-اکتوبر ۲۰۰۰ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء جامعہ کے وسیع وعریض پلاٹ میں ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائیں اور ہمیں حضرت کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائیں، آمین۔

الحمد للّٰہ، الحمد للّٰہ وحدہ، والصلٰوۃ والسلام علٰی من لا نبی بعدہٗ.

امابعد! فقد قال اللّٰہ تعالٰی فلولا نفر من کل فرقۃٍ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من یرد اللّٰہ بہ خیرًا یفقھہ فی الدین. صدق اللّٰہ مولانا العظیم وبلغنا رسولہ النبی الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشاھدین والشاکرین. والحمدللّٰہ رب العلمین. رب اشرح لی صدری ویسرلی امری. واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی. رب زدنی علمًا وارزقنی فھمًا. سبحٰنک لا علم لنا الا ما علمتنا. انک انت العلیم الحکیم.

اللھم صل علٰی سیدنا ومولانا محمدٍ وعلٰی آل سیدنا ومولانا محمدٍ وبارک وسلم وصل علیہ.

برادران اہل سنت والجماعت! یہ جامعہ خیر المدارس کی صحیح بخاری شریف کے ختم کی تقریب ہے۔ اور جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ مدرسہ ''جامعہ'' ہے جس میں تمام علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ علوم آلیہ بھی جیسے نحو، صرف، منطق وغیرہ اور علوم عالیہ بھی، جیسے قرآن پاک، احادیث اور فقہ۔ چونکہ یہ تقریب سعید صحیح بخاری شریف کے ختم سے متعلق ہے اور زیادہ توجہ طلباء کی طرف ہے، اس لئے طلباء سے ہی میں دو چار باتیں عرض کروں گا۔ خاص طور پر وہ طلباء جو اس سال فارغ ہو رہے ہیں۔

حدیث اور فقہ میں واضح فرق:

آپ نے ابتداء سے لے کر آخر تک ''کورس'' مکمل کیا۔ اس میں صَرف بھی پڑھی، نحو بھی۔ قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر بھی پڑھی اور فقہ وحدیث بھی پڑھی۔ آپ کے ذہن میں یہ بات ہونی چاہئے کہ حدیث اور فقہ کی کتاب میں واضح فرق کیا ہے؟ آپ نے فقہ میں بھی یہی پڑھا کہ نبی اقدس ﷺ وضو میں کلی فرماتے تھے، ناک میں پانی ڈالتے تھے، چہرۂ انور دھوتے تھے، پاؤں مبارک دھوتے تھے اور حدیث کی کتابوں میں بھی یہی پڑھا۔ لیکن اس کے باوجود ان میں (فقہ اور حدیث میں) ایک بہت واضح فرق ہے۔ وہ فرق کیا ہے؟ کہ حضرت پاک ﷺ وضو میں کلی فرماتے تھے۔ اس کی سند آپ کو حدیث کی کتاب میں ملے گی، فقہ کی کتاب میں (سند) نہیں ملے گی۔ لیکن حضور پاک ﷺ کلی فرماتے تھے، اس کا حکم کیا ہے؟ کہ یہ کلی وضو میں فرض ہے یا سنت ہے، واجب ہے یا مستحب ہے؟ یہ بات آپ کو حدیث میں یا حدیث کی کتاب میں نہیں ملے گی، بلکہ یہ بات آپ کو ''فقہ'' کی کتاب میں ملے گی۔ تو حدیث کی ایک سند ہوتی ہے اور ایک متن ہوتا ہے۔

''سند'' اور ''احکام'' میں ہم فقہاء کرام اور محدثین کے محتاج ہیں:

یاد رکھیں! ان دونوں باروں میں ہم حضور اکرم ﷺ کے بعد ''اُمتیوں'' کے محتاج ہیں۔ یہ سند صحیح ہے یا ضعیف؟ اس کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ یا رسول اقدس ﷺ کا کوئی فیصلہ ہمارے پاس موجود نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ فلاں سند صحیح ہے یا فلاں ضعیف ہے۔ یا رسول اقدس ﷺ نے فرمایا ہو کہ فلاں ''سند'' صحیح ہے اور فلاں سند ضعیف ہے۔ (بلکہ) اس فیصلہ میں ہم سراپا امتیوں، محدثین اور ائمہ مجتہدین کے محتاج ہیں۔

اسی طرح جتنے بھی احکام ہیں کہ کون سا حکم فرض ہے، کون سا واجب ہے، کون سا سنت ہے، کونسا مستحب ہے، کونسا مباح ہے اور کونسا مکروہ ہے، کونسا حرام ہے؟ اس میں بھی ہم سراپا امتیوں کے محتاج ہیں۔ اور یہ کام فقہاء کرام اور ائمہ مجتہدین کا ہے۔

آپ نے فقہ بھی پڑھی، اس میں احکام آپ کو مکمل شکل میں نظر آئیں گے کہ نماز کی شرطیں اتنی ہیں، ارکان اتنے ہیں، واجبات اتنے ہیں، سنتیں اور مستحبات اتنے ہیں، مکروہات اتنے ہیں اور مفسدات اتنے ہیں۔ لیکن کتب حدیث میں یہ چیزیں آپ کو نظر نہیں آئیں گی۔ چونکہ یہ احکام وہاں مذکور نہیں ہوتے ----- اب دیکھنا یہ ہے کہ ------ اس بارے میں زیادہ ضروری بات کونسی ہے؟

اصل دین احکام کا نام ہے:

مثلاً دیکھئے: آج آپ نے عشاء کی نماز اداء کی، اگر آپ سے کوئی کہے کہ ''تکبیر تحریمہ'' سے لے کر ''سلام'' تک جو کچھ آپ نے پڑھا، کیا ہر ایک بات کی سند آپ کو یاد ہے؟ تو میرے خیال میں شاید ہزار میں سے ایک کو بھی یہ باتیں یاد نہ ہوں، لیکن پھر

بھی یہ بات آپ سوچ رہے ہیں کہ اس سے نماز میں ذرہ برابر بھی نقص واقع نہیں ہوا۔ سند یاد ہو یا نہ ہو (اور اسی طرح) سند کے بارے میں یہ پتہ ہو یا نہ ہو کہ آیا یہ سند صحیح ہے یا نہیں؟ لیکن اصل دین احکام کا نام ہے جو ہمیں فقہاء اور ائمہ مجتہدین سے ملتا ہے۔ اگر آپ کو یہ پتہ نہیں ہے کہ سورۃ فاتحہ کا حکم کیا ہے؟ یہ واجب ہے اور آپ نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو ترکِ واجب کی وجہ سے ''سجدۂ سہو'' لازم ہو جائے گا۔ تو سند کے چھوڑنے سے کوئی سجدۂ سہو لازم نہیں آئے گا۔ سند کے یاد نہ ہونے سے نماز کے کسی حکم پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ تو اس لئے ''اصل دین'' فقہاء کے پاس ہے۔ ''سند'' راستہ ہے اور ''متن'' منزل ہے۔

حدیث اور فقہ ایک دوسرے کے مخالف نہیں:

ائمہ محدثین راستے کے محافظ ہیں اور ائمہ مجتہدین ''احکام'' کے محافظ ہیں۔ اس لئے پہلی بات تو یہ یاد رکھیں کہ بعض لوگ جو یہ نظریہ پیش کیا کرتے ہیں کہ ''حدیث و فقہ میں مخالفت ہے (یہ غلط ہے) اس فن کے دو الگ الگ مقام ہیں۔ فقہاء کا کام ہے احکام بیان کرنا کہ یہ حکم فرض ہے، واجب ہے یا سنت ہے۔ اور محدثین کا کام ہے ''سند پر بحث کرنا۔'' اس لئے سند کی بحث کی ضرورت صرف محدثین کو ہے۔ لیکن نماز کے فرائض عوام کو بھی یاد ہونے چاہئیں، محدثین وفقہاء کو بھی۔ قاضی صاحبان وسلاطین اسلام کو بھی اور صوفیاء کرام کو بھی۔ تو اسی لئے مکمل دین کی جو شکل ہے وہ آپ کو فقہ کی کتابوں میں نظر آئے گی۔

فقہ اور حدیث میں ایک اور فرق:

ایک اور واضح فرق یہ بھی ہے کہ ''محدثین'' ہر زمانے کی احادیث نقل کر دیتے

ہیں۔ابتدائی دور کی بھی، درمیانے دور کی بھی اور آخری دور کی بھی۔اور فقہاء تحقیق کر کے وہی مسئلہ بیان کرتے ہیں جس پر امت نے عمل کرنا ہے۔

مثلاً آپ کو بعض ایسی احادیث بھی ملیں گی کہ حضور پاک ﷺ "بیت المقدس" کی طرف (منہ کر کے) نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔اور بیت اللہ شریف کی طرف نماز ادا کرنے کی حدیث بھی ملے گی۔لیکن فقہ میں آپ کو ایک ہی بات ملے گی کہ شرائط نماز میں سے ایک شرط یہ ہے کہ اپنا منہ بیت اللہ شریف کی طرف کرنا ہے۔اس لئے حدیث اور فقہ کی کتاب کو میں مثال سے سمجھایا کرتا ہوں۔

حدیث کی مثال ڈاکٹری کی کتاب ہے، جیسے ڈاکٹری کی کتاب کتنی ہی اونچی کیوں نہ ہو، ساری دنیا کے ڈاکٹر اس کی تعریف کرتے ہوں لیکن اس سے نسخہ لکھنے کا حق صرف ڈاکٹر کو ہے، مریض کو نہیں۔مریض اور ڈاکٹر دونوں اس کتاب کو کھولیں گے تو اس میں چالیس نسخے "بخار" کے ملیں گے۔اب جو مریض پڑھے گا تو دیکھے گا کہ یہ ایک اچھا نسخہ ہے۔آگے پڑھے گا تو دیکھے گا کہ یہ دوسرا بہت اچھا نسخہ ہے۔اسی طرح اگلا پڑھے گا تو وہ اس سے بھی اچھا لگے گا......لیکن اگر مریض نے خود نسخہ لکھ لیا تو عین ممکن ہے کہ وہ غلط نسخہ لکھ کے اپنے بخار کو اتنا بگاڑ لے کہ پھر کوالیفائی ڈاکٹر بھی جواب دے دے گا کہ اب میرے بس کی بات نہیں۔بخار کوئی اور تھا اور تو دوائی اور کھاتا رہا ہے۔لیکن فقہ کی کتاب کی مثال بالکل "نسخہ" جیسی ہے کہ مثلاً آپ بیمار ہوئے اور ڈاکٹر صاحب یا طبیب کے پاس گئے اور اس نے آپ کی نبض دیکھی، آپ کا مزاج پہچانا، موسم کا حال دیکھا اور اس سب کچھ کے بعد پھر آپ کو ایک نسخہ لکھ دیا۔اب آپ کو حکم یہی ہے کہ آپ بلا دھڑک اس نسخہ پر عمل کریں۔تو اسی لئے جس طرح عوام کے لئے ڈاکٹری کی کتاب نہیں بلکہ نسخہ

ہے، اسی طرح عوام کے لئے بھی (حدیث کی کتاب نہیں بلکہ) فقہ کی کتابیں ہیں۔ ان کے مطابق عمل کرے۔

تو فقہ اور حدیث کی کتابوں میں یہ دو اتنے واضح فرق ہیں۔ ایک تو یہ کہ حدیث میں "اسناد" ہیں۔ اور فقہ میں "احکام" ہیں۔ اور اصل مقصود دین میں احکام ہی ہیں۔ اسناد تو ان کی حفاظت کے لئے ذریعہ، واسطہ اور راستہ ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں "فقہاء" کے سپرد کیا ہے۔ "لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون.

اور دوسرا یہ کہ حدیث کی کتاب میں تو ہر زمانے کی احادیث ہوتی ہیں۔ ان میں متعارض احادیث بھی ہوتی ہیں اور یہ تو بالکل واضح ہے کہ تمام "متعارض احادیث" پر کوئی جماعت بھی عمل نہیں کر رہی۔ "احادیث راجحہ" پر عمل کرتے ہیں۔

ائمہ مجتہدین "شارح" ہیں نہ کہ "شارع":

اب ایک یہ ہے کہ ہم جیسا ان پڑھ تلاش کرے کہ راجح حدیث کون سی ہے اور ایک یہ ہے کہ خیر القرون کے امام، سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیں بتادیں کہ ان متعارض احادیث میں یہ احادیث راجح ہیں (ان پر عمل کرو) اس لئے ائمہ مجتہدین کو ہم "شارع" یعنی عین کے ساتھ نہیں سمجھتے بلکہ "شارح" یعنی "حا" کے ساتھ سمجھتے ہیں۔ وہ "واسطہ فی البیان" اور "واسطہ فی التفہیم" ہیں۔ وہ دین بناتے نہیں بلکہ دین کی باتیں ہمیں بتاتے اور سمجھاتے ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مقام تمام فقہاء مجتہدین سے اونچا ہے:

تو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے ہوئے (گزرے) ہیں۔ چنانچہ وطنی

سے مولوی عبدالباقی صاحب نے ''نورانی قاعدہ'' دوبارہ شائع کیا ہے تو ہر صفحہ پر کوئی نہ کوئی فقرہ لکھ دیا ہے۔ اور شروع میں امام صاحب کے اساتذہ اور اُن کے تلامذہ کا نقشہ دے دیا ہے۔ میں جب وہاں گیا تو مولوی صاحب نے مجھے ایک بچہ دکھایا (اور بتایا کہ) یہ بچہ قاعدہ پڑھتا ہے اور اس کے ''نانا ابو'' غیر مقلد ہیں۔ تو یہ پڑھنے کے لئے آنے سے پہلے ناشتہ کر رہا تھا اور ''نانا ابو'' کہیں باتیں کر رہے تھے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقام سب سے اونچا ہے۔ وہ بچہ ناشتہ چھوڑ کر اُٹھا اور کہا کہ نانا ابو! آپ نے قاعدہ نہیں دیکھا؟ آپ ''قاعدہ'' بھی نہیں پڑھے ہوئے؟ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں، امام مالکؒ کے شاگرد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، امام شافعیؒ کے شاگرد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور امام احمد بن حنبلؒ کے شاگرد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور قاضی ابو یوسفؒ کے حدیث میں شاگرد امام احمد بن حنبلؒ ہیں، اور امام احمد بن حنبلؒ کے شاگرد امام بخاریؒ ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور امام محمدؒ کے شاگرد امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ امام یحییٰ بن معینؒ کون بزرگ ہیں؟ فرماتے ہیں کہ ''میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ حدیث لکھی ہے۔'' اب آپ دس لاکھ احادیث کا لفظ سن کر حیران ہو رہے ہوں گے کہ یہاں تو کسی کو اگر ایک حدیث ہی آ جائے تو وہ ''غیر مقلد'' ہو جاتا ہے تو یہ یحییٰ بن معینؒ جنہوں نے دس لاکھ احادیث اپنے ہاتھوں سے لکھی ہیں، پتہ نہیں وہ غیر مقلد تھے یا نہیں؟

امام یحییٰ بن معینؒ (جنہوں نے دس لاکھ احادیث لکھی ہیں) مقلد ابوحنیفہؒ تھے:

حافظ ذہبیؒ "تذکرۃ الحفاظ" میں لکھتے ہیں: کان یفتی بقول ابی حنیفۃ. کہ یہ دس لاکھ احادیث اپنے ہاتھ سے لکھنے والے امام یحییٰ بن معین بھی سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلد تھے۔ کیوں؟ اس لئے کہ احادیث کی "اسانید" تو ان کو یاد تھیں لیکن "احکام" میں یہ محتاج تھے سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے۔

روایت حدیث کے دو طریقے:

اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ حدیث پاک میں ایک سند ہوتی ہے اور ایک متن ہے اور متن بھی احکام۔ اسی لئے حدیث کے روایت کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ حدیث سے وہ احکام بیان کئے جائیں جن کی عوام کو ضرورت ہے (یاد رکھیں!) اس بارے میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کا اُن کے بعد آج تک دنیا میں کوئی شریک پیدا نہیں ہوا۔

امام ابوحنیفہؒ نے بارہ لاکھ نوے ہزار احکام استنباط فرمائے ہیں:

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ لاکھ، نوے ہزار احکام استنباط کر کے اُمت کے سپرد کئے ہیں۔ (سبحان اللہ) کفایہ (شرح ہدایہ) میں لکھا ہے کہ یہ (احکام) امت کے سامنے رکھے ہیں، قانون کے اتنے مسائل امت کو دیئے ہیں۔ (نعرہ.....)

اسی لئے یہ جو طریقہ ہے کہ "حدیث کے احکام کی روایت" اس میں سارے ائمہ خوشہ چیں ہیں امام اعظم ابوحنیفہؒ کے۔

ایک واقعہ:

ایک دن ایک آدمی میرے پاس آیا۔ حقیقت الفقہ نامی کتاب اُس کے ہاتھ میں تھی۔ کہتا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے کوئی کتاب بھی نہیں لکھی۔ میں نے کہا کہ امام

شافعیؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر جو کتابیں پڑھی ہیں کیا وہ بغیر لکھے پڑھی گئیں؟ وہ (امام شافعیؒ) فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اتنی کتابیں لیں کہ ایک اونٹ اُس بوجھ کو اُٹھا کر لایا تھا اور پڑھنے کے بعد وہ (امام شافعیؒ) ریمارکس کیا دیتے ہیں؟ فرماتے ہیں: من لم ینظر فی کتب ابی حنیفة لم یتبحر فی الفقه. اور (مزید) فرماتے ہیں کہ اگر دین میں سمجھ پیدا کرنی ہے تو امام ابوحنیفہؒ کو "اباجی" ماننا پڑے گا۔

فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کا کوئی شریک نہیں ہے:

قیامت تک آنے والے (سب) ان کی نسل ہیں اور وہ فقہ میں سب کی اصل ہیں (سبحان اللہ) تو سیدنا امام اعظمؒ کا اس بارے میں کوئی شریک آج تک پیدا ہی نہیں ہوا ----- رہی اسانید.....تو اس میں بھی بہت بڑے بڑے مجتہدین ومحدثین گزرے ہیں، لیکن امام صاحبؒ کی "مسانید" سترہ محدثین نے جمع فرمائی ہیں۔ اور کم ازکم میرے علم میں یہ بات رہی کہ کسی اور محدث کی مسانید اتنے محدثین نے جمع نہیں کیں۔ اور پھر اس اعتبار سے محدثین میں یہ بات بھی ہوتی ہے کہ کس کی سند "عالی" ہے اور کس کی سند "نازل" ہے۔

جتنے واسطے کم ہوں گے راوی اور اللہ کے نبی پاک ﷺ کے درمیان تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ سند عالی ہے۔ ☆ چنانچہ صحیح بخاری شریف میں ۲۲-احادیث ایسی ہیں جن کو "ثلاثیات" کہا جاتا ہے۔ یعنی جس حدیث میں تین واسطے ہوں، اور یہ اعلیٰ ترین روایت سمجھی جاتی ہے۔ ☆ ابن ماجہ میں پانچ احادیث ایسی ہیں جنہیں "ثلاثیات" کہا جاتا ہے۔ ☆ ترمذی میں صرف ایک حدیث ثلاثی ہے۔ ☆ ابوداؤد شریف میں بھی صرف ایک "ثلاثی حدیث" ہے۔

امام اعظمؒ رؤیت وروایت دونوں اعتبار سے تابعی ہیں:

یہاں بھی سوچنے کی بات یہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی ''وحدانیات'' بھی موجود ہیں کہ جو صرف ایک واسطہ (صحابیؓ) سے براہ راست امام صاحبؒ نے روایت کی ہیں۔ امام دارقطنیؒ جو امام شافعیؒ کے مقلد ہیں، اُن سے پہلے کسی نے بھی امام ابوحنیفہؒ کی ''روایت حدیث'' کا انکار نہیں کیا۔ تابعیت کا انکار تو وہ (امام دارقطنی) بھی نہیں کر رہے، فرماتے ہیں: کہ صرف رؤیت کے اعتبار سے امام صاحبؒ تابعی ہیں...... لیکن ہم کہتے ہیں کہ ''رؤیت'' کے اعتبار سے بھی امام صاحبؒ تابعی ہیں اور ''روایت'' کے اعتبار سے بھی تابعی ہیں۔ اور ''ثنائیات'' میں تو امام صاحب کی روایات بہت زیادہ ہیں۔

(الف) ابوحنیفہ عن نافع عن ابن عمرؓ (ب) ابوحنیفہ عن عطاء عن ابی ھریرۃؓ (وغیرہ) مسند امام اعظم اور کتاب الآثار میں دیکھ لیں کہ اتنی ''ثنائیات'' ہیں کہ صرف دو واسطے ہیں۔ جبکہ ''صحاح ستہ'' میں تو ایک بھی ''ثنائی حدیث'' موجود نہیں ہے۔

امام اعظمؒ کی مردم شناس نظر:

اور آپؒ کی نادر ترین احادیث ''ثنائیات'' ہیں۔ پھر امام بخاریؒ نے جو ''ثلاثیات'' لی ہیں ان میں سے اکثر ''ثلاثیات'' مکی بن ابراہیمؒ سے لی ہیں، جو ۱۲۶ھ میں بلخ میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۴۰ھ میں تجارت کی غرض سے کوفہ پہنچے۔ سیدنا امام اعظمؒ کی مردم شناس نظر نے جب ان کو تجارت کرتے دیکھا تو بلایا۔ اور فرمایا کہ اس (تجارت) سے زیادہ ایک اور اہم کام ہے جو دنیا اور دین دونوں میں آپ کو چمکا دے گا۔

امام اعظمؒ کی توہین کرنے والا بڑا بے وقوف ہے:

چنانچہ مکی بن ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ اب میں ہر نماز کے بعد اور جب بھی کسی

مجلس میں امام صاحبؒ کا ذکر آتا ہے تو میں اُن کے لئے دعائیں کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مقام (ومرتبہ) پر امام صاحبؒ کی برکت سے پہنچایا ہے۔ اور جب وہ امام صاحب کی سند سے کوئی حدیث روایت کرتے ہیں (ایک دن حدیث سنا رہے تھے تو ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہا: حدثنا عن ابن جریج کہ ہمیں ابن جریجؒ کی احادیث سنائیں نہ کہ امام ابوحنیفہؒ کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ بس یہاں سے نکل جا۔ سفهاء (بے وقوف، گستاخ) پر حدیث بیان کرنا ہمارے نزدیک حرام ہے اور جو امام ابوحنیفہؒ کی احادیث نہیں سنتا، اس سے بڑا بے وقوف دنیا میں کوئی نہیں۔ اس کو نکال دیا اور اس کے بعد امام صاحبؒ کی احادیث لکھائیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ میں نے جتنے اساتذہ سے علم حدیث حاصل کیا، امام ابوحنیفة اعلم اهل زمانه (یعنی امام ابوحنیفہؒ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے)

○ امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے حنفی تھے۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اُن کے شیوخ میں آتے ہیں۔ وہ جب بھی حدیث یا کسی کا درس دیتے، حدیث سناتے، اس کے بعد "قال ابو حنيفة" کہہ کر وہ احکام بتاتے جو امام صاحبؒ نے احادیث سے استنباط فرمائے تھے۔ ایک دن ایک شخص کہنے لگا کہ ہمیں "قال رسول اللہ" لکھوایا کریں۔ "قال ابو حنيفة" نہ لکھوائیں۔ تو انہوں نے فرمایا: یہاں سے نکل جا! یاد رکھنا: لا تقولوا رای ابی حنيفة (کبھی یہ نہ کہنا کہ یہ ابوحنیفہؒ کی رائے ہے) بل تقولوا انه تفسير من حديث (بلکہ یہ کہا کرو کہ یہ حدیث کی تفسیر ہے)۔ اللہ کے نبی کے ارشادات کی تشریح ہے۔

صحیح بخاری میں ۳۴ بڑے ائمہ احناف کی روایات ہیں:

○ امام وکیع بن جراحؒ جو امام صاحبؒ کے شیوخ میں سے ہیں، تقریباً چونتیس

بڑے بڑے حنفیہ کے امام ہیں جن سے لی گئی روایات ''صحیح بخاری شریف'' میں موجود ہیں۔ اُن میں امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ ان کی بھی عادت مبارکہ یہی تھی کہ جب حدیث پاک کا درس دیتے تو حدیث کے ساتھ ساتھ امام صاحبؒ (کے استنباط کردہ) مسائل بھی لکھواتے ...... ایک دن کسی نے کہہ دیا کہ مسائل لکھوانے کی کیا ضرورت ہے؟ تو امام وکیعؒ نے فرمایا: یاد رکھو! قرآن "وحی متلو" ہے اور اس کی صرف تلاوت کرنے میں ثواب مل جاتا ہے، معنی آئیں یا نہ آئیں، لیکن حدیث پاک "وحی متلو" نہیں ہے۔ اس سے مقاصد تو اس کے مسائل ہیں، اگر تجھے مسائل کا پتہ نہ چلا تو تجھے حدیث پڑھنے کا کیا فائدہ ہوگا؟

اس کے بعد فرمایا کہ اگر تجھے پسند نہیں تو یہاں سے چلا جا۔ اس نے کھڑے ہو کر کہا: "اخطأ ابو حنیفة" کہ امام ابوحنیفہؒ سے خطاء ہوئی۔ امام وکیعؒ نے اسے نکال دیا۔ اس کے بعد فرمایا: یہ لوگ ہیں اُولٰئک کالانعام بل ھم اضل. یعنی یہ جانوروں سے بھی گئے گزرے لوگ ہیں۔ اس کے بعد فرمایا: میں یہ نہیں کہتا کہ امام ابوحنیفہؒ معصوم تھے، ان سے خطاء ہو ہی نہیں سکتی، میں اس کا قائل نہیں ہوں۔ لیکن امام صاحب نے جہاں بیٹھ کر مسائل استنباط فرمائے امام صاحب اکیلے نہیں تھے۔ اُن کے پاس لمبے چہرے والے مجتہدین بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں ''لغت'' کے سپیشلسٹ امام محمدؒ، فضیل بن عیاض جیسے اللہ والے، ابویوسف جیسے محدث اور ہر فن کے سپیشلسٹ وہاں موجود ہوتے تھے۔ تو جیسے تراویح میں قاری صاحب قرآن پاک سناتے ہیں تو وہ (قاری) معصوم نہیں ہوتے، ان سے بھول ہو جاتی ہے، لیکن لقمہ دینے والا اس غلطی کو چلنے نہیں دیتا۔ اسی لئے امام وکیعؒ فرماتے ہیں کہ ''میں واضح لفظوں میں کہتا ہوں کہ اگر امام صاحبؒ سے کوئی خطاء ہوئی تو اس خطاء کو چلنے نہیں دیا گیا'' ــــــ ایک ہے غلطی لگنا اور ایک ہے غلطی چلنا۔ اس کے متعلق فرمایا کہ

''کتاب اللہ'' ایک ایسی کتاب ہے جس میں کوئی غلطی نہیں۔ ذلک الکتاب لا ریب فیہ۔ انسانوں کی لکھی ہوئی کوئی بھی ایسی کتاب نہیں جس میں غلطی کا امکان نہ ہو۔ لیکن ایک بات یاد رکھیں! غلطی کسی کو لگی ہے تو ''جماعت'' نے وہ غلطی چلنے نہیں دی۔

ہمارا نام ہی اہلِ سنت والجماعت ہے:

کیونکہ نبی بذاتہ معصوم ہے، ان کے بعد ایک ذات بھی معصوم نہیں بلکہ ''جماعت'' معصوم ہے۔ یداللہ علی الجماعۃ. اگر کسی محدث سے کوئی غلطی ہوگئی تو محدثین کی جماعت نے فوراً درست کر دیا۔ اگر کسی فقیہ سے لغزش ہوئی تو فقہاء کی جماعت نے اُس کو چلنے نہیں دیا، اگر کسی مورخ سے کوئی غلطی ہوئی تاریخ میں تو مورخین کی جماعت نے بھی اس کو چلنے نہیں دیا۔

جماعت سے کٹنے والا گمراہ ہو جاتا ہے:

یہیں سے اگر آپ یہ بات سمجھ لیں کہ ہمارے ہاں معیار ''جماعت'' ہے، تو آج جتنے نئے فتنے کھڑے ہو رہے ہیں سب کا یہی ایک علاج ہے۔

○ ایک کتاب میں لکھا تھا کہ میں نے تاریخ کی اسی کتاب سے حوالے لئے ہیں جہاں سے فلاں نے لئے، فلاں نے لئے، فلاں نے لئے ---- لیکن ہم کہتے ہیں کہ ''تاریخ'' میں تو صحیح وضعیف روایات موجود ہیں، تاہم اُن سے انتخاب کا حق مجھے (آپ کو) نہیں ہے۔ کسی ایک ذات کو نہیں بلکہ صرف مورخین کی جماعت کو یہ حق ہے۔ جن لوگوں نے ایک ایک آدمی کو معیار بنایا وہ نئے نئے فرقے بنتے چلے گئے اور جنہوں نے جماعت کو معیار رکھا وہ آج تک جماعت کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔

○ اسی طرح امام وکیع بن جراحؒ کی احادیث بخاری میں ہیں۔ اور میں تو کہا کرتا ہوں کہ اگر ''صحاح ستہ'' سے ''اہلِ کوفہ'' کی روایات نکال دی جائیں تو وہاں خاک اُڑتی

شروع ہو جائے گی۔

بخاری شریف کی آخری حدیث کا ہر ہر راوی کوفی ہے:

آج کل امام صاحبؒ کی ضد میں مجھے ایک آدمی کہنے لگا کہ اہل کوفہ کی روایت واحادیث حجت نہیں تو یہ آج بخاری شریف کی آخری حدیث کا سبق ہے، میں کہتا ہوں کہ بخاری شریف کی اس آخری حدیث کا ہر ہر راوی کوفی ہے، ایک راوی بھی ایسا نہیں جو کوفہ کے علاوہ کسی دوسرے شہر کا ہو۔ تو امام بخاریؒ تو ہمیں اہل کوفہ کے سپرد کر کے چلے گئے۔ خود (امام بخاری) فرماتے ہیں کہ میں یہ تو بتا سکتا ہوں کہ فلاں شہر میں کتنی دفعہ گیا، فلاں شہر میں کتنی دفعہ گیا، فلاں شہر میں کتنی دفعہ گیا، لیکن یہ گنتی میں نہیں کر سکتا کہ کوفہ میں کتنی دفعہ حاضر ہوا۔

امام بخاریؒ نے فقہ پہلے پڑھی ہے اور حدیث بعد میں:

اور کوفہ میں امام بخاریؒ کی حاضری صرف حدیث کے لئے ہی نہیں، فقہ کے لئے بھی تھی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے سولہ سال کی عمر میں عبداللہ بن مبارکؒ سے فقہ حنفی کی کتابیں پڑھیں اور وکیع بن جراحؒ سے امام ابوحنیفہ کی فقہ کی کتب پڑھی ہیں تو جس طرح آپ کے نصاب میں فقہ پہلے ہے اور حدیث بعد میں ہے، اسی طرح امام بخاریؒ نے بھی فقہ پہلے پڑھی ہے اور حدیث بعد میں۔

فقہ کی ضرورت حدیث سے مقدم ہے:

اور ویسے بھی امت کو فقہ کی ضرورت پہلے ہوئی ہے، فقہ کے چاروں امام پہلے گزرے ہیں اور صحاح ستہ والے امام ان چاروں کے بعد ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے عجیب انداز رکھا ہے کہ جیسے چاروں خلفاءؓ برحق ہیں، تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ آخر میں آئے اور انہوں نے پہلوں کی تصدیق فرمادی، کسی کی تردید نہیں فرمائی، اب اگر کوئی پہلوں کے

بارے میں انگلی اٹھائے تو ہم کہتے ہیں کہ تیرا علم زیادہ ہے یا "باب مدینۃ العلم" حضرت علی رضی اللہ عنہ کا علم زیادہ ہے؟ انہوں نے تو حضرت ابوبکر، حضرت عمر، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کو قریب سے دیکھا، ان کے ساتھ رہے، ہم نوالہ وہم پیالہ رہے، سب کے ساتھ نمازیں پڑھیں لیکن اس کے باوجود حضرت علیؓ نے ان پر کچھ اعتراض نہیں کیا اور تم آج چودہ سو سال بعد ان پر کیسے اعتراض کر سکتے ہو؟

چاروں ائمہ فقہاء پہلے گزرے ہیں اور صحاح ستہ والے بعد میں:

اسی طرح... آج اگر کوئی کہتا ہے کہ فقہ حدیث کے خلاف ہے تو ہم کہتے ہیں کہ فقہ کے چاروں امام (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ) پہلے گزرے ہیں اور اصحاب صحاح ستہ بعد میں... بخاری شریف میں جہمیہ فرقہ کے رد میں عنوان ہے، کتاب الرّد علی الجہمیہ، دنیا میں اگر آج اس فرقہ کو تلاش کریں تو کوئی بھی نہیں ملتا، تو اس چھوٹے سے فرقہ کے رد میں تو امام بخاریؒ نے کتاب لکھی ہے اور ساری دنیا جو حنفیوں سے بھری پڑی ہے، ان کے خلاف کوئی کتاب یا باب نہیں لکھا۔ اگر حنفی بھی غلط ہوتے تو ان کے خلاف بھی ضرور لکھتے اور فرماتے کہ (معاذ اللہ) یہ گمراہ ہیں۔

○ امام بخاریؒ کی پیدائش ۱۹۴ھ میں ہے اور امام سفیان بن عیینہ کی وفات ۱۹۸ھ میں ہے، امام سفیانؒ فرماتے ہیں کہ فقہ حنفی آفاق تک، زمین کے کناروں تک پہنچ چکی ہے، یہ محدّث حرم ہیں، حرم پاک میں بڑے بڑے حلقے ہیں لیکن سب سے بڑا حدیث کا حلقہ امام سفیانؒ کا ہوتا تھا، ایک دن کسی نے پوچھا کہ حضرت! اور بھی تو استاد ہیں۔ کسی کے پاس چار، کسی کے پاس پانچ طلباء ہیں، دس سے زیادہ نہیں ہیں اور آپ کے پاس سینکڑوں طالب علم ہیں؟ تو فرمایا کہ یہ اس لئے ہے کہ میری حدیث کی سند بہت عالی ہے، اَوّلُ مَنْ صیرنی محدِّثا فھو ابو حنیفۃ کہ مجھے سب سے پہلے حدیث کی سند امام ابوحنیفہ نے دی

ہے.....ایک غیر مقلد مولوی صاحب مجھے کہنے لگے کہ کیا امام سفیان بن عیینہؒ کے پاس ہوائی جہاز تھا؟ کیا وہ ساری دنیا میں دیکھ کر آئے تھے کہ یہاں حنفی ہیں؟ میں نے کہا کہ انہیں ہوائی جہاز کی ضرورت نہیں تھی، وہ تو حرم پاک میں بیٹھتے تھے اور حرم پاک میں دنیا کے ہر کونے کا مسلمان حج کے لئے پہنچ جاتا ہے اس لئے انہیں دنیا میں پھرنے کی ضرورت نہیں تھی ــ تو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے تلامذہ ہیں جن سے امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں احادیث لی ہیں، تو امام بخاریؒ کی حدیث کی کتاب صحیح بخاری شریف کو "اصح الکتب بعد کتاب اللہ" کہا جاتا ہے اس لئے کہ خیر القرون کے بعد احادیث کی جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں، ان سب سے زیادہ صحیح کتاب یہی ہے۔

فقہ حنفی اعلیٰ ترین فقہ ہے:

لیکن بات پوری یاد رکھنی چاہیے! جس طرح صحاح ستہ میں اعلیٰ ترین کتاب صحیح بخاری ہے اسی طرح چاروں فقہوں میں اعلیٰ ترین فقہ "فقہ حنفی" ہے، تو کیا اس پر فیصلہ کرنے کے لئے کوئی ہمارے ساتھ تیار ہے؟ کہ سند کی بحث میں بخاری کی سند کو اعلیٰ مانا جائے اور جب احکام کی بات آئے تو اس میں امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ کسی اور کی نہ مانی جائے۔

اصح ہونے کا صحیح مطلب؟

جب تم اصح ہونے کا یہ مطلب لیتے ہو (حالانکہ جو مطلب یہ غیر مقلدین لیتے ہیں کہ اس کے مقابلے میں کوئی اور حدیث نہ مانی جائے) جبکہ یہ مطلب تو خود امام بخاریؒ بھی نہیں مانتے، چنانچہ باب الفخذ میں امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ آیا ران کا پردہ ہے یا نہیں؟ تو فرماتے ہیں کہ وہ حدیث انسؓ ہے جس میں آیا ہے کہ ران کا پردہ نہیں ہے یہ بہت زیادہ صحیح سند والی روایت ہے، لیکن اس کے مقابلے میں وہ حدیث جس میں اس کے "پردہ" ہونے کا ذکر ہے وہ ضعیف سند کے ساتھ ہے، لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ پردہ کرنے والی (ضعیف

السند حدیث) پر ہی عمل کیا جائے۔ اسی بخاری شریف میں کتنی اور حدیثیں ہیں، کہ اگر ادخال ہو، انزال نہ ہو تو غسل فرض نہیں ہوتا، لیکن امام بخاریؒ غسل فرض ہونے کی صریح روایت نہ لانے کے باوجود فرماتے ہیں کہ غسل پر عمل لازم ہے .... اس لئے جو یہ مطلب لیتے ہیں میں ان سے کہا کرتا ہوں کہ اصح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صحیح بخاری کے مقابلے میں کوئی اور حدیث نہ مانی جائے تو پھر یہ بھی کہو کہ جب احکام کی بات آئے گی تو چونکہ امام ابوحنیفہؒ سب کے استاد ہیں اس لئے ان کے مقابلے میں کسی اور فقیہ کا استنباط کردہ حکم بھی نہ مانا جائے....؟ یا تو اصول ایک ہی رکھا جائے (ناں!) یہ دو کشتیوں میں پاؤں نہیں ہونا چاہئے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے ان کو جو مقام عطا فرمایا ہے (وہ بہت اعلیٰ مقام ہے)

صحیح بخاری کا انتخاب چھ لاکھ احادیث سے کیا گیا:

سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو محنت فرمائی، چھ لاکھ احادیث میں سے اس کتاب کا انتخاب فرمایا، اور اتنا حافظ تھا کہ سو احادیث میں امتحان لیا گیا اور آپ نے تمام سندیں بالکل صحیح صحیح سنا دیں۔

امام بخاری کی قبر روضۃ من ریاض الجنۃ ہے:

امام بخاریؒ کا جب وصال ہوا تو آپ احادیث میں پڑھ آئے ہیں کہ یہ جو قبر ہے یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتی ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوتی ہے۔ میرے پیر و مرشد، شیخ التفسیر، سلطان العارفین حضرت لاہوریؒ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اگر دل کی آنکھیں کھل جائیں تو قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے پتہ چلتا ہے کہ (واقعی) یہ جنت کا باغ ہے یا دوزخ کا گڑھا؟

حضرت امام بخاریؒ کو جب قبر میں اتارا گیا تو یہ تو آپ نے پڑھا کہ جنت

روح الریحان ہے، خوشبوئیں ہی خوشبوئیں ہیں اور یہی قبر جس کا دنیا آج انکار کر رہی ہے ،جنت کا باغ ہے۔تو بعض اوقات جنت کی یہ خوشبو اتنی مہکتی ہے کہ وہ برزخ کا پردہ پھاڑ کر باہر بھی آجاتی ہے۔امام بخاریؒ کو جب قبر میں رکھا گیا تو اتنی خوشبو پھیلی کہ وہ برزخ کے پردہ سے باہر آئی اور لوگ سونگھ رہے تھے کہ واقعی یہی قبر ہے کہ جسے روضة من ریاض الجنه کہا جاتا ہے۔اور سارے ہی کہہ رہے تھے کہ یہ خوشبو ان خوشبوؤں میں سے نہیں ہے جو دنیا میں موجود ہیں۔

اکابر علمائے دیوبند کی قبروں سے جنت کی خوشبو سونگھنا:

یہی حال اپنے بہت سے اکابر (حضرت لاہوری، شیخ مولانا محمد موسیٰ خان وغیرہ) کے ساتھ ان کی قبروں میں ہوا کہ ان کی قبور سے ہزاروں لوگوں نے خوشبوئیں سونگھی ہیں تو مقصد یہ ہے کہ یہ تقریب صحیح بخاری شریف کے بارہ میں ہے اس لئے اپنے طلباء کے سامنے میں نے ایک دو باتیں رکھیں ہیں کہ (۱) احکام میں ہم فقہاء کرام کے پابند ہیں، (۲) سند میں محدثین کے پابند ہیں، ہم کسی کا حق چھیننے کے لئے تیار نہیں اور کسی کا حق دوسرے کو دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔سیدنا (امام اعظم ابوحنیفہؒ) اور فقہاء نے ہمیں مکمل دین دیا، تمام فرائض صحیح پہنچائے ہیں۔

تمام محدثین کسی نہ کسی امام کے مقلد تھے:

محدثینؒ نے یہ کوشش نہیں کی کہ تمام مسائل کو جمع کیا جائے بلکہ سارے کے سارے محدثین خود کسی نہ کسی امام کے مقلد تھے، کیونکہ محدثین کے حالات میں چار قسم کی ہی کتابیں ملتی ہیں: (۱) طبقاتِ حنفیہ، (۲) یا طبقاتِ مالکیہ، (۳) یا طبقاتِ شافعیہ، (۴) یا طبقاتِ حنابلہ۔ ''طبقاتِ غیر مقلدین'' نامی کتاب محدثین کے حالات میں آج تک دنیا میں نہیں لکھی گئی۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین.

احناف کی عظمت شان

(خطبہ جمعہ جامع مسجد باغبان پورہ لاہور)

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لانبي بعده. امابعد.

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم.

ان الذين امنوا وعملوا الصالحات سيجعل لهم الرحمن ودا. صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسوله النبي الكريم ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين رب اشرح لي صدري ويسرلي امري واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي رب زدني علما وارزقني فهما.

سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم.

اللهم صل على سيدنا ومولانا محمد وعلى ال سيدنا ومولانا محمد وبارك وسلم وصل عليه.

تمہید:

دوستو بزرگو! میں نے آپ کے سامنے قرآن پاک کی سورۃ مریم کے آخری رکوع کی ایک آیت کریمہ تلاوت کی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ شروع فرمایا۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ کے بعد اب کوئی نبی اس دنیا میں پیدا

ہونے والا نہیں ہے۔ باقی جتنے انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ان سب کو نبی مان لینے سے ایمان پورا ہو جاتا ہے لیکن رسول اقدس ﷺ کو صرف نبی ماننے سے ایمان پورا نہیں ہوتا جب تک آپ کو آخری نبی نہ مان لیا جائے۔

آخری نبی کا معنی:

اس لئے ختم نبوت کا عقیدہ ہمارے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ آخری کا معنی کیا ہے؟ آج کل فتنوں کا دور ہے اس میں بھی لوگوں نے بحثیں شروع کر دیں کہ خاتم کا کیا معنی ہے؟ آخری کا کیا معنی ہے؟ یاد رکھیں ختم نبوت کا مطلب جو علماء نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایسے نبی کا آنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد جس سے نبیوں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے وہ ختم نبوت کے خلاف ہے۔ مثلاً قرآن پاک کے بارے میں پوچھا جاتا ہے کہ قرآن پاک کی کل کتنی سورتیں ہیں؟ تو آپ کہتے ہیں کہ ایک سو چودہ (۱۱۴)

پہلی سورت کون سی ہے؟ سورۃ فاتحہ۔ آخری سورت کون سی ہے؟ سورۃ الناس۔ اب پہلی ساری سورتیں بھی قرآن مجید میں موجود ہیں تو پھر بھی اس سورۃ (والناس) کے آخری ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ پہلی ساری سورتوں کے قرآن مجید میں موجود ہوتے ہوئے بھی اس سورت کا نمبر ایک سو چودھواں ہے اور ان سورتوں کو ماننے سے سورتوں کی تعداد میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔

اس طرح انبیاء علیہم السلام کی تعداد اگر ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اگر دوبارہ تشریف لے آئیں تو نبیوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہی رہتی ہے۔ اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا، لیکن اگر رسول اقدس ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہوا اور اس کو

نبی مان لیا جائے تو پھر تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ایک ہو جائے گی۔ ایسے نئے نبی کا آنا ختم نبوت کے خلاف ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ختم نبوت کے خلاف نہیں:

عام طور پر دین دشمن دھوکہ دیتے ہیں کہ مسلمانوں کے یہ دو عقیدے آپس میں متضاد ہیں۔ ایک طرف وہ یہ کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے آخری رسول ہیں اور دوسری طرف ان کا یہ عقیدہ ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے۔ ہم مسلمان کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام پہلے انبیاء علیہم السلام میں سے ہیں۔ آپ (عیسیٰ) کے آنے سے نبیوں کی تعداد میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔ یہ الفاظ ہم روزانہ استعمال کرتے ہیں۔

دیکھئے آپ جمعہ پڑھنے کے لئے تشریف لائے، جو آخر میں آ کر بیٹھے گا ہم اس کے بارے میں کہیں گے کہ آنے والوں میں یہ آخری ہے، لیکن اس کے آخری ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ جو پہلے آئے ہیں وہ تقریباً سب فوت ہو چکے ہیں، اس لئے اس کو آخری کہا جا رہا ہے۔ اس کے آخری ہونے کے خلاف وہ ہے جو اس کے بعد آیا اور جس کے آنے سے مسجد میں جتنے لوگ پہلے موجود تھے ان کی گنتی میں اضافہ ہو گیا۔ اس طرح اگر کوئی سورت ایک سو پندرھویں بن جائے تو وہ الناس کے آخری ہونے کے خلاف ہے لیکن پہلی ساری سورتیں بھی قرآن پاک میں موجود ہیں۔ یہ اس کے آخری ہونے کے خلاف نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کی دوبارہ آمد کا عقیدہ ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ ہاں کوئی نیا نبی دنیا میں پیدا ہو جائے جو پہلے انبیاء کی فہرست میں شامل

نہیں، اس کا آنا یقیناً ختم نبوت کے خلاف ہے۔

دنیا میں مقبول ہونے کی پہچان:

جب نبی اقدس ﷺ آخری نبی ہیں تو ظاہر ہے کہ اب کوئی وحی تو آسمان سے آنے والی نہیں۔ اب کیسے پتہ چلے کہ فلاں شخص اللہ کے ہاں مقبول ہے یا نہیں؟ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ایک اصول بتا دیا ہے کہ جب وحی کا دروازہ بند ہو جائے، وحی دنیا میں آنی بند ہو جائے اس کے بعد یہ پتہ چلانا کہ کون خدا کے ہاں مقبول ہے اور کون نہیں؟ اس کا کیا طریقہ ہوگا؟

دنیا میں توبہ قبول ہونے کا علم:

جیسے مولانا رومؒ سے کسی نے یہ سوال پوچھا کہ حضرت انسان گناہ کرتا ہے۔ گناہ کے بعد پھر وہ پچھتاتا ہے، پھر وہ توبہ کرنا شروع کر دیتا ہے، کیا دنیا میں انسان کو پتہ چل سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کر لی ہے یا نہیں؟ وحی تو کوئی نہیں آئے گی کہ جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ بتا دیں کہ میں نے تیری توبہ قبول کر لی ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ ہاں دنیا میں بھی پتہ چل جاتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری توبہ قبول کر لی ہے یا نہیں۔ پوچھا کہ حضرت کیسے پتہ چل سکتا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر گناہ کی طرف سے مومن کے دل میں ایک نفرت رکھی ہوئی ہے۔

دیکھئے خنزیر حرام ہے۔ اب مسلمان زبان سے بھی اس کا نام لینے کو عیب خیال کرتا ہے لیکن اسلام میں جتنا خنزیر حرام ہے، اتنی ہی شراب حرام ہے۔ اب جس آدمی نے دنیا میں پہلی مرتبہ شراب پی یقیناً اس کے ضمیر نے اس وقت اس پر لعنت کی ہوگی۔ اس نے پیتے وقت ادھر ادھر دیکھا ہوگا کہ کوئی مجھے دیکھ رہا ہے یا نہیں۔ لیکن شراب پینے کے بعد

دوبارہ سہ بارہ پی۔ تو اب اس کے دل سے شراب کی وہ نفرت نکل گئی۔ اب وہ لوگوں میں بیٹھ کر فخر یہ بیان کرتا کہ میں نے شراب پی ہے۔ اب اس نے اگر توبہ شروع کر دی، توبہ کرتا رہا، اس کے دل میں اگر شراب کی اتنی ہی نفرت پیدا ہو جائے جتنی خنزیر کی ہے تو یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کر لی ہے اور اگر یہ نفرت دنیا میں رہتے ہوئے پیدا نہیں ہوئی تو پھر اسے مزید توبہ کرنی چاہئے، کیونکہ ابھی اس کی توبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوئی۔

دیکھئے ایک آدمی شراب پیتا ہے۔ اسی شراب پینے والے سے اگر آپ کہیں کہ یہ خنزیر کا گوشت ہے کھالو۔ تو وہ آپ کا سر پھاڑنے کو آئے گا حالانکہ شریعت میں دونوں کی حرمت برابر ہے، کوئی فرق نہیں ذرہ برابر بھی فرق نہیں، پینے والے کی طبیعت میں فرق ہے کہ اس کے دل سے شراب کی نفرت نکل گئی ہے جبکہ خنزیر کی نفرت ابھی اسی طرح باقی ہے اس لئے دنیا میں یہ پہچان کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں توبہ قبول فرمالی ہے یا نہیں۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ گناہ جو پہلے کر چکا ہے اس کا دل میں خیال آئے تو دل میں جلن پیدا ہو کہ یہ گناہ میں نے کیوں کیا تھا؟ ایسا مجھ سے کیوں ہوا تھا؟ جب گناہ کے بارے میں ایسی نفرت پیدا ہو جائے گی تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول فرمائی ہے۔

کون اللہ کے ہاں مقبول ہے کون نہیں؟

اسی طرح دنیا میں یہ اصول کہ کون شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہے اور کون نہیں؟ اس آیت کی تفسیر میں آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس سے محبت فرماتے ہیں اس کے بارہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو یہ حکم فرماتے ہیں کہ عرش

پر اعلان کر دو کہ فلاں آدمی سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں۔ پھر وہ عرش کے فرشتے بھی اس انسان سے محبت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد ساتوں آسمانوں پر ترتیب وار منادی کی جاتی ہے، کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتے ہیں، تو سارے آسمانوں کے فرشتے اس سے محبت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ اسی منادی کے اثرات زمین پر آتے ہیں تو زمین پر رہنے والے نیک لوگوں کے دلوں میں بھی اللہ تعالیٰ اس شخص کی محبت پیدا فرما دیتے ہیں۔ بڑے بڑے اولیاء اللہ کے دل اس کی طرف جھک جاتے ہیں۔ بڑے بڑے علماء کے دل اس کی محبت سے بھر جاتے ہیں اور دنیا اس کی محبت کی طرف جھک جاتی ہے۔ دین دار طبقوں کا کسی کی محبت کی طرف جھک جانا، وحی ختم ہونے کے بعد اب یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہے۔ اسی اصول پر ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے دین اور اپنے نبی پاک ﷺ کی سنت کو مرتب کرنے والوں میں سے چار اماموں کو اپنی مقبولیت عطا فرمائی کہ جن کی طرف اولیاء اللہ جھکے، محدثین جھکے، فقہاء جھکے، مفسرین جھکے، بادشاہ جھکے اور عوام بھی جھکے۔ ان چار ائمہ میں سے جس کو اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ مقبولیت عطا فرمائی وہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ ہیں۔

اولیاء اللہ امام اعظمؒ کے مقلد:

حضرت داؤد طائیؒ، بایزید بسطامیؒ، سید علی ہجویریؒ، بابا فرید الدین گنج شکرؒ، مجدد الف ثانیؒ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ بڑے بڑے اولیاء اللہ کے حالات کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو وہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلدین میں نظر آتے ہیں۔ امام اعظمؒ کی تقلید سے باہر نکلنا بے دینی سمجھتے تھے۔

مبدأ و معاد میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنا ایک عجیب واقعہ ذکر فرماتے ہیں کہ میرے دل میں یہ بات آتی تھی کہ امام کے پیچھے سورت فاتحہ اگر پڑھ لی جائے تو زیادہ اچھا ہے بہ نسبت نہ پڑھنے کے، کیونکہ پڑھنا پھر بھی ایک کام ہے اور کام کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ملے گا اور نہ پڑھنا یہ کوئی کام تو نہیں ہے اس لئے اس نفی پر اللہ تعالیٰ سے کچھ ملنے کی امید نہیں۔ تو خدا تعالیٰ کی بارگاہ سے جہاں کچھ ملنے کی امید ہو وہ کام کرنا زیادہ بہتر ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ کئی سالوں تک یہ بات میرے دل میں کھٹکتی رہی، لیکن اس کے باجود ایک دن بھی پوری عمر میں میں نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی۔ کیوں نہیں پڑھی؟ فرماتے ہیں کہ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مقلد ہوں اور آپ کی تقلید سے باہر نکلنے کو میں بے دینی سمجھتا ہوں، دل میں جو یہ کھٹک پیدا ہوتی رہی اس پر میں کنٹرول کرتا رہا۔ جس طرح انسان مجاہدہ کرتا ہے، مشقت برداشت کرتا ہے اسی طرح میں اس کو مجاہدہ سمجھتا رہا۔ اس مجاہدہ ہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ بات کھول دی کہ واقعتاً سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مسلک قوی ہے۔ وہ حدیث مبارکہ بھی میرے سامنے آ گئی۔ جس میں نبی اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اجر ملتا ہے اور جو سنتا ہے اسے اللہ تعالیٰ دو اجر عطا فرماتے ہیں۔

فاتحہ کے علاوہ امام کے پیچھے کوئی اور سورت کیوں نہیں پڑھتے؟

پھر میرے دل میں یہ بات بھی آئی کہ قرآن پاک کی سورتیں تو کل ایک سو چودہ ہیں۔ ایک سو تیرہ سورتیں کوئی امام بھی (نماز والے) امام کے پیچھے پڑھنے کی اجازت دینے کو تیار نہیں ہے۔ تو اگر یہی قیاس کرتا ہے کہ پڑھنے سے کچھ ملے گا تو صرف فاتحہ کے

بارے میں یہ سوچ نہیں ہونی چاہئے بلکہ آگے بھی سوچ جاری رہنی چاہئے کہ ساری سورتیں امام کے پیچھے پڑھنی چاہئیں۔ جب قرآن پاک کی ایک سو تیرہ سورتوں کے بارہ میں سب ائمہ کا اتفاق ہے کہ یہاں نہ پڑھنے پر ہی اللہ تعالیٰ اجر عطا فرماتے ہیں تو اس سورۃ کے بارے میں بھی یہی سوچنا چاہئے۔

وسوسہ ڈالنے والے کو جواب:

ایک بات چلتے ہوئے عرض کر دوں کہ آج وسوسوں کا دور ہے۔ لوگ دلوں میں وسوسے پیدا کرتے ہیں۔ میں ایک جگہ تقریر کے لئے گیا۔ ایک نوجوان میرے پاس آیا، اس نے کاغذ پر لکھا ہوا تھا کہ حنفی مذہب میں مسئلہ یہ ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے، کہنے لگا حضرت یہ آپ کا مسئلہ ہے نا اور کہنے لگا کہ میں بھی حنفی ہوں اس مسئلہ کی ایک حدیث مجھے کاغذ پر لکھ دیں۔ میں نے کہا کہ یہ ہمارا مسئلہ ہی نہیں۔ کہنے لگا کہ آپ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں پڑھتا۔ اس نے کہا کہ پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ یہ ہمارا مسئلہ نہیں؟ میں نے کہا کہ یہ مسئلہ ہمارا نہیں ہے جو کاغذ پر لکھا ہوا ہے۔

ہماری فقہ کی کسی کتاب میں یہ مسئلہ قطعاً مذکور نہیں ہے کہ بغیر فاتحہ کے نماز پوری ادا ہو جاتی ہے۔ اس میں کوئی نقص نہیں رہتا۔ اس نے پوچھا کہ پھر مسئلہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ پہلے ہمارا مسئلہ سمجھو، یہ لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالنے کا عجیب انداز ہے کہ ایک آدمی کسی نوجوان سے پوچھتا ہے کہ آپ نماز پڑھ آئے ہیں؟ وہ کہتا ہے کہ جی پڑھ آیا ہوں۔ اچھا آپ نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھی تھی؟ کہتا ہے کہ میں نے تو نہیں پڑھی۔ پھر وہ خود اسے لقمہ دیتا ہے کہ اس کا مطلب ہوا کہ آپ کے نزدیک فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے؟ یہ خود ایک بات اسے بتا کر تائید کرا لیتا ہے۔ اس کے بعد کہتا ہے کہ جاؤ

ایک حدیث لاؤ جس کا ترجمہ یہ ہو کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے، حالانکہ یہ خود اس کا اپنا بنایا ہوا مسئلہ ہے۔ ہماری فقہ کا یہ مسئلہ بالکل نہیں ہے۔ آپ سوچیں گے کہ ہم فاتحہ پڑھتے تو نہیں پھر مسئلہ کیا ہے؟ میں عرض کرتا ہوں۔

خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا:

اب آپ جمعہ کے لئے تشریف لائے ہیں۔ سنن کبریٰ بیہقی جلد۳ صفحہ ۱۹۶ اور مدونہ کبریٰ جلد۱ صفحہ ۷۰ میں امام مالکؒ اپنی سند سے یہ روایت بیان فرماتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں لا جمعة الا بخطبة خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا اور آپ سب اس بات کو مانتے ہیں کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ سب کو خطبہ جمعہ یاد ہے؟ (نہیں)۔ تو پھر کیا ہم خطبہ جمعہ جیب میں ڈال کر لائیں کہ جب خطیب صاحب خطبہ پڑھیں تو ہم اپنے پاس سے لکھا ہوا خطبہ اوپر دیکھ کر پڑھ لیں۔ یعنی خطیب زبانی پڑھے گا ہم ناظرہ پڑھ لیں گے کیونکہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔ کیا آپ خطبہ نہیں پڑھیں گے؟ نہیں۔ جب آپ جمعہ پڑھ کر واپس تشریف لے جائیں گے، آپ سے کوئی پوچھے کہ آپ جمعہ خطبہ والا پڑھ کر آئے ہیں یا بغیر خطبہ کے، آپ کیا کہیں گے، کیونکہ آپ نے خود تو خطبہ پڑھا نہیں ہوگا۔ اب اگر کوئی آپ سے کہے کہ آپ نے خود خطبہ نہیں پڑھا اس سے پتہ چلا کہ آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ خطبہ کے بغیر جمعہ ہو جاتا ہے۔ تو آپ خود ہی بتائیں کہ کیا یہ آپ کا مسئلہ ہے؟ (نہیں)۔ بالکل نہیں ہے۔ مسئلہ یہ نہیں ہے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح ایک اذان ایک محلے کے لئے کافی ہے۔ ہم باجماعت نماز پڑھ کر گئے ہیں۔ اذان صرف ایک موذن نے کہی ہے۔ باقی ہم میں سے ہر ایک نے اذان اپنی دی نہیں۔ کبھی بھی ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم بغیر اذان کے نماز پڑھ کر

آئے ہیں۔ نماز باجماعت میں اقامت صرف ایک آدمی نے کہی ہے۔ سب نے تو اپنی اپنی اقامت نہیں کہی نا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ اقامت ساری جماعت کے لئے قدقامت الصلوۃ اب کوئی ہم سے پوچھے کہ آپ نے خود اقامت کہی تھی، ہم یہ کہیں گے کہ ہم میں ہر ایک نے اپنی اپنی اقامت نہیں کہی تھی۔

اب اس کا نتیجہ اگر کوئی کاغذ پر لکھ دے کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کا مسئلہ یہ ہے کہ اقامت کے بغیر جماعت ہو جاتی ہے، اذان کے بغیر جماعت ہو جاتی ہے، تو اس نے آپ کے ذمہ الزام لگایا ہے کیونکہ آپ کا مذہب یہ مسئلہ نہیں ہے اس طرح ہمارا یہ مسئلہ نہیں ہے کہ فاتحہ اور سورۃ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے بلکہ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ اکیلے آدمی کی نماز بغیر سورۃ فاتحہ کے نہیں ہوتی۔ ہاں امام کے پیچھے امام کی پڑھی ہوئی سورۃ فاتحہ سب کی طرف سے ہو جاتی ہے، جس طرح مؤذن کی اذان سب کی طرف سے ہوگئی، اقامت کہنے والے کی اقامت سب کی طرف سے ہوگئی، خطبہ دینے والے کا خطبہ سب کی طرف سے ہو گیا، اسی طرح امام کا پڑھا ہوا قرآن پاک (سورۃ فاتحہ اور سورتیں) سب کی طرف سے ہو گئیں۔ اب ہمارے مسئلے کو کوئی اس طرح لکھ دے کہ آپ یہ حدیث دکھائیں کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا چونکہ امام کی پڑھی ہوئی قرأت سب کی طرف سے ہو جاتی ہے تو بات واضح تھی۔ ہم یہ حدیثیں پیش کرنے کو تیار ہیں۔ یہی ہمارا مسلک ہے۔

امام کی قرأۃ مقتدی کی قرأۃ ہے:

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں **من کان له امام** جس کا امام ہو۔ **فقراة الامام له قراءة**۔ امام کی پڑھی قرأت ہی اس کی قرأت ہے۔ جو ہمارا مسئلہ ہے وہ تو بالکل حدیث کے الفاظ مبارکہ میں آرہا ہے لیکن ایک مسئلہ خود گھڑ کر ہمارے ذمہ لگا دینا اور اس پر یہ کہنا

کہ یہی الفاظ ہوں حالانکہ یہ مسئلہ نہ ہماری فقہ میں ہے اور نہ ہی ہمارا یہ مسئلہ ہے۔ آج کل وسوسے ڈالنے کا بھی ایک عجیب انداز ہے۔ بہرحال میں عرض یہ کر رہا تھا کہ اس وقت عنداللہ مقبولیت کی جو دلیل ہے وحی کے نازل نہ ہونے کے بعد وہ یہ ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کا جھکاؤ جس طرف ہو جائے، بڑے بڑے اولیاء اللہ، بڑے بڑے محدثین، بڑے بڑے فقہاء کا جھکاؤ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کی طرف ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے مقلدین دو ثلث ہیں:

حضرت مجدد الف ثانیؒ ہی فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلدین دو ثلث مسلمان ہیں۔ یعنی تمام مسلمانوں کے اگر تین حصے کئے جائیں تو دو حصے مسلمان صرف اور صرف امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلدین ہیں، جن میں بڑے بڑے اولیاء اللہ بھی ہیں۔ نبی اقدس ﷺ کی ایک حدیث پاک آتی ہے، فرمایا دین کے غلبہ کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں۔ میری امت میں اس وقت تک دین غالب رہے گا جب تک جہاد اور فقہ فی الدین رہے گا۔ آپ حیران ہوں گے کہ ان دونوں باتوں میں امامت اور پیشوائی کا مقام صرف حنفیوں کو ہی حاصل ہے کیونکہ جہاد بادشاہ اور خلیفہ کی ماتحتی میں ہوتا ہے۔ تاریخ اسلامی اٹھا کر دیکھیں کہ ہزار میں سے (۹۹۹) نو سو ننانوے بادشاہ حنفی گزرے ہیں۔ ہزار میں سے نوسو ننانوے، ننانوے فیصد میں نہیں کہتا۔

اس کا مقصد یہ ہوا کہ ان بادشاہوں اور خلفاء نے جہاں جہاں بھی جہاد کیا وہ جہاد دین کی سربلندی کے لئے تھا اور جب ہم فقہ کو دیکھتے ہیں تو فقہ کے باقی امام بھی یہ بات ماننے کے لئے تیار نظر آتے ہیں کہ اس فن (فقہ) میں ہمارے پیشوا اور امام سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ ہی ہیں۔

امام مالک کا فتویٰ فقہ حنفی کے مطابق:

امام مالکؒ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے زمانہ میں ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں بیٹھے ہیں۔ امام لیث بن سعدؒ جو پورے مصر کے بہت بڑے مفتی تھے، یہ حضور ﷺ کے روضہ پاک کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ روضہ رسول ﷺ کی حاضری کے بعد امام مالکؒ کی طرف گئے۔ امام مالکؒ فتویٰ دے رہے تھے۔ امام لیثؒ دیکھتے ہیں کہ امام مالکؒ نے جتنے فتوے دیئے ہیں وہ سب فقہ حنفی کے موافق تھے۔ امام مالکؒ سے کہنے لگے کہ آپ تو بالکل عراقی بنتے جا رہے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کی فقہ پر فتوے دے رہے ہیں۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ مجھے امام صاحبؒ کی فقہ کے ساٹھ ہزار مسائل پہنچے ہیں۔ میں اس پر فتویٰ دیتا ہوں۔ امام مالکؒ نے فرمایا اے لیث بن سعد ابو حنیفہؒ کے لئے اللہ تعالیٰ نے علم کے دروازے کھول دیئے تھے اس لئے علم ان کے پاس تھا۔

امام ابو حنیفہؒ امام اوزاعی کی نظر میں:

امام اوزاعیؒ شام کے ملک میں رہتے تھے۔ امام عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں جب علم حاصل کرنے کے بعد اپنے ملک شام میں پہنچا تو امام اوزاعیؒ نے پوچھا کہ عبداللہ تم بہت عرصہ باہر رہے ہو، کہاں گئے ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں دین کا علم حاصل کرنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ کہنے لگے کہاں کہاں گئے؟ میں نے بتلایا کہ مکہ مکرمہ رہا، مدینہ منورہ رہا، کوفہ میں رہا، بصرہ میں رہا اور دین کے علم کی تکمیل کرتا رہا۔ امام اوزاعیؒ نے فرمایا عبداللہ! سنا ہے کہ کوفہ میں ابو حنیفہؒ نامی کوئی شخص ہے اور وہ قیاس سے دین میں مسائل داخل کرتا ہے۔ کہیں تم اس کے پاس تو نہیں گئے تھے؟ امام عبداللہ بن مبارک تو شاگرد ہی امام اعظم ابو حنیفہؒ کے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جب میں نے امام اوزاعیؒ

کی زبان سے یہ بات سنی تو چونکہ امام اوزاعیؒ بھی بہت بڑے امام تھے، مجتہد تھے اس لئے میں ان کی بات سن کر خاموش رہا، واپس گھر آ گیا۔ جب میں نماز ادا کرنے کے لئے گیا تو میں اپنے ساتھ فقہ حنفی کے چند اوراق ساتھ لے گیا۔ ان اوراق پر ہر مسئلہ کے شروع میں لکھا تھا قال نعمان کہ نعمان نے یوں فرمایا، میں جب مسجد میں جا کر وہ اوراق پڑھنے لگا تو امام اوزاعیؒ نے پوچھا عبداللہ کیا پڑھ رہے ہو؟ میں نے کہا کہ دینی مسائل ہیں۔ فرمانے لگے ذرا مجھے بھی دکھاؤ۔ میں نے امام اوزاعیؒ کو وہ اوراق دے دیے۔ امام اوزاعیؒ ان کو پڑھنے لگے۔ دو تین مسئلے پڑھنے کے بعد پوچھنے لگے کہ عبداللہ یہ نعمان کون بزرگ ہیں؟ میں نے کہا کہ حضرت میں علم حاصل کرنے گیا تھا وہاں ایک بزرگ تھے، میں نے ان سے علم حاصل کیا ہے۔ امام اوزاعیؒ پھر پڑھنے لگے اور پھر کہا کہ یہ بزرگ کہاں رہتے ہیں؟ وہ مسائل جو کئی سالوں سے میرے ذہن میں کھٹک رہے تھے، دل کسی ایک طرف مطمئن نہیں ہو رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس (نعمان) کے لئے علم کا دروازہ ایسے کھول دیا ہے کہ اس نے وہ مسائل بڑے صاف کر دیئے ہیں، پھر میں نے یہی کہا کہ حضرت یہ ایک بزرگ تھے جن سے میں پڑھتا رہا۔ فرمایا عبداللہ اگر ان کے اور مسائل بھی آپ کے پاس ہوں تو مجھے ضرور دینا۔ عبداللہؒ کہتے ہیں کہ اگلی نماز کے لئے جاتے وقت میں کچھ اور مسائل ساتھ لے گیا۔ اس طرح تین دن تک یہ ہوتا رہا۔ امام اوزاعیؒ وہ مسائل پڑھتے بڑی تعریف فرماتے، بار بار پوچھتے کہ یہ بزرگ کہاں رہتے ہیں؟ ان کا تعارف کیا ہے؟ کہتے ہیں کہ تیسرے دن میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ وہی ابوحنیفہؒ ہیں جن کے بارہ میں آپ سخت الفاظ فرما رہے تھے۔ اب دیکھیئے وہ زمانہ خیر القرون کا ہے ان لوگوں کے دلوں میں تعصب نہیں تھا۔

جب امام اوزاعیؒ نے عبداللہ بن مبارک کی زبان سے یہ الفاظ سنے کہ یہ نعمان

تو وہی ابو حنیفہؒ ہیں تو انہوں نے جلدی سے وہ کاغذات جو وہ پڑھ رہے تھے ایک تپائی پر رکھے اور خود دو رکعت نفل نماز کی نیت باندھ لی، نفل نماز ادا کرنے کے بعد انہوں نے ان الفاظ میں دعا کرنی شروع کی کہ اے اللہ تعالیٰ! مجھے کسی نے امام اعظم ابو حنیفہؒ کے بارے میں غلط اطلاع دی تھی، جو کچھ آج تک میں نے ان کے بارے میں اپنی زبان سے کہا ہے اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں۔ اے اللہ! تو امام اعظم ابو حنیفہؒ کے درجات بلند فرما اور ان کے علم میں اور برکت عطا فرما۔ وہ مسائل جو ہمارے ہاں سال ہا سال سے حل نہیں ہو رہے تھے وہ مسائل ان کے ہاں حل شدہ ہیں۔ دیکھئے! ان لوگوں میں ضد اور تعصب بالکل نہیں تھا۔ بڑے بڑے محدثین اور فقہاء اس طرف مائل تھے۔

یہ جو حضرت ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ دو چیزوں کی برتری سے دین اسلام کی برتری رہے گی، کیونکہ مجاہدین کا کام ہوتا ہے ملک گیری۔ وہ ملک کافروں سے چھین کر اسلامی حکومت میں شامل کرتے ہیں۔ اب جب وہ علاقہ اسلامی حکومت میں آ گیا، اب ضرورت ہے کہ وہاں اسلامی قانون نافذ کیا جائے اور اسلامی قانون نافذ کرنے والے فقہاء اسلام ہوا کرتے ہیں اس لئے اسلامی قانون جہاں نافذ ہوگا وہاں ہی اسلام کی برتری ہوگی۔ نبی اقدس ﷺ نے اسلام کی برتری کے لئے جو دو باتیں ارشاد فرمائیں ان دونوں میں سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مقلدین کو امامت اور پیشوائی کا مقام حاصل ہے۔ (الحمد للہ)

ہندوستان فتح کرنے والے کو جنت کی خوشخبری:

پھر خاص طور پر ہمارے علاقہ کے لئے، نسائی شریف صحاح ستہ کی کتاب ہے اس میں ایک باب ہے، اس کا نام ہے "باب غزوۃ الہند" حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہندوستان کو فتح کرنے والے جو لوگ ہوں گے ان کو

اللہ تعالیٰ جنت کی بشارت عطا فرماتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اگر جہاد کا یہ واقعہ میری زندگی میں ہوا تو میری خواہش ہے کہ میں ضرور جہاد میں شریک ہوں گا تا کہ نبی اقدس ﷺ کی جس طرح اور بہت سی بشارات میں نے پوری ہوتی دیکھیں ہیں اس میں بھی میں حقدار ہو جاؤں اور حصہ دار بن جاؤں اور اگر میرے بعد ایسا واقعہ پیش آیا تو ان لوگوں کو میری طرف سے مبارک دے دینا۔

اب آپ اندازہ لگائیں کہ کتنے بادشاہوں نے اس ملک کو فتح کیا ہے وہ غوری خاندان سے تعلق رکھتے ہوں، ایک خاندان سے تعلق رکھتے ہوں، مغلیہ خاندان سے تعلق رکھتے ہوں، سوری خاندان سے تعلق رکھتے ہوں یہ سب کے سب حنفی تھے۔ ان میں سے ایک بھی غیر حنفی نہیں تھا۔ آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث پاک جو مسند امام احمد میں سولہ سندوں سے اور سنن نسائی میں بھی یہ روایت موجود ہے، اس سے یہ پتہ چلا کہ اس ملک کا جہاد اور جو مجاہدین و فاتحین ہیں ان کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے خصوصی طور پر بشارت فرمائی تھی اور اس ملک کے فاتحین نہ رافضی ہیں نہ غیر مقلدین ہیں۔ نہ منکرین حدیث ہیں نہ کسی اور فرقے والے ہیں بلکہ اس ملک کے فاتحین صرف اور صرف حنفی ہیں۔ ان آیات اور احادیث سے حنفیت کی عند اللہ مقبولیت کا پتہ چلتا ہے۔

ہندوستان کے بڑے بڑے محدث حنفی تھے:

اپنے تو اپنے بیگانے جو بظاہر مخالف ہیں ان لوگوں کے سامنے بھی جب ایسی چیزیں آئیں تو انہوں نے بھی اقرار کیا۔ تاریخ اہل حدیث مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے سیالکوٹ میں بیٹھ کر لکھی۔ اس میں میاں نذیر حسین دہلوی سے پہلے محدثین کا ذکر آیا ہے۔ سید علی متقی ہوں، شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہوں، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہوں، شاہ

عبدالعزیز محدث دہلوی ہوں، شاہ رفیع الدین محدث دہلوی ہوں، شاہ عبدالقادر محدث دہلوی ہوں یہ جتنے بھی بزرگ گزرے ہیں جنہوں نے اس ملک (برصغیر) میں حدیث نبوی کی خدمت کی ہے، یہ سارے کے سارے حنفی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ اپنا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ امرتسر میں (اس وقت ابھی پاکستان نہیں بنا تھا) آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس ہونی تھی۔ تین ماہ پہلے ہی ہمیں مضامین بھیج دیئے گئے کہ کس کس مضمون پر تقریر کرنی ہے۔ ہمارے دوستوں کا جلسہ عموماً اختلافی مسائل پر ہی مبنی ہوا کرتا ہے۔ مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی فرماتے ہیں کہ مجھے مضمون یہ دیا گیا کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے یا نہیں۔ کہتے ہیں کہ اس مضمون کو تیار کرنے کے لئے میں الماری سے کتابیں نکال کر تیاری کرنے لگا۔ اب جوں جوں میں کتابوں کا مطالعہ کر رہا ہوں میرے دل میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کی طرف سے میل اور کدورت پیدا ہوتی جا رہی تھی۔ میں سوچتا ہوں کہ قرآن کی آیات میں تو آ رہا ہے کہ ایمان بڑھتا ہے اور امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ایمان نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے۔ آخر قرآن پاک کے خلاف امام اعظم ابوحنیفہؒ نے مسئلہ کیوں بیان فرمایا؟ میرے دل میں یہ بات بڑھتی جا رہی تھی اور امام صاحبؒ کے لئے میرے دل میں کدورت پیدا ہوتی جا رہی تھی۔ حالانکہ اس میں قصور امام صاحبؒ کا نہیں تھا۔ مولانا کی اپنی سمجھ کا قصور تھا۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے جو مسئلہ بیان فرمایا ہے اس میں فقہ اکبر میں ساتھ ہی یہ الفاظ موجود ہیں کہ ایمان باعتبار مومن کے نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جتنی چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے اس بارے میں نبی اور امتی سب برابر ہوتے ہیں۔ مثلاً نبی ایک خدا کو مانتا ہے تو ولی بھی ایک ہی خدا کو مانے گا، تین نہیں مانے گا۔ محدث بھی ایک ہی خدا کو مانے گا، دو کو نہیں مانے گا۔ گنہگار آدمی کو بھی ایک ہی خدا پر ایمان رکھنا ہے،

یہ نہیں کہ بڑے لوگ ایک خدا مانیں اور چھوٹے دو خدا مانیں یا بڑے لوگ چار خدا مانیں اور چھوٹے دو خدا مانیں ایسا نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر نبی اقدس ﷺ اور باقی سارے نبی فرشتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو سب اولیاء اللہ کو بھی فرشتوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے اور گنہگاروں کو بھی فرشتوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ امام صاحب کا مسئلہ اصل میں یہ ہے کہ ایمان جتنی چیزوں پر رکھنا ضروری ہے ان میں سب برابر ہیں۔ رہا یہ مسئلہ کہ قرآن پاک میں جہاں یہ آتا ہے کہ ایمان بڑھا اس کا کیا مقصد ہے، امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ تھا کہ ایمان والی باتیں آہستہ آہستہ نازل ہوئیں۔ مثلاً پہلے توحید و رسالت پر ایمان رکھنا ضروری تھا، لیکن پانچوں نمازوں کی فرضیت ابھی نازل نہیں ہوئی تھی۔ جب پانچوں نمازوں کی فرضیت نازل ہوگئی تو اب ایمانیات میں ایک چیز بڑھ گئی نا۔ اس کے بعد روزوں کی فرضیت کا حکم آ گیا تو اب ایمانیات میں ایک چیز اور بڑھ گئی۔ یہ اس دور کے اعتبار سے ہے کہ جب ابھی ایمانیات کے مسائل نازل ہو رہے تھے لیکن جب دین کامل ہو گیا اور وہ فہرست مکمل ہو گئی اب اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

امام صاحبؒ کا مسئلہ یہ تھا جس کو مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی سمجھ نہ سکے اور اس کو انہوں نے قرآن اور حدیث کے مخالف سمجھنا شروع کر دیا۔ ان کے دل میں ملال آیا۔ فرماتے ہیں کہ دوپہر کا وقت ہے۔ آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا بھی موجود نہیں، لیکن میرے کمرے میں گھپ (سخت) اندھیرا چھا گیا۔ میرے کمرے میں کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی۔ میں حیران تھا کہ باہر سورج ہے، روشنی ہے اور میرے کمرے میں بالکل تاریکی چھا گئی۔ میرے دل میں اس وقت یہ ڈالا گیا کہ یہ اس کدورت اور میل کی نحوست ہے جو تیرے دل

میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کے بارے میں پیدا ہوئی۔ فرماتے ہیں کہ جب یہ بات میرے دل میں آئی تو میں نے رو رو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنی شروع کر دی۔ میں نے کہا اے اللہ تبارک وتعالیٰ تیرے کامل ولی اور اولیاء اللہ کے امام کے بارے میں آئندہ کبھی بھی اپنے دل میں میل نہیں لاؤں گا، اس بار مجھے معاف کر دیا جائے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ میں رو رہا تھا، اللہ کی بارگاہ میں توبہ کر رہا تھا کہ اندھیرا دوڑ دوڑ کر باہر نکلتا جا رہا تھا۔ پھر فرماتے ہیں کہ ایسا نور چمکا کہ جس کے سامنے دوپہر کے سورج کی روشنی مانند پڑ گئی۔ میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ یہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی عقیدت کا نور ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اب کوئی امام اعظمؒ کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو میں اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔

حاشیے پر لکھتے ہیں کہ جو صحابہ کی شان میں گستاخی کرتا ہے وہ بڑا رافضی ہے اور جو ائمہ کی شان میں گستاخی کرتا ہے وہ چھوٹا رافضی ہے۔ جب یہ کتاب شائع ہوئی، تاریخ اہل حدیث جس میں مولانا نے یہ سب کچھ لکھا تو غیر مقلدین نے مولانا سے کہا کہ اس کتاب "تاریخ اہل حدیث" کو شائع کرنے پر آپ کے کتنے روپے خرچ ہوئے ہیں تا کہ وہ سارا معاوضہ آپ کو دے دیں اور اس کتاب کو جلا دیا جائے۔ آئندہ جب دوسرا ایڈیشن اس کتاب کا شائع ہو تو اس میں یہ واقعہ آپ بالکل نہ لائیں۔ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی نے فرمایا کہ آپ اگر دہلی سے لے کر سیالکوٹ تک سونے کے ڈھیر لگا دیں تو پھر بھی یہ واقعہ اپنی کتاب سے نکالنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ فعماذونه علی مایری فرمایا میں نے جو کچھ علم بیداری میں دیکھ لیا ہے اس میں مجھ سے جھگڑا کرنا بے سود ہے۔ اندازہ لگائیں کہ جن لوگوں کے دل کی حس بیدار ہے ان کو پتہ چلتا ہے کہ ائمہ کی شان میں گستاخی کرنا کتنی بڑی نحوست ہے۔

مولانا عبدالجبار غزنوی اور امام ابو حنیفہؒ:

مولانا داؤد غزنوی کی سوانح عمری لاہور ہی سے شائع ہوئی ہے۔ ان کے بیٹے ابوبکر غزنوی نے شائع کی۔ اس میں واقعہ موجود ہے کہ یہ غزنوی خاندان پہلے امرتسر میں آباد تھا۔ مولانا داؤد غزنوی کے والد مولانا عبدالجبار غزنوی وہیں رہتے تھے، آپ کا مدرسہ تھا، اس مدرسہ میں ایک بڑی عمر کا طالب علم، بڑی کتابیں پڑھنے والا رہتا تھا اور اس کا نام عبدالعلی تھا۔ جیسے عام طور پر مدارس میں یہ ہوتا ہے کہ جو بڑے طالب علم ہوتے ہیں وہ مدرسہ میں سبق بھی پڑھتے ہیں اور کسی قریبی محلے کی مسجد میں نماز بھی پڑھا دیتے ہیں، اگر تقریر کر سکتے ہوں تو کہیں جمعہ بھی پڑھا دیتے ہیں۔ امرتسر محلہ تیلیاں والا کی ایک مسجد میں یہ طالب علم عبدالعلی نماز بھی پڑھاتا تھا اور جمعہ کو تقریر بھی کرتا تھا۔ اس نے جمعہ کی تقریر میں یہ بات کہی کہ امام ابو حنیفہؒ سے میں زیادہ عالم ہوں کیونکہ امام ابو حنیفہؒ کو صرف تین حدیثیں یاد تھیں اور مجھے بہت سی حدیثیں یاد ہیں۔ اب یہ اپنا اپنا ذہن ہوتا ہے۔ یہ لوگ (غیر مقلد) سمجھتے ہیں کہ جتنی حدیثیں اس کتاب میں آئی ہیں شاید اتنی ہی اس کو یاد تھیں۔ چنانچہ غیر مقلدین کے ایک اور آدمی گزرے ہیں، مولانا عبدالحق بناری جو اس فرقہ کے اصل بانی ہیں۔ انہوں نے ایک دن یہ بیان کیا کہ صحابہ کے علم سے ہمارا علم بہت زیادہ ہے۔ لوگوں نے پوچھا کیسے؟ کہنے لگا کہ حدیث کی کتابیں اٹھا کر دیکھ لو، کسی صحابی سے پانچ حدیثیں مروی ہیں، کسی سے سات، کسی سے دس، کسی سے بارہ اور ہم نے سینکڑوں حدیثیں پڑھی ہیں اس لئے ہمارا علم حدیث صحابہ کے علم سے زیادہ ہے۔

اسی طرح اس عبدالعلی نے بھی یہ گستاخی کی کہ امام ابو حنیفہؒ کو تو صرف تین حدیثیں آتی تھیں اور ہمیں بہت سی حدیثیں یاد ہیں، جو لوگ اس مسجد میں جمعہ پڑھ رہے

تھے ان میں غیر مقلدین بھی تھے۔ ان میں بعض لوگوں کو یہ بات پسند نہ آئی۔ چنانچہ انہوں نے آ کر مولانا عبدالجبار غزنوی کے پاس شکایت کی کیونکہ یہ عبدالعلی کے استاد تھے، لوگوں نے کہا کہ آپ کے شاگرد نے جمعہ کی تقریر میں امام صاحب کی شان میں گستاخی کی ہے۔ پوچھا کیا گستاخی کی ہے؟ انہوں نے کہا کہ حضرت نے یہ کہا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کو تین حدیثیں آتی تھیں اور ہمیں تو بہت سی حدیثیں آتی ہیں۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ ہمیں گستاخی سے محفوظ رکھے۔

پرسوں کی بات ہے کہ میں گوجرانوالہ میں تھا۔ ایک آدمی میرے سامنے آیا، ایک ڈاکٹر صاحب ہیں وہاں جو کہ غیر مقلد ہیں۔ کالج کے تین چار لڑکے اس سے دوائی لینے گئے۔ بیمار تھے، اس نے دوائی دی اور ان لڑکوں سے پوچھا کہ آپ نماز پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں جی نماز تو پڑھتے ہیں۔ ٹوپیاں وغیرہ سر پر تھیں۔ تبلیغی جماعت کے ساتھ بھی ان طلباء کا تعلق تھا۔ اس ڈاکٹر نے کہا کہ آپ کی نماز نہیں ہوئی اور فقہ حنفی کی کتاب پر پیشاب کرنا جائز ہے۔ یہ اس ڈاکٹر کے الفاظ تھے۔ انہوں نے کہا کہ فقہ پر پیشاب کرنا جائز ہے کیا نبی اقدس ﷺ نے فرمایا ہے؟ ہم تو اتنے بڑے عالم نہیں ہیں لیکن ایک حدیث ہم نے کالج کی کتاب میں بھی پڑھی تھی۔ حضرت ﷺ کا فرمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اسے فقیہ بنا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نبی تو فقہ کو بڑا اچھا سمجھتے ہیں، آپ اس پر پیشاب کرنے کو کیوں تیار ہیں؟ اس نے کہا کہ فقہ حنفی پر پیشاب کرنا جائز ہے۔ اب ان طلباء کو اس بات پر بڑا دکھ ہوا۔ وہ مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں گئے۔ وہاں جا کر مولوی صاحب سے ملے اور انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب نے یہ بات کہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ کوئی

ہم سے بات نہیں کر سکتا۔ میں نے اتنے مولویوں کو بھگایا ہے۔ وہ بھاگ جاتے ہیں، مولوی صاحب نے کہا کہ جا کر اس ڈاکٹر سے لکھوا لاؤ۔ اب جب یہ لکھوانے گئے، چونکہ کالج کے لڑکے تھے اس کے سر ہو گئے کہ ہمیں لکھ کر دو۔ اس نے بات یہ لکھی کہ فقہ حنفی کی کتاب قدوری میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ کوئی جانور سے برائی کرے تو اس پر حد نہیں ہے۔ ایسی کتاب جس میں یہ مسئلہ لکھا ہوا اس پر میں پیشاب کرنا بالکل جائز سمجھتا ہوں۔ مدرسہ میں مشتاق علی شاہ صاحب ہیں۔ وہ فقہ کی کتاب قدوری اور حدیث کی کتاب ابن ماجہ، ترمذی یہ ترجمہ والی لے کر چلے گئے اب وہاں اور بھی لوگ اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ فقہ حنفی کی کتاب قدوری وہ کتاب ہے جو قرآن پاک کی آیت سے شروع ہو رہی ہے۔ اب اس کتاب پر جو پیشاب کرے گا تو کیا قرآن پاک کی اس آیت پر پیشاب نہیں کیا جائے گا؟ سب نے کہا کہ یقیناً جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اس نے جو یہ لکھا ہے کہ قدوری پر پیشاب کرنا جائز ہے، تو کیا اس سے قرآن کریم کی گستاخی نہیں؟ انہوں نے کہا کہ گستاخی ہے۔

مشتاق شاہ صاحب نے قدوری میں نبی اقدس ﷺ کی احادیث دکھائیں اور پوچھا کہ جب کوئی آدمی قدوری پر پیشاب کرے گا تو کیا ان احادیث پر پیشاب نہیں پہنچے گا؟ سب نے کہا کہ یقیناً پہنچے گا۔ شاہ صاحب نے کہا کہ جس مسئلہ کی بنیاد پر اس نے یہ بات کی ہے وہ مسئلہ بعینہٖ حدیث کی کتاب ابن ماجہ میں بھی موجود ہے تو کیا اگر اس مسئلہ کی بنا پر اس کتاب پر یہ پیشاب کرنا چاہتا ہے تو حدیث کی کتاب پر بھی پیشاب کرے گا؟ وہاں بھی یہ الفاظ ہیں من اتی بھیمۃ فلا حد علیہ.

یہی مسئلہ صحاح ستہ کی کتاب ترمذی شریف میں بھی ہے۔ من اتی بھیمۃ فلا

حدعلیہ اصل بات یہ ہے کہ ان بے چاروں کو فقہ کی سمجھ تو ہے ہی نہیں۔ شریعت اسلامیہ میں گناہ کبیرہ کی دو سزائیں ہیں۔ ایک حد دوسری تعزیر۔ جہاں حد نہ ہوں وہاں تعزیر لگتی ہے۔ حد نہ ہونے کا معنی یہ نہیں ہوتا کہ کام جائز ہے یا کوئی بھی سزا نہیں۔ مثلاً فقہ اور حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی شراب پی لے تو اس پر اسی کوڑے حد لگے گی۔ کتنے کوڑے؟ (اسی کوڑے)۔ اب کسی حدیث کی کتاب میں آپ کو یہ نہیں ملے گا کہ اگر کوئی پیشاب پی لے تو کتنے کوڑے حد ہے؟ آپ کو کہیں بھی ایک کوڑا حد نہیں ملے گی۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ پیشاب پینا جائز ہے؟ (بالکل نہیں) کسی حدیث کی کتاب میں یہ نہیں ملتا کہ اگر کوئی مسلمان کہلانے والا خنزیر کا گوشت کھا لے تو کتنے کوڑے حد جاری ہو گی، لیکن کیا اس کا مطلب ہے کہ یہ جائز ہے؟ (نہیں) اس کو تعزیر لگے گی اس نے گناہ کیا ہے۔ فقہ میں تو یہ اصول لکھا ہے من ارتکب جریمۃ جس نے کوئی ایسا گناہ کیا لیس فیھا حد مقرر جس میں کوئی حد مقرر نہیں ہے فیعزر اس پر تعزیر لگائی جائے گی یہ قدوری سے لے کر ہدایہ تک میں موجود ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ دیکھو ڈاکٹر صاحب تم نے جو بات کہی ہے اب تم بتاؤ کہ ترمذی شریف پر تو پیشاب کرنے کے لئے تیار ہے، ابن ماجہ شریف جو حدیث کی کتاب ہے اس پر تو پیشاب کرنے کے لئے تیار ہے، لوگوں نے اس ڈاکٹر کو گھیر لیا کہ تو رات دن یہاں گستاخیاں کرتا رہتا ہے، فقہ کے بارے میں، آخرکار اس نے معافی مانگنی شروع کر دی اور تحریری طور پر یہ لکھ کر دیا کہ میں نے جو بات کہی تھی وہ غلط تھی اور میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس نے خدا سے ڈر کر نہیں بلکہ لوگوں سے ڈر کر یہ بات لکھی لیکن لوگوں کا ذہن تو ایسا ہی ہے نا کہ یہ گستاخیاں کرتا ہے ان کی حالت یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے تحریر کر دیتے ہیں بعد میں پھر وہی گستاخیاں شروع کر

دیتے ہیں۔اسی طرح اس عبدالعلی نے بھی گستاخی کی کہ مجھے امام اعظم ابوحنیفہؒ سے زیادہ احادیث یاد ہیں۔اب اس کے استاد مولانا عبدالجبار کے پاس یہ بات پہنچی تو انہوں نے فوراً ناظم مدرسہ کو بلایا اور فرمایا کہ عبدالعلی کا نام فوراً مدرسہ سے خارج کر دو (یہ مولانا عبدالجبار مولانا داؤد غزنویؒ کے والد تھے) اور آج کے بعد عبدالعلی مدرسہ میں پڑھنے نہ آئے۔ہم اسے پڑھانے کے لئے تیار نہیں،اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ یہ شخص عنقریب مرتد ہوکر مرے گا۔مولانا کے کہنے پر اس کو مدرسہ سے نکال دیا گیا۔مسجد سے نکال دیا گیا اور مولانا کے کہنے کے مطابق وہ ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا،مرزائی ہوگیا۔جب لوگوں نے مولانا کی بات پوری ہوتے دیکھی تو لوگ مولانا کے پاس آئے اور آ کر کہا کہ حضرت یہ بات تو واقعتاً پوری ہوگئی ہے لیکن غیب کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے،آپ کو کیسے پتہ چلا؟ فرمایا جب تم لوگوں نے عبدالعلی کی گستاخی کا ذکر میرے سامنے کیا تو میرے ذہن میں فوراً بخاری شریف کی حدیث قدسی آ گئی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں من عادیٰ ولیا فقد اذنته بالحرب جس شخص نے میرے ولی کو دکھ پہنچایا،اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کے خلاف میرا اعلان جنگ ہے۔

اللہ والوں کو ستانے کی سزا:

حضرت مجدد الف ثانیؒ بیٹھے تھے۔اللہ والوں کے مخالف بھی بہت ہوتے ہیں، لوگوں نے کسی عورت کو بھیجا،اس نے مجدد صاحب کو آ کر گالیاں دینا شروع کر دیں،بہت مرید بیٹھے ہیں،اب ان مریدین کو غصہ آ رہا ہے،حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ان کو روکا، فرمایا اس کو کچھ نہیں کہنا،وہ پھر اجازت مانگتے ہیں کہ حضرت یہ گالیاں بک رہی ہے،فرمایا اجازت نہیں ہے۔اس کے بعد بیٹھے بیٹھے فوراً ایک آدمی کو فرمایا کہ اٹھ کر اس کے منہ پر

زور سے تھپڑ مارو۔اس نے اٹھنے میں دیر کر دی۔آسمان سے بجلی گری اور وہ عورت مرگئی۔ مجدد صاحبؒ نے مرید کو ڈانٹا،فرمایا دیکھو تم نے دیر کر دی، میں اس عورت کو معاف کر رہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی غیرت کو جوش آ گیا،اب میں اس جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لئے چاہتا تھا کہ میری طرف سے میرا مرید اس کو مار دے تا کہ اس طرف سے بدلہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے قہر میں یہ نہ پکڑی جائے،اب تیری اس دیر کی وجہ سے یہ سزا اس کو ملی ہے۔اللہ تعالیٰ کی غیرت کو جوش آتا ہے جب کوئی اللہ والوں کو ستاتا ہے۔مولانا عبدالجبار فرماتے ہیں کہ جب یہ حدیث میرے ذہن میں آئی تو میرے ذہن میں یہ بات حدیث پاک کے موافق بالکل جم گئی کہ اب اس شخص کے خلاف اللہ تعالیٰ نے اعلان جنگ کر دیا ہے اور جنگ کے موقع پر ہر فریق کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ دوسرے فریق کا زیادہ سے زیادہ نقصان کرے، بڑے سے بڑا اس کا نقصان کرے اور مسلمان کے پاس ایمان سے زیادہ اور کوئی قیمتی چیز نہیں ہے۔میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اب اس کا ایمان سلامت نہیں رہے گا۔

حلالہ کا مسئلہ:

اسی طرح کا ایک اور عبرت ناک واقعہ شامی شریف کی تیسری جلد باب التعزیر میں مذکور ہے۔آج کل بھی ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں،ایک آدمی کے بارے میں آتا ہے کہ وہ آیا اور کہتا ہے کہ بیوی کو تین طلاق،سمجھانے والا لاکھ سمجھائے کہ ایک طلاق دے لو اگر تم بہت ہی غصے میں ہو،تمہیں بھی سوچنے کا موقع مل جائے گا،اس میں تم رجوع بھی کر سکتے ہو،بعد میں نکاح بھی کر سکتے ہو لیکن غصہ میں کہتا ہے کہ نہیں میں نے تو بس تین ہی طلاقیں دینی ہیں،کم تو دینی ہی نہیں،اب جب تین طلاقیں دے دیں تو اب اس کے بعد بھاگتے ہیں کہ کوئی حنفی عالم اس کو یہ فتویٰ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا کہ یہ بیوی تم

رکھ سکتے ہو بغیر شرعی نکاح حلالہ کے۔ اب وہ غیر مقلدین کے پاس بھاگتے ہیں، وہاں جاتے ہیں، ان سے فتویٰ ملتا ہے کہ یہ بیوی جائز ہے، یہ تو بالکل حرام حلال کا مسئلہ ہے۔ ایک غیر مقلد مولوی صاحب مجھے ایک دن کہنے لگے کہ آپ کے مذہب میں حلالہ ہے؟ میں نے پوچھا کون سا؟ ہمارے یہاں تو حلالہ بالکل مکروہ تحریمی ہے۔ حلالہ اس نکاح کو کہا جاتا ہے کہ نکاح کے اندر یہ شرط ہو کہ میں اس شرط پر یہ عورت تیرے نکاح میں دے رہا ہوں کہ تو ایک دفعہ صحبت کے بعد اس کو طلاق دے دینا اور وہ قبول کرنے والا کہے کہ میں واقعتاً اس شرط پر اس عورت کو قبول کر رہا ہوں، اس کو نکاح حلالہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ہمارا کوئی بھی نکاح خواں ایسا نکاح نہیں پڑھتا، آپ خدا جانے حلالہ کس کو کہتے ہیں؟ کہنے لگا کہ یہ پھر بھی ہے تو حلالہ، میں نے کہا آپ جو ساری عمر لوگوں سے حرامہ کرواتے ہیں ہمیشہ ہمیشہ کا زنا، کہنے لگا کہ اصل میں ہم تو فتویٰ اس لئے دے دیتے ہیں کہ چلو کچھ نہ کچھ تو ہو جائے گا۔ آخر اس نے اپنی بیوی لے تو جانی ہے اگر چہ ہم فتویٰ نہ دیں اس لئے ہم فتویٰ دے دیتے ہیں کہ چلو کچھ نہ کچھ تو ہو جائے گا۔ میں نے کہا کہ کچھ نہ کچھ نہیں بلکہ بہت کچھ ہو جاتا ہے۔ کہنے لگا کیا؟ میں نے کہا کہ آپ بھی فتویٰ نا دیتے پھر بھی وہ میاں بیوی کی طرح رہتے تو کم از کم ساری عمر ان کا ضمیر ان کو ملامت تو کرتا کہ گناہ کر رہے ہیں اور وہ اس گناہ کو گناہ سمجھ کر کرتے، گناہ کو گناہ سمجھ کر کرنا فسق ہے، گناہ کو حلال سمجھ کر کرنا کفر ہے، انسان کا ایمان چلا جاتا ہے۔ تم نے بیوی تو اس کے ساتھ بھیج دی لیکن ایمان تو دونوں کا برباد کر دیا۔

ایک اور واقعہ:

ایک واقعہ آتا ہے کہ امام ابوبکر جرجانی جو امام ابوحفص کبیرؒ کے شاگرد ہیں، امام

ابو حفص کبیرؒ امام محمدؒ کے شاگرد ہیں اور امام محمدؒ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں، ان کے سامنے ایک فتویٰ آیا کہ ایک حنفی نے کسی شافعی المذہب سے رشتہ طلب کیا۔ اس نے کہا کہ میں اس شرط پر لڑکی کا رشتہ دوں گا کہ تم رفع یدین کرنا شروع کردو اور امام کے پیچھے فاتحہ شریف پڑھا کرو۔ اس نے کہا کہ مجھے منظور ہے۔ اس نے رفع یدین بھی شروع کردی اور امام کے پیچھے الحمد شریف بھی پڑھنی شروع کردی اور نکاح ہوگیا۔ فتویٰ پوچھا گیا کہ یہ نکاح ہوگیا ہے یا کہ نہیں؟ شامی شریف میں لکھا ہے کہ امام ابوبکر جرجانی نے تھوڑی دیر سر جھکا کر غور فرمایا اور اس کے بعد فرمایا کہ نکاح ہوگیا، لیکن سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ مرتے وقت اس شخص کو ایمان اور کلمہ نصیب نہیں ہوگا۔ یہ بات سن کر تمام حاضرین کانپ اٹھے۔ کہنے لگے حضرت یہ کیسے؟ فرمایا وہ جس مسلک کو حق سمجھتا تھا اس کو اس نے مردار دنیا کے لئے چھوڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی اس طرح ناقدری جو کرے اور نعمت کی ناشکری کرے، اللہ کا قانون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی وہ نعمت چھین لیا کرتا ہے۔ یہ نہایت خطرناک بات ہے۔ مولانا عبدالجبار غزنوی نے بھی عبدالعلی طالب علم کے بارے میں یہی فرمایا کہ اس حدیث قدسی کی وجہ سے میں نے کہا تھا کہ یہ شخص اب مرتد ہوکر مرے گا اور ایسا ہی ہوا۔ عبدالعلی مرتد ہوکر مرا۔

ایک اور واقعہ:

اسی طرح کا ایک واقعہ العدل ۱۹۳۵ء، ۱۳ مئی کے اخبار میں، میں نے پڑھا، یہ اخبار گوجرانوالہ سے شائع ہوتا تھا۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ مولانا محمد ابراہیم جو کہ صوبہ بہار کے تھے، آرا شہر ہے صوبہ بہار میں، مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی، وہ بھی غیر مقلد تھے اور اسی علاقے کے بہت بڑے ولی کامل۔ حنفی المسلک کے حضرت مولانا محمد علی صاحب

منگیریؒ گزرے ہیں۔ بہت بڑے ولی بھی تھے اور بہت بڑے عالم بھی تھے، صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے، ان کے بڑے عجیب وغریب واقعات آتے ہیں۔

جب قادیانیت کا فتنہ پھیلنے لگا تو حضرت نے اپنے تمام خلفاء کو یہ لکھ دیا تھا کہ آج کے بعد قادیانیت کی تردید فرض ہے، اگر تہجد رہ جاتی ہے تو رہ جائے، نوافل ووظائف میں کمی ہو جاتی ہے تو بے شک ہو جائے لیکن قادیانیت کی تردید بہت ضروری ہے۔ وہیں منگیر میں ایک قادیانی ڈاکٹر تھا، حضرت نے جب تقریر فرمائی تو اس نے بھی سنی، بڑی مؤثر تقریر تھی۔ وہ روتا ہوا آیا اور کہنے لگا حضرت بات یہ ہے کہ میں قادیانی ہوں، آپ کی تقریر سے میرا دل بڑا بے چین ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اطمینان قلب کے لئے کوئی اور بات بھی سامنے آ جائے تا کہ میں پورے اطمینان سے اس مسلک کو چھوڑ دوں، فرمایا عقائد میں اطمینان تو کتاب وسنت میں ہوتا ہے، کشف وکرامات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس نے کہا حضرت صرف اس لئے تا کہ اطمینان ذرا قوی ہو جائے، فرمایا اچھا تمہارے پاس مرزا قادیانی کی کوئی کتاب ہے، اس نے کہا جی بہت سی کتابیں ہیں۔ فرمایا کوئی کتاب لے آؤ، پھر حضرت نے اس کتاب کو ہاتھ میں پکڑ کر واپس کر دیا، فرمایا کہ آج یہ کتاب رات کو تکیے کے نیچے رکھ کر سو جانا، تو وہ تکیے کے نیچے رکھ کر سو گیا تو کہتا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں وہی کتاب پڑھ رہا ہوں۔ جہاں جہاں مرزا قادیانی اپنا ذکر کرتا ہے وہاں وہاں مثلاً وہ "میں" لکھتا تو "میں" کا لفظ نہیں بلکہ خنزیر کی شکل بنی ہوئی ہے۔ جو صفحہ الٹتا ہوں یہی کیفیت ہے کہ جہاں جہاں مرزا قادیانی کا ذکر ہے اس کتاب میں، وہاں خنزیر کی شکل بنی ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے اٹھ کر اللہ کی بارگاہ میں رونا شروع کر دیا۔ یہ بہت بڑے ولی کامل تھے، حج کے لئے تشریف لے

گئے، اسی سال مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی بھی حج کے لئے تشریف لئے گئے۔ وہ جو غیر مقلد عالم تھے تو لکھا ہے کہ آپ مکہ مکرمہ میں حرم پاک میں حجر اسود کے پاس کھڑے تھے، یعنی حضرت مولانا محمد علی صاحب منگیریؒ تو مولوی محمد ابراہیم صاحب آروی جو انہی کے صوبہ کے تھے، انہیں کے علاقہ کے تھے یہ روتے ہوئے مولانا محمد علیؒ کے پاس آئے اور آکر مولانا محمد علیؒ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوگئے کہ حضرت میں آج آپ کے ہاتھ پر توبہ کرنے آیا ہوں، آج تک جو کچھ میں نے امام ابوحنیفہؒ اور حنفیت کے بارے میں کہا ہے میں توبہ کرتا ہوں اور میں مسلک حنفی آپ کے ہاتھ پر یہاں حرم پاک میں حجر اسود کے پاس کھڑے ہو کر قبول کرتا ہوں۔ مولانا محمد علیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے دو تین مرتبہ اسے دیکھا کہ یہ وہ شخص ہے کہ ہمارے پورے صوبہ بہار میں سب سے زیادہ فقہ حنفی کے خلاف بولنے والا ہے اور سب سے زیادہ اہم امام ابوحنیفہؒ کے خلاف وسوسے ڈالنے والا ہے۔ آج یہ یہاں حرم پاک میں روتا ہوا آرہا ہے۔

آخر وجہ کیا ہے؟

مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ تم کہاں سے آرہے ہو؟ وہ کہنے لگا حضرت میں مدینہ منورہ سے آرہا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ اس توبہ کا پس منظر کیا ہے، تم کیوں توبہ کر رہے ہو؟ تم تو امام ابوحنیفہؒ کے سخت مخالف تھے۔ مولانا محمد ابراہیم آروی نے بیان کیا کہ حضرت میں روضہ اطہر پر حاضر ہوا، وہاں میں بیٹھا صلوۃ وسلام عرض کرتا رہا، کافی دیر تک میں وہاں بیٹھا رہا، مجھے وہاں بیٹھے بیٹھے اونگھ آگئی، میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ بہت عالی شان باغ ہے اور اس میں ایک بہترین مکان ہے، اس میں تخت بچھا ہوا ہے اور آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اس تخت پر تشریف فرما ہیں۔ آپ ﷺ

کے دائیں طرف چاروں خلفاء بالترتیب بیٹھے ہیں۔ آپ کے بالکل ساتھ سیدنا ابوبکر صدیقؓ ہیں دوسرے نمبر پر سیدنا فاروق اعظمؓ ہیں۔ تیسرے نمبر پر حضرت عثمان غنیؓ ہیں اور چوتھے نمبر پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں اور آپ کے بائیں طرف چاروں ائمہ ترتیب کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ آپ کے بالکل قریب سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ ہیں، دوسرے نمبر پر امام مالکؒ ہیں تیسرے نمبر پر امام شافعیؒ ہیں اور چوتھے نمبر پر امام احمد بن حنبلؒ ہیں۔ میں نے خواب میں یہ ترتیب دیکھی ہے۔ جملہ معترضہ کے طور پر عرض کرتا ہوں۔

آپ ﷺ دین کی تکمیل کا اعلان کرنے والے، یہ چاروں خلفاء ہیں جن کے ذریعے دین کو تمکین نصیب ہوئی و لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم. یہ چاروں ائمہ ہیں جن کے ذریعے دین کو تدوین نصیب ہوئی، انہوں نے مسائل کو کتابوں میں مرتب کروادیا تاکہ اللہ کے نبی کی سنت پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔ مولانا محمد ابراہیم آروی کہتے ہیں کہ لوگ قطار بنا کر جا رہے ہیں اور آپ ﷺ سے مصافحہ کر کے باہر آتے ہیں۔ میں جب سامنے دروازے پر بیٹھا تو مجھے سامنے سے ہٹا دیا گیا، اور اندر جانے کی اجازت نہیں دی گئی، اب میں پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ کا چہرہ انور جب نظر آیا تو میں نے رو کر کہا کہ حضرت میرا کیا گناہ ہے کہ آپ کے در دولت پر حاضر ہو کر بھی مصافحہ سے محروم ہوں، تو آپ ﷺ نے غصے سے چہرہ انور دوسری طرف موڑ لیا۔ میں وہاں کھڑا روتا رہا۔ کافی دیر کے بعد پھر حضرت کا چہرہ انور سامنے نظر آیا تو میں نے پھر رو کر عرض کی کہ حضرت اگر مجھے یہ پتہ چل جائے کہ وہ کون سا گناہ مجھ سے ہوا ہے جس کی وجہ سے آپ مجھ سے ناراض ہیں تو میں اس سے توبہ کرلوں۔ میں گنہگار ہوں، آپ کو اللہ نے رحمۃ اللعالمین بنایا ہے، انسان کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو آپ تو رحمۃ للعالمین ہیں۔ آپ ﷺ

مجھے یہ بتا دیں تا کہ میں توبہ کرلوں۔ حضرت ﷺ نے پھر چہرہ انور غصے سے یوں پھیرلیا، کہتے ہیں میں روتا رہا، لوگ جاتے رہے، مصافحہ کرتے رہے، پھر تھوڑا سا خلا ہوا تو میں نے چہرہ انور پر نظر ڈالی اور میں نے رو کر کہا حضرت آپ مجھے فرمائیں کہ کون سی وجہ ہے جس وجہ سے مجھے مصافحہ کی اجازت نہیں، بلکہ اندر آنے کی بھی اجازت نہیں ہو رہی۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ تم سے ناراض ہے، جب آپ ﷺ نے یوں فرمایا۔

مولانا ابراہیم آروی کہتے ہیں کہ میں نے یوں ہاتھ باندھے ہوئے تھے، میں نے وہی ہاتھ امام صاحب کی طرف پھیر دیئے۔ میں نے کہا حضرت اللہ نے آپ کو اتنا بڑا مرتبہ عطا فرمایا ہے اور بڑوں کا حوصلہ بھی بہت بڑا ہوتا ہے، آج تک میں نے جو کچھ آپ کی شان میں بکا ہے میں بالکل توبہ کرتا ہوں اور آپ مجھے معاف فرما دیں آئندہ میں کبھی اس قسم کی گستاخی نہیں کروں گا۔ آج میں نے جو آپ کا مقام دیکھا ہے اس مقام کے بعد تو ویسے بھی زبان آپ کے خلاف نہیں چل سکتی۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اچھا میں نے معاف کر دیا، تو جب امام ابوحنیفہؒ نے یہ فرمایا تو پھر مجھے اندر جانے کی اجازت ہوئی اور میں نے نبی اقدس ﷺ سے مصافحہ کیا۔

کہتے ہیں کہ اسی وقت جب میری آنکھ کھلی تو میں مدینہ منورہ سے سیدھا یہاں آ رہا ہوں اور آپ کے ہاتھ پر میں غیر مقلدیت سے توبہ کرتا ہوں۔ پچھلا جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دیں۔ آپ بھی میرے لئے دعا فرمائیں، آئندہ کبھی میں ایسے لوگوں کی شان میں بالکل بدزبانی نہیں کروں گا۔

ایک کتاب میں، میں نے عجیب بات پڑھی، فرمایا کہ بعض نیک لوگوں میں بھی بعض اوقات آپس میں کوئی رنجش ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں دونوں کے دونوں

بخشے ہوئے جنتی ہوتے ہیں۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں کہ آخرت میں سب کی بخشش ہوگی۔ دنیا میں تھوڑا سا بدلہ ہو جاتا ہے۔ وہاں لکھا ہوا تھا کہ جن لوگوں نے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے خلاف کچھ لکھا ان میں اگر کوئی بڑا آدمی تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ کیا کہ دنیا میں اس کی تقلید جاری نہیں ہونے دی۔ اب یہ تقلید جاری ہونا تو بہت بڑا فیض ہے نا۔ خود نبی اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن میں سب نبیوں پر فخر کروں گا۔ بعض نبی اس حالت میں تشریف لائیں گے کہ اکیلے کھڑے ہوں گے، ایک آدمی بھی ان پر ایمان نہیں لایا ہوگا، ایک بھی اُمتی نہیں ہوگا، کسی کے ساتھ ایک اُمتی ہوگا، کسی کے ساتھ دو، کسی کے ساتھ پانچ، کسی کے ساتھ سات اور سب سے زیادہ اُمتی میرے ساتھ ہوں گے جو جنت میں جانے والے ہوں گے اس لئے میں سارے نبیوں پر فخر کروں گا۔

جس طرح نبیوں کو اپنے اُمتیوں پر فخر ہوگا اسی طرح ائمہ کو اپنے مقلدین پر فخر ہوگا۔ ہم فقہ حنفی کے موافق جتنی نمازیں پڑھتے ہیں، جتنا اجر اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرما رہے ہیں اتنے ہی درجات امام اعظم ابوحنیفہؒ کے بھی بلند فرما رہے ہیں۔

جنت میں حنفیوں کی ساٹھ صفیں:

خواجہ محمد پارساؒ بزرگ گزرے ہیں، انہوں نے کشف میں دیکھا کہ حدیث پاک میں جو آتا ہے کہ میدان قیامت میں جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی، میں نے حالت کشفی میں دیکھا کہ میدان قیامت قائم ہے اور جنت میں جانے کے لئے لوگوں نے صفیں بنائی ہیں۔ میرے دل میں آیا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جنتیوں کی صفیں ایک سو بیس ہوں گی، آج گنتی ہی کر لیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے جب گنتی کی تو واقعتا ایک سو بیس صفیں تھیں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ان میں چالیس صفیں پہلے سارے نبیوں کے اُمتیوں کی

ہوں گی اور اسی صفیں صرف امت محمد ﷺ کی ہوں گی۔ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بھی گنتی کی واقعتاً چالیس صفیں پہلے امتیوں کی ہیں اور اسی صفیں حضرت پاک ﷺ کی امت کی ہیں۔

کہتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ ان میں سے یہ پتہ چلائیں کہ حنفیوں کی کتنی صفیں ہیں، کیونکہ حنفیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ اسی صفوں میں سے ساٹھ صفیں حنفیوں کی ہیں اور بیس صفیں باقی ائمہ کے مقلدین کی ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ جن لوگوں نے امام صاحب کے خلاف کوئی بات لکھی، آخرت میں اللہ نے ان کو کوئی سزا نہیں دی لیکن دنیا میں یہ ہوا کہ ان کی تقلید جاری نہیں ہوئی اور یہ اتنا بڑا فیض جو تھا حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کو یہ اتنا بڑا اجر جو مل رہا ہے، ایسے اجر سے وہ لوگ محروم کر دیئے گئے۔ دیکھئے نا! حکومت کسی پر خوش ہو اور اسے دس مربعہ زمین الاٹ کر دے کہ یہ دس مربعہ زمین تیری ہے، دوسرے آدمی کو دو مہینے قید نہ ہی کرے لیکن جب اسے کچھ بھی نہ ملے مگر یہ حسرت تو ہوگی کہ اس کو تو اتنا انعام ملا ہے اور مجھے یہ انعام نہیں ملا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اور بخاری شریف کی حدیث پاک میں جو قانون بنایا فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ جب وحی بند ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نئی وحی نازل نہ ہو تو یہ پتہ چلانا کہ کون اللہ کے ہاں مقبول ہے اور کون مقبول نہیں ہے اس کا ایک ہی قاعدہ قرآن و حدیث میں مذکور ہے کہ اللہ کے نیک بندے یعنی اولیاء اللہ کا دل جس آدمی کی طرف مائل ہو جائے یہ اللہ کے ہاں مقبولیت کی دلیل ہے کیونکہ حدیث پاک کے مطابق یہ مقبولیت زمین پر بعد میں آتی ہے، عرش پر پہلے ہوتی ہے۔ آسمانوں پر اس مقبولیت کا اعلان پہلے ہوتا ہے، جب عرش سے لے کر فرش تک اس کی مقبولیت ثابت ہوگئی، اب اس میں شک نہیں کرنا چاہئے۔

تمام فقہوں میں فقہ حنفی اور سلسلوں میں سلسلہ قادریہ کی مقبولیت:

اس لئے بعض نے یہ عجیب بات لکھی ہے کہ فقہ میں فقہ حنفی اور سلسلوں میں سلسلہ قادریہ ان دونوں کو پروردگار نے مقبولیت بخشی ہے۔سلسلہ قادریہ سب سے زیادہ دنیا میں پھیلا ہے۔فقہ کے مسلکوں میں سب سے زیادہ مسلک حنفی پھیلا ہے،ہم جیسے گنہگاروں کو اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرنا چاہئے کہ ہم مسلکاً حنفی ہیں اور سلسلہ ہمارا قادری ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کی فقہ کو اتنی مقبولیت عطا فرمائی کہ اس فقہ کے مطابق ساری دنیا میں نمازیں پڑھی جارہی ہیں۔فقہ کے مسائل کو دیکھ کر روزے رکھے جارہے ہیں۔لوگ فقہ کے مسائل کو دیکھ کر حج کر رہے ہیں۔فقہ کے مسائل دیکھ کر لوگ زکوۃ دے رہے ہیں۔فقہ کے مطابق وراثتیں تقسیم ہورہی ہیں۔تمام زندگی کے مسائل کا حل فقہ میں موجود ہے۔روح کی صفائی دل کی صفائی حضرت غوث الاعظم پیران پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ کے طریقہ کار کے مطابق لوگوں کی اصلاح ہورہی ہے جہاں دونوں نعمتیں اکٹھی ہوجائیں،وہاں کہتے ہیں نور علی نور.

اللہ تعالیٰ کے سامنے ہم اس بارے میں شکر گزار ہیں کہ ہم مسلکاً حنفی ہیں اور ہمارا سلسلہ بیعت سلسلہ قادریہ ہے اور یہ دونوں اللہ کے ہاں مقبول ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں کی تابعداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے،(آمین)

کیا گیارہویں دینی جائز ہے:

حضرت مولانا بشیر احمد پسروریؒ نے فرمایا کہ کسی نے مجھ سے یہ پوچھا کہ حضرت گیارہویں دینی جائز ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ پہلے یہ بتاؤ کہ نماز پڑھنی جائز ہے؟ اس نے کہا نماز کا کون انکار کرتا ہے؟ نماز پڑھنی تو جائز ہے۔فرمایا اگر نمازی قبلہ کی طرف سے منہ ہٹا کر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے تو پھر؟ کہنے لگا پھر تو غلط ہے۔فرمایا جس

طرح نماز جیسی عبادت بھی صحیح طریقے سے کرے تو صحیح ہے اور اگر نماز جیسی عبادت کو غلط طریقے سے کرے تو غلط ہو جاتی ہے، اسی طرح بزرگوں کا ایصال ثواب بھی اگر صحیح طریقہ سے کیا جائے تو صحیح ہے اور اگر اس میں کوئی غلطی آ جائے تو غلط ہو جائے گا۔ اب اس نے پوچھا کہ حضرت اس میں صحیح طریقہ کیا ہے اور غلط طریقہ کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ دیکھیں اس ملک میں پنڈت نہرو اور دوسرے پنڈت گزرے ہیں جو سیاسی طور پر بڑی اہم شخصیات تھیں اور لوگ سمجھتے تھے کہ سیاسی طور پر یہ لوگ بڑے عقلمند ہیں لیکن یہ دونوں دینی طور پر اتنے بے وقوف ہیں کہ صبح اٹھ کر سورج کے سامنے پانی چھڑکا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ سورج آج ہمارے سامنے ٹھنڈے رہنا۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ کائنات کا نظام سورج کی وجہ سے چل رہا ہے۔ آج سورج کے سامنے چار چھینٹے مار دینے سے ہمارا دن ٹھنڈا رہے گا، دینی طور پر یہ لوگ اتنے بے وقوف تھے۔ ہمیں اگر اسلام کی نعمت آج نصیب ہے تو اس میں دو بزرگوں کا سب سے زیادہ حصہ ہے۔ ایک سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ کا اور دوسرے حضرت غوث الاعظم پیران پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ کا۔ ان لوگوں کی محنتوں سے یہ دین کی نعمت ہم تک پہنچی ہے اور جب کوئی آدمی احسان کرتا ہے تو خواہ مخواہ دل چاہتا ہے کہ اس کا کچھ نہ کچھ بدلہ دیا جائے۔

حضرت پسروریؒ نے فرمایا کہ ہم اپنا پورا گھر اللہ کے نام پر خیرات کر کے ان دونوں بزرگوں کو ثواب پہنچا دیں تو یقین کریں کہ پھر بھی ہم نے ان کا حق ادا نہیں کیا کیونکہ ہم نماز پڑھ رہے ہیں تو یہ امام اعظم ابو حنیفہؒ نے مدون کی ہے۔ ان سے ہمیں نماز پڑھنے کے مسائل ملے ہیں۔ فرمایا ان بزرگوں کے ہم نے حالات پڑھے ہیں۔ انہوں نے دین کی اشاعت میں کبھی سال یا مہینے کا کوئی دن مقرر نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ بھی چاہتے ہیں کہ ان کو ایصال ثواب زیادہ سے زیادہ ہوتا رہے، کوئی تاریخ مقرر کرنے کی ضرورت

نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دن رات کے چوبیس گھنٹے یہ دروازہ کھلا رکھا ہے۔ جس قدر آپ کو توفیق ہو اللہ کے نام پر دے کر اس کا ثواب حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی ؒ، حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کو بخشیں۔ اللہ تعالیٰ یقیناً قبول فرمائیں گے، تمہارے بھی اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی، یہ طریقہ تو درست ہے۔

اس نے پوچھا کہ غلط طریقہ کیا ہے؟ فرمایا غلط طریقہ یہ ہے کہ کوئی یہ سمجھے (معاذ اللہ) کہ اللہ تعالیٰ نے اتنے عرصے سے یہ دنیا بنا رکھی ہے، اب اللہ تعالیٰ کچھ کمزور ہو گئے ہیں۔ سارے کام خود نہیں کر سکتے اس لئے کچھ کام تقسیم کر دیئے ہیں کہ بارش تم برسا دینا، اور بیٹے تم دے دیا کرنا، اس نیت سے کوئی نذر و نیاز یا قربانی کرے تو یہ غلط ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ یہ ایسے لوگوں کا حق نہیں ہے اس لئے اگر کوئی اس نیت سے کرتا ہے تو یہ طریقہ غلط ہے۔ ہاں اس نیت سے کہ ان لوگوں کی محنتوں سے دین کی نعمت ہم تک پہنچی ہے اور آج ہمیں کلمہ نصیب ہوا ہے قرآن پاک کی تلاوت نصیب ہے، نماز پڑھنی نصیب ہے، اللہ کا نام لینا نصیب ہے، یہ بات دل میں رکھ کر پھر اللہ کا نام لے کر ان کو ثواب بخشا جائے تو یہ یقیناً درست طریقہ ہے۔ اس لئے فرمایا کہ بخل نہیں کرنا چاہئے۔ جتنا زیادہ ہو سکے اللہ تعالیٰ کے نام سے انسان کو خرچ کرنا چاہئے اور اپنے محسنوں کے احسان کا کچھ نہ کچھ بدلہ دینا چاہئے۔

خلاصہ اس آیت کریمہ کا جو میں نے پڑھی تھی یہی ہے کہ عنداللہ مقبولیت کی جو دلیل کتاب وسنت میں موجود ہے، نیک لوگوں کے دلوں کا کسی طرف جھکاؤ یہ مسلک حنفی اور سلسلہ قادریہ میں سب سے زیادہ پائی جاتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اسی مسلک اور سلسلہ سے وابستہ رکھے اور ان کے فیوض وبرکات سے ہمیں مستفیض فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

استغفر الله تعالى ربى من كل ذنب واتوب اليه.

(خطاب بمقام کراچی)

حقانیتِ اسلام و حقانیتِ فقہ

الحمد للّٰہ و کفٰی و سلام علی عبادہ الذین اصطفٰی امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ان الدین عند اللّٰہ الاسلام.

(صدق اللّٰہ العظیم و صدق رسولہ النبی الکریم)

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوقات میں سے ہمیں انسان بنایا جو اشرف المخلوقات ہے اور پھر انسانوں میں سے مسلمان بنایا کیونکہ دنیا میں جتنے بھی دین ہیں ان میں سچا دین صرف اسلام ہے، اگرچہ ہر دین والا کہتا ہے کہ ہمارا دین سچا ہے، کوئی بھی اپنے دین کو جھوٹا کہنے کے لئے تیار نہیں، لیکن چار بنیادی باتیں ایسی ہیں جن کا جواب مسلمانوں کے سوا کسی کے پاس نہیں۔

حقانیت اسلام کی چار بنیادیں:

پہلی بنیادی بات یہ ہے کہ جب ساری دنیا کا خدا ایک ہے، ساری کائنات خدا کے بندے تو ان کا نبی بھی ایک ہونا چاہئے۔ خاص طور پر اس زمانہ میں جبکہ ذرائع وسائل ایسے ہیں کہ ایک نبی کی تعلیمات ساری دنیا کو پہنچائی جاسکتی ہیں تو آج کل تو خبر چند سیکنڈوں میں پوری دنیا کا چکر لگا جاتی ہے۔ تو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کسی پیغمبر کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ ساری دنیا کے لئے وہ نبی بن کر آئے۔

۱- عالمگیر نبوت:

صرف اور صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا دعویٰ ہے کہ جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ رب العالمین ہیں، مجھے اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کے بھیجا ہے۔ جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ رب الناس ہیں پوری نسل انسانی کے رب اور خدا ہیں، اسی طرح مجھے اللہ تعالیٰ نے کافة للناس بشیرا و نذیرا ساری نسلِ انسانی کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

نبوت کی ضرورت:

یہاں پہلے یہ بات بھی سمجھ لینی چاہئے کہ نبوت کی ضرورت کیا ہے؟ جس طرح اس دنیا میں کام کرنے کے لئے ہمیں دو روشنیوں کی ضرورت ہے۔ ایک روشنی اللہ تعالیٰ نے ہمارے جسم میں رکھی ہے آنکھ اور دوسری باہر کی روشنی ہوتی ہے خواہ وہ لالٹین کی ہو یا گیس کی ہو یا سورج کی ہو۔ ان دو روشنیوں کے بغیر کام صحیح نہیں ہو سکتا۔

دیکھئے ہم اندھیرے میں باہر نکلیں تو کوئی آدمی پیشاب کرنے بیٹھا ہو تو دیکھنے والوں میں اختلاف ہو جائے گا۔ کوئی کہے گا شاید آدمی ہے، کوئی کہے گا شاید کتا ہے، کوئی کہے گا شاید کرسی رکھی ہوئی ہے، حالانکہ سب کی آنکھ میں روشنی موجود ہے، صرف وہ چیز روشنی میں نہیں۔ اگر اسی وقت ٹارچ جلا کر اس پر روشنی ڈال دی جائے تو سارا اختلاف ختم ہو جائے گا کہ بھائی فلاں چیز ہے، فلاں نہیں تو اسی طریقے سے دین میں بھی دو روشنیوں کی ضرورت ہے ایک روشنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہاں ہمارے جسم میں رکھی ہے۔ دماغ میں ایک چراغ روشن کیا ہوا ہے جس کا نام عقل ہے اور اس کی راہنمائی میں باہر جو روشنی ہوتی ہے اس کو وحی کی روشنی کہا جاتا ہے۔ جس طرح آنکھ کی راہنمائی کے لئے باہر کی

روشنیاں چھوٹی بڑی ہوتی ہیں، ایک گیس ایک گلی کو روشن کرسکتا ہے لیکن ساری دنیا کو روشن نہیں کرسکتا، ایک لالٹین ایک کمرے کو روشن کرسکتا ہے لیکن ساری دنیا کو روشن نہیں کرسکتی لیکن سورج ساری دنیا کو روشنی دیتا ہے اسی طرح عقل کی راہنمائی کے لئے اللہ کی طرف سے جو وحی نازل ہوئی وہ کوئی جزوی وحی تھی، کبھی تورات کا گیس آ گیا، کبھی زبور کی لالٹین آ گئی، کبھی انجیل کی بتی آ گئی لیکن یہ ساری جزوی چیزیں تھیں۔ یہ نبی ایک ایک قوم یا ایک ایک قبیلے کے لئے تھے کیونکہ کوئی گیس یہ دعویٰ کر ہی نہیں سکتا کہ میں ساری دنیا کو روشنی دے رہا ہوں۔ والی مدین اخاهم شعیبا. وہ شعیب علیہ السلام مدین کے لئے پیغمبر تھے۔ الی عاد اخاهم هودا. عاد کی طرف ان کے بھائی ھود علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی تھے لیکن ساری دنیا کے نبی نہیں تھے۔ تو جس طرح سورج کے نکلنے کے بعد کسی لالٹین یا گیس کی ضرورت باقی نہیں رہتی اسی طرح قرآن پاک کے نزول کے بعد اب کسی تورات کے گیس یا زبور کی موم بتی یا انجیل کی لالٹین کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اگرچہ جب اس کی ضرورت تھی وہ واقعۃً ضرورت کی چیزیں تھیں لیکن اب ان کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ تو باقی پیغمبر جتنے ہیں وہ ایک ایک علاقے کے نبی تھے۔ ساری دنیا کے نبی ہونے کا دعویٰ صرف اور صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ تو پہلی بات کہ ساری دنیا کا نبی کون ہے؟ اگر دو نبی ایسے مل جاتے جن کا دعویٰ ہوتا تو شاید الیکشن یا سلیکشن کی ضرورت ہوتی لیکن اب ساری نبیوں کی تاریخ میں صرف ایک ہی نبی ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، جن کا دعویٰ عالمگیر نبی ہونے کا اور ساری دنیا کے نبی ہونے کا ہے تو اس لئے دنیا کو انہی پر ایمان رکھنا چاہئے جو ساری دنیا کو اللہ کا پیغام سنانے کے لئے تشریف لائے تو اور کوئی بھی اپنی کسی کتاب سے اپنے نبی کا

عالمگیر ہونا ثابت نہیں کرسکتا۔

۲۔دائمی نبوت:

دوسرا یہ ہے کہ آج کل دنیا اپنے آپ کو دانشور، ایجوکیٹڈ (Educated) پڑھی لکھی دنیا سمجھتی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ بات دلیل کے ساتھ ہونی چاہئے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو دلائل یعنی معجزات سے سرفراز فرمایا جوان کے نبی ہونے کے دلائل تھے۔اب سب نبیوں کے معجزات کتابوں میں مذکور ہیں لیکن وہ پڑھے پڑھائے جاسکتے ہیں، سنے سنائے جاسکتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ کسی نبی کا معجزہ دنیا میں آج بھی موجود ہے جو دکھایا بھی جاسکے تو یہودی موسیٰ علیہ السلام کے معجزات سنا سکتے ہیں کہ لاٹھی سانپ بن گئی اور دریا پھٹ گیا۔ عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سنا سکتے ہیں کہ نعمان کوڑھی پر آپ نے ہاتھ پھیرا وہ تندرست ہوگیا، علی اطہر کا جنازہ جارہا تھا آپ نے فرمایاقم باذن اللہ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔(لیکن بالفعل دکھا نہیں سکتے) ایک ہی پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جن کا معجزہ آج بھی دنیا میں باقی رکھا گیا اور قیامت تک رہے گا۔وہ ہے قرآن پاک۔کسی نبی کا معجزہ آج دنیا میں باقی نہیں، کیوں؟ ان نبیوں کا دور نبوت چونکہ ختم ہو چکا ہے اس لئے ان کی دلیل نبوت کو دنیا میں باقی رکھنا ضروری نہیں تھا۔ان کی مثال موسمی پھولوں کی تھی جیسے گرمیوں میں گرمی کا پھول خوب بہار دکھاتا ہے لیکن وہ سردی کو برداشت نہیں کرسکتا۔تو تورات، انجیل، زبور، یہ موسمی پھول تھے۔اپنے اپنے موسم میں انہوں نے اپنے اپنے علاقے میں خوب مہک دکھائی اور ان کو ولولہ رہا لیکن اب سدا بہار پھول قرآن پاک آگیا، ہر موسم میں اس کی شان بڑھتی اور چڑھتی جارہی ہے اور جوں جوں زمانہ ترقی کررہا

ہے اس کے مسائل اور اس کے احکام اور زیادہ نکھرتے ہوئے لوگوں کے سامنے آرہے ہیں۔ یہ کیسے معجزہ ہے؟ بالکل یہ عام فہم بات ہے۔ اس بات کو سمجھانے کے لئے میں آپ حضرات سے ایک دو سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

قرآن معجزہ ہے:

یہ فرمایئے کہ آنکھ اللہ نے بنائی ہے یا انسان نے؟ (اللہ نے) اور عینک؟ (انسان نے) دیوار؟ (انسان نے) سورج؟ (اللہ نے) تو آپ نے جواب میں کچھ تقسیم فرمادی ہے، کچھ کے جواب میں اللہ کا نام لیتے ہیں اور کبھی انسان کا نام لیتے ہیں۔ آپ سے پوچھا جائے کہ کیا دلیل ہے کہ سورج اللہ نے بنایا ہے اور یہ دیوار انسان نے؟ ٹوپی انسان نے بنائی ہے اور سر خدا نے تو آپ ایک ہی دلیل بیان کرینگے کہ ساری دنیا مل کر اس سورج جیسا سورج نہیں بنا سکتی، ساری دنیا مل کر اس سر جیسا سر پیدا نہیں کر سکتی۔ ساری دنیا مل کر اس آنکھ جیسی آنکھ پیدا نہیں کر سکتی۔ ساری دنیا مل کر اس پاؤں جیسا پاؤں پیدا نہیں کر سکتی۔ تو یہ ہر انسان کو یقین ہے کہ جو کام ساری دنیا مل کر نہ کر سکے وہ خدا ہی کا کام ہوتا ہے۔ تو جو پہچان اللہ کے پاک کام کی ہے وہی پہچان اللہ کے پاک کلام کی بھی ہے۔ تو ساری دنیا مل کر اس کلام جیسا کلام لانے سے جیسے آج سے چودہ سو سال پہلے عاجز تھی آج بھی عاجز ہے اور قیامت تک عاجز رہے گی۔

آپ ماشاء اللہ علماء حضرات ہیں آپ کو پتہ ہے کہ عربی کی بڑی لغت المنجد عیسائی کی لکھی ہوئی ہے جو عربی دان تھا۔ اتنے بڑے بڑے عیسائی عربی دان گزرے ہیں ، یہودیوں میں عربی دان گزرے ہیں وہ لغتیں لکھ گئے ہیں، عربی کی بڑی بڑی کتابیں لکھ گئے ہیں لیکن قرآن پاک کے مقابلہ میں سورۂ کوثر جتنی ڈیڑھ سطر بھی آج تک کسی نے نہیں

لکھی۔مقابلہ کرنے کی کوشش ضرور کی لیکن جو فقرے ہمارے سامنے آئے وہ ایسے تھے کہ خود کافروں نے ان کو تھپڑ مارے، الفیل و ما الفیل وما ادراک ما الفیل له ذنب وخرطوم طویل فانه من خلقة ربک الجلیل. خود کافروں نے کہا کم بختو اس سے تو خاموش رہنا ہی بہتر تھا۔ جب عربی دان اس فقرے کو قرآن کے مقابلہ میں رکھیں گے تو وہ کیا کہیں گے کہ کتنی گھٹیا ذہنیت کے لوگ تھے۔و السماء ذات البروج اس کے مقابلہ میں "والنساء ذات الفروج." اب یہ کتنا فحش اور نکما فقرہ تھا جو انہوں نے بنایا۔ آخر انہوں نے ہتھیار پھینک دیئے اور لڑنے مرنے پر آمادہ ہو گئے، اپنی بیویوں کو بیوہ چھوڑ گئے، اپنے بچوں کو یتیم چھوڑ گئے۔ میدانِ بدر و احد میں اترے لیکن اگر وہ نہیں کر سکے تو قرآن پاک کے مقابلہ میں ڈیڑھ سطر نہیں لا سکے۔ تو دوسری بات یہ ٹھیک ہے کہ سارے اپنے اپنے نبی کا نام لیتے ہیں لیکن جب یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپ کے نبی کا معجزہ اس وقت دنیا میں کوئی موجود بھی ہے یا صرف پڑھنے سننے کی باتیں رہ گئی ہیں، تو سوائے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے کسی کی دلیلِ نبوت آج دنیا میں موجود نہیں ہے جس سے پتہ چلا کہ آپ ہی کی نبوت کا دور ہے، پہلے نبیوں کی نبوت کا دور ختم ہو چکا ہے۔

۳۔تعلیمات نبوی ﷺ محفوظ ہیں:

تیسری بات یہ ہے کہ ہم نے پیغمبر تلاش کر لیا جو عالمگیر نبی ہے، ان کی دلیلِ نبوت بھی سامنے آ گئی۔ سورج سے بڑھ کر ان کی نبوت کا یقین ہمیں ہو گیا، لیکن فائدہ جب ہی ہوگا کہ نبی جو تعلیمات لے کر آئے تھے وہ بھی محفوظ ہیں یا گم ہی ہو چکی ہیں۔ تو اس کا جواب بھی صرف ہمارے پاس ہی ہے کیونکہ باقی کسی نبی کی تعلیم آج دنیا میں محفوظ نہیں بلکہ میں تو مناظروں میں یہ بات کہا کرتا ہوں عیسائیوں سے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام،

ابراہیم علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے اسماءِ گرامی قرآن پاک میں نہ آتے تو ہزاروں اور نبی تھے جن کے نام سے دنیا واقف نہیں رہی، ان کے ناموں سے بھی دنیا واقف نہ ہوتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تکوینی طور پر ان زبانوں کو ہی دنیا سے مردہ کر دیا ہے جن زبانوں میں وہ کتابیں نازل ہوئی تھیں۔

آج عبرانی، لاطینی، یونانی زبانیں دنیا میں کسی ایک ملک میں بطور زندہ زبان بولی نہیں جاتیں، کہیں کوئی ایک آدھ کتاب ہو، جب تک محاورات زبان کے استعمال نہ ہوں تو اس زبان کو زندہ نہیں کہا جاتا اور اس کو سمجھا بھی نہیں جا سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان زبانوں کو ہی دنیا میں مردہ کر دیا ہے جن زبانوں میں پہلی کتابیں نازل ہوئی تھیں۔ اب ساری دنیا مل کر خدا کے مارے ہوؤں کو زندہ نہیں کر سکتی۔ وہ چشمے خشک ہو چکے ہیں۔ ہاں دھوکے میں بعض لوگ ان کی ریت کی چمک کو پانی کی چمک سمجھ رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ شاید وہاں جا کر پیاس بجھ جائے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ وہ پیاسے مرتے چلے جا رہے ہیں۔ آج ایک ہی آبِ حیات کا چشمہ ہے جس کا نام قرآن پاک ہے، اس کے سوا اور کہیں روحانی پیاس بجھائی نہیں جا سکتی۔ تو تعلیمات کے سلسلہ میں تورات آج ہمارے پاس پانچ حصوں میں ہے۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام سجدے میں کیا پڑھتے تھے؟ آج تک کسی کو پتہ نہیں تو کیا ضرورت ہوئی پانچ حصوں کے محفوظ رکھنے کی جب سجدے کا طریقہ بھی یاد نہیں۔ چار انجیلیں ہیں عیسائیوں کے پاس، متی، مرقس، لوقا، یوحنا، لیکن آپ ان سے پوچھیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی بارگاہ میں سجدے کرتے تھے تو کونسی تسبیح پڑھتے تھے؟ کسی کو پتہ نہیں۔ ذکر ہی سرے سے نہیں، صرف اتنا ہے کہ آخری دنوں میں جو سجدہ کیا تو یہ فرمارہے تھے کہ اے میرے آسمانی باپ اگر ہو سکتا ہے تو یہ صلیب کا پیالہ مجھ سے ٹل

جائے۔ تب بھی تیری مرضی جو ہے وہ پوری ہو، تو یہ کوئی اللہ کی تسبیح نہیں اپنے لئے ایک دعا ہے۔ بس تو مسیح علیہ السلام کی تعلیمات دنیا میں عبادات تک بھی محفوظ نہیں ہیں لیکن اس کے برعکس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ کی عبادات تو عبادات، آپ کی عادات بھی محفوظ ہیں، آپ ﷺ کے علاوہ کسی بڑی سے بڑی شخصیت کی دنیا میں عادات محفوظ نہیں ہیں۔

سکندر اعظم بہت بڑا بادشاہ گزرا ہے۔ اشوت اور جیت ہندوؤں میں کتنے بڑے مہاراجہ گزرے ہیں کہ صدیوں تک ان کے احکام لاٹھیوں پر لکھے جاتے تھے لیکن کوئی نہیں بتا سکتا کہ سکندر اعظم کو جس بچی نے اپنے ہاتھوں پر لوریاں دی تھیں اس کا نام کیا ہے؟ سکندر جب تخت پر آتا تھا تو کونسا پاؤں پہلے رکھتا تھا؟ سکندر جب لیٹتا تھا تو اس کے لیٹنے کا طریقہ کیا تھا، لیکن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی یہ عادات مبارکہ بھی محفوظ ہیں جس بچی حضرت شیماء نے آپ ﷺ کو لوریاں دی ہیں اس کا نام بھی قیامت تک کے لئے زندہ ہو گیا۔ آپ ﷺ جوتا پہنتے تو کس پاؤں میں پہلے پہنتے، بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو کونسا پاؤں مبارک پہلے رکھتے، زبان پر کونسے کلمات مبارکہ ہوتے، آپ ﷺ سرمہ لگاتے تو کس آنکھ میں پہلے لگاتے، آپ ﷺ قمیص پہنتے تو کس طرح پہنتے، آپ ﷺ آرام کے لئے لیٹتے تو کس کروٹ پر لیٹتے یہ وہ باتیں ہیں جو بڑی سے بڑی شخصیت کی دنیا نے محفوظ نہیں رکھیں لیکن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں الحمدللہ ہم پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ آپ ﷺ کی پاک سیرت کا ایک نقطہ بھی گم نہیں ہوا۔ جس طرح چودہ سو سال پہلے سورج کی طرح دنیا کے سامنے آپ ﷺ کی سیرت چمک رہی تھی، اسی طرح آج بھی محفوظ ہے اور انشاء اللہ العزیز قیامت تک محفوظ رہے گی۔ تو یہ وہ ابتدائی باتیں ہیں جو سچے دین کی پہچان کے لئے ہوتی ہیں تو اگرچہ سارے کہتے ہیں ہمارا

دین سچا ہے لیکن کوئی اپنے نبی کو عالمگیر ثابت نہیں کر سکتا۔ اب عیسائیوں کا انجیلیں تقسیم کرتے پھرنا اسی کو کہتے ہیں مدعی سست گواہ چست کہ عیسیٰ علیہ السلام تو فرماتے نہیں کہ میں ساری دنیا کا نبی ہوں اور اُمتی اٹھا کر ساری دنیا کو انجیلیں پکڑا رہے ہیں جا جا کر اور کسی نبی کا معجزہ آج بھی دنیا کو دکھایا جائے کہ یہ ہے مقابلہ کرو سوائے ہمارے پاک پیغمبر ﷺ کے کسی کا معجزہ موجود نہیں اور کسی نبی کی تعلیمات دنیا میں موجود نہیں ہیں بلکہ وہ زبانیں ہی مردہ ہو چکی ہیں جن میں وہ کتابیں نازل ہوئی تھیں اور ان نبیوں پر اسلام کا احسان ہے کہ اگر کسی کا آج نام زندہ ہے تو اسلام ہی کی وجہ سے زندہ ہے لیکن اس کے برعکس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کا ایک گوشہ بھی آج تک گم نہیں ہوا اور انشاء اللہ العزیز قیامت تک باقی رہے گا۔ اسی لئے میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ نے ہمیں مسلمان بنایا پھر مسلمان کہلانے والوں میں سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اہل سنت والجماعت بننے کی توفیق عطا فرمائی۔

ناجی فرقہ اہل السنت والجماعت ہی ہے:

جیسے سارے دینوں میں سچا دین صرف اسلام ہے اسی طرح مسلمان کہلانے والے فرقوں میں نجات پانے والی جماعت کا نام اہلسنت والجماعت ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ نام رکھا کس نے؟ تہتر فرقوں کے نام غنیۃ الطالبین میں شہرستانی کی ملل وغیرہ میں ملتے ہیں لیکن کوئی فرقہ اپنا نام اپنے پاک پیغمبر ﷺ سے ثابت نہیں کر سکتا سوائے اہلسنت والجماعت کے۔ جب قرآن پاک میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ کہ میدان قیامت میں کچھ لوگوں کے چہرے سفید اور روشن ہونگے اور کچھ لوگوں کے چہرے سیاہ ہونگے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت اقدس ﷺ کی خدمتِ پاک میں عرض کیا کہ حضرت جن کے چہرے میدانِ قیامت میں روشن ہونگے ان کا نام کیا ہے۔ فرمایا، "ھم اھل السنة و الجماعة" ان کا نام اہلسنت والجماعت ہے۔ تفسیر درمنثور میں اسی آیت کے تحت یہ روایات موجود ہیں۔ ابن کثیر میں بھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ اس سے مراد جن کے چہرے روشن ہونگے اہلسنت والجماعت ہیں۔ کنز العمال میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ہم حضرتِ پاک ﷺ کے زمانہ میں اپنے آپ کو اہلسنت والجماعت کہا کرتے تھے۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا آخری خطبہ تاریخ کامل ابن اثیر میں موجود ہے، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نانا پاک ﷺ سے سنا تھا، فرمارہے تھے حسن اور حسین دونوں بھائی جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور فرمارہے تھے حسن اور حسین دونوں جنت کے پھول ہیں اور فرمارہے تھے حسن اور حسین دونوں بھائی اہلسنت والجماعت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں تو اس سے پتہ چلا کہ ہمارا نام ہمارے پاک پیغمبر ﷺ کا رکھا ہوا ہے جبکہ اور کوئی فرقہ اپنا نام پاک پیغمبر ﷺ سے ثابت کرہی نہیں سکتا تو سب سے پہلی اور بنیادی بات تو یہی ہے کہ اللہ کے نبی نے نجات پانے والی جماعت کا نام اہل سنت والجماعت رکھا تھا باقی فرقوں کے غلط ہونے کی پہلی دلیل یہی ہے کہ انہیں نبی پاک ﷺ کا نام پسند نہیں آیا۔ انہوں نے بعد میں اپنے نام الگ الگ خود ہی رکھ لئے تو جو اللہ کے نبی پاک ﷺ کے رکھے ہوئے نام کو پسند نہیں کرتا وہ اگر ہمارے سامنے دعویٰ کرے کہ ہم نبی پاک ﷺ کے کام کو مانتے ہیں تو یہ دعویٰ عقل ماننے کے لئے تیار نہیں کیونکہ نام آسان ہوتا ہے کام مشکل ہوتا ہے۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ آپ کو بیٹا دے، نام اس کا رکھیں محمد عمر اس تصور سے کہ یہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کرے اسی

جوش اور جذبہ سے جس طرح فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے کی تو یہ نام رکھنا آسان ہے۔ فاروقِ اعظم جیسا جذبہ یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ تو جن کو نبی پاک ﷺ کا رکھا ہوا نام ہی پسند نہیں آیا، وہ اگر کہے کہ ہم نبی پاک ﷺ کے کاموں کے محافظ ہیں تو یہ بات ناممکن ہے۔

اہلِ سنت والجماعت کا مطلب:

اب یہ اس نام کا معنیٰ کیا ہے؟ تو ہمارے نام میں پہلا لفظ سنت آرہا ہے، سنت کسے کہتے ہیں؟ قرآن پاک اللہ کی آخری کتاب ہے۔ یہ الفاظ میں نازل ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے اسی کے ساتھ معلمِ کتاب کو بھی بھیجا۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو جنہوں نے اس قرآن پاک پر سب سے پہلے خود عمل کر کے دکھایا تو آپ نے اس کتاب کے مطابق جو عمل کر کے دکھایا اسی عملی نمونہ کو سنت کہا جاتا ہے۔ تو گویا سنت کے لفظ میں دو باتیں آئیں۔ علمِ قرآن کا اور نمونۂ عمل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا۔ ہمارا تو یہی عقیدہ ہے کہ یہ قرآن پاک لفظی قرآن ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اسی قرآن پاک کی چلتی پھرتی عملی تفسیر تھے۔ ہم نے اقیموا الصلوٰۃ یہاں پڑھنا ہے اور دیکھنا یہ ہے کہ حضرت ﷺ کس طرح نماز ادا فرمارہے ہیں۔ وہ یقیناً اسی آیت کی تفسیر ہے۔ آپ کی عادات آپ کی عبادات، آپ کا جہاد، آپ کی صلح، سب جو کچھ بھی تھا اسی قرآن پاک کی تفسیر ہے۔ تو جب سنت کا پتہ چلا کہ سنت کہتے ہیں علمِ قرآن کا اور نمونۂ عمل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا تو صرف آپ ﷺ نے قرآن نہیں دیا، اس کا عملی نمونہ بھی سامنے رکھا ہے تا کہ اس کے سمجھنے میں کسی قسم کی مشکل نہ آئے۔ تو اس لئے اہلسنت کا معنیٰ بھی سمجھ آگیا کہ وہ جماعت جو اپنی زندگی قرآن پاک کے مطابق گزارتی ہے لیکن قادیانیوں وغیرہ کی طرح قرآن پاک کا نیا مطلب نہیں نکالتی۔ جس طرح حضرت پاک ﷺ نے عمل کر کے دکھایا

اسی عملی نمونہ کو سامنے رکھ کر قرآن پاک پر عمل کرنے والے کو اہل سنت کہتے ہیں۔

اہل سنت کے بعد دوسرا لفظ ہمارے نام میں والجماعۃ ہے اور سوائے ہمارے نام کے کسی فرقہ کے نام میں والجماعۃ نہیں آتا۔ کوئی نہیں کہتا میں اہل قرآن والجماعۃ ہوں، کوئی نہیں کہتا میں اہل حدیث والجماعۃ ہوں، کوئی نہیں کہتا میں اہل تشیع والجماعۃ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی حفاظت فرمائی کہ جب کسی نے پوچھا کہ نجات پانے والے کون ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ما انا علیہ و اصحابی جو میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے طریقے پر ہوں۔ تو صحابہؓ کی جماعت کا ذکر ہمارے نام کے سوا اور کسی نام میں سرے سے آیا ہی نہیں۔ تو اس لئے پتہ چلا کہ یہی نجات پانے والی جماعت ہے۔ حضور پاک ﷺ کا نام تو تہتر لیتے ہیں، سارے ہی حضرت پاک ﷺ کا نام لیتے ہیں لیکن وہ حضرت ﷺ کو صحابہؓ سے الگ کر کے دیکھنا چاہتے ہیں۔ حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ نہیں! میرا طریقہ وہی ہے جس طرح میں نے قرآن پاک کا عملی نمونہ پیش کیا ہے میں نے اپنی سنت کے آگے عملی نمونے ہی تیار کئے ہیں اور جب حضرت ﷺ نے قرآن پاک پر عمل فرمایا تو اللہ کی نگرانی میں فرمایا، اسی لئے کسی قسم کا شک اور شبہ نہیں اس عملی نمونہ میں۔ اور صحابہؓ نے کہ جب سنت کے عملی نمونے صحابہؓ بنے تو دو نگرانیاں تھیں۔ ادھر اللہ تبارک و تعالیٰ نگرانی فرمارہے ہیں اور ادھر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نگرانی فرمارہے ہیں۔ ادھر سے سرٹیفکیٹ بھی آتا ہے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ، اللہ ان سے راضی ہے وہ اللہ تبارک تعالیٰ سے راضی ہیں۔ اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ بھی یہی فرماتے ہیں کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں جو جس کے ساتھ بھی جڑ جائے گا وہ اسے جنت میں لے جائے گا۔ تو ان عملی نمونوں کو سامنے رکھ کر حضرت پاک ﷺ کی تابعداری کرنا یہ شعار اہل

سنت والجماعت کا ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم محمدی ہیں ابوبکری نہیں، محمدی ہیں عمری یا عثمانی یا علوی نہیں وہ کبھی بھی سچے محمدی نہیں بن سکتے۔ سچا محمدی بننے کے لئے ابوبکریؓ بننا ضروری ہے، عمریؓ، عثمانیؓ، علویؓ بننا ضروری ہے۔ جو صحابہؓ کو نہیں مانتا وہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین جیسا محمدی تو بن سکتا ہے لیکن عبداللہ بن مسعودؓ جیسا محمدی نہیں بن سکتا۔ جو صحابہؓ کو نہیں مانتا وہ یزید جیسا محمدی تو بن سکتا ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ جیسا محمدی نہیں بن سکتا۔ تو اسی لئے ہمارے نام میں دوسرا لفظ والجماعۃ آیا ہے۔

ہم حنفی کیوں کہلاتے ہیں:

اور پھر اس کے بعد ہم حنفی بھی کہلاتے ہیں، کیوں؟ ہمیں نبی پاک ﷺ کی سنت اور صحابہؓ کے فہم کی ضرورت ہے اور ہم میں سے کوئی بھی نہ حضرت ﷺ سے ملا نہ صحابہؓ سے ملا۔ تو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً چالیس سال صحابہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ پایا ہے اور سنت کے عملی نمونوں کی اپنی آنکھوں سے زیارت کی ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سنت سیکھی ہے نبی پاک ﷺ کو آنکھوں سے دیکھ کر اور ہمارے امام نے سنت سیکھی ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کو آنکھوں سے دیکھ کر، اور اس کو پھر کتابوں میں مرتب کروادیا۔ وہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی کتابیں آج بھی ہمارے ہاتھوں میں الحمدللہ موجود ہیں۔ تو اسی لئے ہم حنفی بھی کہلاتے ہیں کیونکہ نبی ﷺ کی سنت اور صحابہؓ کا فہم جو ہے وہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ ہمیں پہنچا۔

تکمیل دین، تمکین دین، تدوین دین:

ایک اور انداز میں بھی اس بات کو سمجھیں کہ جب ہم اپنے آپ کو اہلسنت کہتے ہیں تو اپنی نسبت نبیوں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے جوڑتے ہیں۔ نبی سارے

برحق ہیں، ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است: لیکن دین کی تکمیل کا اعلان سوائے ہمارے پاک ﷺ کے اور کسی نے نہیں فرمایا۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا تو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دین کو تکمیل نصیب ہوئی ہیں جن کا ذکر ہمارے نام میں سنت کے لفظ میں آرہا ہے، صحابہ کا ذکر والجماعۃ میں آرہا ہے ان کے ذریعے دین کو تمکین نصیب ہوئی ہے، سورۂ نور میں آتا ہے ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم اللہ نے جو اپنا پسندیدہ دین جو اپنے پاک پیغمبر پر کامل فرمایا اسکا کامل اور عام نفاذ جو ہے وہ خلافت راشدہ اور صحابہ کے ذریعے دنیا میں ہوگیا اور مضبوطی کے ساتھ دین اس دنیا میں جڑ پکڑ گیا تو صحابہ کے ذریعے دین کو تمکین نصیب ہوئی اور امام ابوحنیفہؒ کے ذریعے دین کو تدوین نصیب ہوئی، نمازیں پہلے بھی لوگ پڑھتے تھے، وضو کرتے تھے لیکن اس تفصیل سے کہ وضو میں اتنی سنتیں ہیں، اتنے فرائض ہیں، اتنی باتوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، یہ تفصیل کہیں کتابوں میں لکھی ہوئی نہیں ملتی تھی، ضرورت صحابہ کو بھی تھی لیکن صحابہ کی زندگیاں اکثر میدانِ جہاد میں گذر گئیں، انہیں یہ موقع نہیں ملا کہ وہ بیٹھ کر کتابوں کو مرتب فرماتے اور جمع کرتے لیکن چونکہ یہ دین قیامت تک رہنے والا تھا اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا دل اس طرف متوجہ فرمادیا اور آپ نے دین کی تدوین فرمائی تو اہل سنت والجماعت حنفی میں گویا تین باتیں آگئیں سنت میں تکمیل دین، والجماعت میں تمکین دین اور حنفی میں تدوین دین۔

امام اعظم کی شان:

ایک دوسرے طریقے سے اس کو سمجھیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لفظ سنت میں ہے جو آفتابِ ہدایت ہیں، قرآن پاک میں ان کو سراج منیر فرمایا ہے،

والجماعۃ میں نسبت صحابہ کی طرف ہے جو نجوم ہدایت ہیں، حضرت پاک نے ان کو ستارے فرمایا ہے اور حنفی میں نسبت امام صاحب کی طرف ہے جو ان ستاروں تک پہنچنے والے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا لو کان الدین عند الثریا لتناولہ رجل من اھل فارس او کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا پہلے دین دنیا سے اٹھ گئے ایک فرقہ بھی سچے دین پر نہیں رہا عیسائیوں میں، یہودیوں میں، بفرض محال میرے دین پر بھی یہ حال آجائے اور دین دنیا سے اٹھ کر ثریا ستارے تک پہنچ جائے تو بھی اہل فارس میں سے ایسا آدمی آنے والا ہے جو مکمل دین میری امت کے سپرد کر دے گا۔ تناول کا لفظ آپ روزانہ استعمال کرتے ہیں کہ جی کھانا تناول فرمالیجئے، کس وقت آپ یہ لفظ استعمال کرتے ہیں؟ جب اس کی تیاری کے پورے کام مکمل ہو جائیں صرف ایک ہی کام باقی رہ جائے کہ اب اس کو کھانا ہے بیٹھ کر، اسی طرح وہ رجل فارس جو ہوگا، وہ دین کی پوری تحقیق کر کے اتنی مکمل تحقیق کے بعد مکمل دین امت کے سامنے پیش کر دے گا کہ اسکے بعد کسی نئی تحقیق کی ضرورت نہیں بس اب اس پر عمل کرنا ہی باقی رہ جائے گا کہ بھائی اس پر عمل کرو، یہی پیغمبر پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح دین ہے، آپ حضرات تو یہ الفاظ سمجھتے ہیں عوام کے لئے میں پھر کہا کرتا ہوں کہ پورا مطلب تو نہیں آئے گا لیکن اتنا ہو جائے کہ نبی پاک دین کے لانے والے، صحابہ دین کے پھیلانے والے اور ائمہ حضرات دین کے لکھوانے والے، صحابہ نے یہ وہی دین پھیلایا جو نبی پاک سے لیا تھا اور ائمہ نے وہی دین لکھوایا جو صحابہ کو عمل کرتے دیکھ لیا، جو کہتا ہے کہ صحابہ نے نبی کا دین بدلا وہ بھی رافضی ہے اور جو کہتا ہے کہ ائمہ نے نبی کا دین بدلا وہ بھی رافضی ہے، نبی کا لایا ہوا قرآن بھی متواتر ہے اور نبی پاک کی نماز بھی متواتر ہے............ قرآن پورا ہر مسلمان پر ختم کرنا فرض نہیں لیکن نماز

پوری پانچ مرتبہ پڑھنا ہر مسلمان پر فرض ہے تو عجیب بات یہ ہے کہ ایک رافضی ہمارے قرآن کا دشمن ہے، وہ کہتا ہے تمہارا قرآن غلط ہے دوسرا رافضی ہماری نماز کا دشمن ہے وہ کہتا ہے تمہاری نماز غلط ہے، وہ کہتا ہے یہ نبی والا قرآن نہیں، وہ کہتا ہے یہ نبی پاک والی نماز نہیں۔

فقہ حنفی پر عمل مکمل سنت پر عمل ہے:

یہیں جب میں بنوری ٹاؤن میں تھا تو کچھ آدمی آئے پڑھے لکھے آدمی تھے، کوئی پروفیسر تھے، وکیل تھے، آ کر بیٹھ گئے کہنے لگے جی ہم بہت پریشان ہیں، میں نے کہا بھائی بات یہ ہے کہ جب بھی کوئی بڑوں کو چھوڑتا ہے تو سوائے پریشانی کے اس کو کچھ بھی نہیں ملا کرتا، مرزا قادیانی اسی پریشانی کی پیداوار ہے نا! مودودی اسی پریشانی کی پیداوار ہے نا! بڑوں پر اعتماد نہیں کیا، خود نئے غلط سلط ترجمے کرتے رہے اور خود بھی پریشان رہے اور امت کو بھی پریشان کیا، تو میں نے کہا معلوم یہی ہوتا ہے کہ آپ کو بڑوں پر اعتماد نہیں اس لئے پریشانی کا رونا رو رہے ہیں، میں نے پوچھا کہ کیا پریشانی ہے آپ کو؟ کہنے لگے جی اختلاف بہت ہو گیا ہے۔ میں نے کہا کتنا ہو گیا ہے؟ چار امام ہیں کہتے ہیں چار؟ میں نے کہا اچھا کہاں؟ یہاں کراچی میں مالکیوں کا تو کوئی مدرسہ ہم نے نہیں دیکھا، حنبلیوں کا بھی نہیں دیکھا، شافعیوں کا بھی نہیں دیکھا تو یہاں تو صرف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے اور تو کسی امام کا مسلک نہیں؟ کہنے لگے جی کسی ملک میں ہونگے ہی نا، میں نے کہا ان کو پریشانی ہو، تمہیں یہاں بیٹھے خوامخواہ پریشانی ہو رہی ہے، یہاں تو ایک ہی مسلک ہے اور ہے ہی نہیں، بس جی یہ اختلاف کیوں ہوا؟ میں نے کہا بھائی میں نے تو یہ اختلاف نہیں بنایا شروع سے آ رہا ہے لیکن آپ آخر پڑھے لکھے لوگ ہیں، آخر آپ نے یقیناً فیصلہ کیا ہو گا؟ کہا جی ہاں، میں نے کہا کیا؟ کہ جی سب کو چھوڑ دو، میں نے کہا کہ یہ صرف ائمہ فقہ

کے بارے میں ہے یا باقیوں کے بارے میں بھی ہے؟ کہا باقی کیسے؟ میں نے کہا ہمارے ہاں چار طریقے علاج کے ہیں ایلوپیتھی، ہومیوپیتھی، آریو ویدک، یونانی، اور چاروں میں آپس میں طریقِ علاج میں یقیناً اختلاف ہے تو آپ نے وہاں بھی فیصلہ کرلیا ہے نا کہ کوئی مرتا ہے تو مرے علاج بالکل نہیں کروانا؟ کیا خیال ہے؟

دوسرا میں نے کہا چار کا اختلاف زیادہ ہے یا دس قرأتوں کا جو اختلاف ہے یہ زیادہ ہے؟ دس کا اختلاف بڑا ہوتا ہے نا، دس قاریوں میں قرأتوں میں اختلاف ہے تو پہلے بڑا اختلاف چھوڑنا چاہئے تاکہ کام بھی بڑا ہو نام بھی بڑا ہو تو قرآن پاک کا انکار کر دیں کہ جن قاریوں سے یہ قرآن پہنچا ہے جیسے یہ تمنا عمادی لکھ رہا ہے (اس وقت اسکی کتابیں سامنے پڑی تھیں، اکبرؔی) انہوں نے بہت اختلاف کیا ہے ہم سرے سے قرآن ہی نہیں مانتے تو جان چھوٹ جائے؟ اور پھر صحاح ستہ میں جو چھ کتابیں حدیث کی ہیں ان میں بھی آپس میں اختلافی حدیثیں ہیں ایک حدیث میں کچھ ہے دوسری اسکے خلاف آجاتی ہے تو چھ کا اختلاف یقیناً چار کے اختلاف سے تو زیادہ ہے تو ان بیچارے ائمہ کی تو آخر میں کہیں باری آئے گی، آپ یہیں چھلانگ مار کے پہلے پہنچ گئے ہیں تو پہلے ان دس کو چھوڑیں پھر ان چھ کو چھوڑیں اس کے بعد ان ائمہ حضرات کی باری آئے گی، اب تھوڑی دیر سوچ کر مجھے کہنے لگے کہ جی کسی حدیث میں ہے کہ ایک ہی کی تقلید کرنا؟ میں نے کہا آپ کو پوری دس ہی قرأتیں یاد ہیں نا؟ کہنے لگے جی نہیں؟ میں نے کہا کتنی یاد ہیں؟ کہنے لگے جی ایک ہی، میں نے کہا یہ حدیث میں ہے کہ ایک قرأت یاد کرنا نو کو چھوڑ دینا؟ کہنے لگے جی ہمیں آتی ہی ایک ہے تو میں نے کہا۔ یہاں مذہب ہی ایک ہے، کہتے ہیں جی جب چار امام جو ہوئے چاروں برحق ہیں؟ میں نے کہا جی، کہتے ہیں پھر ایک امام کی تقلید کرنے میں چوتھا

حصہ دین ملے گا نا؟ تو میں نے کہا اچھا پھر ایک قرأت پر قرآن پڑھنے میں دسواں حصہ ملے گا نا؟ نو حصے تو ضائع ہو گیا۔

اب ایک حرف پر حدیث میں آتا ہے دس نیکیاں ملتی ہیں تو آپ کو تو ایک ہی ملتی ہو گی نا؟ کیونکہ دس ہی قرأتیں آپ کے خیال میں پڑھی جائیں تو دس نیکیاں ملیں گی؟ کہتا ہے نہیں وہ پورا ثواب ملتا ہے کیونکہ قرآن تو پورا پڑھا نا؟ اگرچہ ایک ہی قرأت پر پڑھا تو میں نے کہا یہاں بھی عمل تو پورا کیا حنفیوں نے بھی پورا مہینہ روزے رکھے ہیں، شافعیوں نے بھی پورا مہینہ روزے رکھے ہیں، حنفی بھی پانچوں نمازیں پڑھتے ہیں، شافعی بھی، یہ نہیں کہ سوا سوا نماز تقسیم کی ہوئی ہے انہوں نے، مالکی جاتا ہے وہ پورا حج کر کے آتا ہے چوتھا حصہ چھوڑ کر نہیں آتا تو جیسے ایک قرأت پر تلاوت کرنے سے پورے قرآن کا ثواب ملتا ہے، اسی طرح ایک امام کی تقلید کرنے سے پوری سنت پر عمل کرنے کا اجر مل جاتا ہے، اب تھوڑی دیر سوچتے رہے پھر کہنے لگے جی اچھا یہ بتائیں کہ دین مکے مدینے میں آیا تھا یا کوفے میں؟ میں نے کہا مکے مدینے میں، کہنے لگے پھر مکے مدینے والے امام کو ماننا چاہئے یا کوفے والے کو؟ میں نے کہا آخر آپ پڑھے لکھے لوگ ہیں، کوئی فیصلہ کیا ہی ہوگا، آپ کا کیا خیال ہے؟ جی مکے مدینے والے کو، میں نے کہا آپ کو پتہ ہے کہ جھوٹ بولنا اسلام تو اسلام باقی دینوں میں بھی حرام ہے، کہنے لگے ہم نے جھوٹ بولا؟ میں نے کہا ہاں، میں نے کہا ان دس قاریوں میں یقیناً مکی قاری بھی تھا مدنی قاری بھی تھا، تم تو قاری عاصمؒ کوفی کی قرأت پر قرآن پڑھ رہے ہو تم سے بڑا کوفی کون ہے دنیا میں؟ تم نے مکی قاری کو چھوڑ دیا، مدنی قاری کو چھوڑ دیا، قاری عاصم کوفی کی قرأت قاری حفص کی روایت ہے، اسی پر آپ رات دن تلاوت کر رہے ہیں اور یہی قرآن شاہ فہد ان علاقوں میں تقسیم

کروا رہا ہے تو اس لئے میں کہا کرتا ہوں کہ جب کوئی غیر مقلد ملے تو یہی پوچھو کہ کوفیو آگئے ہو، مکے مدینے کا نام سمجھ نہیں آیا کیوں لیتے ہیں، صحاح ستہ روس والی ہے اور قرآن کوفے والا ہے، مکے مدینے کا ان کے پاس ہے کیا؟ اور کہتے ہیں کہ جی ہم مکے مدینے والے ہیں تو بہر حال بیٹھے بیٹھے کہنے لگے کہ جی جب چاروں امام برحق ہیں (تو باقی) تین کی تقلید کیوں نہیں کرتے؟

میں نے کہا کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام برحق ہیں یا نہیں؟ کہا جی ہیں، میں نے کہا موسیٰ علیہ السلام برحق ہیں کہا جی ہاں، میں نے کہا عیسیٰ علیہ السلام؟ کہنے لگے جی ہاں، میں نے کہا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم؟ کہنے لگے جی ہاں، میں نے کہا حضور پاک کی شریعت کے مطابق آپ جمعہ پڑھتے ہیں نا۔ کہا جی ہاں، میں نے کہا موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے مطابق آپ ہفتہ بھی پڑھتے ہیں کیونکہ ان کی عبادت تو ہفتے کے دن کی تھی؟ اور عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے مطابق آپ اتوار کو بھی جاتے ہیں گرجا میں، اتوار بھی پڑھتے ہیں؟ کہا نہیں جی، میں نے کہا کیوں وہ برحق نہیں ہیں؟ جیسے نبی سارے برحق ہیں لیکن ہم اتباع صرف پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی کر رہے ہیں، ان کے وہ مسائل جو ہماری شریعت سے ٹکرا رہے ہیں ان کو ہم منسوخ کہتے ہیں اور منسوخ پر عمل جائز نہیں اسی طرح ائمہ اربعہ برحق ہیں لیکن ائمہ ثلاثہ کے وہ مسائل جو ہمارے امام سے ٹکراتے ہیں ان کو ہم مرجوح کہتے ہیں، جس طرح منسوخ پر عمل جائز نہیں مرجوح پر بھی عمل جائز نہیں، کہنے لگے جی کیا کریں اماموں میں حلال حرام کا اختلاف ہے میں نے کہا نبیوں میں بھی اختلاف ہے حلال حرام کا، ایک نبی کی شریعت میں بہن سے نکاح جائز ہے دوسرے پر آکر حرام ہو گیا، یعقوب علیہ السلام کی دونوں بیویاں سگی بہنیں تھیں، موسیٰ علیہ

السلام کی شریعت میں آکر دونوں بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا حرام قرار دے دیا گیا تو اگر یہی اختلاف ہے تو صرف بیچارے اماموں کی شامت کیوں آئی ہے، نبیوں کو بھی چھوڑو نا۔ کہتے ہاں جی وہ تو الگ الگ زمانے میں تھے، تو میں نے کہا یہ الگ الگ علاقوں میں ہیں، کسی کا مسلک سری لنکا میں ہے، کسی کا کسی جگہ، جہاں جس امام کا مذہب متواتر ہے وہاں اسی پر لوگ عمل کر رہے ہیں کیونکہ ہمیں حکم یہ ہے کہ: کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر.

غیر مقلدیت فتنہ ہے:

جیسے دس قرائتوں میں سے جس ملک میں جو قرأت عملاً متواتر ہے اسی پر تلاوت کی جائے گی اسی طرح ائمہ اربعہ کے مذاہب میں سے جس ملک میں جو مذہب عملاً متواتر ہے اسی پر عمل کیا جائے گا، اگر سری لنکا میں سارے شافعی ہیں تو ہم کبھی نہیں جا کر کوشش کریں گے کہ ان کو حنفی بنائیں، وہ ٹھیک ہے اپنے مسلک پر چل رہے ہیں، کسی ملک میں مالکی مذہب متواتر ہے، یہ اختلاف بالکل ایسے ہوتا ہے کہ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے یا حلال؟ (حرام) اور روزوں میں عید پڑھ لینا یہ بھی ناجائز ہے نا؟ (جی) لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ ہر سال کیا ہوتا ہے؟ سعودیہ میں عید ہوتی ہے۔ یہاں روزہ ہوتا ہے حالانکہ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے تو کوئی یہ نہیں کہتا کہ پاکستان والے سارے حرام کار ہیں اور رمضان میں عید پڑھنا ناجائز ہے مسئلہ کیا ہے کہ یہاں چاند کا ثبوت ہو گیا۔ وہاں چاند کا ثبوت نہیں تو اجتہادی مسائل اسی قسم کے ہوتے ہیں، اگر وہاں عید کا تواتر ہے تو یہاں روزے کا تواتر ہے، ہاں فتنہ اور جھگڑا جب ہوگا کہ یہاں سب نے روزہ رکھا ہوا ہے اب دو آدمی لاٹھیاں اٹھالیں اور چلانا شروع کر دیں کہ توڑو روزے،

آج کے شریف میں عید ہے اس کا نام فتنہ ہے، یا وہاں کوئی دو آدمی جا کر شور مچا دیں کہ بھائی دیکھو پاکستان سب سے بڑا اسلامی ملک ہے وہاں روزہ ہے ہم عید نہیں پڑھنے دیں گے تو اس کو فتنہ کہا جائے گا، اس لئے معلوم ہوا کہ شافعیت جس ملک میں ہے وہ مذہب ہے فتنہ نہیں، حنبلیت جہاں متواتر ہے وہ مذہب ہے فتنہ نہیں لیکن غیر مقلدیت فتنہ ہے یہ مذہب نہیں کیونکہ یہ تواتر سے ٹکرا رہی ہے اللہ تعالیٰ نے جب یہ بار بار اعلان فرمایا کہ معروف پر چلو منکر کو چھوڑ دو یہ منکر کو یہاں لانا چاہتی ہے جو غیر معروف چیز ہے اور معروف کو چھوڑنا چاہتی ہے۔

شافعی رفع یدین اور غیر مقلدین کی رفع یدین میں فرق:

تو یہ جو کہتے ہیں کہ جی شافعی رفع یدین کرتے ہیں ان کو آپ کچھ نہیں کہتے، ہمارے پیچھے آپ ناراض ہیں، ہم کہتے ہیں اسی لئے کہ شافعیوں کی رفع یدین دلیل پر مبنی ہے ان کے مجتہد نے اجتہاد کر کے بتایا کہ اس پر عمل کرو اور تمہاری رفع یدین کسی دلیل پر مبنی نہیں ہے، دلیل کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ حدیث میں رفع یدین ہے، حدیث تو نہ کرنے کی بھی ہے، بات تو یہ ہے کہ ان دونوں میں انتخاب کس نے کیا ہے عمل کے لئے حدیث کا، شافعیوں کو اگر رفع یدین والی حدیث کا انتخاب کر کے دیا ہے تو امام شافعیؒ نے جو مجتہد ہیں اور مجتہد کا اجتہاد شریعت میں حجت ہے ہمیں اگر ترک رفع یدین والی حدیث کا انتخاب کر کے دیا ہے عمل کیلئے تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور مجتہد کا اجتہاد حجت ہے، غیر مقلدین نے جو انتخاب کیا ہے وہ خود کیا ہے وہ مجتہد نہیں ہیں اس لئے کہ وہ نا اہل لوگ ہیں، تو جس طرح ڈاکٹر جب ڈاکٹری پڑھتا ہے تو معصوم وہ کبھی نہیں ہوتا لیکن ماہر ہو جاتا ہے اپنے فن کا وہ انجکشن لگائے تو اس کو گورنمنٹ نہیں پکڑتی لیکن اگر شیخ الحدیث انجکشن لگا

دیں ڈاکٹری نہیں پڑھے ہوئے اتنی معزز شخصیت تو قانونی جرم سمجھا جاتا ہے کہ انہوں نے قانونی جرم کیا ہے تو کوئی یہ نہیں کہتا کہ دیکھو وہ بھی ٹیکہ لگا رہے تھے یہ بھی ٹیکہ لگا رہے تھے تو ان کو کیوں مجرم کہا جا رہا ہے اور ان کو کیوں مجرم نہیں کہا جا رہا ہے جس کے پاس ڈرائیونگ لائسنس ہے معصوم وہ بھی نہیں ہوتا، ایکسیڈنٹ اس سے ہو جاتے ہیں لیکن اس کے پاس ایک اتھارٹی تو ہے نا، لیکن دوسرا کتنا بڑا آدمی کیوں نہ ہو جس کے پاس ڈرائیونگ لائسنس نہیں اس کو گاڑی پولیس نہیں چلانے دیتی اس کو جرم سمجھا جاتا ہے تو اسی طریقے سے شافعیوں کی رفع یدین ایک دلیل پر مبنی ہے، غیر مقلدوں کی رفع یدین کسی اتھارٹی اور دلیل پر مبنی نہیں، نہ ہی یہ فرقہ کسی دلیل پر مبنی ہے تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ انہوں نے یہ کہا کہ ائمہ میں حلال حرام کا اختلاف ہے، میں نے کہا یہ تو انبیاء علیہم السلام میں بھی ہے اس کے بعد وہ بیچارے اٹھ کے چلے گئے تو مقصد یہ ہے کہ ہم اہلسنت والجماعت حنفی ہیں میں نے تینوں کا الگ الگ مقصد عرض کر دیا وار ایک سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ہمارا جو مسلک ہے یہ مشاہدہ پر مبنی ہے اہلسنت والجماعت حنفی، صحابہ کی جماعت نے آنکھوں سے دیکھ کر نبی سے سنت لی ہے اور ہمارے امام نے چالیس سال صحابہ کا زمانہ پایا ہے ان کی زیارتیں کی ہیں تو مسلمان چالیس سال کی عمر میں نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں یا نہیں کیا خیال ہے؟ خاص طور پر خیر القرون کے مسلمان، تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کے دور میں نماز پڑھا کرتے تھے یا نہیں؟ یقیناً پڑھتے تھے آپ اگر صحابہ کو دیکھتے تھے تو صحابہ بھی آپ کو دیکھتے ہونگے یا نہیں؟ خاص طور پر اگر کوئی نیا کام کرے تو سارے دیکھتے ہیں مثلاً میں آپ کی مسجد میں نماز پڑھنے آیا اور اللہ اکبر کہہ کر میں سر پر ہاتھ باندھ لوں سبحانک اللھم وبحمدک و تبارک اسمک تو آپ مجھے روکیں گے یا نہیں روکیں گے؟ کیوں

میں نے کسی فرض کی مخالفت نہیں کی، ایک سنت کی مخالفت کی ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں من السنة وضع الكف على الكف تحت السرة سنت طریقہ یہی ہے کہ ہتھیلی ہتھیلی پر ناف کے نیچے ہاتھ باندھے جائیں مسند امام احمد اور ابو بکر ابن ابی شیبہ میں یہ حدیث موجود ہے تو میں نے اس سنت کے خلاف ہاتھ سر پر رکھ لئے تو آپ مجھے روکیں گے یا نہیں روکیں گے؟ تو یہ بھی فرمائیں۔

جس زمانے کو حضرت پاک ﷺ نے خیر القرون فرمایا ہے ان کا ایمان زیادہ مضبوط تھا یا آج پندرھویں صدی کے مسلمانوں کا ایمان زیادہ مضبوط ہے؟ (ان کا ایمان) کیسے زیادہ مضبوط ہے میں ایک سنت کے خلاف کام کرتا ہوں آپ سارے ٹوکتے ہیں اور معاذ اللہ امام ابوحنیفہؒ ساری نماز غلط پڑھتے تھے کسی نے ٹوکا ہی نہیں کبھی، اب دو ہی باتیں ہیں یا تو یہ بات غلط ہے کہ امام صاحب کی نماز غلط تھی، ہاں تو جب میں نے ان (سائلین) کو کہا کہ آپ قرآن قاری عاصم والا پڑھتے ہیں تو مجھے کہنے لگے کہ جی کوفے والوں نے قرآن نیا تو نہیں بنایا، مکہ مدینہ سے صحابہ کرام کوفے آئے تھے وہ قرآن لے آئے تھے میں نے کہا جب وہ مکے سے چلے تھے تو قرآن لے کر چلے تھے، نماز وہیں پھینک آئے تھے کہ نماز کوفے میں جا کر نئی بنالیں گے یا نماز بھی مکے سے ساتھ لے آئے تھے اور مدینہ شریف سے ہی ساتھ لے کر آئے تھے اگر مدینہ شریف سے ہی یقیناً نماز بھی ساتھ لیکر آئے ہیں تو اگر اہل کوفہ پر قرآن کے بارے میں اعتماد ہے تو نماز پر بھی اعتماد کرلو اور اگر نماز جو پانچ بار پڑھی جاتی ہے اس میں ان پر بے اعتمادی ہے تو قرآن پاک پر آپ کیسے اعتماد کر رہے ہیں؟ (جو یقیناً نماز سے کم پڑھا جاتا ہے) تو الحمد للہ ہمیں اس پر فخر ہے کہ ہم جو نماز پڑھتے ہیں اس کی تصدیق صحابہ کے سامنے ہو چکی ہے اور تابعین کے سامنے ہو چکی ہے، صحابہ امام

صاحب کے استاذ ہیں تابعین ہم جماعت ہیں تبع تابعین شاگرد ہیں اس نماز کی تصدیق تبع تابعین کے سامنے بھی ہو چکی ہے ان کی تصدیق کے بعد اب ہمیں کسی باب رویا کی تصدیق کی ضرورت نہیں کہ کوئی کیسٹیں بیچنے والا کہے کہ تمہاری نماز صحیح ہے تو ہم کہیں صحیح ہے اور اگر کوئی گانے کی کیسٹیں بیچنے والا کہے کہ تمہاری نماز غلط ہے تو ہم کہیں کہ ہماری نماز غلط ہے، میں گوجرانوالہ میں یہی بات عرض کر رہا تھا کہ ہماری نماز کی تصدیق خیر القرون میں ہو چکی تو ایک نوجوان کھڑا ہو گیا کہنے لگا جی ہماری نماز کی تصدیق نہیں ہوئی؟ میں نے کہا آپ بھی فرمائیں حکیم صادق صاحب نے صلوٰۃ الرسول کتاب لکھی سیالکوٹ میں بیٹھ کر اور نوائے وقت اخبار نے تصدیق کی کہ بڑی اچھی کتاب ہے جنگ اخبار نے بھی تصدیق کی ہے کہ بڑی اچھی کتاب ہے صحیفہ اہل حدیث کراچی نے تصدیق کی ہے کہ بہت پیاری کتاب ہے اور تو اور مرزائیوں کے رسالے شہاب نے تصدیق کی ہے کہ بہت اچھی کتاب ہے تو میں نے کہا کہ ہماری نماز کی تصدیق صحابہ تابعین کے سامنے ہوئی اور ان (صحابہ) کی تصدیق عرش والے نے کر دی: **والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ** ہماری نماز کی تصدیق تبع تابعین کے سامنے ہوئی اور ان کی تصدیق فرش والے نے کر دی **خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم** تو ذرا شہاب اور نوائے وقت کے لئے بھی کوئی آیت یا حدیث پڑھ دیں کہ ان کی تصدیق بھی اللہ تعالیٰ نے فرما دی ہو کہ جس کی تصدیق یہ کریں گے وہ تصدیق قابل قبول ہو گی اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں، تو بہرحال ہمارا یہ نام ہماری متصل سند بھی ہے اس لئے ہم تو سند والے ہیں اور غیر مقلد بیچارے بے سندے ہیں اور شور سب سے زیادہ تھوتھا چنا باجے گنا، اب آخر میں جو بات میں نے عرض کرنی ہے وہ یہ کہ یہ اپنا نام میں نے اس لئے سمجھایا کہ

ہم کیا ہیں تا کہ ہم ان کے دھوکے میں نہ آئیں انہوں نے جو دھوکہ دیا وہ کیا دیا یہ نہیں کہا کہ تم اہل سنت والجماعت ہو اور ہم اہلحدیث ہیں بلکہ یہ کہا کہ تم حنفی ہو اور ہم اہلحدیث ہیں، ظاہر ہے کہ حنفی میں نسبت امتی کی طرف ہے اور حدیث میں نسبت نبی پاک کی طرف ہے تو اس مغالطے میں انہوں نے لوگوں کو ڈال دیا، ایک مجھے کہنے لگا جی میں بھی پہلے آپ جیسا تھا اب میں اہلحدیث ہوں میں نے کہا آپ جیسا ہونے کا کیا مطلب؟ پورا بتائیں کیا تو اہلسنت والجماعت حنفی تھا؟ کہتا ہے نہیں میں حنفی تھا، حنفی تھا، میں نے کہا پھر تو نے صرف حنفیت چھوڑی یا سنت اور جماعت کو بھی چھوڑ دیا کہنے لگا نہیں میں نے صرف حنفیت چھوڑی ہے تو میں نے کہا پھر تو کم از کم اتنا نام تو رکھتا کہ میں اہل سنت والجماعت ہوں تجھے اگر حنفیت سے ہی ضد تھی تو چلو ہم کہتے ہیں کہ ہم اہل سنت والجماعت حنفی ہیں تو حنفی کا لفظ چھوڑ دیتا تو کہتا کہ میں اہل سنت والجماعت ہوں لیکن تو نے حنفیت کے ساتھ جماعت کا لفظ بھی چھوڑا ہوا ہے اور سنت کا لفظ بھی چھوڑا ہوا ہے اور اپنا نام تو نے اہلحدیث رکھ لیا ہے تو اس لئے یہی سمجھیں کہ یہ بات غلط ہے کہ انہوں نے صرف حنفیت چھوڑی ہے بلکہ پہلے نمبر پر انہوں نے سنت کو چھوڑا ہے اور اپنا نام اہلحدیث رکھا۔

سنت اور حدیث میں فرق:

سنت اور حدیث میں فرق کیا ہوتا ہے؟ حدیث کی کتابوں میں جو حدیثیں ہیں یہ دو قسم کی ہیں ایک وہ حدیثیں ہیں جو حدیث بھی ہے اور ساتھ عملی تواتر بھی آرہا ہے اس کو سنت کہا جاتا ہے کیونکہ سنت شاہراہ اور سڑک کو کہتے ہیں جس پر لوگ رات دن چلتے رہتے ہیں تو جس حدیث کے ساتھ عملی تواتر بھی موجود ہو اس کو امتیاز کے لئے سنت کہتے ہیں اور جس کے ساتھ عملی تواتر موجود نہ ہو اس کو حدیث تو کہا جائے گا سنت نہیں کہا جائے گا، اس

کو مثالوں سے سمجھیں، آپ روزانہ وضو میں کلی فرماتے ہیں نا تو حدیث کی کتابوں میں کلی کی حدیث موجود ہے لیکن ساتھ عملی تواتر بھی موجود ہے۔

آپ نے زندگی میں ایک دفعہ بھی ایسا نہیں کیا کہ وضو کیا ہو اور کلی نہ کی ہو اور اگر کبھی آپ جان بوجھ کر چھوڑ دیں تو آپ کا دل ضرور جھنجھوڑے گا کہ آج سنت پوری نہیں ہوئی، جن حدیث کی کتابوں میں کلی کرنے کی حدیث ہے ان میں یہ بھی ہے کہ وضو کے بعد حضرت ﷺ نے بیوی سے بوس و کنار فرمایا لیکن آپ نے کتنے وضو کئے جس کے بعد یہ عمل بھی نہیں کیا لیکن کبھی آپ کے دل نے نہیں جھنجھوڑا کہ آج وضو کی ایک سنت رہ گئی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہ سنت ہے ہی نہیں، یہ حدیث ہے تو یہیں سے فرق سمجھ آ جائے گا کہ اہلسنت والجماعت وضو کر کے جماعت کی طرف بھاگے گا کہ صف میں مل جائیں اور اہلحدیث وضو کر کے بیوی کی تلاش کرتا پھرے گا کہ بوسہ لے آؤں تاکہ حدیث پر عمل ہو جائے تو یہ فرق ہو جائے گا کہ یہ اہلسنت ہے اور اس حدیث کی تلاش میں ہے جس کے ساتھ عملی تواتر بھی ہے اور یہ بیچارہ اہلحدیث ہے، اب دیکھئے جوتا پہن کر نماز پڑھنے کی احادیث بخاری مسلم میں موجود ہیں لیکن جوتے اتار کر نماز پڑھنے کی حدیث ابو داؤد، ترمذی میں تو ہے بخاری مسلم میں قطعاً موجود نہیں لیکن عملی تواتر کس حدیث کے ساتھ ہے؟ جوتے اتار کر نماز پڑھنے والی کے ساتھ، جوتے پہن کر نماز پڑھنے والی کے ساتھ کوئی عملی تواتر موجود نہیں، اب اہلسنت وہ ہے جو جوتے اتار کر نماز پڑھتا ہے اور اہلحدیث وہ ہے جو کہتا ہے جی بخاری مسلم میں چونکہ یہ حدیث ہے میں تو جوتے پہن کر ہی نماز پڑھوں گا۔

اہلِ حدیث سنت کے مٹانے والے ہیں:

تو اگرچہ ہم اسے کہیں گے کہ وہ ہے پکا اہلحدیث کہ جوتے پہن کر نماز پڑھ رہا

ہے لیکن یہ بھی سوچنا ہے کہ وہ مٹا کس چیز کو رہا ہے؟ کیا ابو حنیفہؒ کے قول کو یا نبی پاک ﷺ کی سنت کو؟ اہلحدیث ہے اور مٹا رہا ہے نبی پاک ﷺ کی سنت کو اور دھوکہ یہ دے رہا ہے کہ جی میں ابو حنیفہؒ کا قول نہیں مانتا حالانکہ اللہ کے نبی پاک کی سنت کو مٹا رہا ہے اسی طریقے سے حضرت ﷺ نے بچی کو اٹھا کر نماز پڑھی کان یصلی بخاری شریف میں تو ماضی استمراری ہے، اب اس کے ساتھ کوئی عملی تواتر نہیں ہے، بچہ کو اٹھائے بغیر نماز پڑھنا یہ اصل سنت ہے کوئی ضد ہی کرے کہ میں بچہ کو اٹھا کر ہی نماز پڑھونگا تو وہ اہلحدیث تو ہے لیکن نبی کی سنت کا مخالف اور دشمن ہے، کھڑے ہو کر پیشاب فرمانا یہ بخاری مسلم کی احادیث میں مذکور ہے جب کہ بیٹھ کر پیشاب کرنے کی حدیث بخاری مسلم میں نہیں، ترمذی ابوداؤد میں ہے، اب کوئی کھڑے ہو کر ہمیشہ پیشاب کرے ہم کہیں گے اہلحدیث تو پکا ہے لیکن نبی پاک کی سنت کا دشمن ہے، اب جہاں یہ تقابل آجائے کہ ایک طرف سنت ہے ایک طرف حدیث تو ہمیں کس طرف جانا چاہئے۔ ہمیں حضور پاک ﷺ نے فرمایا علیکم بسنتی میری سنت کو لازم پکڑنا اس لئے ہم انہیں یہی کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت پاک ﷺ کا حکم سنی بننے کا ہے اس لئے ہمیں تو سنی ہی رہنے دو، اگر آپ سنت کو چھوڑ کر اہلحدیث بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ سے لڑتے جھگڑتے نہیں، آپ کی مدد کریں گے مثلاً کبھی دیکھا کہ بیٹھ کر پیشاب کرنے لگا اسی وقت کھڑا کر دیا پیشاب کرتے کرتے کہ بھائی تو کب سے اہل سنت بننے لگا تو تو اہلحدیث ہے، کبھی دیکھا کہ نماز جوتی اتار کر پڑھنے لگا ہے تو بس نماز میں اس کے پاؤں میں جوتا ڈال دیا کہ خوامخواہ لوگ دھوکے میں آجائیں گے کہ یہ اہلسنت والجماعت ہے تو تو بھائی اہلحدیث ہے، کبھی دیکھا کہ اکیلا نماز پڑھ رہا ہے تو کسی کا بچہ اٹھا کر سوار کر دیا کہ تا کہ دیکھنے والوں کو پتہ چلے کہ وہ اہلسنت والجماعت ہے اور یہ اہلحدیث ہے تو انہوں نے صرف حنفیت کو نہیں چھوڑا بلکہ سنت کو چھوڑا، اب

سوال یہ ہے کہ سنت کو چھوڑنے والے کو کہیں اہلحدیث کہا گیا ہے تو سخت الفاظ ہیں کہ:
مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّی جو میری سنت سے منہ پھیرتا ہے وہ میرا کہلانے کا حقدار نہیں بلکہ مستدرک حاکم کی روایت جو مشکوٰۃ شریف باب القدر میں ہے کہ چھ آدمی معلون ہیں، ان پر اللہ اور رسول کی لعنتیں ہیں، ان میں ایک سنت کا تارک بھی ہے، اب اللہ کے نبی فرماتے ہیں کہ سنت کے تارک کو لعنتی کہو اور یہ کہتے ہیں کہ سنت کے تارک کو اہلحدیث کہو، ہم اللہ کے نبی کی بات کو مانیں یا ان لوگوں کی بات کو؟

اہل حدیث، جماعتِ صحابہ کے تارک ہیں :

تو جس طرح انہوں نے سنت کو چھوڑا صحابہ کی جماعت کو بھی چھوڑا دیکھو بیس تراویح کے قریب تک نہیں جاتے، ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں، باریک جرابوں پر مسح کرنا سارے صحابہ اور ائمہ کی مخالفت ہے تو انہوں نے صحابہ کرام کی جماعت کو بھی چھوڑا حالانکہ قرآن پاک اور احادیث سے ثابت ہے کہ اجماع کا مخالف دوزخی ہے:
ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی و یتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی و نصله جهنم وساءت مصیرا حدیث پاک میں بھی آتا ہے کہ جو جماعت سے کٹتا ہے اسے کاٹ کر الگ کر کے جہنم میں پھینک دیا جائے گا، اب مصیبت یہ ہے کہ ہمیں تو قرآن وحدیث نے یہ بتایا کہ جو اجماع سے کٹتا ہے اس کو شیطان کا نوالا کہو اس کو جہنمی کہو اور یہ کہتے ہیں کہ ہمیں الحدیث کہو ہم ان کو برا بھلا نہیں کہتے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ ہمیں کوئی حدیث کم از کم دکھا دیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہو کہ میری سنت کے چھوڑنے والے کو اہلحدیث کہنا یا اجماع کو چھوڑنے والے کو اہلحدیث کہنا تو پھر تو ٹھیک ہے لیکن وہاں تو اس کے بالکل خلاف باتیں ملتی ہیں پھر یہ بھی کتنا بڑا دھوکہ ہے کہ جی

ہم نے حنفی فقہ کو چھوڑا، ہم پوچھتے ہیں کیا تم نے شافعی فقہ کو مانا کہتے ہیں نہیں، مالکی کو مانا کہتے ہیں نہیں، حنبلی کو مانا کہتے ہیں نہیں، تو مطلق فقہ کو چھوڑا اور عجیب انداز ہوتا ہے مغالطہ دینے کا، ایک دفعہ جلسہ کرنے لگے مولوی صاحب نے تقریر شروع کی آؤ دین قرآن اور حدیث میں بند ہے قرآن حدیث میں، ہم تمہیں قرآن سناتے ہیں حدیث سناتے ہیں جبکہ یہ تمہیں بہشتی زیور سناتے ہیں، تعلیم الاسلام پڑھاتے ہیں۔ قرآن اور بخاری ہمارے پاس ہے، میں بخاری لے کر آتا ہوں تو قدوری لے کر آ، میں مسلم لے کے آتا ہوں تو ہدایہ لے کے آ۔

قیاس مجتہد ہی کر سکتا ہے:

میں نے دو کالج کے لڑکے بھیجے انہیں چٹ لکھ کے دی کہ مولوی صاحب ہم بہشتی زیور بھی چھوڑتے ہیں، ساری فقہ چھوڑتے ہیں لیکن یہ بتائیں کہ بھینس حلال ہے یا حرام؟ چونکہ روزانہ ضرورت ہوتی ہے دودھ پینا ہوتا ہے لسی چاہئے ہر جگہ گھی وغیرہ کی ضرورت پڑتی ہے تو ہماری روزانہ کی ضرورت ہے، آپ یہ فرمائیں کہ بھینس حلال ہے یا حرام؟ ہم اہلحدیث ہو جائیں گے، آپ حدیث سے ثابت کر دیں تو کہنے لگا کہ یہ شرارت ہے، انہوں نے کہا جی شرارت تو نہیں ہے ہمیں تو روزان مسائل کی ضرورت پرتی ہے تو ہمیں مسئلہ معلوم ہونا چاہئے، وہاں تو لکھا ہے کہ بھینس حلال ہے لیکن اس کو تو ہم نے چھوڑ دیا آپ کے فرمانے سے، ہم تو صرف قرآن حدیث پر آئیں گے جب دیکھا کہ یہ کالج کے لڑکے جاتے نہیں تو اس نے سپیکر والے سے کہا ذرا سپیکر بند کر دو اس نے بند کر دیا تو کہا کہ بھائی یہ ہم بھینس حلال کہتے ہیں قیاس سے تو انہوں نے کہا پھر تم اہل قیاس ہوئے اہلحدیث تو نہ ہوئے نا، کیوں جھوٹ بولتے ہو کہ ہم اہلحدیث ہیں، تم تو اہل قیاس نکلے، وہ

بھی کالج کے لڑکے تھے اور میرے بھیجے ہوئے تھے، میں نے کہا کہ وہ قیاس کا نام لیں گے ان سے پوچھنا کہ آخر علت قیاس کی کیا ہے؟ اور کس پر قیاس کیا ہے؟ اس نے کہا کہ علت یہ ہے کہ ہم نے گائے پر قیاس کیا ہے، بھینس کے بھی چار پاؤں ہوتے ہیں گائے کے بھی چار پاؤں ہوتے ہیں، اس کی بھی دو آنکھیں ہوتی ہیں، اس کی بھی دو آنکھیں ہوتی ہیں، انہوں نے کہا کہ یہ مشابہت تو پھر کتیا کے ساتھ بھی ہے تو وہ بھی حلال ہوگی یا حرام ہوگی؟ کیا خیال ہے؟ اور اگر اس قسم کی مشابہت کرنی ہے تو پھر آپ کی بیوی اور میری بیوی میں اس قسم کی مشابہت ہے تو کیا آپ کی بیوی بھی اس قیاس سے میرے لئے حلال ہو جائے گی یا نہیں؟

غیر مقلد کھڑے ہوئے انہوں نے مولوی صاحب کو کہا کہ مولوی صاحب بند کر دو جلسہ، کیا ستیاناس کر دیا ہے؟ یہ لڑکے واپس آگئے انہوں نے آکر بتایا کہ جی وہ کہتے ہیں ہم نے قیاس سے حلال کیا ہے۔ دیکھو نا قرآن پاک نے باقاعدہ آٹھ جانوروں کا ذکر کیا ہے تو فقہاء نے اس کی علت نکالی ہے جگالی کرنا تو جگالی کرنے میں بھینس بھی آجاتی ہے اور کئی سارے جانور آجاتے ہیں جو حلال ہیں لیکن ان بیچاروں کو کیا پتہ کہ علت کیا ہوتی ہے۔ کہتے ہیں جی اس کی بھی چار ٹانگیں ہیں اس کی بھی چار ٹانگیں ہیں اس کے بھی دو کان ہیں اس کے بھی دو کان ہیں اور اس کو علت سمجھتے ہیں وہ، کسی نے صحیح کہا کہ جس کا کام اسی کو ساجھے اور کرے تو ٹھینگا باجے۔ ان بیچاروں کو کیا پتہ کہ قیاس کیا ہوتا ہے۔ لڑکوں نے آکر ہمیں بتایا کہ جی وہ اہلحدیث نہیں اہل قیاس ہیں۔ ہم نے سپیکر کھول کر اعلان کیا کہ دیکھو ...... بھائی ہم نے دو لڑکے بھیجے تھے کہ جاؤ اہلحدیث ہو جاؤ۔ وہ بیچارے واپس آگئے ہیں کہ ہم اہلحدیث کیسے ہوں وہ تو خود اہلِ قیاس ہیں۔ اب یہ اعلان ہمارا انہیں پھر کھا گیا۔

دوسرے مولوی صاحب سپیکر پر آگئے کہ نہیں حدیث سے ثابت کرتا ہوں ویث سے کہ بھینس حلال ہے، ہم نے کہا کہ کون سی حدیث ہے؟ اس نے کہا کہ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ جو جانور ڈاڑھ سے شکار کرتا ہے یا پنجے سے شکار کرتا ہے وہ حرام ہے اور بھینس نہ ڈاڑھ سے شکار کرتی ہے نہ پنجے سے شکار کرتی ہے اس لئے بھینس حلال ہے۔ مسلکِ اہلِ حدیث زندہ باد تو ہم نے پوچھا کہ گدھا بھی نہ ڈاڑھ سے شکار کرتا ہے اور نہ ہی پنجے سے شکار کرتا ہے تو اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ اب وہ کہتا ہے کہ ہاں ہاں جنگلی گدھا حلال ہے جنگلی گدھا حلال ہے۔ اب وہ کہتا ہے کہ جنگلی گدھا حلال ہے اور ہم سپیکر میں کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے بندو ہم کہتے ہیں کہ حدیث پڑھو کہ بھینس حلال ہے۔ وہ کہتا ہے گدھا حلال ہے کہتا ہے نہیں نہیں جنگلی گدھا حلال ہے جنگلی۔ خیر دو چار دفعہ جب اس نے کہا تو ہم نے کہا بھائی آپ کہتے ہیں جنگلی گدھا حلال ہے تو گھر والے گدھے نے شکار کھیلنا شروع کر دیا ہے کیا وجہ ہے آخر کچھ سمجھ تو آئے وجہ کیا ہے اس کی؟ تو غیر مقلدوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ مولوی صاحب خدا کے واسطے جلسہ بند کر دو۔ تین سال پہلے تم نے یہاں گھوڑا ذبح کروایا تھا ہم سے اور یہ لوگ آج تک ہمیں گھوڑا گروپ والے کہتے ہیں اور آج گدھا حلال ہو گیا ہے اور اب سارے علاقے میں مشہور ہو جائے گا کہ گدھا گروپ پھر رہا ہے۔ گدھا گروپ پھر رہا ہے۔ جب آپ قیاس مانتے ہیں تو پھر ان سے کیوں لڑتے ہیں۔

مطلقاً فقہ کا منکر شیطان ہے:

مقصد یہ ہے کہ یہ بات غلط ہے کہ انہوں نے صرف فقہ حنفی چھوڑ دی ہے، ساری

فقہ کو چھوڑا ہوا ہے اور فقہ کو چھوڑنے والے کو حدیث میں شیطان تو کہا گیا ہے اہلِ حدیث کہیں نہیں کہا گیا۔ حدیث میں ہے: فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد تو عابد نمازیں پڑھتا ہے یا نہیں؟ معلوم ہوا کہ شیطان کو نمازی سے اتنی چڑ نہیں جتنی فقیہ سے ہوتی ہے۔ شیطان کو حاجی سے اتنی چڑ نہیں جتنی فقیہ سے ہوتی ہے۔ شیطان کو صدقہ دینے والے سے اتنی چڑ نہیں جتنی فقیہ سے ہوتی ہے۔ تو یہ جو فقیہ سے چڑنے والے ہیں حدیث میں تو یہ آیا ہے کہ ان کو شیطان کہو۔ اندازہ لگائیں...... یہ کہتے ہیں کہ ہم صرف فقہ حنفی کے تارک ہیں بلکہ یہ مطلق فقہ کے تارک ہیں صرف فقہ حنفی کے تارک نہیں ہیں۔ تو اس لئے بات جو سچی ہے وہی ان کو سامنے لانی چاہئے۔ تو عوام کو دھوکہ اس لئے دیا جا رہا ہے کہ تقابل نبی اور امتی میں معاذ اللہ پیدا کر دیا۔ یاد رکھیں جہاں ہم امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتے ہیں۔ وہاں حدیث ہے ہی نہیں اور ہمیں اس بارے میں قطعاً کوئی جھجک نہیں، ہم بالاتفاق چار دلیلیں مانتے ہیں۔ دیکھئے آپ نے ابھی ظہر کی نماز پڑھی تو اس میں رکوع کیا ہے یا نہیں۔ تو رکوع کا حکم ہمیں قرآن میں ملا: وارکعوا مع الراکعین، وارکعوا واسجدو لیکن رکوع کو جاتے ہوئے آپ نے اللہ اکبر کہی رکوع میں جا کر آپ نے سبحان ربی العظیم پڑھی، رکوع سے اٹھتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد پڑھا۔ تو یہ تینوں چیزیں قرآن پاک میں نہیں۔ ہمیں سنت سے ملیں تو ایک رکوع میں ہمیں قرآن کے ساتھ سنت کی بھی ضرورت پڑی یا نہیں؟ یہیں یہ بھی سمجھتے جائیں یا مجھے سمجھا دیں کم از کم کہ یہ جو تین مسئلے سنت سے ملے ان کو قرآن کے خلاف کہا جائے گا یا یہ کہا جائے گا کہ قرآن خاموش ہے، یہ اس کی زائد تشریح ہے؟ ایک ہوتا ہے زائد ہونا اور ایک ہوتا ہے خلاف ہونا۔ اب کوئی منکرِ حدیث کہے کہ حدیث قرآن کے خلاف ہے تو یہ کہاں قرآن میں ہے کہ رکوع جاتے وقت اللہ اکبر نہ کہنا، سبحان ن

ربی العظیم نہ پڑھنا، سمع اللّٰہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد نہ کہنا؟ خلاف ہونا اور ہے اور زائد وضاحت ہونا اور ہے، تو سنت قرآن کے خلاف نہیں۔

اجماع وقیاس کی ضرورت:

اب دیکھئے آپ نے یہ تینوں تسبیحات آہستہ آواز سے پڑھیں، کہیں قرآن اور حدیث میں ان کے آہستہ پڑھنے کی صراحت نہیں ہے بلکہ علماء حضرات موجود ہیں۔ احادیث میں تو اونچی پڑھنے کا ذکر آتا ہے جتنے صحابہؓ نے بھی رکوع کی تسبیحات روایت کی ہیں وہ یہی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیہ رکوع میں یہ پڑھ رہے تھے، میں نے سن کر یاد کرلیا۔ حضرت اٹھے میں نے سمع اللّٰہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد سنا، تو سنا تو وہ جاتا ہے جو اونچی پڑھا جائے لیکن آج ساری امت آہستہ پڑھ رہی ہے۔ تو یہ اِمت کے اجماع سے مسئلہ ثابت ہوا۔ تو دیکھو ہمیں ایک رکوع میں اجماع کی ضرورت بھی پڑ گئی ورنہ اس کے بغیر ہم رکوع پورا نہیں کر سکتے۔ قیاس جو ہوتا ہے وہ ہوتا ہے کہ کوئی نیا مسئلہ پیش آجاوے تو اس کا حل کیسے کیا جائے کیونکہ دین قیامت تک چلنا ہے اور نئے سے نئے مسائل پیش آتے رہتے ہیں مثلاً یہیں آپ رکوع میں گئے تو روزانہ آپ پڑھتے ہیں سبحان ربی العظیم ایک دن بھول کر پڑھ بیٹھے سبحا ن ربی الاعلٰی، ایسا ہو جاتا ہے یا نہیں ہوتا؟ اب دیکھو یہ پتہ کرنا ہے کہ ایسا ہونے سے اس کا کیا حکم ہوگا نماز کا؟ تو جب مسئلہ سامنے آیا تو اس کا کوئی حکم بھی سامنے آنا چاہئے یا نہیں؟

قیاس شرعی قاعدوں کا نام ہے:

تو قیاس کیا ہوتا ہے قیاسِ شرعی قاعدوں کا نام ہے۔ یاد رکھیں جس طرح حساب کے قاعدوں سے جو جواب نکالا جاتا ہے وہ کسی کی ذاتی رائے نہیں ہوتی۔ حساب کا

جواب ہوتا ہے 9×8=72، 9×9=81 پوری دنیا میں مجھے کوئی ایسا بیوقوف نہیں ملے گا جو کہتا ہو کہ 9×8=72 تیری ذاتی رائے ہے بلکہ سب یہی کہیں گے کہ حساب کا قاعدہ ہے 9×9=81 کوئی بیوقوف نہیں کہے گا یہ میری ذاتی رائے ہے اب مجتہد کے سامنے جب یہ مسئلہ رکھا گیا کہ سبحان ربی العظیم کی جگہ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ لیا ہے کیا کریں؟ انہوں نے پہلا قاعدہ دیکھا کہ نماز میں فرض رہ جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے چونکہ یہ فرض نہیں تھا اس لئے نماز نہیں ٹوٹی پھر دوسرے قاعدے پر نظر کی کہ واجب رہ جائے تو سجدہ سہو لازم آتا ہے چونکہ اس کا واجب ہونا بھی ثابت نہیں اس لئے سجدہ سہو بھی لازم نہ آیا اور سنت کے ترک سے نماز ہو جاتی ہے اس لئے نماز ہوگئی اس سنت کا ثواب نہیں ملا اور چونکہ بھول کر رہی ہے اس لئے گناہ بھی کوئی نہیں ہوا تو یہ ہے قیاس، قیاس وہ نہیں کہ وہ کوئی ویسی انکل پچو باتوں کا نام ہوتا ہے، با قاعدہ اس کی کوئی بنیاد ہوتی ہے اور اسی بنیاد اور شرعی قاعدہ کے مطابق احکام دریافت کئے جاتے ہیں تو ان قاعدوں سے جو احکام نکلتے ہیں وہ شرعی احکام ہوتے ہیں، وہ ائمہ کرام کی ذاتی رائے بالکل نہیں ہوا کرتے تو دیکھئے ایک رکوع ہم ان چار دلیلوں کے بغیر مکمل نہیں کر سکتے ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ بھائی تم قرآن پاک جو پہلے نمبر کی دلیل ہے اگر قرآن پاک سے پوری نماز کا مکمل طریقہ دکھا دو ہم بالکل اہل قرآن بننے کو تیار ہیں کیونکہ ہمیں قرآن میں حکم ہے نماز پڑھو وہ پڑھنی تو ہے نا اس کا طریقہ دکھا دو، اگر قرآن حدیث دونوں میں دکھا دو تو بھائی ہم آپ کے ساتھ ملنے کو تیار ہیں، قیاس اور اجماع کو چھوڑ دیں گے لیکن جب پورے مسائل حل نہیں ہوتے تو ضرورت کے مطابق تو ہمیں آگے جانا ہی پڑتا ہے نا، اور چار دلائل کے بغیر پورے مسائل حل ہوتے ہی نہیں تو اس لئے پہلے جو دو مسئلے ہیں، رکوع کرنا اور یہ تین تسبیحات اور تکبیر اور تسمیع وغیرہ ان میں ہم

اہلسنت ہیں اور جو وظیفوں کو آہستہ پڑھا اس میں ہم والجماعت ہیں کیونکہ وہ مسئلہ اجماع سے ثابت ہے اور حنفی ہم کس مسئلے میں ہیں؟ کہ **سبحان ربی العظیم** کی جگہ جب **سبحان ربی الاعلی** پڑھا گیا اب ہمارے امام نے قیاس سے مسئلہ بتایا اور قیاس شرعی قاعدے سے نکال کر بتایا تو حنفی ہم صرف اس مسئلے میں ہیں اب ہمیں سارے مسائل میں حنفی ہی کہنا اور ہمارے اہلسنت والجماعت ہونے کا انکار کرنا دنیا میں اس سے بڑا اور کوئی جھوٹ نہیں ہے تو مقصد یہ ہے کہ ہم اہلسنت والجماعت حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں تو میں نے یہ بتایا کہ سنت میں نسبت نبی پاک ﷺ کی طرف ہے والجماعت میں صحابہ کی طرف وہ تکمیل دین والے تھے یہ تمکین دین والے اور امام صاحب سے تدوین دین۔

علماء دیوبند کے ذریعے تطہیر دین کا کام ہوا:

اب آپ کے ذہن میں یہ سوال ہوگا کہ علماء دیوبند کی بھی لوگ بڑی قدر کرتے ہیں انہوں نے کون سا کام کیا ہے؟ تو بھائی دین کے تعمیری کام جو تینوں تھے وہ تو خیر القرون میں مکمل ہو گئے تکمیل بھی ہوگئی تمکین بھی ہوگئی تدوین بھی ہوگئی، جب کام مکمل ہو جاتا ہے تو پھر تخریب کاروں کی باری بھی آجایا کرتی ہے تو اب تخریب کاروں نے نبی کی سنت پر دو طرف سے حملے کرنے شروع کر دیے، ایک فریق نے عشق رسول کے نام سے نبی کی سنتیں مٹانی شروع کر دیں، سنت کو مٹا کر اس کی جگہ بدعت لانا چاہتے ہیں اور ایک فریق نے حدیث رسول کا نام لے کر نبی کی سنتیں مٹانی شروع کر دیں، علماء دیوبند نے ان دونوں کو پیچھے ہٹا کر سنت کی حفاظت فرمائی اس لئے علماء دیوبند نے جو کام کیا ہے اس کا نام ہے تطہیر دین، تو یہ چار لفظ ہو گئے اہل سنت میں تکمیل دین والجماعت میں تمکین دین اور حنفی میں تدوین دین دیوبندی میں تطہیر دین، اس کو عام فہم مثال سے عوام کو سمجھانے کے لئے

یادرکھیں کہ آپ کے ملک میں ایک کرنسی نوٹ ۵۰۰ روپے کا چلتا ہے لیکن عید کے موقع پر دیکھتے ہیں کہ پانچ پانچ پیسے پر بھی پانچ سو کا نوٹ بکا کرتا ہے اس پر لکھا ہوتا ہے عید مبارک اور ایک سو کا (اصلی) نوٹ پہلے چلتا تھا اب وہ نہیں چلتا منسوخ ہو چکا ہے، حکومت اب اس کو نہیں لیتی تو اہل سنت کی مثال تو اس چالونوٹ کی ہے اہل بدعت کی مثال وہ عید مبارک والے نوٹ کی ہے کہ لکھا اس پر ۵۰۰ ہوتا ہے اور پانچ پیسے بھی کوئی اس پر خرچ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور غیر مقلدین کی مثال اس منسوخ نوٹ کی ہے اب کوئی منسوخ نوٹ دے کر چالونوٹ چھیننا چاہے اس کو بھی فراڈ ہی سمجھا جاتا ہے کہ دھوکہ دے دیا کسی نے، کوئی عید مبارک والا نوٹ دے کر پانچ سو والا نوٹ چھیننا چاہے اس کو بھی فراڈ ہی سمجھا جاتا ہے تو یادرکھیں اللہ تعالیٰ کی صفات اگر چہ بہت سی ہیں لیکن بنیادی صفات صرف دو ہیں باقی سب ان کے پھل اور پھول ہی ہیں، ایک ہے صفت محبت اور ایک ہے صفت عدالت، صفت محبت کی تجلی بیت اللہ شریف پر ہے اور صفت عدالت کی تجلی بیت المقدس پر ہے اس لئے ان دونوں کو قبلہ قرار دیا گیا ہے، بیت اللہ شریف اللہ تعالیٰ کا دیوان خاص ہے اور بیت المقدس دیوان عام ہے اس لئے دیوانِ عام میں جو نبی ہوئے ان کو حکومتیں بھی دی گئیں اور مکہ میں حضرت پاک ﷺ کو بھی حکومت نہیں دی گئی مدینہ منورہ میں لاکر ان کو حکومت سے سرفراز فرمایا گیا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا دیوانِ خاص ہے۔

فقہاء انبیاء کے وارث ہیں (صفت نذیر میں):

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی بے شمار صفات ہیں لیکن بنیادی صفتیں دو ہی ہیں بشیر ہونا اور نذیر ہونا صفت نذیر میں نبیوں کے وارث فقہاء کرام ہیں:

فلو لا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين و لينذروا

قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون. علامہ سرخسیؒ مبسوط کے شروع میں لکھتے ہیں، پہلے شروع یہیں سے کرتے ہیں الحمدللہ الذی جعل ولایۃ الانذار للفقہاء بعد الانبیاء تو صفت نذیر میں نبیوں کے وارث فقہاء ہیں اور صفت بشیر میں نبیوں کے وارث صوفیاء کرام ہیں سورۂ یونسؑ میں اولیاء کا ذکر فرمانے کے بعد ہی فرمایا ہے لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ اور ویسے بھی دین دو ہی پہلو رکھتا ہے تعمیر الظاہر والباطن ظاہر کے مسائل جب صحیح ہوں گے کہ فقہ کے مطابق ہوں اور باطن کی صحت جب ہی ہوگی کہ تصوف کے احکام کے مطابق ہو جائے تو اس لئے دین کے یہ دو اہم پہلو ہیں۔

ہدایت کے دو راستے: اجتہاد یا تقلید

اسی طرح ہدایت کے دو ہی راستے ہیں (یاد رکھنا) یا خود سمجھ ہو یا سمجھ والے کی بات مان لے پہلے کو اجتہاد کہتے ہیں دوسرے کو تقلید کہتے ہیں فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون اور ایک آیت میں ہے ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب پہلی بات او القی السمع وھو شھید (دوسری) یا تو خود صاحب دل ہو دین کو اچھی طرح سمجھتا ہو یا پھر دل والے کی بات غور سے سن لے، مجھ سے ایک دن پوچھنے لگے کہ جی قبر میں پوچھا جائے گا کہ تقلید کی تھی یا نہیں میں نے کہا دین اتنا ہی ہے جتنا قبر میں پوچھا جاتا ہے تو وہاں پانچ نمازوں کا بھی سوال نہیں اس کو چھوڑ دینے چاہئیں، وہاں تو رمضان کے روزوں کا سوال بھی نہیں، وہاں تو شراب کی حرمت اور جوئے کی حرمت کا بھی سوال نہیں ہوگا تو ان پر بھی عمل کر لینا چاہئے اگر دین اتنا ہی ہے، یہ سوال جواب تو ایک دو منٹ ہوگا لیکن قیامت تک جو پٹائی ہونی ہے وہ تقلید پر ہی ہونی ہے۔ صحیح بخاری شریف

صفحہ۱۷۸ جلد۱ پر حدیث ہے کہ منافق کو جب فرشتہ گرز مارے گا تو ساتھ ساتھ کہے گا لا دریت ولا تلیت نہ تو صاحب درایت مجتہد تھا اور نہ تو نے تقلید کی تھی کیونکہ دو ہی راستے ہیں یا خود دین کو جانتا ہو یا جاننے والے سے پوچھ کر عمل کرلے، کوہاٹ کے مناظرے میں انہوں نے کہا موضوع لکھو میں نے لکھا کہ اجتہادی مسائل میں مجتہد پر اجتہاد واجب ہے، غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے اور غیر مقلد پر تعزیر واجب ہے، اب اس پر چیخنے لگے تو تعزیر میں جو میں نے پھر دلائل دیئے ان میں یہ حدیث بھی سنائی بخاری شریف کی کہ ان کی تعزیر تو اتنی لمبی ہے کہ قبر میں بھی ختم نہیں ہوگی وہاں بھی فرشتہ مارے گا قیامت تک مار کھاتے رہیں گے (فرشتہ کہے گا): لا دریت ولا تلیت، لا دریت ولا تلیت بارہ مولوی بیٹھے تھے۔ کھڑے ہو گئے، کہنے لگے یہ تحریف معنوی کی ہے، آج تک کسی نے تلیت کا معنی تقلید نہیں کیا، میں نے کہا اس کا معنی کیا ہوتا ہے؟ کہنے لگے اس کا معنی تو تلا یتلو پیچھے چلنا ہوتا ہے میں نے کہا تقلید اسی کو کہتے ہیں، پھر میں نے قسطلانی ؒ شرح صحیح بخاری رکھی، میں نے کہا دیکھو قسطلانی ؒ نے لکھا ہے ولا اتبعت العلماء بالتقلید فیما یقولون صاف تقلید اس کا مطلب بیان فرمایا ہے علامہ قسطلانی ؒ نے، خود بخاری کے حاشیہ پر بھی صفحہ ۱۷۸ پر یہی معنی لکھا ہے عبارت موجود ہے تو وہ جو غیر مقلد سلطان احمد تھا وہ بھاگ کر آیا کیا تقلید کا لفظ ہے؟ میں نے کہا ہاں لے جاؤ دکھاؤ ان کو ذرا، پھر دیکھ کر کہنے لگے اچھا اس کا مطلب ہے کہ قبر میں پٹائی ہوگی تو جب نکل جائیں گے قبر سے پھر، میں نے کہا پھر روتے ہوئے جا رہے ہونگے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحب السعیر کیونکہ ہدایت کے راستے ہی دو ہیں تیسرا کوئی راستہ ہی نہیں یا خود سمجھ ہو یا سمجھ والے کے

پیچھے چل پڑے، اس لئے غیر مقلد کا معنیٰ میں بتایا کرتا ہوں نہ عقل نہ موت، تو جس طرح ہدایت کے دو ہی راستے ہیں تیسرا کوئی راستہ نہیں۔

گمراہی کی بنیاد الحاد و بدعت:

گمراہی کی بھی یاد رکھیں دو ہی بنیادیں ہوتی ہیں، تیسری کوئی بنیاد نہیں، جتنی بھی گمراہیاں ہیں اس کی دو ہی بنیادیں ہیں ایک کو بدعت کہتے ہیں اور دوسری کو الحاد کہتے ہیں، بدعت کہتے ہیں، جو چیز دین میں ثابت نہ ہو اس کو دین سمجھنا۔ الحاد کہتے ہیں جو دین میں ثابت ہو اس کا انکار کر دینا تو گمراہ جتنے بھی فرقے ہیں ان کی بنیاد آپ کو ان دو ہی چیزوں میں سے ملے گی یا بدعت میں اور یا الحاد میں، بدعت کی مثال میں دیا کرتا ہوں جڑی بوٹیوں سے اب گندم تو زمیندار گھر سے لے کر گیا تھا بو کے آیا ہے اور اس میں جو جڑی بوٹیاں اگ آئی ہیں وہ تو زمین میں بو کے نہیں آیا اور پھر جڑی بوٹیاں ہر صوبے کی الگ ہوتی ہیں۔ بہاولنگر کی اور ہیں، سندھ کی اور ہیں، سرحد کی اور ہیں۔ اسی طرح رسمیں اور بدعتیں ہر ہر علاقے بلکہ ہر ہر خاندان کی الگ ہوا کرتی ہیں۔ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ لطیفہ سنایا کہ ہم ایک جگہ تقریر کے لئے گئے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ امیرِ شریعت رحمۃ اللہ علیہ ساتھ تھے۔ دن کو وہاں تقریر ہوئی تو کھانا چونکہ دن کے بعد کھاتے ہیں تو وہاں ایک عجیب نقشہ دیکھا کہ جو پلیٹ آ رہی ہے ساتھ ایک رنگدار ڈنڈا بھی آ رہا ہے (اوّل) روٹیاں آئیں ہیں تو اس میں بھی ایک ڈنڈا رنگ دار رکھا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اللہ کے بندے یہ کیا ہے۔ کہنے لگے جی ہمارے خاندان کی رسم اور ریت ہے۔ آخر اس کا کوئی مقصد؟ اللہ تعالیٰ نے زبان میں یہ قوت رکھی ہے کہ وہ نوالہ نیچے کی طرف دھکیلتی ہے تو یہاں ڈنڈے کے ساتھ دھکیلنا پڑے گا؟ مقصد

کیا ہے؟ کہنے لگے جی مقصد کا تو ہمیں پتہ نہیں لیکن یہ ہے کہ ہماری ریت اور رسم ہے۔ کہتے ہیں خیر ہم ان ڈنڈوں کو دیکھتے رہے اور کھانا کھاتے رہے۔ بعد میں باقی حضرات تو سو گئے میرے دل میں شوق ہوا کہ پتہ تو کریں اس رسم کی کوئی اصل بنیاد بھی ہے یا نہیں؟ تو میں نے پوچھا کہ آپ کے خاندان کا کوئی بڑی عمر کا آدمی ہو؟ کہنے لگے جی وہ ایک کھیت میں رہتا ہے۔ وہ بیچارہ یہاں آ نہیں سکا تو میں وہاں چلا گیا۔ اپنا تعارف کرایا، بہت خوش ہوا۔ رونے لگا کہ مجھے کوئی لے جانے والا نہیں تھا ورنہ میں بھی آپ حضرات کی زیارت کرتا۔ تو خیر میں نے پھر باتوں میں پوچھا کہ آپ کے ہاں جو رسم ہے کہ ہر پلیٹ کے ساتھ ڈنڈا آتا ہے، یہ کیا رسم ہے؟ اس نے کہا بیٹا ہماری رسم ڈنڈا نہیں سرکنڈا ہے، جس کی قلم بناتے ہیں تو ہم سرکنڈا رکھا کرتے تھے اب چونکہ ہمارے لڑکے کالجوں میں پڑھنے لگ گئے ہیں تو سرکنڈے کو ہاتھ لگاتے ان کی توہین ہے اس لئے رسم چھوڑنا بھی نہیں چاہتے تو اس کو فیشن ایبل کر لیا ہے کہ چلو رنگدار ڈنڈا ویسے بھی ہاتھ میں اچھا لگتا ہے تو رسم بھی باقی رہے اور فیشن ایبل بھی ہو جائے۔ تو اصل رسم ڈنڈا نہیں سرکنڈا ہے۔ میں نے کہا جی اس کا کیا مقصد تھا؟ کہنے لگا یہ مجھے بھی نہیں پتہ۔ میں نے کہا بھائی نیند بھی خراب کی اور مسئلہ بھی حل نہ ہوا۔ پھر پتہ کیا کہ ساتھ والے گاؤں میں کوئی اس سے بھی بڑی عمر کے بزرگ رہتے ہیں خاندان کے، تو میں وہاں چلا گیا۔ میں نے کہا جی آپ کی رسم ہے ڈنڈا جو آج کل ہے کہتے ہیں پہلے سرکنڈا تھا۔ اس نے کہا نہیں اصل رسم سرکنڈا بھی نہیں کنڈا ہے۔ تو یہ کنڈے سے سرکنڈا بنا اور سرکنڈے سے ڈنڈا بنا کہ ہم بڑے بڑے کنڈے لے کر کے آتے اور آگے سے توڑ کر رکھ دیتے تا کہ مہمان کو خلال کی ضرورت پڑے تو تنکا وغیرہ نہ اٹھائے تو یہ اس کا مقصد تھا۔ چونکہ جو عام مہمان ہوتے ہیں ان کے چھوٹے بچے کھانا لے کر جاتے

ہیں تو وہ کبھی گر جاتا کبھی نیچے آجاتا تو مہمان بے چارے کو وہیں پریشانی ہو جاتی۔ پھر ہم نے سوچا کہ پاک سرکنڈا رکھ دو تا کہ خود مہمان اس سے خلال اتار لیا کرے۔ اصل مقصد تو لوگوں کو یاد نہیں رہا، اب وہ رسم کنڈے سے سرکنڈا بنی اور سرکنڈے سے ڈنڈا بنی۔ تو ایک اصول تو گمراہی کا بدعت ہے کہ جو دین میں ثابت نہ ہو اس کو دین بنا لینا۔ دوسرا الحاد ہے کہ جو دین میں ثابت ہے اس کا انکار کرنا تو اس کی مثال میں جڑی بوٹیوں سے دیا کرتا ہوں اور اس کی مثال کیڑوں سے دیا کرتا ہوں کہ کئی کیڑے فصلوں کو لگ جاتے ہیں کوئی پتے کھا جاتے ہیں کوئی ٹہنیاں کھا جاتے ہیں کوئی جڑیں کاٹ جاتے ہیں۔ کسی کیڑے کا نام مودودی ہے کسی کا نام طاہر القادری ہے۔ اسی طرح کے کئی کیڑے ہیں جو دین کے ثابت شدہ مسائل کا انکار کرتے ہیں۔ آپ کہیں گے کہ بدعتی کو تو ہم جلدی تلاش کر لیتے ہیں، یہ کیڑے کہاں ملتے ہیں؟ تو دیکھئے ناں ایک آدمی کہے گا کہ جی میں فقہ کو نہیں مانتا۔ دیکھو ایسا کیڑا جو ہزاروں مسائل کا ایک ہی دفعہ انکار کر گیا جو فقہ سے ثابت ہیں۔ دوسرا آدمی کہتا ہے جی میں قرآن کو مانتا ہوں حدیث کو نہیں مانتا۔ تو حدیث سے ثابت شدہ ہزاروں مسائل کا انکار کر گیا تو ایسا کیڑا ہے، جی میں حیات النبی کا قائل نہیں ہوں، حیاتِ مسیح کا قائل نہیں ہو، میں امام مہدی کو نہیں مانتا جیسے یہ تمنا عمادی کتابیں لکھ رہا ہے۔ جی میں قرأۃ عشرہ اور قرأۃ سبعہ کو نہیں مانتا۔ یہ جو ثابت شدہ چیزیں دین میں ہیں انکا انکار کرنے والے کیڑے ہیں۔ ان کو ملحدین کہا جاتا ہے۔

الحاد کا فتنہ عام طور پر پڑھے لکھے طبقہ میں پھیلتا ہے۔ منکرِ حدیث آپ کے جج ہوتے ہیں، منکرِ حدیث وکیل ہوتے ہیں، غیر مقلد ٹیچر بنتے ہیں، پروفیسر بنتے ہیں کیونکہ ان کو ذرا تھوڑی سی پھونک بھرنی ہوتی ہے ناں کہ آپ تو خود پڑھے لکھے ہوئے ہیں، آپ کو

کیا ضرورت ہے ابوحنیفہؒ سے سمجھنے کی، آپ خود سمجھ سکتے ہیں ناں حدیث۔ یہیں ایک دن میں جب بنوری ٹاؤن میں تھا تو یہاں طارق روڈ پر ایک دوکان ہے۔ شاید آپ جانتے ہونگے تزکیہ شاپ اس کا نام ہے، وہاں قرآن لے کر بیٹھا ہے مسلمان اس کا نام ہے، قرآن لے کر بیٹھا ہوتا ہے کہ بھائی آؤ، قرآن سیکھنا ہے تو، اور کبھی اٹھ کر ادھر ادھر مدرسوں میں بھی پھرنا شروع کر دیتا ہے۔ تو میں چونکہ جمعرات کو احسن العلوم چلا جاتا تھا، میں وہاں گیا ہوا تھا، وہ کہیں دارالافتاء میں آ کر ٹکریں لگاتا رہا۔ ادھر ادھر کہیں طلباء سے لڑ رہا ہے۔ میں عشاء کے وقت آیا تو مجھے دورۂ حدیث کے طلباء نے بتایا کہ جی وہ ایک ہے پتہ نہیں منکرِ حدیث معلوم ہوتا ہے۔ مجھے بخار تھا میں نے کہا یہیں لے آؤ بیٹھک میں، تو آ گیا آ کے بیٹھ گیا۔ میں نے کہا بھائی جو بات چیت ہمارے درمیان ہوگی وہ دلیل کے بغیر ہوگی یا دلیل سے ہوگی؟ کہا جی دلیل سے ہوگی۔ میں نے کہا میں تو اہلسنت والجماعت ہوں چار دلیلیں مانتا ہوں۔ کتاب، سنت، اجماع، قیاس۔ آپ بھی فرمائیں آپ کونسی دلیل مانتے ہیں؟ صرف قرآن کافی ہے جی صرف قرآن کافی ہے۔ میں نے کہا میں اگرچہ چار دلیلیں مانتا ہوں لیکن ان چار میں میرے ہاں بھی پہلا نمبر قرآن کا ہے۔ تو بھائی اگر تو قرآن پاک سے سب کچھ ثابت کر دے تو ٹھیک ہے، میں تیرے ساتھ ملنے کو تیار ہوں۔ ہاں جی پوچھیں آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا نماز کا مکمل طریقہ قرآن پاک سے ثابت کردیں آخر ہمارا یہ مشہور اعتراض ہے نماز سوچ کے آیا تھا؟ کہتا ہے جی فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ میں نے کہا کیا مطلب؟ کہا جیسی نماز مکہ شریف میں پڑھی جاتی ہے ویسی پڑھ لی جائے۔ میں نے کہا نماز کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ کہتا ہے مسجد نماز کے لئے ہوتی ہے ناں! میں نے کہا یہاں تو حیث عام ہے کہ کوئی پیشاب کے لئے نکلے جب

بھی منہ ادھر کرے کوئی پاخانے کے لئے نکلے جب بھی منہ ادھر کرے؟ کہنے لگا نہیں جی۔ میں نے کہا اچھا مسجد حرام جو ہے، یہ امریکہ میں ہے جاپان میں ہے پتہ تو چلے کہاں ہے؟ آخر آج تو آپ سے قرآن سمجھنا ہے ناں! ہم نے۔جی۔ للذی ببکۃ مبارکاً. میں نے کہا کیا مطلب؟ کہتا ہے بکہ مکے کو کہتے ہیں، تو میں نے کہا یہ کیسے پتہ چلا کہ بکہ مکہ کو کہتے ہیں اور مکہ میں ہی مسجد حرام ہے۔ پھر میں نے کہا چلو ہم مان بھی لیں تو مکہ میں ایک ہی مسجد ہے یا کئی مسجدیں ہیں؟ کس مسجد کو ہم مسجدِ حرام کہیں؟ اب مجھے کہتا ہے کہ اللہ تعالی نے کچھ کانشیز ضمیر بھی دیا ہے ناں! سوچنا چاہئے۔ میں نے کہا اللہ کے بندے میں نے تو اس نبی کو معاذ اللہ تیرے کہنے سے چھوڑ دیا جس پر قرآن نازل ہوا تھا کہ چلو حضرت آج آپ سے قرآن نہیں سمجھنا، مسلمان سے سمجھنا ہے۔ آپ کے خیال میں اس کو رواداری کہتے ہیں اور ہمارے خیال میں اس کو سب سے بڑی بے غیرتی کہتے ہیں کہ جس پر قرآن نازل ہوا ہے اس کو چھوڑ کر مسلمان کے پاس بیٹھ جائیں قرآن سمجھنے کے لئے۔ تو جب نبی ہم سے تو نے چھڑا لیا کانشز کیا چیز ہوتی ہے، کس مصیبت کا نام ہے کہ اب کانشز اور ضمیر پر تو آگیا۔ کہا نہیں جی یہ تو آخر ماننا ہی پڑتا ہے ناں! تو میں نے کہا پھر نبی کو کیوں نہ مان لیں، اگر کسی اور کو بھی ساتھ ملانا ہے تو نبی کو ہی مان لیتے ہیں۔ اب وہ پھنس تو گیا مجھے پتہ تو نہیں تھا کہ کیا مصیبت ہے میں صرف منکرِ حدیث سمجھ رہا تھا، کہنے لگا بس جی قرآن آپ پر بھی نازل ہوا ہے ناں! میں نے کہا نہ حضور ﷺ پر۔ کہتا ہے آپ پر بھی نازل ہوا ہے۔ میں نے کہا مجھ پر؟ کہا ہاں۔ وہ کیسے؟ کہتا ہے سب پر قرآن نازل ہوا ہے۔ موسیٰ پر بھی قرآن نازل ہوا ہے، عیسیٰ پر بھی قرآن نازل ہوا ہے۔ میں نے کہا یہ تو کوئی اس سے بھی اگلی بلا نظر آتی ہے۔ میں نے کہا تورات کس پر نازل ہوئی؟ کہا تورات تو کتاب ہی نہیں ہے۔

میں نے کہا زبور؟ کہا کتاب ہی نہیں ہے۔ میں نے کہا انجیل؟ کہا کتاب ہی نہیں ہے۔ میں نے کہا قرآن پاک میں لفظ آتا ہے تورات، زبور، انجیل، ہم نے سورۂ آلِ عمران کی ابتدائی آیتیں نکال کے رکھدیں کہ کرو ترجمہ! تو وہ کہتا ہے یہ تورات، زبور، انجیل جو ہیں نئی کتابیں نہیں ہیں یہ اسی قرآن پاک کی صفات ہیں۔ اس نے تورات کا ترجمہ کیا قانون کہ ہم نے تمہیں کتاب دی جس میں قانون ہے، جس میں دعائیں ہیں۔ یہ زبور کا ترجمہ کیا دعائیں۔ جس میں خوشخبریاں اور پیشین گوئیاں ہیں انجیل کا ترجمہ یہ کیا، اب میں حیران ہوں کہ یہ تو کوئی نئی مصیبت آگئی ہے۔ میں نے کہا سب نبیوں پر قرآن نازل ہوا ہے؟ کہتا ہے جی سب پر۔ میں نے کہا نبی ہیں کتنے؟ کہتا ہے کتنے ہی ہیں۔ میں نے کہا کوئی نام؟ کہا آپ کو پتہ نہیں؟ میں نے کہا مجھے تو صرف اتنا ہی پتہ ہے کہ میں اکیلا ہی نبی ہوں دنیا میں۔ قرآن میں آتا ہے انی لکم رسول امین. میں نے کہا اور کسی نبی کا نام قرآن میں مجھے تو نظر نہیں آیا۔ کہتا ہے آدم؟ میں نے کہا میری صفت ہے نا گندمی رنگ کا میں ہوں، آدم میری صفت ہے رسول تو میں اکیلا ہی ہوں۔ جی ابراہیم؟ میں نے کہا میری بھی اولاد ہے میں بھی رحم دل باپ ہوں تو یہ تو میری صفت ہے۔ جی اسماعیل؟ میں نے کہا اللہ نے میرے بھی کئی دکھ سنے ہیں تکلیفیں کاٹی ہیں تو یہ میری صفات ہیں ناں! یعقوب؟ میں نے کہا آخر میں بھی والدین کے بعد دنیا میں آیا ہوں اس لئے میں یعقوب بھی ہوں یہ تو میری صفت ہے۔ اب وہ جس نبی کا نام لے میں بھی اس کا معنیٰ بتاتا جاؤں، اور اس کو اپنی صفت بناتا جاؤں۔ آخر وہ ایسا خاموش ہوا کہ آٹھ دس منٹ منہ پر ہاتھ رکھ کر ایسا بیٹھا رہا۔ پھر مجھے خود ہی کہتا ہے بے ایمان تو میں بھی بہت بڑا ہوں، کہتا ہے بیس سال ہوگئے میں قرآن کے معنیٰ بگاڑ رہا تھا لیکن آج تو آپ نے چاروں طرف سے راستے بند کردیئے

ہیں۔ کسی طرف آپ نکلنے نہیں دیتے۔ تو دنیا میں نئے نئے فتنے اٹھ رہے ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ محفوظ رکھے۔

تو بہر حال میں نے کہا دیکھو یہ قرآن پاک اگر مسلمان بھی سمجھ سکتا تھا ناں تو اللہ تعالیٰ کو تیئس سال اپنے پیغمبر کو دنیا کے دکھوں کے گھر میں رکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اگر صرف عقل سے سمجھا جا سکتا ہے یا لغت سے سمجھا جا سکتا ہے تو پاک پیغمبر ﷺ جو تیئس سال یہاں پتھر کھاتے رہے، ماریں کھاتے رہے، گالیاں سنتے رہے۔ ان کو کیا ضرورت تھی یہاں رکھنے کی، ان کو اس لئے یہاں تیئس سال رکھا گیا ہے کہ وہ اچھے طریقے سے اس کو سمجھا دیں اور عملی نمونہ پیش فرمائیں۔ اس لئے ان کو قرآن نے معلّمِ کتاب فرمایا ہے۔ مسلمان کو معلّمِ کتاب نہیں فرمایا، ان کو فرمایا ہے لتبین للناس تا کہ تو اس کی وضاحت کرے، مجھے اور تجھے نہیں فرمایا کہ تو اس کی تبیین کر سکتا ہے اس کی وضاحت اور تشریح کر سکتا ہے۔ خیر وہ خاموشی سے اٹھ کے چلا گیا۔ اگلے دن ظہر کے بعد ہارون قاسمی آیا میرے پاس، وہ بھی ادھر ہی رہتا ہے طارق روڈ پر سپاہ صحابہ والا، مجھے کہنے لگا جی صبح صبح میرا دروازہ اس نے کھٹکھٹایا۔ میں نے دیکھا تو میں نے کہا یہ مصیبت صبح صبح کہاں سے آ گئی ہے، کہنے لگا یار ہارون میں تو ساری رات سویا نہیں، میں نے پوچھا کیا بات تھی؟ اس نے کہا تو روز کہا کرتا تھا نا کہ امین کے پاس جانا، میں رات وہاں جا کے پھنس گیا، اس نے تو ایسا مجھے چکر دیا ہے کہ میں رات سویا نہیں، جو پہلا پڑھا تھا وہ سارا بھول گیا، اب میں کروں کیا؟ کہنے لگا میں نے اسے کہا کہ آپ انہی کے پاس ہفتہ کے ایک دو گھنٹے وقت لے لیں اور انہی کے پاس چلے جایا کریں تو پھر آپ کو کچھ بات سمجھ آ جائے گی تو مقصد یہ ہے کہ آج کل تو حالت یہ ہو گئی ہے کہ ہر کسی کو مجتہد بن کر نبی بننے کا شوق ہو رہا ہے جیسے کسی نے کہا ہے کہ

عجب یہ دور ہے اور عجب اس کی روانی ہے ۔۔۔۔ کہ معمولی کلرکوں نے نبی بننے کی ٹھانی ہے
نہیں شیوہ یہ نبیوں کا کہیں انگریز سے جا کر ۔۔۔۔ ہماری کیا نبوت ہے تمہاری مہربانی ہے

حنفیت کی عظمت:

تو آج کل قرب قیامت ہے، حالات ایسے ہو رہے ہیں، اس لئے اللہ کا احسان ہے اور ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے مسلمان بنایا اور مسلمانوں میں سے اہلسنت والجماعت بنایا اور حنفی بنایا، حنفی ہونے کی وجہ سے ڈبل شکر ادا کرنا چاہیئے کہ ہمارا نبی بھی عالمگیر ہے اور ہمارا امام بھی عالمگیر ہے، باقی ائمہ کے مقلدین ایک ایک دو دو ملکوں میں ملتے ہیں جیسے باقی نبیوں کا ایک ایک آدھ آدھ علاقہ تھا لیکن ہمارے امام کے مقلدین دنیا کے ہر ملک میں موجود ہیں الحمد للہ، آخر میں یہی بات کہہ کر میں ختم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دین ساری دنیا کے لئے آیا تھا یا صرف مکے اور مدینے کے لئے؟ ساری دنیا میں پہنچنا چاہیئے تھا یا نہیں؟ پہنچ چکا ہے یا نہیں؟ تو کن کے ذریعے پہنچا؟ یاد رکھنا حنفیوں کے ذریعہ، آج ہوائی جہاز کے دور میں بھی شافعی پوری دنیا میں قرآن کے مدرسے نہیں بنا سکے، آج ہوائی جہاز کے دور میں بھی حنبلی اور مالکی پوری دنیا میں قرآن کے مدرسے نہیں بنا سکے، خدا کا قرآن ساری دنیا میں پہنچانے کا سہرا صرف اور صرف حنفیوں کے سر پر ہے، نبی ﷺ کا کلمہ ساری دنیا کو پڑھایا ہے تو صرف حنفیوں نے۔ قال قال رسول اللہ کی گونج ساری دنیا میں پہنچائی ہے تو صرف حنفیوں نے۔ ہارون الرشید کا شوق ہوا کہ میں ذرا ملک کی سیر کروں۔ خراسان کی طرف نکل گئے، وہاں جب پہنچے ملکہ بھی ساتھ تھی اور بھی کئی ساتھی تھے اور سامان کھانے پینے کا ساتھ تھا۔ فوجی دستے بھی ساتھ تھے۔ ملکہ پالکی میں بیٹھی باہر دیکھ رہی ہے کہ انسان ہی انسان نظر آرہے ہیں۔ یہ دیکھ کر حیران ہوئی۔ امیر المؤمنین سے کہا کہ امیر المؤمنین یہ کون لوگ ہیں یہ جو لوگ نظر آرہے ہیں سب

کالباس ایک جیسا نہیں سب کے رنگ ایک جیسے نہیں زبانیں بھی مختلف ہوں گی، تو یہاں کیا ہو رہا ہے کہ دنیا بھر کے لوگ جمع ہیں اتنے لوگ اکٹھے ہیں ان کی گنتی تو کراؤ۔ تو سرکاری آدمی گنتی کے لئے بھیجے گئے، انہوں نے بہت بڑا رسہ لیا وہ ناپے گئے پھر ایک رسے کے سامنے جو آئے ان کو گنا تا کہ کچھ اندازہ ہو جائے تو سرکاری گنتی ایک لاکھ ساٹھ ہزار آدمیوں کی تھی۔ یہاں کیا ہو رہا ہے؟ کہ امام ابوحنیفہ کے شاگرد ابو عاصم یہاں حدیث پڑھا رہے ہیں۔ جس زمانے میں لاؤڈ سپیکر کا تصور بھی نہیں تھا چار سو آدمی درمیان میں صرف آگے آواز پہنچانے والے کھڑے ہیں تو یہ وہ علاقے ہیں دنیا کے جہاں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں نے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدوں نے پوری دنیا کو دین سکھایا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب کرت وراج کے علاقہ میں پہنچے تو اکیلے تھے، لیکن جب حضرت کا جنازہ اٹھا تو نوے لاکھ کافر آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو چکا تھا۔ یہ جو نوے لاکھ کافر مسلمان ہوا سنی حنفی بنایا کچھ اور؟ یقیناً سنی حنفی بنا۔ تو میں اس لئے غیر مقلد دوستوں سے کہا کرتا ہوں کہ میرے ایک بزرگ کی محنت ہے کہ نوے لاکھ کافر کو مسلمان کیا۔ یہ جتنی اسلام کی رونق دنیا میں نظر آرہی ہے یہ ہمارے بزرگوں کی محنت کا نتیجہ ہے تم نوے لاکھ نہیں نوے ہزار نہیں نوے سو نہیں نوے سکھوں کو غیر مقلد بنا لیتے تو ہم بھی سمجھتے کہ چلو کوئی کام کیا ہے ناں!

☆ سائلین کے سوالات ☆

سوال: تین طلاقوں سے متعلق ذرا وضاحت فرمادیں!

جواب: قرآن پاک میں بھی یہی آتا ہے کہ الطلاق مرتان. طلاق دو مرتبہ ہوتی ہے (یعنی دو سے زائد مرتبہ نہ دینی چاہئے کیونکہ پھر رجوع کی صورت باقی نہیں رہتی)۔ اسلام

سے پہلے یہ طریقہ تھا، دو فرقے چلے آرہے تھے ایک مشرکین اور دوسرا یہود کا کہ ہزاروں طلاقیں دینے کے بعد بھی رجوع کرلیا کرتے تھے اور ایک عیسائیت کا طریقہ تھا۔ وہ طریقہ یہ تھا کہ طلاق دی ہی نہیں جاسکتی۔ اسلام چونکہ فطری دین ہے اس نے بتایا کہ ایک رشتے وہ ہیں جو نسبی ہیں اللہ کے جوڑے ہوئے ہیں ان کو تم نہیں توڑ سکتے۔ بھائی سو مرتبہ بہن کو کہے تو میری بہن نہیں ہے وہ پھر بھی بہن ہی رہتی ہے۔ بیٹا سو مرتبہ کہے تو میرا باپ نہیں وہ پھر بھی باپ ہی رہتا ہے کیونکہ یہ رشتے نسب کے اللہ کے جوڑے ہوئے ہیں اور جو رشتے انسان نے خود جوڑے ہیں جس مقصد کے لئے جوڑے ہیں اگر وہ مقصد پورا ہوتا نظر نہیں آتا تو ان کو توڑنے کا بھی انسان کو اختیار ہے۔ اس لئے ان کو نسبی رشتوں کی طرح عیسائیوں کی طرح نہیں ہونا چاہئے کہ اگر کوئی بیوی پلے پڑ گئی ہے تو جب تک زہر دے کر مارے نہیں کوئی صورت جان چھڑانے کی نہیں ہے۔

اب رہا یہ کہ یہ طریقہ رکھا جائے کہ چاہے جتنی طلاقیں دیتے رہو پھر بھی رجوع کرتے رہو، اسلام نے اس پہلے طریقے کو ختم کردیا اب مرد کو تین طلاقوں کا اختیار دیا۔ اب یہ جو تین طلاقیں ہیں یہ جس طرح بھی دے گا وہ واقع ہوجائیں گی۔ اس میں وہ لوگ ایک قیاس پیش کرتے ہیں کہ دیکھو جی نماز میں جو داخل ہونے کا طریقہ ہے وہ اللہ اکبر ہے اگر کسی اور طریقے سے جو غیر شرعی طریقہ ہے اس سے نماز میں داخل ہو تو وہ نماز میں داخل نہیں سمجھا جاتا۔ اسی طریقے سے وہ کہتے ہیں کہ طلاق شرعی طریقے سے دی جائے۔ وہ طریقہ کیا ہے؟ کہ ایسے طہر میں طلاق دی جائے جس میں صحبت نہ کی ہو تو پھر تو صحیح طریقہ سے طلاق واقع ہوجائے گی لیکن اگر غیر شرعی طریقہ سے طلاق دی جائے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ یہ ان حضرات کا قیاس ہے، اصل میں انہوں نے یہ قیاس رافضیوں سے

چوری کیا ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت اس کا جواب دے دیا تھا جس کا آج تک کسی کو جواب نہیں آیا۔ انہوں نے فرمایا کہ طلاق کو نماز میں داخل ہونے پر قیاس کرنا غلط ہے۔ نماز سے نکلنے پر قیاس کرنا چاہئے نماز میں داخل ہونے کے لئے تو شرعی طریقہ ضروری ہے غیر شرعی طریقے سے نماز میں داخل ہوگا تو وہ نمازی نہیں کہلائے گا لیکن نماز سے نکلنے کے لئے اگر باقاعدہ السلام علیکم کہہ کر نماز سے نکلتا ہے تو نماز سے نکل بھی گیا اور گناہ بھی کوئی نہیں ہوا۔ لیکن اگر کوئی بات کر لی یا اٹھ کر بھاگنا شروع کر دیا تو یہ نماز سے یقیناً نکل گیا اگرچہ گناہ بھی ہوا۔ کوئی یہ نہیں کہے گا کہ اس کی نماز نہیں ٹوٹی کیونکہ اس نے شرعی طریقے کے خلاف ایک انداز اختیار کیا ہے۔

تو فرمایا اسی طرح طلاق جو ہے یہ چونکہ ایک عقد کو چھوڑنا ہے اور اس عقد سے نکلنا ہے اس کا قیاس اگر کرنا ہی ہے تو نماز سے نکلنے پر کرنا چاہئے۔ اب جس طرح سلام پھیر کر نکلے گا تو نکل گیا گناہ بھی نہیں ہوا لیکن بات کر دی پھر نکل گیا گناہ ہوا کیونکہ واجب رہ گیا۔ اسی طریقہ سے اگر شرعی طریقے پر طلاق دی جائے تو طلاق بھی واقع ہوگی لیکن گناہ نہیں ہوگا۔ اگر غیر شرعی طریقے سے طلاق دیگا تو طلاق واقع ہوگی اور گناہ بھی ہوگا جیسے غیر شرعی طریقے سے نماز سے نکلنے میں بھی گناہ ہوتا ہے تو امام طحاوی رحمہ اللہ نے اس پر بہترین بحث فرمائی ہے۔ مقصد یہی ہے کہ اس مسئلے پر پوری امت کا اتفاق ہے کہ طلاقیں جو تین ہیں وہ تین ہی ہوتی ہیں۔ سب سے پہلے ابن تیمیہؒ نے اس بات کا انکار کیا تھا لیکن خود فتاویٰ ثنائیہ میں مولوی ثناء اللہ نے لکھا ہے کہ ابن تیمیہؒ نے جب فتویٰ دیا تو حکومت اسلامیہ نے اس کا منہ کالا کیا اور اس کو گدھے پر سوار کر کے پھرایا اور پورا اعلان کیا کہ آج کے بعد یہ فتویٰ نہیں دے گا اور جو اس سے فتویٰ لینے جائے گا اس کو بھی یہ سزا دی جائے

گی۔ یہی بات قاضی شوکانیؒ کے تاج المکلل میں بھی لکھی ہے۔ اس کے بعد اب غیر مقلدین نے فتویٰ دیا ان میں بھی دو گروہ ہیں، عبداللہ روپڑی تو مانتا ہے کہ وہ تین ہی ہوتی ہیں لیکن یہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ تین نہیں ہوتیں ایک طلاق ہوتی ہے۔ ہم ان سے یہ پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی کہے تجھے تین طلاق تو ایک ہوئی، اگر نو کہے پھر کتنی ہونگی؟ آخر ہمیں بھی پتہ چلنا چاہئے کہ ایک شخص نے کہہ دیا تجھے نو طلاق، احادیث میں ان کے پلے میں کوئی چیز نہیں ہے۔

اصل میں جو انہوں نے دھوکہ دیا ہے وہ اس بات سے دیا ہے کہ ابن عباسؓ کا ایک قول نسائی، ابوداؤد، ابن ابی شیبہ اور مسلم وغیرہ میں ہے کہ حضور پاک ﷺ کے زمانہ میں، ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی دور میں تین طلاقین ایک شمار ہوتی تھیں۔ تو اس سے یہ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں لیکن حضرت عمرؓ نے کیا فرمایا، وہ کبھی بھی بیان نہیں کرتے۔ انہوں نے فرمایا ان الناس قد استعجلوا فی امر کانت لھم فیہ اناۃ فالزمناہ کہ لوگوں نے طلاق دینے میں ایک نیا طریقہ اختیار کیا ہے جو جلد بازی کا طریقہ ہے اور ایک طریقہ وہ بھی جس میں کچھ اناۃ اور کچھ ڈھیل تھی، وہ انہوں نے چھوڑ دیا ہے۔ خود ابن عباسؓ سے ابن ابی شیبہ میں اس کی تشریح موجود ہے کہ یہ غیر مدخولہ کے بارے میں ہے۔ غیر مدخولہ کو تین طلاق دینے کے دو طریقے ہیں، ایک وہ جس میں اناۃ اور ڈھیل ہے، وہ کیا؟ وہ یہ کہ اسے کہا تجھے طلاق، طلاق، طلاق تو اسے ایک ہی واقع ہوگی کیونکہ پہلی طلاق سے وہ بائنہ ہو جائے گی۔ اب جب اس نے دوسری اور تیسری مرتبہ طلاق، طلاق کہا تو وہ محلِ طلاق ہی نہیں تھی، ہاں اگر کوئی شخص اسے بھی یہ کہے تجھے تین طلاق تو یہ تین اکٹھی ہی واقع ہو جائیں گی۔ تو حضور پاک ﷺ کے زمانہ میں، ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کے ابتدائی دور میں صحابہ کرامؓ اگر غیر مدخولہ کو (ایسی بیوی کو جس کی رخصتی نہیں ہوئی)، طلاق دیتے تھے تو وہ اس طرح دیتے تھے طلاق، طلاق، طلاق۔ اس

کے بعد یہ ڈھیل موجود تھی کہ نکاح کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

فاروقِ اعظمؓ کے زمانے میں جب فتوحات بہت پھیل گئیں، لونڈیاں بکثرت آئیں، نکاح، طلاق کے مسئلے بہت پھیلنے لگے تو بعض نومسلم جو مسئلے سے واقف نہیں تھے وہ ایسی عورت کو بجائے طلاق، طلاق، طلاق کہنے کے یوں کہنے لگے کہ تجھے تین طلاق تو یاد رکھے حضرت عمرؓ نے کوئی مسئلہ تبدیل نہیں کیا جو مسئلہ حضور پاک ﷺ کے زمانے کا طریقہ تھا اس کا آج بھی وہی حکم ہے اور جو انہوں نے بعد میں اختیار کیا اس کا حضور پاک ﷺ کے زمانہ میں بھی وہی حکم تھا تو یہ الگ طریقہ اصل میں طلاق دینے والوں نے بدلا ہے غیر مقلدین اس قول کو اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ جس سے سارے صحابہ پر اعتراض آتا ہے کیونکہ وہ حدیث کے مطابق یہ مانتے ہیں کہ ایک ہی دفعہ تین طلاقیں دینا یہ کتاب اللہ کے ساتھ استہزاء ہے اور اللہ کے نبی کی ناراضگی کا باعث ہے تو گویا سارے صحابہ حضور ﷺ کے زمانے میں یہ گناہ کرتے رہے معاذ اللہ، حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں کرتے رہے اور یہ بھی مانتے ہیں کہ حرام کو حلال کرنا خلیفۂ راشد کے بس کی بات نہیں ہوتی یہ تو احبار ورھبان کی بات ہے کہ وہ حلال کو حرام، حرام کو حلال کرتے تھے، حضرت عمرؓ کے ذمہ یہ تہمت لگانا کہ جو عورت پہلے حلال تھی اس کو انہوں نے حرام کر دیا یہ بہت بڑی تہمت ہے، میں نے جو عرض کیا ہے کہ جو مطلب خود ابن عباسؓ نے بیان کیا ہے اس پر یہ سارے اعتراضات ختم ہو جاتے ہیں تین طلاق کے بارے میں تو بہت سی روایات ملتی ہیں، بات اصل یہ ہے کہ یہ لوگ پوری وضاحت نہیں کرتے، ابن ابی شیبہ میں پورا باب ہے کہ جس نے غیر مدخولہ عورت کو تین طلاقیں دیں تینوں واقع بھی ہو گئیں اور گناہ بھی ہوا اور ظاہر ہے کہ غیر مدخولہ کو تین طلاقیں ایک مجلس ہی نہیں ایک لفظ سے دی جا سکتی ہیں اور کوئی طریقہ ہی ان کو تین طلاقیں دینے کا نہیں ہے اور اماں عائشہؓ رضی اللہ عنہا اسی پر پڑھ رہی ہیں فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ اور یہ بھی ایک باب آتا ہے کہ جس نے

بدعی تین طلاقیں دیں وہ تین ہی نافذ ہونگی اور اس کو گناہ بھی ہوگا اور بدعی تین طلاقیں گناہ والی وہی ہیں جو اکٹھی دی جائیں، پھر نسائی والی حدیث ہے محمود بن لبید کی روایت میں کہ حضرت ﷺ نے سنا کہ ایک شخص نے تین طلاقیں دی ہیں حضرت اتنے غصہ ہوئے کہ ایک صحابی کو کہنا پڑا کہ حضرت میں اس کو قتل کردوں؟ اب ظاہر بات ہے کہ اگر تین ایک ہی ہوتی ہے تو ایک طلاق پر حضرت ﷺ کبھی غصہ نہیں ہوئے، غصہ ہونے کا مقصد کیا تھا؟ اگر تین کے بعد رجوع کی گنجائش ہوتی تو حضرت کبھی بھی غصہ نہ ہوتے تو یہ مسئلہ غیر مقلدوں نے شیعوں سے لیا ہے، پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین میں جہاں شیعوں اور یہودیوں کی مماثلتیں لکھی ہیں وہاں یہی لکھا ہے کہ تین طلاقوں کے بعد بیوی کو رکھ لینا یہودیوں کا مذہب تھا اور وہاں سے شیعوں سے چوری کرلیا ہے اور اب وہ چوری کا مال غیر مقلدوں کے ہاں بھی مل رہا ہے۔

سوال: حیات انبیاء کے بارے میں فرمائیں؟

جواب: حیات انبیاء کا مسئلہ قطعاً اختلافی نہیں ہے ایک بھی عالم دیوبند کا نام نہیں لیا جا سکتا جو حیات النبی کا منکر ہو جو اختلاف کرتے ہیں معتزلی ہیں، آپ دیوبندی کہتے ہیں وہ تو اہلسنت والجماعت بھی نہیں ہیں وہ معتزلی لوگ ہیں۔

سوال: اہل حدیثوں کے پیچھے نماز ہوتی ہے؟

جواب: اہلحدیث کی اپنی نماز ہی نہیں ہوتی تو ان کے پیچھے کیسے ہوگی؟ مولانا سروری صاحب ہیں احسن العلوم کے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو چار صاحبزادیوں کے بعد بیٹا دیا تو انہوں نے عقیقہ کیا مفتی عبدالرؤف صاحب اور دوسرے مفتی حضرات بھی بیٹھے تھے تو ایک مولوی صاحب دار العلوم میں پڑھاتے ہیں وہ مجھ سے پوچھنے لگے کہ مجھے ایک نماز غیر مقلدوں کے پیچھے پڑھنی پڑتی ہے تو ہو جاتی ہے یا نہیں؟ مفتی عبدالرؤف صاحب نے بھی

میری طرف دیکھا کہ اب یہ کیا جواب دیتا ہے اور دیگر مفتی صاحبان بھی بیٹھے تھے تو میں نے یہی کہا کہ جب ان کی اپنی نہیں ہوتی تو پیچھے کیسے ہو جائے گی، مفتی عبدالرؤف نے مجھ سے پوچھا کہ جی کیوں نہیں ہوتی؟ میں نے کہا وہ نیت نہیں کرتے اور نیت کے بغیر نماز نہیں ہوتی، کہنے لگے یہ کیسے پتہ چلا؟ میں نے کہا آپ ان سے لکھوا دیں نیت کیا ہے؟ انہوں نے جھگڑا تو یہ ڈالا تھا کہ زبان سے نیت نہیں کرنی چاہیئے، دل میں کرنی چاہیئے، اب دل میں کس کس چیز کی نیت کرنی چاہیئے؟ یہ ان کو پتہ ہی نہیں نہ وہ بتا سکتے ہیں، دو ماہ بعد پھر ایک اور دعوت میں ہم اکٹھے ہوئے تو مفتی عبد الرؤف صاحب بڑے ہنس رہے تھے فرمانے لگے کہ آپ کا چٹکلہ واقعی عجیب ہے، میں نے کئی مدرسوں میں لکھ کر بھیجا کہ بھائی نیت لکھو، نہیں لکھ کر دی، میں نے کہا وہ مر جائیں گے لکھ کر نہیں دیں گے، کیوں؟ وہ اگر لکھ دیں کہ مثلاً وقت کی یا فرض کی تو ہم کہتے ہیں کہ دکھاؤ حدیث میں یہ کہاں ہے؟ وہ ان کو ملتا نہیں تو اس لئے جب انہوں نے نیت کرنی ہی چھوڑ دی تو بیان کرنی ہی چھوڑ دی تو اب واقعۃً ان کی عوام کو تو نیت آتی ہی نہیں سرے سے، ان سے آپ پوچھیں تو کہیں گے جی گھر سے چلے ہی نماز پڑھنے کے لئے تھے نا، ملتان میں ایک دفعہ جلسہ تھا، حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ حیات تھے، اس میں صدارت تھی حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی تو یہ غیر مقلد ایسے موقعے پر شرارتیں کرتے ہیں تو چونکہ مولانا خیر محمدؒ ان کے خلاف مناظر تھے، حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کو چٹ دی کہ اہلحدیثوں کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا کہ بھائی ہماری تو سب کے پیچھے ہو جاتی ہے، مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فوراً کھڑے ہوئے فرمایا کہ...... بھائی یہ فتوے کی باتیں مفتیوں سے پوچھی جاتی ہیں، کوئی اور بات پوچھنی ہے تو شاہ صاحب سے پوچھ لیں، میں کہتا ہوں کہ ان کے

پیچھے نماز نہیں ہوتی پھر آپؒ نے چودہ وجہیں بیان فرمائیں جن میں ایک تو یہ بھی تھی کہ مثلاً ان کے ہاں خون اور منی پاک ہے جیسے ہمارے ہاں تھوک پاک ہے تو کپڑے پر صاف کر لی تو نماز سے پہلے دھونے کی ہم کوشش نہیں کریں گے تو ان کے ہاں یہ خون اور منی پاک ہے تو جب ان کے جسم اور کپڑے ہی ناپاک ہوتے ہیں تو ان کی نماز ہی نہیں ہوتی ان کے پیچھے والوں کی کیسے ہوگی؟ پھر انہوں نے دو وضو کے فرض خراب کئے ہوئے ہیں، جرابوں پر مسح کر لیتے ہیں، پگڑی پر مسح کر لیتے ہیں تو ایک فرض رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا تو جب اس کی نماز نہ ہوئی تو ان کے پیچھے والوں کی کیسے ہوئی؟ بعض نمازیں وقت سے پہلے پڑھ لیتے ہیں مثلاً عصر کی نماز کہ ابھی وقت ہی نہیں ہوا ہوتا تو مولانا محمد صدیق صاحب (شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان) فرماتے تھے کہ اس طرح حضرت نے چودہ باتیں گن کہ سنائیں اور پھر یہ کہ ان کے ہاں بے وضو امام نماز پڑھائے تو بھی جائز ہے بلکہ یہ لکھا ہے نزل الابرار میں کہ امام نے نماز پڑھنے کے بعد کہا کہ میں کافر ہوں تو بھی کہتے ہیں کہ نماز جائز ہے، مولوی معین الدین لکھوی جو زندہ ہے اس کا قلمی فتویٰ ہمارے پاس ہے، ایک آدمی نے سوال کیا کہ میں سفر میں تھا، وضو میرا تھا مسجد نظر آئی تو میں بھاگ کر گیا، صف کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ لکھا تھا مسجد احمدیہ (مرزائیوں کی مسجد) تو کہتے ہیں کہ پیچھے وہ وضو کر رہے تھے تو میں نے سوچا اگر پیچھے مڑتا ہوں تو یہ مجھ سے پوچھیں گے تو میں نے وہاں نماز پڑھ لی اب میں وہ نماز دہراؤں یا نہ دہراؤں؟ اور آئندہ کبھی ایسا واقعہ پیش آجائے تو میں کیا کروں؟ تو مولوی معین الدین صاحب نے لکھا کہ مسئلہ تو یہی ہے کہ نیک لوگوں کو امام بنانا چاہئے لیکن اگر آپ نے ان کے پیچھے نماز پڑھ لی ہے تو اس کا دہرانا ضروری نہیں کیونکہ جب ہم اپنی فاتحہ خود پڑھ لیتے ہیں ہمیں امام سے کیا تعلق؟ یعنی فاتحہ خلف الامام کا

ایک نتیجہ یہ بھی نکلا کہ کافروں کے پیچھے بھی نماز جائز ہوگئی ہے، مولوی ثناء اللہ کا بھی فتوی تھا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے بلکہ عنایت اللہ اثری وزیر آبادی نے پوری تراویح مرزائیوں کے پیچھے پڑھی ہیں، قادیان میں اس کی کتاب ہے العطر البلیغ اس میں لکھا ہے کہ میں گیا، مرزا محمود سے میں نے کہا کہ میں حافظ ہوں میں چاہتا ہوں کہ آپ کی خدمت میں یہاں رمضان گذاروں اور یہاں قرآن سنا دوں تو اس نے کہا کہ آپ کے پیچھے ہمارے لوگ تراویح نہیں پڑھیں گے، کہتے ہیں میں نے کہا جب میں آپ کو پوری دیانتداری سے مسلمان سمجھتا ہوں تو پھر آپ کے لوگ کیوں نہیں پڑھیں گے؟ تو مرزا محمود نے کہا یہ لوگ پوری دیانتداری سے آپ کو کافر مانتے ہیں اس لئے یہ نہیں پڑھیں گے، تو کہتے ہیں پھر عبدالکریم مرزائی نے تراویح پڑھائیں اور میں نے اس کے پیچھے پڑھیں۔

سوال: بریلوی حضرات کے پیچھے نماز کیسے ہے؟

جواب: جو لوگ بشریت کا انکار کرتے ہیں ان کے پیچھے تو نماز نہیں ہوتی، باقی مسائل میں کچھ نہ کچھ تاویل کی گنجائش ہوتی ہے لیکن یہ تو بالکل نص قطعی کی مخالفت ہے، ویسے پتہ نہیں وہ کہتے کیا ہیں، مناظرہ ہمارا ان سے ڈیرہ اسماعیل خان میں ہوا تھا وہ کیسٹوں میں ہے، وہاں تو انہوں نے پہلے ہی لکھ کر دے دیا تھا کہ ہم تمام انبیاء علیہم السلام کو بشر مانتے ہیں جو کسی نبی کو بشر نہیں مانتا وہ کافر ہے تو اصل بات یہ ہے کہ مناظروں میں ان کا مسئلہ اور ہوتا ہے تقریروں میں اور ہوتا ہے۔

(خطاب بمقام جامعہ خیر المدارس ملتان)

احادیث متعارضہ میں حنفی اصول

"موافقتِ قرآن و سنت"

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ اللہ الذین اصطفیٰ!

فقہ کا ماخذِ اوّل قرآن ہے:

اصل میں غیر مقلدین اور شوافع حضرات وغیرہ کے ساتھ سارا جھگڑا ان احادیث پر ہے جو متعارض اور اختلافی احادیث ہیں۔ تو اس کے لئے وہی قاعدہ جو سب سے پہلے رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اختلافی احادیث میں سے وہ احادیث میری طرف سے ہوں گی جو قرآن پاک یا سنتِ متواترہ کے مطابق ہونگی تو اس لئے اہلسنت والجماعت حنفی اس قاعدے کو مقدم رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ بات سامنے آئی،

مثال نمبر۱: اگر دو حدیثیں ہوں تو...... دو ایسی حدیثیں سامنے آئیں۔ ایک ہے کہ حضرت ﷺ نے سینے پر ہاتھ باندھا نماز کی حالت میں، اور دوسرا یہ ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ فصل لربک وانحر۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہئے تو اس لئے یہ حدیث علامہ ابن عبدالبر مالکی نے پوری سند کے ساتھ اپنی کتاب التمہید میں درج کی ہے اور حدیث اور اہل

حدیث میں سند کے ساتھ درج کر دی گئی ہے۔

دوسرا یہ کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے لئے لفظ سنت آ گیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں، من السنة وضع الكف على الكف تحت السرة. سنت طریقہ یہ ہے کہ ہتھیلی کو ہتھیلی پر رکھ کر ناف کے نیچے ہاتھ باندھے جائیں۔

تو اس لئے ہمارے امام صاحبؒ نے ان احادیث کو راجح قرار دیا جو کتاب اللہ اور سنت کے موافق تھیں۔ اور یہ قاعدہ رسول اکرم ﷺ کا بیان فرمایا ہوا ہے۔

مثال نمبر ۲: اس طریقہ سے آمین کے بارہ میں دو قسم کی حدیثیں ہیں کہ آمین اونچی ہونی چاہئے یا آہستہ ہونی چاہئے؟ تو ہمارے امام صاحب نے رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کو سامنے رکھا کہ اس میں اتفاق ہے کہ آمین دعا ہے اور یہ بات قرآن پاک سے ثابت ہے۔ سورۂ یونس میں ہے کہ حضرت موسیٰ نے فرعون کے لئے ایک بددعا فرمائی۔ وہاں یا موسیٰ، صیغہ واحد سے لفظ شروع ہوتے ہیں اور جب دعا مکمل ہو گئی تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے دعا کی قبولیت کا حکم نازل ہوا لیکن اس میں تثنیہ کا صیغہ ہے۔ فرمایا: قد اجيبت دعوتكما، کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی۔ اب تلاوت کرنے والا سوچتا ہے کہ دعا کرنے والے تو ایک موسیٰ ہیں، واحد کا صیغہ ہے، اب یہ قبولیت کے وقت دو کا صیغہ کہاں سے آ گیا اور دوسرا کون ہے؟ تو اس بات پر سب مفسرین کا اتفاق اور اجماع ہے کہ وہ دوسرے حضرت ہارونؑ تھے۔

اور پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ہارونؑ کی دعا کیا تھی اور وہ کہاں ہے؟ تو سب کا اتفاق ہے کہ انہوں نے حضرت موسیٰ کی دعا پر آمین کہہ دی تھی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول ہو گئی۔

آمین دعا ہے:

اس سے ثابت ہوا کہ آمین دعا ہے اور صحیح بخاری شریف میں بھی ہے کہ..... قال عطاء آمین دعاء، عطاء نے کہا کہ آمین دعا ہے اس کا معنی ہے کہ اے اللہ قبول فرما! یہ بھی دعا ہی کا معنی ہے۔ اب دعا کے بارے میں قرآن پاک کا فیصلہ یہ ہے کہ ادعوا ربکم تضرعا و خفیة، کہ تم دعا کرو اللہ سے عاجزی سے، گڑگڑا کر اور خفیہ آہستہ آواز سے، بلکہ پہلے انبیاء کا طریقہ یہی بیان کیا ہے کہ ذکر رحمة ربک عبده زکریا. اذا نادی ربه نداء خفیا کہ اللہ کے بندے زکریا کا یہاں ذکر کرو کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے خفیہ اور آہستہ آواز میں دعا مانگی۔

تو جب آمین دعا ہے اور دعا میں اصل اخفاء ہے تو اس سے ان احادیث کو ترجیح دی جائے گی جن میں آمین کا آہستہ کہنا ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ قرآن پاک کے موافق ہیں اور یہ جو میں نے عرض کیا کہ اصل اخفاء ہے اس کا مطلب ہے کہ کبھی کبھی عارضہ کی وجہ سے اصل کی مخالفت کی جا سکتی ہے۔ تو جہاں آمین اونچی کہنے کی روایت ہے تو وہ اصل سے متعلق نہیں بلکہ تعلیم وغیرہ سے متعلق ہے کیونکہ رسول اقدس ﷺ کے زمانہ میں نہ تو پریس تھا کہ چھپی ہوئی نماز سب کو مل جائے اور ترتیب سے لکھی ہوئی سب کو مل جائے۔ تو اس لئے آپ ﷺ اسی طریقہ سے نماز سکھاتے تھے۔ تو جس طرح ہمارے ہاں مدارس میں بچوں کو نماز سکھائی جاتی ہے کہ ایک بچہ پوری نماز اونچی اونچی پڑھتا ہے اور پچھلے بھی اونچی اونچی پڑھتے ہیں۔

تو اس لئے رسول اقدس ﷺ نماز سکھانے کے لئے بعض چیزیں اونچی بھی بیان کر دیتے تھے کہ جو اصل میں آہستہ پڑھنے والی تھیں۔

تو علامہ عینی عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ آمین کے بارے

میں زیادہ سے زیادہ دو ہی قول ہیں۔ایک تو یہ ہے کہ یہ دعا ہے اور دعا کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے، ادعوا ربکم تضرعا و خفیة، اور بعض کا ایک قول یہ ہے کہ یہ اللہ پاک کے ناموں میں سے ایک نام ہے تو پھر بھی حکم یہی ہے کہ وا ذکر ربک فی نفسک کہ اپنے رب کا ذکر اپنے دل اور جی میں کرنا چاہئے۔تو اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اپنی طرف سے کوئی قاعدہ نہیں گھڑا، بلکہ جو کچھ رسول اقدس ﷺ نے قاعدہ بتایا تھا کہ جب احادیث میں اختلاف نظر آئے تو اس حدیث کو اختیار کرو جو کتاب اللہ کے موافق ہو اور عملی تواتر کے موافق ہو۔

مثال نمبر ۳:

تو اسی طرح قرأت خلف الامام کے مسئلہ میں احادیث دو قسم کی آئی ہیں۔تو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ نے سب سے پہلے قرآن پاک کو دیکھا کہ اس بارے میں قرآن پاک کی تعلیمات کیا ہیں۔ و اذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون کہ جب قرآن پاک پڑھا جائے تو تم توجہ کرو اور خاموش رہو تا کہ تم پر خدا کی رحمتیں نازل ہوں۔تو اس سے معلوم ہوا کہ انصات والی احادیث قرآن پاک کے موافق ہیں اور باقی احادیث قرآن پاک سے پہلے زمانے والی سمجھی جائیں گی۔

مثال نمبر ۴:

تو اسی طریقہ سے رفع یدین کے مسئلہ میں یہ تو احادیث سے ثابت ہے کہ دونوں ہاتھ نماز میں اٹھانا سکون کے خلاف ہے۔فرمایا ما لی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوة، تو اس لئے نماز ایک عبادت ہے اس میں اصل مقصد سکون ہے۔قوموا لله قانتین، اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ سکون

کے ساتھ نماز پڑھو۔ تو امام اعظم ابوحنیفہؒ کا طریقہ کار یہ تھا کہ کسی جگہ اگر رفع یدین اس طرح ثابت ہوگئی کہ اس میں کوئی تعارض نہیں، اختلاف نہیں۔ تو اس کو تو مستثنیٰ قرار دے لیں گے اور اگر کسی جگہ پر دو طرح کی روایات ہیں کرنے کی بھی اور نہ کرنے کی بھی، دو طرح کی حدیثیں ہیں۔ رفع یدین کرنے کی بھی اور نہ کرنے کی بھی۔ تو رفع یدین نہ کرنا سکون کے موافق ہے تو اس لئے یہ اسی کو اختیار فرماتے ہیں۔ تو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اختلافی روایات میں یہی طریقہ اختیار فرمایا، سب سے پہلے وہ یہی دیکھتے تھے کہ ان میں سے قرآن پاک کے موافق کون سی ہے۔ وہ اس کو اصل قرار دیتے تھے اور جو اس سے ٹکراتی تھیں اس کو کسی عارضہ سے معلوم فرماتے تھے کہ یہ ابتدائی دور کی ہے یا کسی خاص عارضہ کی وجہ سے یہ واقعہ پیش آیا۔

سنت اور عملی تواتر:

دوسری بات سنت اور عملی تواتر ہے۔ اس میں امام اعظم ابوحنیفہؒ نے صحابہؓ کی خود زیارت کی ہے۔ بعد والوں کے سامنے صحابہ کرام نہیں ہیں اس لئے ان کے لئے بڑا آسان تھا ان میں فیصلہ کرنا کہ دو حدیثیں ان کے سامنے آئیں۔ ایک آنکھ سے دیکھ لیتے کہ صحابہ کرامؓ اس پر عمل کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے۔ اس لئے اس کو اختیار فرما لیتے تھے اور دوسرے کی کوئی تاویل فرما لیتے تھے۔ یا تو پہلے زمانے کی یا کسی خاص مقصد کے لئے اس کا ذکر ہوتا تھا تو اس لئے امام اعظم ابوحنیفہؒ اور بعد والے لوگوں میں اس بارے میں ایک اہم فرق یہی ہے کہ آپؒ نے جو فیصلے فرمائے وہ آنکھوں سے دیکھ کر فرمائے۔ اور حدیث میں ہے...... الشاهد یراہ مالا یراہ الغائب۔ دیکھنے والا جو دیکھتا ہے غائب آدمی اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ اس کی میں عام فہم مثال بھی دیتا ہوں کہ دس آدمی گھڑیاں لے کر بیٹھے ہیں مسجد

کے اندر اور وہ ٹائم دیکھ کر بتا رہے ہیں۔ دس اتفاق کر رہے ہیں کہ سورج غروب ہو گیا ہے، روزے کے افطار کا وقت ہو چکا ہے۔ لیکن ایک آدمی چھت کے اوپر بیٹھا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ باہر سورج نظر آ رہا ہے۔ اب وہ ان کی گھڑیوں پر اعتماد نہیں کرے گا۔ وہ کہے گا کہ اگرچہ مجھے علم نہیں ہے کہ آپ کی گھڑی کا کون سا پرزہ خراب ہے، لیکن یہ یقینی بات ہے کہ یہ وقت غلط دے رہی ہے۔ ابھی سورج کا کونہ مجھے باہر نظر آ رہا ہے۔ تو جیسے جس کو سورج کا کونہ نظر آ رہا ہے وہ دیکھ رہا ہے کہ وہ ان گھڑیوں کا محتاج ہی نہیں ہے اس وقت کہ سورج غروب ہوا یا نہیں؟

تو سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ راویوں کی بحث کے محتاج ہی نہیں تھے۔ ان کے سامنے عملی تواتر صحابہ کرامؓ کا تھا۔ تو عملی تواتر بعض اوقات مختلف بھی ہو سکتا ہے۔ اگر اللہ تبارکؔ وتعالیٰ چاہتے ہیں کہ بعض مسائل میں میرے محبوب ﷺ کی کوئی نہ کوئی ادا کسی نہ کسی صورت میں زندہ رہے تو اس میں ہم کچھ نہیں کر سکتے بلکہ یہی اللہ تعالیٰ کا مقصد ہے تو وہ صحابہ جو رفع یدین کرتے تھے وہ جس علاقے میں پہنچے وہاں ان کا وہی طریقہ رائج ہو گیا۔

کوفہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تشریف لائے جو رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ تو اس علاقے میں ترک رفع یدین کا عملی تواتر ہو گیا۔

اصل بنیاد عملی تواتر ہے:

اس لئے ائمہ اربعہ جو ہیں انہوں نے اصل بنیاد عملی تواتر کو رکھا کہ جس علاقے میں جو امام ہوئے جو نماز وہاں متواتر تھی انہوں نے اسے نقل کر دیا اور قبول کر لیا۔ اختلافی قراءتوں میں میں عرض کیا کرتا ہوں کہ اختلافی قراءتوں میں جو قراءت جس علاقے میں متواتر ہو وہاں کے لوگ اس قراءت پر تلاوت کرتے ہیں۔

اس طرح اختلافی احادیث میں جن پر عمل جاری رہا، جس جس علاقے میں جس جس حدیث پر عمل جاری تھا اس علاقے کے امام نے اسی تواتر کو سامنے رکھ کر اس کو قبول کر لیا اور ان علاقوں میں وہ چیز رائج ہو گئی۔ اور اگر عملی تواتر کا پتہ نہ چلے کیونکہ بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو عام طور پر عمل میں نہیں آتیں۔ تو وہاں پھر ائمہ مجتہدین کچھ قاعدے وہاں اخذ کرتے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اللہ کے نبی پاک ﷺ سے کوئی بات سامنے آجائے۔

احادیث میں مثالیں:

مثلاً رسول اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ پہلے میں نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کر دیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اب گوشت رکھنے کی اجازت ہے۔ رسول اقدس ﷺ نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ یہ بات میں نے پہلے ارشاد فرمائی تھی اور یہ بات بعد کی ہے۔ اس طرح آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پہلے میں نے قبروں کی زیارت سے بالکل منع فرما دیا تھا، اب میں اجازت دیتا ہوں تا کہ موت کو یاد کیا جائے، تو اس سے بھی پتہ چلا کہ حضرت پاک ﷺ نے اپنی متعارض احادیث کے بارے میں خود ہی فیصلہ فرما دیا کہ قبروں کی زیارت سے منع کرنا پہلے زمانے کی بات ہے اور قبروں کی زیارت کی اجازت دینا یہ بعد کی بات ہے۔

مثلاً وہ برتن جس میں شراب بناتے تھے، جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو ان برتنوں کو استعمال کرنے سے بھی منع کر دیا گیا۔ لیکن جب دیکھا گیا کہ ان میں شراب کی نفرت بیٹھ چکی ہے تو فرمایا کہ برتن کسی چیز کو پاک ناپاک نہیں کرتے۔ ان کو پاک کرنے کے بعد استعمال کرنا جائز ہے۔

اگر تو تمام اختلافی احادیث کے بارہ میں خود اللہ کے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ اسی طرح مل جاتا تو پھر نہ کسی جگہ مجتہد کو اجتہاد کی ضرورت ہوتی اور نہ غیر مجتہد کو تقلید

کی ضرورت پڑتی۔ لیکن جہاں دو اختلافی احادیث ہیں اور ان میں کوئی فیصلہ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں نہیں ملا، نہ تو یہ ملا کہ یہ پہلے کی ہے یا بعد کی ہے۔ نہ یہ ملا کہ یہ صحیح ہے وہ ضعیف ہے، نہ ناسخ منسوخ کی کوئی بات ہمیں ملی۔ تو ایسے موقع پر کیا ان کو چھوڑ دیا جائے یا نہیں۔ دونوں پر عمل ترک کر لیا جائے؟ کیا کیا جائے؟

تو چونکہ احادیث معاذؓ سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا فیصلہ براہ راست نہ ملے تو وہاں مجتہد کو اجتہاد کا اختیار دیا جاتا ہے۔

اجتہاد کی بنیاد:

اور اجتہاد اصل میں قاعدوں کا نام ہوتا ہے۔ مجتہد پہلے قاعدے وضع کرتا ہے، جس طرح حساب دان پہلے حساب کے قاعدے بناتا ہے پھر ان قاعدوں سے سوالات حل کرتا ہے۔ مثلاً شریعت کی رفتار کو دیکھا سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ نے کہ پہلے لوگ سارے کام کر لیتے تھے۔ ہر چیز کو جائز سمجھتے تھے۔ شراب بھی پی لیتے تھے۔ جوا بھی کھیل لیتے تھے۔ بعد میں ان چیزوں سے منع کر دیا گیا۔ تو اس سے پتہ یہ چلا کہ شریعت کی رفتار اباحت سے حرمت کی طرف آئی ہے۔ اور حرکت سے سکون کی طرف آئی ہے۔ تو امام صاحب نے اس سے قاعدہ یہ استنباط کر لیا کہ پہلے نماز میں باتیں جائز تھیں پھر ان سے منع کر دیا گیا۔ سکون کا حکم ہو گیا۔

اگر کوئی دو حدیثیں ایسی مل جائیں کہ جن میں ایک کام کی اجازت ہو۔ اور دوسرے میں اس کام کی حرمت ہو یا ایک جو ہے اس میں حرکت ہے دوسری میں سکون ہے اور اللہ کے پاک پیغمبر کا کوئی فیصلہ نہیں ملا کہ پہلے کی کون سی ہے بعد کی کون سی ہے۔ تو اس قاعدے کے مطابق ہم اباحت والی کو پہلی سمجھیں گے اور حرمت والی کو آخری سمجھیں گے۔ اس قاعدے سے ہم حرمت والی کو راجح قرار دیں گے اور اباحت والی کو مرجوح قرار دیں

گے۔ ایک تو اس لئے کہ شریعت کی رفتار ہی اسی طریقہ سے آرہی ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر اباحت کو آخری سمجھا جائے، تو پھر نسخ مرتین لازم آئے گا۔ چونکہ اسلام سے پہلے ہر چیز کی اباحت تھی، پھر اس اباحت کو ختم کر کے حرمت کا حکم دیا گیا اور پھر دوبارہ اس حرمت کو ختم کر کے اباحت کا حکم دیا جائے تو یہ نسخ مرتین لازم آئے گا جو شرعاً ناجائز ہے۔

تو اس لئے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قاعدہ بنالیا تو جس طرح ایک قاعدہ ہے کہ 81=9×9 ہوتا ہے تو اب سینکڑوں سوالات آپ اس قاعدے سے حل کر سکتے ہیں۔ تو اس طریقہ سے جہاں بھی اس قسم کی بات آئی اس کو حل کر لیا گیا۔

اب رفع یدین جہاں تو ایک ہی طرح کی آئی کہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کرنے کا ذکر ہے۔ اس پر اجماع بھی ہے۔ اور اس کے خلاف نہ کوئی نص ہے اور نہ اجماع ہے۔ تو وہاں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اجتہاد کی گنجائش ہو۔ تو دو چیزیں ہیں ہی نہیں، ایک ہی چیز ہے اور جہاں دو حدیثیں آگئیں ایک کرنے کی اور ایک نہ کرنے کی، تو امام صاحبؒ نے نہ کرنے والی روایات کو محرم سمجھ کر، اور سکون کی طرف سمجھ کر آخری قرار دیا۔ اور رفع یدین کرنے والی احادیث کو پہلے زمانے کی قرار دیا۔ اس کو نسخ اجتہادی کہتے ہیں کہ صراحتہً اللہ کے نبی ﷺ سے نسخ ثابت نہیں ہوا۔ یہ اجتہادی قاعدے سے نسخ ثابت ہوا۔ تو اس لئے یہ نسخ اسی مجتہد کے لئے ہوگا جس کے قاعدے میں یہ نسخ ثابت ہوا۔ یا ان کے مقلدین کے لئے۔ دوسرا مجتہد اس مجتہد کا پابند نہیں۔ وہ اپنے اجتہادی قاعدے اور اس کی ترجیح بیان کرے گا۔

اسی طریقہ سے مثلاً امام کے پیچھے قرأت کرنے اور نہ کرنے کی حدیثیں آئیں۔ ایک میں اباحت نکل رہی ہے۔ اور ایک میں حرمت نکل رہی ہے۔ اور اللہ کے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کوئی صراحت نہیں کہ پہلے کرنے کا حکم تھا اب نہ کرنے کا حکم ہے۔ تو امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اسی قاعدے کو سامنے رکھا کہ اباحت پہلے تھی

اور حرمت بعد میں ہے، تو اس لئے انہوں نے ترک قرأت خلف الامام کا قول فرمایا تو اس کو نسخ کہتے ہیں۔ نسخ اجتہادی اس کا نام ہوتا ہے۔ اس کا اصل ناسخ منسوخ سے بات کو واضح کرنے کے لئے راجح مرجوح کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

مولانا انور شاہ اور غیر مقلدین:

تو اس لئے علامہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ لکھ دیا کہ رفع یدین منسوخ نہیں ہے۔ غیر مقلد اس کو اٹھا کر بہت ناچتے پھرتے ہیں۔ اور امام طحاوی نے لکھ دیا کہ منسوخ ہے۔ تو کہتے ہیں کہ دیکھو جی ان کا آپس میں اختلاف ہے۔ حالانکہ جہاں نسخ کی نفی کی ہے علامہ انور شاہ نے، وہاں نسخ حقیقی ہے کہ صراحۃً حضرت نے فرما دیا ہو اس کی نفی کی ہے اور جہاں نسخ ثابت کیا ہے علامہ طحاوی نے، علامہ عینی، ملا علی قاریؒ نے، وہاں نسخ اجتہادی مراد ہے۔ تو اس لئے غیر مقلدین تو ویسے ہی جاہل مرکب ہوتے ہیں۔ ان کو قاعدے کا پتہ ہی نہیں ہوتا۔ پتہ بھی ہو تو پھر بھی وہ بات کو الجھانے کی کوشش کرتے ہیں، سلجھانا ان کے بس کی بات ہی نہیں۔

تو مقصد یہ ہے کہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ نے اس قاعدے کو سامنے رکھا اور اس قاعدے سے روایات میں اوّل اور آخر کو معلوم کرتے ہیں۔ تو چونکہ اجتہاد بھی ایک دلیل شرعی ہے تو اس لئے نسخ کے لئے ضروری نہیں کہ قرآن کی آیت ہی ہو۔ اللہ کے نبی پاک ﷺ کی حدیث ہی ہو۔ جب اجتہاد ایک دلیل ہے تو اس کے لئے نسخ اجتہادی بھی کافی ہے۔ البتہ اس میں یہ ہوگا کہ جس مجتہد کا اجتہاد ہے اس پر واجب ہے کہ اس روایت کو منسوخ اور اس کو ناسخ مانے یا اس کا مقلد اس کو منسوخ اور اس کو ناسخ مانے گا۔ دوسرا مجتہد اس کے اجتہاد کا پابند نہیں۔

اسلام کے بعض احکام ظنی ہیں اور کیوں ہیں؟

یہاں ایک اور بات بھی سمجھ لینی چاہئے کہ اسلام کے تمام احکام اللہ تعالیٰ نے قطعی نازل نہیں فرمائے۔ بعض ظنی ہیں کیونکہ اس سے بندوں کے لئے آسانی ہے۔ ہر چیز قطعی ہوتی تو اس کی ذرا سی بھی مخالفت سے بندے کتنے گنہگار ہو جاتے تو اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کرم فرمایا کہ کچھ چیزیں اجتہادی رکھیں اور ظنی رکھیں تا کہ اس درجہ سے بھی گناہ میں تخفیف پیدا ہو جائے۔ تو کل ہی اخبار میں ناسخ منسوخ کا بیان تھا کہ دیکھو جی آج تک یہی فیصلہ نہیں کر سکے کہ کون سی آیت ناسخ ہے اور کون سی منسوخ ہے۔ تو اصل میں وہاں بھی مغالطہ یہی ہے۔ ایک تو نسخ قطعی ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ بیان فرما دیتے ہیں۔ ایک تو نسخ کا لفظی معنی اور اصل معنی تو ہوتا ہے کہ کسی کام کی مدت کا ختم ہو جانا، ایک ہوتا ہے نسخ اجتہادی مثلاً وعلی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین اس پر تو سب کا اتفاق ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جو روزہ رکھ سکتا ہے اس کے لئے باقی نہیں۔ فمن شهد منکم الشهر فلیصمه یہ اس رکوع میں نازل ہو گیا۔ اب یہ ہے کہ اس کو کہیں استعمال کیا بھی جا سکتا ہے یا نہیں؟ تو اس لئے بعض لوگوں نے تو اس چیز کو سامنے رکھا کہ اس کا حکم ختم ہو چکا ہے اس لئے اس کو منسوخ کہہ دیا۔ بعض نے کہا کہ چونکہ شیخ فانی پر اس کا اطلاق ہو سکتا ہے اس لئے اس کو منسوخ نہ کہا جائے، بلکہ یہ مراد لے لی جائے کہ وہ تندرست کے لئے ہے اور یہ شیخ فانی کے لئے ہے۔ تو اس کو اختلاف عنوان کہتے ہیں۔ اختلاف معنون نہیں کہتے۔ مسئلے میں دونوں حضرات کو کوئی اختلاف نہیں جو اس کو ناسخ کہتے ہیں۔ وہ بھی یہی کہتے ہیں جو منسوخ کہتے ہیں۔ وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ شیخ فانی کے لئے یہ ختم ہے۔ اور جو یہ کہتے ہیں کہ یہ منسوخ نہیں ہے وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ جو تندرست اور صحیح ہے اس کے لئے اس کا حکم باقی نہیں رہا۔ اس کے لئے من شهد منکم الشهر فلیصمه یہ آیت ہے۔

تو مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ توسع اس لئے رکھا ہے تا کہ بندوں پر کچھ تخفیف بھی ہو جائے، اگر ہر چیز قطعی اور یقینی ہوتی تو اس لئے بہت سختی ہو جاتی تو اللہ تعالیٰ اپنی اگر رحمت رکھنا چاہتے ہیں تو یہ شخص جو ہیں یہ اپنی عقلوں سے خدا کی رحمت کو بند کرنا چاہتے ہیں۔

اب یہ تو قاعدہ میں نے اپنے امام کا ذکر کیا کہ ایسی اختلافی احادیث میں ان کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ اباحت مقدم ہے اور حرمت مؤخر اس لئے حرمت والی حدیث پر عمل ہوگا۔ اب غیر مقلدین کا اپنا تو کوئی قاعدہ ہے نہیں اور نہ اصولِ فقہ ہے۔ اس لئے جب یہ شرارتیں شروع کرتے ہیں تو ہمارا کوئی قاعدہ چوری کر لیا اور اس کو غلط استعمال کر لیا۔

مثبت نافی اور محرم مبیح کے قاعدوں میں فرق:

مثلاً یہ کہتے ہیں کہ اصول فقہ میں یہ قاعدہ ہے کہ .... المثبت اولی من النافی. ایک آدمی ایک چیز کا اثبات کر رہا ہے اور ایک نفی کر رہا ہے۔ اب جو ان دونوں میں اثبات کر رہا ہے اس کے پاس علم ہے اور جو نفی کر رہا ہے اس کے پاس عدم علم ہے۔ تو اس لئے علم والے کی بات ماننی چاہئے اور بے علم کی بات کو نہیں ماننا چاہئے، جو کہتا ہے کہ میں نے حضرت پاک کو رفع یدین کرتے دیکھا۔ اس کے پاس ایک علم ہے۔ اور جو کہتا ہے کہ میں نے حضرت پاک کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ اس کے پاس عدم علم ہے۔ اب وہ اس قاعدے کو لے کر عوام کو اُلجھانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ اس قاعدے کا اس مسئلے کے ساتھ تو کوئی تعلق نہیں۔

قاعدے دونوں صحیح ہیں لیکن وہ قاعدہ (اباحت و حرمت والا) وہاں ہے۔ زمانے الگ الگ ہوں۔ اباحت کا زمانہ الگ ہے، حرمت کا زمانہ الگ ہے۔ اور یہ (اثبات ونفی والا) قاعدہ وہاں ہے جہاں ایک ہی واقعہ ہو۔

مثلاً حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت نے بیت اللہ میں داخل ہو کر نماز ادا فرمائی یا

نہ فرمائی۔ایک کہتے ہیں کہ نفل پڑھے،ایک کہتے ہیں کہ نہیں پڑھے۔اب امام بخاری کہتے ہیں کہ جس نے دیکھا کہ پڑھے ہیں اس کے پاس علم ہے اور دوسرے کے پاس علم نہیں ہے۔ہم اس قاعدے کو مانتے ہیں، کیونکہ یہ ایک ہی دفعہ کا واقعہ ہے،لیکن کیا واقعتاً رسول پاک ﷺ نے پوری زندگی میں صرف ایک ہی نماز ادا فرمائی ہے جس کے بارے میں اختلاف ہو گیا ہے کہ اس میں رفع یدین کی تھی یا نہیں کی تھی۔اگر وہ یہ لکھ دیں کہ صرف ایک ہی نماز حضرت ﷺ نے ساری زندگی میں پڑھی ہے تو پھر ہم اسی قاعدے کو استعمال کریں گے کہ..... المثبت اولی من النافی اور اگر یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت ﷺ نے آخر زمانے تک بہت سی نمازیں پڑھیں اور نمازوں میں احکام بھی تبدیل ہوتے رہے۔اس پر بھی سب کا اتفاق ہے تو پھر دوسرا قاعدہ استعمال ہوگا کہ حرمت جو ہے یہ اباحت سے مؤخر ہوتی ہے تو اس لئے جو قاعدہ ہم نے پہلے استعمال کیا اسی کے مطابق اس کا فیصلہ کیا جائے گا۔

ایک تو غیر مقلد عوام یہ سمجھتے ہیں کہ غیر مقلد وہ ہوتا ہے جو کسی کی بات نہ مانے لیکن ہمارے غیر مقلد وہ ہیں جو اپنی بات پر بھی قائم نہیں رہتے۔ہم پھر ان سے پوچھتے ہیں کہ سجدے میں رفع یدین کرنے کی بھی احادیث ہیں اور ترک کی بھی۔تو وہاں بھی آپ یہی کہیں گے کہ جنہوں نے سجدے کیوقت رفع یدین کرتے دیکھا ہے ان کے پاس علم ہے اور جو کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ سجدہ کے وقت نہیں کرتے تھے ان کے پاس عدم علم ہے اور وہاں بھی آپ رفع یدین شروع کر دیں تا کہ ایسا بننا ہے تو آدمی صحیح شیعہ بنے۔یہ درمیان میں آدھا شیعہ بننے کی کیا ضرورت ہے؟ تو وہاں وہ بھی یہ قاعدہ بھول جاتے ہیں۔

تو اصل بات یہی ہے کہ احادیث متعارضہ جو ہیں ان میں تطبیق کے لئے ہمارے امام صاحب کے ہاں سب سے پہلے قرآن پاک ہے۔اس لئے جو قرآن پاک کے موافق حدیث ہوگی اس کو وہ کہیں گے کہ اس پر عمل جاری رہا اور جو قرآن پاک کے

خلاف ہوگی اس کو وہ کہیں گے کہ اس پر عمل جاری نہیں رہا یا یہ کسی خاص عارضہ کی بات ہے جو خاص عارضہ سے تعلق رکھتی تھی۔

جیسے بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی حدیث قرآن پاک کے موافق ہے فول وجهک شطر المسجد الحرام..... اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والی حدیث قرآن پاک کے خلاف ہے۔ تو کوئی بے وقوف نہیں کہتا کہ قرآن پاک کی آیت نازل ہو چکی تھی اور حضرت پاک ﷺ کو اس آیت کا معنیٰ نہیں آتا تھا۔ پھر بھی آپ ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے بلکہ سارے یہی کہتے ہیں کہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے تھا۔ اس طرح صحابہؓ نماز میں باتیں کر لیتے تھے۔ وہ اس آیت ..... قوموا للّٰہ قانتین کے نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے جب یہ آیت نازل ہوئی اور خاموشی کا حکم دے دیا گیا تو پھر صحابہؓ نے باتیں نہیں کیں۔

تو ہمارے ہاں سب سے پہلا نمبر تو قرآن پاک کا ہے، دوسرا عملی تواتر کا ہے اور جب عملی تواتر ہے اور عملی تواتر کے مقابلے میں تو خبر واحد بھی حجت نہیں ہوتی کیونکہ وہ تو ظنی ہے اور یہ عملی تواتر قطعی ہے اور اگر کوئی ایسی چیز نہ ہو بالفرض تو پھر ہمارے ہاں قواعد ہیں اصولِ فقہ کے، تقدیم اور تاخیر اور راجح، مرجوح کا ائمہ مجتہدین پتہ لگاتے ہیں۔

غیر مقلدین کا کوئی اصول فقہ نہیں:

اس کے برعکس غیر مقلدین کا اپنا اصول فقہ نہیں۔ ہاں ایک اصول ان کا بھی ہے کہ حنفیوں کی مخالفت کرنی ہے، جس حدیث کو حنفیوں نے قبول کر لیا اس لئے کہ قرآن پاک کے موافق ہے اب یہ حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کرینگے کہ ہمیں کوئی حدیث مل جائے جو قرآن پاک کے خلاف ہو تا کہ ہم اس پر عمل کریں۔ اسی طریقہ سے یہ کوشش کرینگے کہ

کوئی ایسی حدیث مل جائے جو اس علاقے کے عملی تواتر کے خلاف ہو اور اس پر عمل نہیں ہو رہا تو اس پر یہ عمل کرینگے اور عملی تواتر کو یہ کہیں گے یہ فقہ کا مسئلہ ہے اور اس کو جو اس کے خلاف شاذ حدیث ہے یہ کہا جائے گا کہ یہ حدیث کا مسئلہ ہے۔

میں اس کی عام فہم مثال عوام کو سمجھانے کے لئے یہی دیا کرتا ہوں کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم شریف میں یہ آیت اس طرح ہے عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی، **و انذر عشیرتک الاقربین ...... و رھطک منھم المخلصین** تو حضرت نے اپنے اہل خانہ کو اکٹھا کیا، رشتہ داروں کو، اور ان میں وعظ فرمایا۔ اب جو موجودہ قرآن ہمارے ہاتھوں میں ہے، اس میں اتنا جملہ تو ہے کہ **و انذر عشیرتک الاقربین**، لیکن آگے **و رھطک منھم المخلصین** نہیں ہے، اب کوئی یہ کہے کہ یہ دیکھو یہ ابن عباس کی قرأت ہے اور یہ قاری عاصم کی قرأت ہے تو صحابیؓ کی قرأت لینی چاہئے یا تابعی کی؟ تو لوگ اس تقابل میں پریشان ہو جاتے ہیں کہ صحابہؓ کا مقام تو تابعین سے بہت اونچا ہے۔

اب کوئی یوں دھوکہ دینا شروع کرے کہ یہ دیکھو یہ آیت بخاری و مسلم کی ہے یہ نہایت صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے۔ اور وہ آیت جو قرآن پاک میں ہے اس کی سند ہی نہیں ہے، اس لئے سند والی کو ماننا چاہئے۔ بے سند کو نہیں ماننا چاہئے۔ تو یہ دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔

قرآن پاک کی تلاوت متواتر ہے اس کے مقابلے میں بخاری و مسلم کی متفق علیہ سند بھی آجائے تو وہ صحت کے قابل نہیں ہوتی۔ غیر مقلد عملی تواتر کا قطعاً خیال نہیں رکھتے حالانکہ یہ اصل ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

و آخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین۔

دجلِ قادیان

الحمد لله وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی. امابعد!

تمہید

آج کچھ متفرق باتیں عرض کرنی ہیں۔ مرزا غلام قادیانی کی عادت تھی کہ وہ مسلمانوں کو گالیاں نکالتا تھا۔ عیسائیوں کو گالیاں نکالتا تھا۔ ہندوؤں سے مناظرے کے بہانے ان کے کرشن کو گالیاں نکالتا تھا۔ اور وہ مقابلے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے تھے (نعوذ باللہ) اس میں شک نہیں کہ مرزا قادیانی کے پیدا ہونے سے پہلے دنیا میں کافر موجود تھے۔ اور مرزا (ملعون) کے مرنے کے بعد بھی دنیا میں موجود رہے لیکن پہلے کافروں نے بھی اتنی گالیاں نہیں بکیں اور نہ بعد والوں نے، جتنی مرزا کے زمانہ میں اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی گئیں۔

لطیفہ

اس پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان ایک جگہ مناظرہ طے ہو گیا وہ جگہ ایسی رکھی گئی جس کے دائیں بائیں دونوں جانب اسٹیشن تھے۔ ان کے اسٹیشن ماسٹر قادیانی تھے۔ انہوں نے اپنے قادیانیوں کو آگاہ کر دیا کہ تم ایک دن پہلے پہنچ جاؤ اور جب مناظرہ کی تاریخ آئی تو انہوں نے گاڑیاں لیٹ کر دیں۔ مسلمان مناظر پہنچ

ہی نہ سکا۔ علاقے بھر کے لوگ اکٹھے ہوئے، بڑے پریشان کہ ان کے سارے مناظر آئے بیٹھے ہیں اور ہمارا کوئی بھی مناظر نہیں۔ مرزائی بڑے طعنے وغیرہ دیں۔ آخر ایک ماسٹر صاحب کھڑے ہو گئے کہ چلو اب وقت تو نکالنا ہے نا، تو میں مناظرہ کروں گا۔ لوگوں نے کہا کہ تم نے تو کبھی مناظرہ کیا نہ کبھی دیکھا، کہنے لگا کہ آج تو میں نے وقت نکالنا ہی نکالنا ہے۔ اب جب کوئی بھی مناظر نہیں تھا اور ایک جرأت کر رہا ہے تو لوگوں نے کہا کہ ٹھیک ہے بھائی آپ بات کریں۔ مناظرہ کرلیں تو وہ کھڑا ہو گیا۔ پہلی باری اس کی تھی۔ اور دس منٹ وقت تھا۔ اس نے دس منٹ میں جو گالی اس کو آتی تھی وہ دے دی۔ اب مسلمان بچارے پریشان منہ نیچے چھپائیں کہ دیکھو اس نے ہمیں ذلیل کر دیا۔ قادیانی بھی اشارے کریں کہ یہ ہے مسلمان، دیکھو گالیاں دے رہا ہے۔ لیکن اس نے اپنے پورے دس منٹ اسی کام میں صرف کر دیئے۔ بیٹھ گیا۔ اب قادیانی مناظر اٹھا اس نے کہا کہ مسلمانو! تمہارے پاس کوئی شریف انسان نہیں ہے؟ جس کو مناظرے کے لئے لاتے، کس کو لائے ہو؟ جس نے تمہیں بھی ذلیل کر دیا۔ وہ ماسٹر صاحب اٹھے اور ناچنے لگے۔ الحمدللہ، الحمدللہ میں جیت گیا۔ میں جیت گیا۔ لوگ پکڑیں کہ کس بات پر جیت گیا تو؟ وہ تو بس یہی کہے جا رہا تھا کہ میں جیت گیا۔ الحمدللہ میں جیت گیا۔ میں جیت گیا۔ میں جیت گیا۔ آخر لوگوں نے پکڑ لیا کہ بتا تو سہی کس بات پر تو جیت گیا؟ اس نے کہا کہ میں نے صرف دس منٹ گالیاں دی ہیں اور مرزائی مناظر نے فیصلہ دے دیا ہے کہ میں شریف انسان نہیں ہوں۔ تو ان کا نبی جو ستر سال گالیاں دیتا رہا وہ شریف انسان کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ کیسے شریف انسان ہوا کہ دس منٹ گالیاں دینے والا تو شریف انسان نہیں یہ فیصلہ خود ان کے مناظر نے کیا ہے۔ اور جس کی ساری عمر گالیاں دینے میں گزری ہے۔ تو وہ شریف ہو ہی نہیں سکتا۔ جب شریف انسان نہیں تو نہ وہ مجدد ہو سکتا ہے

کیونکہ مجدد آخر شریف انسان تو ہوتا ہے نا، اور نہ وہ مہدی ہوسکتا ہے، نہ وہ مسیح ہوسکتا ہے، اب مسلمانوں نے سمجھا کہ ماسٹر صاحب نے واقعی اچھا کام نبھایا ہے۔ تو مقصد یہی ہے کہ اس کی اصل پہچان جو ہے وہ گالیاں نکالنا تھی۔

مرزے کے روپ

جسے مولانا ظفر علی خان صاحب نے فرمایا کہ گالی اس کی پہچان تھی۔ جھوٹ اس کا ایمان تھا اور کفر و شرک کی باتیں جو ہیں یہی وہ کرتا تھا۔ آپ نے سنا ہوگا کہ بعض لوگ بہروپیے ہوتے ہیں۔ یہ ایک مذہبی بہروپیہ تھا۔ عیسائیوں میں مسیح بن جاتا تھا۔ مسلمانوں میں امام مہدی بن جاتا تھا۔ ہندوؤں میں جاتا تو کرشن جی مہاراج بن جاتا تھا۔ سکھوں میں جاتا تو امیر الملک جے سنگھ بہادر بن جاتا تھا۔ یہاں اور روپ ہے، وہاں اور روپ ہے، وہاں جا کے اور روپ ہے وہاں کا اور روپ ہے۔ بعض جگہ تو اس کی اچھی مرمت بھی ہوئی کہتا تھا کہ میں عیسائیوں کا مسیح ہوں۔

علامات مسیح علیہ السلام اور مرزا قادیانی

چنانچہ عیسائیوں نے اس کو مناظرے کا چیلنج دے دیا کہ بھئی مناظرہ کرو، امرتسر میں مناظرہ ہوا "جنگ مقدس" کتاب میں اس نے بھی خود اس کو ذکر کیا ہے اور کتابوں میں بھی مسلمانوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اب یہ کہتا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں، عیسائیوں نے کہا کہ مسیح کی کچھ نشانیاں وہ ہیں جو قرآن، حدیث اور انجیل وغیرہ میں آئی ہیں۔ کچھ نشانیاں وہ ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ مردہ زندہ ہو جاتا ہے۔ انجیل میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ ایک شخص کا جنازہ جا رہا تھا اس کی والدہ مریم نگہت پیچھے روتی پیٹتی آ رہی تھی۔ اس نے درخواست کی کہ حضرت میرا یہ ایک بیٹا تھا جو فوت ہو گیا۔ مسیح علیہ السلام نے فرمایا

کہ چار پائی نیچے رکھو اور قم باذن اللہ کہا تو وہ مردہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

اسی طرح ایک بیمار کوڑھی کو لایا گیا۔ کوڑھی تھا۔ مسیح علیہ السلام نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو کوڑھ کی بیماری سے شفا عطا فرمادی۔

تو امرتسر کے عیسائی بھی ایک کوڑھی لے آئے، ایک اندھا لے آئے، ایک لنگڑا لے آئے۔ ایک مردہ لے آئے کہ بھائی اگر تو مسیح علیہ السلام ہے تو آخر کوئی نشانی تو مسیح والی دکھا، یہ مردہ زندہ کر کے دکھا، یہ لنگڑا درست ہو جائے، یہ اندھا درست ہو جائے اور یہ جو کوڑھی ہے یہ صحیح اور تندرست ہو جائے تو ہم مانیں گے کہ واقعی تجھ میں مسیح علیہ السلام والی شرائط اور علامات ہیں۔ اس لئے چلو ہم آپ کو مسیح علیہ السلام مان لیں۔ اب مرزا قادیانی میں کیا تھا۔ کچھ بھی نہیں، اب جب اس کے آگے یہ مریض لائے گئے تو مرزا قادیانی نے بہانہ یہ بنایا کہ میں استخارہ کئے بغیر کوئی کام نہیں کرتا۔ آج رات استخارہ کروں گا، اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اجازت دی تو پھر معجزہ دکھاؤں گا ورنہ میں معجزہ نہیں دکھا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ اچھا استخارہ تو ہوتا رہے گا مسیح علیہ السلام کا ایک نقشہ تو نے اپنی کتابوں میں کھینچا ہے کہ مسیح گالیاں دیتے تھے۔ مسیح علیہ السلام جھوٹ بولتے تھے۔ مسیح علیہ السلام کی تین نانیاں اور دادیاں زناکار بدکار عورتیں تھیں تو کم از کم تم اپنی تین نانیوں اور تین دادیوں کے نام تو لکھوا دو، جو زناکار اور بدکار عورتیں تھیں۔ کوئی نشانی مسیح علیہ السلام والی تو تم میں ملے جو تو نے اپنے قلم سے لکھا وہی اپنے میں دکھا دو۔

پتوکی میں مناظرہ

پتوکی میں مناظرہ تھا تو میں نے بھی یہی پیش کیا کہ مرزا قادیانی گالیاں دیتا تھا اور مسیح کے بارے میں اس نے یہ لکھا تو ان کا مناظر کہنے لگا کہ یہ تو ٹھیک ہے کہ مسیح علیہ

السلام گالیاں دیتے تھے، آپ نے اگر انجیل پڑھی ہو تو آپ کو پتہ چلے گا، میں نے کہا اچھا آپ انجیل سے نکال کر دکھائیں۔ اس نے کہا کہ دیکھو لکھا ہے یوحنا کی انجیل میں کہ یہودیوں کے فقیہ اور فریسی جیسے ہمارے ہاں کچھ علماءِ ظاہر ہیں کچھ علماءِ باطن ہیں۔ یہود میں بھی اس طرح کے آدمی تھے وہ علماء آئے اور انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے معجزہ مانگا تو مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ زنا کار لوگ مجھ سے نشانیاں مانگتے ہیں تو انہوں نے اس کو زنا کار جو کہا یہ گالی ہے یا نہیں؟ ساتھ ہی مجھے کہنے لگا کہ اگر میں تجھے کہوں کہ تو زنا کار ہے، تو گالی ہوگی یا نہیں؟ میں نے کہا بالکل ہوگی میں تجھے کہوں پھر بھی ہوگی لیکن مسیح علیہ السلام نے گالی نہیں دی۔ وہ کہے جی زنا کار کہا ان کو، میں نے کہا کہ آپ مجھے تو کہتے ہیں کہ آپ نے انجیل نہیں پڑھی، میں نے کہا آپ نے نہیں پڑھی، میں نے تو پڑھی ہوئی ہے اس کے پاس بائبل تھی میں نے پکڑ لی، میں نے کہا پورا واقعہ کیا ہے، واقعہ تو اصل میں یہ ہے کہ یہودی اور پریسی جو تھے فقیہ اور پریسی یہودیوں کے، وہ ایک عورت کو لے کر آئے کہ اس عورت کو عین حالت زنا میں ہم نے گرفتار کیا ہے تو اس پر آپ حد جاری کریں، شریعت کی حد کیا ہے؟ مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے جس نے کبھی زنا نہیں کیا وہ اس کو پتھر مارے، اب وہ سارے زنا کار تھے کوئی پتھر نہ مارے، مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلا پتھر وہ مارے جس نے کبھی زنا نہیں کیا، اب وہ آہستہ آہستہ سارے کھسک گئے اور ایک بھی ان میں سے باقی نہ رہا۔ وہ عورت اکیلی بیٹھی رہ گئی۔ کچھ وقت بعد مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ زنا کار لوگ مجھ سے نشانیاں مانگتے ہیں، تو ان کو زنا کار ایک فیصلہ کی حیثیت سے کہا، جیسے ایک جج فیصلہ کرے کہ ان کا زنا ثابت ہو گیا ہے یہ لوگ زنا کار ہیں، گالی اور چیز ہے اور فیصلہ جج کا اور چیز ہے، کسی کو ویسے کہہ دینا "زانی ہے" یہ واقعی گالی ہے لیکن یہ کہ اس کا

اعتراف جب پایا گیا کہ وہ واقعی سارے زنا کار تھے اس کے بعد جناب مسیح علیہ السلام نے فیصلہ سنایا ہے، گالی نہیں دی۔ عجب بات ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اس بات کا فرق بھی معلوم نہ تھا کہ فیصلہ کیا ہے اور گالی کیا ہوتی ہے؟ اس پر جب میں نے یہ حوالہ پیش کیا تو انہوں نے کہا جی آج ہماری تیاری مکمل نہیں ہے۔ دو مہینے آپ ہمیں مہلت دیں پھر ہم مناظرہ کریں گے۔ میں نے کہا دو مہینے کے بعد پھر مناظرہ نہیں ہوگا یہ پیشنگوئی میں لکھ دیتا ہوں اور میری پیشنگوئی بالکل سچی ہوئی۔ مرزے کی ساری پیشنگوئیاں جھوٹی تھیں۔

مرزا قادیانی کے مختلف روپ

تو مقصد یہ ہے کہ یہ جو عیسائیوں میں عیسیٰ علیہ السلام ''مسیح'' کا روپ اس نے دھارا تو انہوں نے اس کی اچھی خبر لی کہ تجھ میں نہ وہ نشانیاں موجود ہیں مسیح علیہ السلام کی جو قرآن پاک میں ہیں، نہ وہ جو انجیل میں ہیں، اور نہ وہ جو احادیث کی کتابوں میں ہیں اور نہ وہ نشانیاں ہیں جو تو اپنے آپ میں ثابت کرتا ہے اور جو تو نے اپنے قلم سے لکھی ہیں کہ مسیح گالیاں دیا کرتا تھا۔ مسیح جھوٹ بولا کرتا تھا اور مسیح علیہ السلام کی دادیاں اور نانیاں اس قسم کی تھیں تو کیسا مسیح ہے؟ خیر اب مرزا اگلے دن آیا اور کہا کہ میں نے رات کو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ مناظرہ بند کر دو، اس لئے آج کے بعد میں مناظرہ نہیں کروں گا۔ پندرہ دن تو مناظرے کے ہو گئے ہیں لیکن یہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ پندرہ دن کا مطلب پندرہ مہینے ہیں کہ جو مخالف مناظر ہے پندرہ مہینوں میں عیسائی مناظر مر جائے گا۔ بس سزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس پر بھرپور زور دیا کہ اگر یہ میری پیشنگوئی پوری نہ ہوئی تو میں تمام یہودیوں سے بدتر ہوں گا، میں تمام بدکاروں سے بدتر ہوں گا، میرا منہ کالا کیا جائے مجھے پھانسی دی جائے، میں ہر سزا اٹھانے کو تیار ہوں اور

یہ اردو میں کتاب ہے، اردو کتابوں کو اس لئے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں، جب بھی قادیانیوں سے بات ہو تو ہوتا کیا ہے کہ جی صرف قرآن وحدیث سے بات کرنی ہے، یہ نہیں کہ وہ قرآن کو مانتے ہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ کہیں مرزے کی کتاب سامنے نہ آجائے وہ اردو میں ہے، اس کو لوگ پڑھ کر مرزا کو پہچان لیں گے اس لئے مرزے کو چھپانے کے لئے قرآن وحدیث کا نام لیتے ہیں، تو یہ لوگ جو ہیں اسی انداز میں قرآن وحدیث کا نام لے کر اپنی باتوں کو چھپاتے ہیں، خیر اس کے بعد وہ پندرہ مہینے تو گذر گئے، حالانکہ عبداللہ آتھم مرتد تھا، نام دیکھو نا مسلمانوں والا ہے، تھا مرتد لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس مرتد کے مقابلے میں بھی اس (مرزا قادیانی) کو ذلیل کیا۔

مرزا مرتد سے بھی بدتر

جس کا مقصد یہ ہے کہ خدا کی بارگاہ میں یہ (مرزا) اس مرتد سے بھی زیادہ ذلیل ہے، اس نے پیشن گوئی تو کر دی اس کے بعد کوشش کی پہلے تو دو چار سانپ پھینکوائے اس کے گھر میں کہ چلو کوئی سانپ لڑے گا یہ مرجائے گا، پھر حملہ کروایا، اس کا داماد آیا ہوا تھا۔ رات کو پیشاب کے لئے اٹھا تو دیکھا کہ کچھ آدمی دیوار پھلانگنا چاہتے ہیں۔ اس نے شور مچادیا وہ بھاگ گئے۔ پھر جو آخری تاریخ تھی قادیانی مرزا اور اس کے سارے ماننے والے بیٹھ کر چنوں پر سورۂ فیل کا وظیفہ پڑھنے لگے کہ یا اللہ آتھم مرجائے، یا اللہ آتھم مرجائے، یا اللہ آتھم مرجائے، عبداللہ سنوری کہتا ہے کہ پھر وہ چنے مجھے دیئے گئے کہ کسی اندھے کنوئیں میں پھینک کر تین مرتبہ کہنا آتھم مرگیا، آتھم مرگیا، آتھم مرگیا، اور پھر واپس آجانا پیچھے مڑ کے نہیں دیکھنا۔ اب یہ بھی سارے پاپڑ بیلے لیکن ان پندرہ مہینوں میں آتھم کے سر میں درد بھی نہیں ہوا، مرنا تو کیا، اور پھر خود لکھتا ہے اپنی کتاب "سراج منیر"

میں کہ وہ جو دن تھا وہ ایک میرے لئے بڑا پریشان کن دن تھا کہ پشاور سے لے کر کلکتہ تک ہر شہر میں عیسائیوں نے اپنی فتح کے جلوس نکالے، امرتسر میں آتھم کو ریڑھی پر بٹھالیا، آگے آگے لے جارہے تھے پیچھے نعرے لگ رہے تھے، بہت سے اشتہار شائع ہوئے۔ ایک اشتہار کا عنوان یہی تھا کہ:

پنجہ آتھم سے رہائی مشکل ہے آپ کی		توڑ ڈالے گا یہ آتھم اب نازک کلائی آپ کی

اس قسم کی نظم میں بھی نثر میں بھی جو کچھ ہو سکا اور بہت سے پادری اور عیسائی جو تھے وہ کالک لے کر منہ کالا کرنے کے لئے اس (مرزا غلام احمد قادیانی) کے دروازے پر جا بیٹھے، انہوں نے پھانسی بھی کھڑی کرلی، اس (مرزا قادیانی) نے لکھا تھا کہ میرا منہ کالا کرنا اور پھانسی پر لٹکانا۔ اس نے ''یا پولیس المدد'' پولیس کو اطلاع دی تو پادری اب کچھ نہیں کرسکتے تھے پولیس نے روک دیا۔

مرزا اور کسر صلیب

وہ بار بار یہی طعنہ دے رہے تھے کہ تو کہتا ہے کہ میں کسر صلیب ہوں، صلیب کو توڑنے آیا ہوں، آج یہ صلیب والی پولیس تجھے بچارہی ہے، اگر یہ نہ آتی تو تو بچ نہیں سکتا تھا ہمارے ہاتھوں۔ تو اچھا کسر صلیب ہے کہ جب تک صلیب کی پولیس تیری حفاظت نہیں کرتی تیری جان ہی محفوظ نہیں ہے، تو اس لئے یہ بہروپ تھا جو اس نے عیسیٰ علیہ السلام کا دھارا اور عیسائیوں نے اس کی خبر لی۔

مرزا اور مہدی کا روپ

مہدی کا جب روپ دھارا تو کچھ مراثی پہنچ گئے اس کی خبر لینے، پتہ چلا کہ کوئی مہدی بنا ہے، وہ مدرسے میں گئے مولوی صاحب کے پاس کہ حضرت وہ حدیثیں لکھ دیں

جن میں امام مہدی کا ذکر ہے۔ مولوی صاحب نے حدیثوں کا ترجمہ لکھ دیا، انہوں نے اچھی طرح دو چار مرتبہ مولوی صاحب سے پڑھا اور قادیان چلے گئے۔ آگے مرزا غلام احمد قادیانی بیٹھا تھا، مراثیوں نے جا کے پوچھا کہ مہدی کہاں ہے، مرزا قادیانی نے کہا میں ہی مہدی ہوں، اچھا آپ ہی مہدی ہیں، "جی ہاں" اچھا یہ پھر حدیثیں پڑھ لیں، آپ ان حدیثوں کے مطابق ہی آئے ہیں ناں! امام مہدی کا نام محمد ہوگا، آپ کا نام بھی محمد ہے، مرزا خاموش رہا۔ امام مہدی کی والدہ کا نام آمنہ ہوگا، آپ کی والدہ کا نام بھی آمنہ ہے، وہ خاموش۔ امام مہدی کے والد کا نام عبد اللہ ہوگا، آپ کے والد کا نام بھی عبد اللہ ہے۔ امام مہدی حسنی حسینی سید ہوں گے تو آپ بھی سید ہیں، یا مغل ہیں، مرزا کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ ایک مراثی نے کہا کہ اتنی لمبی چوڑی باتیں کرنے کا کیا فائدہ، اس نے کہا کہ چادریں بچھاؤ یہ حدیث میں لکھا ہے کہ امام مہدی اتنے سخی ہوں گے کہ کوئی غریب آئے گا تو اٹھ کر نہیں دیں گے بلکہ کہیں گے کہ چادر بچھالو اور یہاں سے بھر بھر کے لے جاؤ۔ مراثیوں نے کہا کہ ہمیں پتہ نہیں تھا سوچا ابھی پکا کر لو سچا امام مہدی ہے یا......؟ چھوٹی چادریں لائے ہیں۔ چادریں بچھانی شروع کر دیں اور کہا کہ یہ بھر دو "روپوؤں" کی، ہم یہ لے جائیں گے، اور پھر دوسروں کو بھیجتے جائیں گے اور اگلی دفعہ بڑی چادریں لے کر آئیں گے۔ اب مرزا قادیانی نے ساری زندگی میں کبھی دو آنے کی زکوٰۃ نہیں دی، وہ مراثیوں کو کہاں سے دے، بڑا پریشان ہوا، آخر کہنے لگا کہ بھائی کوئی اور امام مہدی ہوگا جو دینے والا ہوگا، میری تو خود مہدیت چندے پر چلتی ہے، لوگوں سے چندہ مانگتا ہوں پھر گزارہ کرتا ہوں۔ مراثیوں نے کہا کہ ہمیں تو نہیں پتہ تھا کہ تو منگتا امام مہدی ہے، چندے مانگنے کے لئے آیا ہوا ہے، ہم تو یہ اللہ کے نبی کی حدیثیں پڑھ کر آئے کہ امام مہدی

دیں گے، آپ دینے والے امام مہدی نہیں، مانگنے والے امام مہدی ہیں۔ اب بات یہ ہے کہ ہمیں جانے کا کرایہ دے دو ہم چلے جاتے ہیں اور اعلان کرتے جائیں گے کہ یہ وہ امام مہدی نہیں ہے جس کا ذکر حدیثوں میں آیا ہے، یہ تو کوئی منگتا امام مہدی آگیا ہے کہ پیسے دینے کو تیار نہیں، کسی کو چادریں بھر کر کیا دے گا، یہ اب مرزا مراثیوں کے قابو میں آگیا کہ جیب سے کرایہ بھی دوں اور اعلان بھی مراثی کرتے جائیں کہ یہ وہ امام مہدی نہیں ہے، پیسہ بھی جیب سے دوں، آخر غصہ میں آکر کہا کہ نکل جاؤ یہاں سے، کوئی پیسہ نہیں ہے میرے پاس۔ انہوں نے کہا کہ ہم کہاں جائیں کرایہ تو ہمارے پاس ہے نہیں ہم تو اتنے ہی لے کر آئے تھے کہ امام مہدی کے پاس جارہے ہیں وہاں سے گٹھڑیاں باندھ کر لائیں گے، واپسی کے کرایہ کی کیا ضرورت ہے۔ ہمیں کیا پتہ تھا کہ تو منگتا امام مہدی ہے۔ مراثیوں نے کہا اچھا پھر آپ یہ تو اجازت دیں گے ناں کہ ہم آپ کی نقل اتار لیں اور لوگوں سے پیسہ پیسہ اکٹھا کر کے کرایہ تو بنالیں نا، ہم نے واپس بھی تو جانا ہے، کہا ٹھیک ہے اب وہ باہر بیٹھ گئے ایک کرسی پر بیٹھ گیا، ایک دائیں طرف بیٹھ گیا باقی سب سامنے بیٹھ گئے، ایک نے آدھا منہ کالا کرلیا اور ایک طرف ہو کے الگ بیٹھ گیا، ایک نے سارا ہی منہ کالا کرلیا اور ایک ٹوکرے کے نیچے چھپ کے بیٹھ گیا، تو جن کو قادیان کے بارے میں پتہ ہے قادیان کی ایک گلی میں مرزا کی دوکان تھی جھوٹی نبوت کی اور دوسری گلی میں ایک ہندو کی دوکان تھی اس نے اوپر بورڈ لگا رکھا تھا رب قادیان "قادیان کا رب"۔ تھا ہندو، بس وہ دوکان پر بیٹھا رہتا جب کوئی قادیانی گزرتا تو شور مچاتا کہ جھوٹا ہے تمہارا نبی میں نے نہیں بنایا کیونکہ قادیان کا رب میں ہوں ناں، تمہارا نبی جھوٹا ہے میں نے نہیں بنایا، یہ قادیانی ساری عمر اس کا بورڈ نہیں اتروا سکے۔ عدالت میں درخواست بھی دی، ڈگلس کے سامنے

پیش بھی ہوئے، ڈگلس نے بطور سفارش کہا کہ چلو میرے کہنے سے آپ بورڈ اتار لیں، ہندو نے کہا اس کو بھی کہو یہ بھی اپنا بورڈ اتارے جو جھوٹی نبوت کا لگایا ہوا ہے، اس نے کہا کہ بات یہ ہے کہ انگریزی قانون میں جھوٹا نبی بننا کوئی جرم نہیں ہے۔

قادیان کا رب

اس نے کہا کیا جھوٹا رب بننا جرم ہے، مجھے وہ قانون دکھاؤ تو جرم تو وہ بھی نہیں ہے، پھر رہنے دو دونوں کو۔ اب یہ جو مراثی کرسی پر بیٹھا تھا یہ رب قادیان بن گیا، یہ جو ادھر بیٹھا تھا اس نے کہا جبرائیل ہاں رب جلیل۔ وہ رجسٹر لانا نبیوں کی حاضری لگالیں ذرا۔ اس نے ایک گتہ سا دے دیا، اب اس مراثی کو جو نام آتے تھے مثلاً آدم، حاضر جناب، موسیٰ حاضر جناب، نوح حاضر جناب، جو نام اسے آتے تھے وہ بولتا گیا اور جو سامنے بیٹھے تھے وہ حاضری بولتے گئے آخر اس کو جتنے نام آتے تھے اس نے بولے اور پھر گتہ جبرائیل کو واپس کر دیا۔ وہ جس کا آدھا منہ کالا تھا وہ کھڑا ہوا کہ جی آپ نے میری حاضری نہیں بولی، تو کون ہے کہاں سے آیا ہے؟ کہا جی میں مرزا غلام قادیانی ہوں، تجھے میں نے کب نبی بنایا تھا، کہا جی کچی میں نام ہوگا چلو پکی میں نہ سہی تو کہیں کچی جماعت والوں میں نام ہوگا۔ اس نے کہا نہ تیرا کچی میں نہ پکی میں، تو آیا کہاں سے؟ نہیں جی ہو گا، کہیں کسی گتے کے باہر لکھا ہوگا، اندر نہ ہی سہی، اتنے میں وہ جو ٹوکرے کے نیچے چھپا ہوا تھا سارا منہ کالا کر کے وہ شیطان بنا ہوا تھا وہ ٹوکرا اٹھا کے آگیا اور ہاتھ باندھ کے کھڑا ہوگیا کہ جی اگر جان بخشی ہو تو کچھ عرض کروں، کہا ہاں کیا کہنا چاہتا ہے، کہا کہ آپ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بنائے تھے میں نے اعتراض کیا تھا؟ میں نے یہ ایک ہی بنایا ہے اور اس کا بھی آپ نے دل توڑ دیا، چلو دل رکھنے کے لئے کچھ تو کرتے نا۔ اب مرزا دیکھ

رہا تھا سارا سٹیشن، جلدی سے دس کا نوٹ نکالا کہا کم بختو! یہاں سے نکل جاؤ دفع ہو جاؤ اور کوئی نقل نہ اتارنا بس اتنا ہی کافی ہو گیا ہے۔

تو مقصد یہ ہے کہ یہ بہروپیا روپ تو بڑے دھارتا تھا کبھی کچھ بن جاتا تھا کبھی کچھ بن جاتا تھا لیکن مہدی کے مسئلے پر مراثیوں نے اس کی اچھی خبر لی، اور ویسے اس کو سمجھنا بھی کوئی مشکل نہیں ہے۔ آدمی سفر میں ہوتا ہے کوئی بات چیت شروع کرتا ہے تا کہ سفر کٹ جائے اور ہمارے تبلیغی بھائی تبلیغ کا نمبر ہی شمار کرنا شروع کرتے ہیں تا کہ بات بھی ہوتی رہے۔ کوئی مولوی صاحب بیٹھے ہوں تو دین کی باتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک مولوی صاحب بیٹھے تھے لوگ مسائل پوچھ رہے تھے، ایک قادیانی بھی ان میں بیٹھا تھا اسے بھی خارش ہو گئی مسئلہ پوچھنے کی کہ مولانا مرزا صاحب کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ مولانا سوچنے لگے کہ کس انداز سے بات شروع کروں تا کہ لوگوں کو بات سمجھ میں آئے۔ ایک دیہاتی بیٹھا تھا سامعین میں، اس نے کہا کہ مولانا اس کا جواب آپ نہ دیں میں جواب دیتا ہوں۔ ہاں بھائی! آپ نے پوچھا ہے کہ مرزا صاحب کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔ کون سے مرزا صاحب؟ تو دو مرزے مشہور گزرے ہیں۔ ایک مرزا صاحبہ کا عاشق تھا اور ایک محمدی بیگم کا عاشق۔ (دونوں رن مرید عاشقوں کا سن رکھا ہے) دونوں عورتوں کے عاشق تھے تو دو مرزے گزرے ہیں تو کس مرزے کے متعلق پوچھ رہا ہے۔ اب اس نے کیا پوچھنا تھا اس کا جواب تو اس نے ایک فقرہ میں پورا کر دیا۔ اب وہ تو پوچھے نہیں، وہ کہے عورتوں کے عاشق دو مرزے گزرے ہیں ہمیں اور کا علم نہیں اب وہ مرزائی تو نہ بولا مگر دوسرے کہنے لگے کہ دونوں کے متعلق کچھ کچھ بتا دیں۔ اس نے کہا میں نے کون سا گھنٹے دو گھنٹے کا درس دینا ہے، ہم تو پنجابی لوگ ہیں "سوہتھ رسہ تے سرے

تے گنڈھ" کہتا ہے جو تھاناں صاحبہ کا عاشق، آدمی کم از کم تھا بہادر، برات آکے بیٹھی ہوئی تھی اور وہ صاحبہ کو اٹھا کر بھاگ پڑا۔ اس کے بھائیوں نے تعاقب کیا اس کو مار دیا گولیوں سے تو چلو مردوں کی طرح مراناں بھائی؟ یہ جو تھاناں محمدی بیگم کا عاشق پرلے درجے کا بزدل تھا۔ ساری عمر چیختا رہا کہ عرش پر اللہ نے میرا نکاح پڑھ دیا ہے۔ یہاں مولوی صاحب جس کو جعفراتی ملاں کہتے ہیں یہ نکاح پڑھ دے تو عدالت سے نہیں ٹوٹتا اور وہ کہتا تھا اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح عرش پر پڑھ دیا ہے۔ لیکن کہتے ہیں جس طرح وہ بے غیرت تھا اس طرح اس کی امت بھی بے غیرت ہے۔ نکاح مرزا کے ساتھ ہوا اور رہی وہ ساری عمر ہمارے ہاں مسلمانوں کے پاس، جن کی ام المومنین تھی ان میں سے کسی کو غیرت نہیں آئی اور مرزا بیچارہ یہی پڑھتا پڑھتا مرگیا۔

ہم انتظار وصل میں وہ آغوش غیر میں
قدرت خدا کی درد کہیں اور دوا کہیں

وہ بیچارہ یہی شعر پڑھتا پڑھتا مرگیا، یہی اس کی کیفیت تھی تو بہر حال یہ ایک مذہبی روپ اس نے دھارا تھا تاکہ چندہ بھی مسلمانوں سے اکٹھا کرے کہ میں عیسائیوں سے مناظرہ کرتا ہوں اور مخالفت بھی اسلام ہی کی کرے، تو دیکھئے اختلاف جو ہوتا ہے اس کی بنیادی قسمیں تین ہوتی ہیں۔ ایک ہے کفر اسلام کا اختلاف، ایک سنت و بدعت کا اختلاف اور ایک اجتہادی اختلاف، یہ جو ہمارا اختلاف قادیانیوں کے ساتھ ہے یہ پہلے درجے کا اختلاف ہے یعنی اسلام اور کفر کا اختلاف ہے۔ بعض اوقات لوگ سمجھتے ہیں کہ اختلاف سنت و بدعت کا بھی ہوتا ہے شاید یہ ایسا اختلاف ہو۔ اختلاف آئمہ مجتہدین میں بھی ہوا تو شاید یہ اسی قسم کا اختلاف ہو لیکن یہ اختلاف پہلے درجے کا ہے اسلام اور کفر کا

اختلاف۔ایک دفعہ قادیانیوں سے میرا مناظرہ ہوا اسی بات پر کہ یہ مسلمان ہیں یا کافر، مجھ سے انہوں نے پوچھا کہ تو قادیانیوں کو کافر کہتا ہے، تجھے کفر کی تعریف آتی ہے، میں نے کہا آتی ہے۔ کفر کی تعریف بتاؤ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ دین کے وہ ضروری عقائد جو اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ سے اتنے عظیم الشان اجماع سے پہنچے کہ سارے مسلمان پڑھے ہوئے، اَن پڑھ ان عقائد کو جانتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے یہ ضروری عقائد ہیں، ان عقیدوں کو ضروریات دین کہا جاتا ہے۔ان میں سے سب کو ماننا اس کا نام اسلام ہے ایمان ہے، اور ان میں سے کسی ایک کا انکار کر دینا یا اس کی باطل تاویل کر دینا کہ معنی اٹھ جاتے ہیں اس کا نام کفر ہے،تو وہ جلدی سے بولا کہ تیری بات غلط ہے عقل اور نقل دونوں کے خلاف ہے۔ میں نے کہا یہ بات وہی کہے گا جس کے پاس نہ عقل ہو نہ نقل ہو۔اگر تیرے پاس کوئی عقل یا نقل ہے تو بیان کر، تیرے پاس عقلی دلیل کونسی ہے اس چیز کے غلط ہونے کی اور نقلی دلیل کون سی ہے۔ میں نے کہا تو نے یہ دو الفاظ یاد کر لئے ہیں عقل اور نقل، لیکن خود تجھے پتہ نہیں کہ عقل کسے کہتے ہیں اور نقل کسے کہتے ہیں۔ وہ جس طرح کسی دیہاتی زمیندار کو شوق ہو گیا انگریزی پڑھنے کا۔اس نے دو لفظ یاد کر لئے، ''یس''، ''نو''۔ جب بھی بولتا، ''یس''، ''نو'' تو کچھ دنوں بعد اس کے کھیت میں ایک لاش ملی پولیس اس کو پکڑ کر تھانے لے گئی۔ وہاں اس سے پوچھا کہ یہ قتل آپ نے کیا ہے؟ کہا، ''یس''۔اس کا کوئی گناہ بھی تھا؟ کہنے لگا، ''نو''۔جج نے پھانسی کی سزا سنا دی، جب پھانسی کا سنا تو رونے لگا کہ جی کس جرم میں پھانسی؟ کیا تو نے اس کو قتل نہیں کیا؟ کہنے لگا نہیں۔ پہلے پوچھا کوئی گناہ ہے تو تو نے ''نو'' کہا تھا۔ کہنے لگا کہ مجھے تو پتہ نہیں ''نو'' کا کیا معنی ہوتا ہے۔اس جج بچارے کو نہیں پتہ تھا ناں کہ یہ اس پنجاب کا رہنے والا ہے جس کے نبی کو اپنی

وحی کا ترجمہ بھی نہیں آتا تھا۔ ہندو لڑکی سے ترجمہ کرایا کرتا تھا، انگریزی میں جو وحی آتی تھی اس کی زبان پنجابی تھی۔ وحی کبھی فارسی میں آ گئی، کبھی عربی میں آ گئی، کبھی انگریزی میں آ گئی۔ اس لیے سائیں محمد حیات صاحب نے لکھا تھا:

پنجابی نبی تے وحی انگریزی وچ
ہر کم اس اوت دے اوت دا اے
دیسی ٹٹو تے ٹیاں خراساں دیاں
لتاں تریٹ دیاں تے تے سر پوت دا اے

قادیانی وحی

تریاق القلوب ص ۱۲۹ میں الہام ہے "دس دن کے بعد موج دکھاتا ہوں، اس دن کے بعد موج دکھاتا ہوں۔ .Then you will go to Amretser آئل، بائل، شائل" دیکھو اردو سے الہام شروع ہوا پھر انگریزی میں پہنچا۔ اس کے بعد ایسی زبان میں ہوا جو مرزے کو ساری عمر آئی نہیں بالکل ایک لفظ بھی نہیں آتا۔ تو دیکھو جس کے الہامات ایسے تھے نہ کسی کو سمجھ ہے نہ کچھ۔

حضرت حکیم الامتؒ نے لطیفہ لکھا ہے کہ حج کے لئے کوئی پنجابی گئے۔ میاں بیوی دونوں آپس میں وہاں لڑ پڑے۔ اس نے غصہ میں ذرا اس کی پٹائی کر دی، وہاں مقدمہ بن گیا۔ اب جو گواہ دیکھنے والے تھے وہ بھی پنجابی۔ یہ میاں بیوی بھی پنجابی۔ وکیل اب گواہوں کو بیان یاد کرا رہا ہے کہ عدالت میں بیان عربی میں ہونا ہے پنجابی میں نہیں ہونا۔ تو مرد کی طرف اشارہ کر کے کہنا، ھذا، ھذا، عورت کو کہنا، ھذہ۔ تو چار کے اس نے مارے ہیں تو چار کو عربی میں اربعہ کہتے ہیں، پانچ لاتیں ماری ہیں تو پانچ کو خمسہ کہتے

ہیں۔اس بیچارے کو یاد کراتا رہا، رٹواتا رہا۔ یہاں عدالت میں پہنچے، جج نے پوچھا گواہ ہے، کہا جی ہے۔ ہاں بھائی دو گواہی۔ کہتا ہے حذا ماری حذی کو، حذا ماری اس حذی کو اربعہ بکے وخمسہ لاتیں۔اب وہ بیچارہ دیکھے کہ بھائی یہ کیا کیا بیان ہو رہا ہے، بھائی گواہی کیا ہے تو وکیل نے کہا یہ اس علاقے کا رہنے والا ہے جہاں کے نبی پر وحی تین زبانوں میں آتی تھی۔ یہ تو ابھی دو ہی بول رہا ہے اس لئے یہ بیچارہ معذور اور مجبور ہے۔ تو میں نے کہا اس نے "لیس" اور "نو" یاد کئے ہوئے تھے۔ تو نے عقل اور نقل کا لفظ یاد کیا ہوا ہے تجھے تو نہیں معلوم عقل ونقل کیا ہے،اب مجھ سے سنو!

ماننے کے لئے پوری باتوں کا ماننا ضروری ہے اور کفر کے لئے کسی ایک کا انکار کرے تو آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ تو میں نے کہا دیکھو پہلی مثال تو مسیلمہ کذاب کی ہے کہ مسیلمہ پنجاب (مرزا قادیانی) کی طرح مسیلمہ کذاب نے بھی ختم نبوت کا انکار کیا تھا، باقی ساری باتیں مانتا تھا تو کسی نے یہ نہیں کہا کہ اس کی پہلے ایمانیات گنو پھر ایک کفر کو دیکھو اور اس کو مؤمن کہو۔ بالاتفاق اس کو کافر کہا۔ منکرین زکوۃ نے زکوۃ کا انکار کیا ان کو کافر کہا گیا قرآن پاک نے صاف لفظوں میں کہا، "وقالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم" کہ تھے وہ مسلمان اور اسلام کی ساری باتیں مانتے تھے ایک کلمہ کفر کا کہا اور ان کو کافر کہا گیا، شیطان سارے حکم مانتا رہا ساری عمر عبادت کرتا رہا (بس صرف اور صرف) ایک حکم کا انکار کیا تو "کان من الکفرین" اور وہ کافر قرار دے دیا گیا، میں نے کہا یہ تو نقلی دلائل ہیں اب عقلی سنیں۔ یہ رومال ہے میرے ہاتھ میں اس کو پاک کرنے کے لئے شرط ہے کہ کوئی گندگی اس پر نہ لگی ہو، لیکن ناپاک کرنے کے لئے اگر کوئی کہے کہ ابھی صرف ایک نجاست لگی ہے باقی تو سینکڑوں نجاستیں باقی ہیں، جب ساری دنیا کی نجاستیں

اس کو نہ لگیں گی اس کو ناپاک نہیں کہا جائے گا۔کوئی آدمی یہ بات مانے گا؟ پاک ہونے کے لئے تو پاکی کی ساری شرائط ضروری ہیں لیکن ناپاک ہونے کے لئے ایک ناپاکی لگنے سے یہ رومال ناپاک ہو جائے گا۔ میں نے کہا تندرست ہونے کے لئے ضروری ہے کہ صحت کی ساری شرطیں ہوں اور ایک بیماری نہ ہو لیکن بیمار ہونے کے لئے کبھی شرط نہیں لگی کہ ابھی ہیضہ، ٹی بی، دو چار بیماریاں ہیں اس کو بیمار نہیں کہا جائے گا ابھی تو سینکڑوں بیماریاں رہتی ہیں۔ جب ساری دنیا کی بیماریاں اس کو لگیں گی تب اس کو بیمار کہا جائے گا۔ یہ بحث ۵۳ء میں ہوئی تھی۔ جب قادیانیوں والی تحریک چل رہی تھی تو اصل میں جسٹس منیر نے یہ سوال چھیڑا تھا جو بھی جاتا اس سے پوچھتا کہ کفر کی تعریف کیا ہے۔

کفر و ایمان کی تعریف

ایمان کی تعریف کیا ہے اور پھر مذاق اڑائے یہ لوگ کہ یہ مولوی ہیں ان کو نہ کفر کی تعریف آتی ہے نہ ایمان کی، ویسے ہی کافر کافر کہتے رہتے ہیں۔ بڑی شورش تھی اخبارات میں جب یہ باتیں شائع ہوئیں تو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی نے درخواست دی کہ مجھے طلب کیا جائے میں کفر و ایمان کی تعریف آپ کو سمجھاؤں گا، حضرت تشریف لے گئے۔ جج نے پوچھا انہوں نے یہی تعریف سمجھائی اچھی طرح کہ ایمان کہتے ہیں تمام ضروریات دین کو ماننا اور کفر کہتے ہیں: ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار کرنا یا اس کی غلط تاویل کرنا، جب اچھی طرح بات سمجھائی تو بات سمجھ آگئی تو یہ ویسے ہی کافر کہتے رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ نہیں ان کو پوری پہچان ہے کفر و اسلام کی لیکن تعریف کرنا ہر آدمی کا کام نہیں ہوتا۔ جتنی بات زیادہ پھیلائی جائے اس کی تعریف جو ہے ناں وہ مشکل ہوگی کیونکہ تعریف جامع مانع ہوتی ہے ناں، اس کا ایک

حصہ جنس ہوتا ہے دوسرا فصل ہوتا ہے تا کہ جنس سے جامعیت آئے اور فصل سے مانعیت آئے تو تعریف مشکل ہوتی ہے۔ جج صاحب نے کہا میں یہ بات نہیں مانتا۔ حضرت نے فرمایا کہ اچھا آپ گلاس کو پہچانتے ہیں ناں، کہا جی ہاں! ذرا تعریف کریں اس کی جامع مانع۔ وہ مصیبت میں پھنس گیا۔ دیکھیں جس میں پانی پیتے ہیں۔ فرمایا اگر کوئی بوتل میں پانی پی رہا ہو اس کو بھی گلاس کہو گے؟ کوئی میں پی رہا ہو، اس کو بھی گلاس کہیں گے۔ پھر کہا نہیں ویسے جس میں پانی پیتے ہیں۔ کہا اچھا میں یوں ہاتھوں کو جوڑتا ہوں کیا ہم گلاس سے پانی پی رہے ہیں؟ کہنے لگا وہ تو لمبا سا ہوتا ہے۔ مولانا نے فرمایا بوتل بھی لمبی ہوتی ہے۔ ایسی تعریف بیان کر کہ گلاس کے علاوہ اس میں کوئی اور چیز شامل نہ ہو سکے، اب اسے تعریف نہ آئے حضرت نے فرمایا جیسے تو نے علماء کا مذاق اڑایا ہے مجھے بھی حق ہے ناں کہ میں اخبار میں بیان دے دوں کہ پاکستان نے جج اس کو بنایا ہے جس کو گلاس کی تعریف نہیں آتی اس نے کہا جی تعریف تو مجھے نہیں آتی لیکن پہچان پوری ہے مجھے کہ یہ گلاس ہے۔ میں بھول نہیں سکتا، فرمایا اس طرح علماء اور مسلمانوں کو پوری پہچان ہے کفر اور ایمان کی لیکن تعریف ہر آدمی نہیں کر سکتا، اچھا پھر جج صاحب ذرا پاجامہ کی تعریف فرما دیں، اب وہ پھر مصیبت میں پھنس گیا کہنے لگا جو نیچے باندھا جائے فرمایا چادریں بھی نیچے ہوتی ہیں۔ انڈر ویئر بھی ہوتا ہے کئی چیزیں ہوتی ہیں، شلوار بھی ہوتی ہے اس طرح تعریف کرو کہ صرف پاجامہ رہے تعریف میں باقی سب چیزیں نکل جائیں، اب وہ کیا تعریف کرے بیچارہ۔ مولانا پوچھیں آپ کو پاجامہ کی پہچان ہے، وہ کہے بالکل پہچان ہے، فرمایا پھر تعریف کرو۔ کہا جی تعریف میں نہیں کر سکتا۔ مولانا نے فرمایا اب میں کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان نے جج اس کو بنایا جس کو پاجامہ کی تعریف کا پتہ نہیں۔

مقصد یہ ہے کہ یہ اختلاف ایمان وکفر کا اختلاف ہے، سنت و بدعت کا اختلاف نہیں اجتہادی اختلاف بھی نہیں اور اسلام کے جو ضروری عقائد ہیں ان کو ماننے کا نام اسلام ہے۔ جب میں نے یہ بیان کیا اب وہ قادیانی تھا کہنے لگا اچھا۔ مرزا کے کفر کی وجوہات کیا ہیں، میں نے کہا کہ شاید وہ آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہوں، لیکن جب میں نے تعریف میں بیان کیا کہ وجہ ایک بھی ثابت ہو جائے تو آدمی کافر ہو جاتا ہے میں اس وقت چار وجہیں رکھوں گا اور وہ چار وجہیں وہ ہوں گی جن پر خود مرزا قادیانی کے دستخط کراؤں گا کہ مرزا قادیانی جو ہے اس نے بھی ان کو وجہ کفر مانا ہے سب سے پہلا انکار ختم نبوت، دوسرا دعوی نبوت، تیسرا توہین انبیاء علیہم السلام اور چوتھا تکفیر مسلمین سب مسلمانوں کو کافر کہنا یہ دو تین گھنٹوں کی بات ہے۔ ہمیں ایک جگہ جانا پڑا قادیانیوں سے مناظرہ کے لئے، وہ آئے پہلے جی موضوع طے ہو جائے، اب ان کی کوشش ہوتی ہے کہ مرزا کی کتابوں کا ذکر ہی نہ آئے، اچھا جی کیا موضوع طے ہے میں نے کہا موضوع یہی طے ہے کہ ہمارا عقیدہ ہے مسلمانوں کا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں کامل نجات ہے آپ ﷺ کے ساتھ کسی اور کو ماننا قطعاً ضروری نہیں بلکہ ماننا ہی نہیں چاہئے۔ جو آپ ﷺ پر ایمان لے آیا وہ پکا مومن ہے اور نجات اس کا حق ہے۔ یہ ہے ہمارا عقیدہ۔ اس لئے جو لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے ہم ان کو کافر کہتے ہیں میں نے کہا آپ بھی کہتے ہو نا کہ یہودی کافر ہے۔ جی ہاں، میں نے کہا آپ بھی کہتے ہیں کہ عیسائی کافر ہیں، کہا جی ہاں، میں نے کہا کیوں؟ کہا جی وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے، میں نے کہا آپ بھی کہتے ہو کہ مجوسی کافر ہیں، کہا جی ہاں کافر ہیں، میں نے کہا سکھ کافر ہیں، کافر ہیں میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگا حضور پاک صلی اللہ

علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے۔ میں نے کہا پتہ چلا کہ یہ اس لئے کافر ہیں کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے ایک کفر اس سے بڑا ہے جی وہ کونسا، یہودیوں نے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ نہیں پڑھا لیکن کسی اور کو محمد رسول اللہ ﷺ نہیں بنایا، عیسائی کافر ہیں اس لئے کہ ہمارے نبی پر ایمان نہیں لائے لیکن عیسائیوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کسی اور کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بنایا۔ سکھوں نے نہیں بنایا۔ اس لئے قادیانیوں کا کفر عیسائیوں کے کفر سے بڑا ہے۔ یہودیوں کے کفر سے بڑا ہے۔ ہندوؤں سکھوں کے کفر سے بڑا ہے انہوں نے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں باقاعدہ ایک محمد رسول اللہ بنا لیا اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نجات کے لئے کافی وافی ہے جبکہ تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی ساری باتوں کو ایک آدمی مانے، نمازیں پڑھے، حج کرے، جہاد کرے سارے عقیدے اس کے صحیح ہوں لیکن مرزا کو نہیں مانتا تو وہ کنجری کا بیٹا ہے، ان کے مرد خنزیر ہیں، ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں حالانکہ وہ اللہ کے نبی ﷺ کو مان رہا ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام ضروریات دین پر اس کا ایمان ہے، تہجد گزار ہے بہت نیک اور با اخلاق انسان ہے، صرف مرزا کو نہ ماننے کی وجہ سے، اب چونکہ یہ حوالے بھی مرزے کی کتابوں سے پیش کر رہا تھا۔ کہنے لگا آپ الزامات لگاتے ہیں میں نے کہا جی کتابیں حاضر ہیں، اب میں نے ''ایک غلطی کا ازالہ'' جب نکال کر رکھی "محمد رسول الله و الذین معه" اس وحی الٰہی میں مجھے محمد کہا گیا اور رسول بھی ''خطبہ الہامیہ'' رکھا کہ جس نے مجھ میں اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق سمجھا اس نے مجھے نہیں پہچانا، جب میں نے دو چار حوالے پیش کئے تو مجھے کہتا ہے جی پیچھے سے پڑھو نا پیچھے سے، آگے

سے بھی پڑھو پیچھے سے بھی پڑھو، میں نے کہا قادیانی مناظر کے اصول ہی دو ہیں تیسرا ہے ہی نہیں اگر کتاب نہ ہو تو شور مچاتے ہیں، کتاب دکھاؤ جی کتاب دکھاؤ اور اگر کتاب ہو تو دس صفحے پیچھے پڑھو دس صفحے آگے پڑھو تا کہ آگے پیچھے پڑھتے ہوئے بات ہی ان کو بھول جائے کہ اصل بات شروع کہاں سے ہوئی، میں نے کہا یہ دو اصول ہیں قادیانیوں کے پاس، تیسرا کوئی اصول ہے ہی نہیں، میں نے کہا ''چلو ایک غلطی کے ازالہ'' کے دو صفحے پڑھیں اب جب اس نے پڑھنا شروع کیا اور وہاں تک پہنچا تو جتنے لوگ بیٹھے تھے وہ سارے کہنے لگے کہ بات تو یہی ہے جو مولانا نے کہی تھی ناں کہ مرزا نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور تم اس کو مانتے ہو۔ پھر تو نے اتنا ہمارا وقت بھی ضائع کیا کہ آگے سے پڑھو پیچھے سے پڑھو، یہ کرو وہ کرو، یہ بات صاف ہے اور اردو میں لکھی ہوئی ہے، کہا یہ کوئی موضوع نہیں ہے، موضوع یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر بٹھا رکھا ہے اور اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین میں دفن کر رکھا ہے، کتنی بڑی توہین ہے یہ بات ہے، میں نے کہا اس میں کیا ہوگا فائدہ۔ کہنے لگا جی ان کو آسمان پر بٹھایا ہوا ہے۔ میں نے کہا اگر مسلمانوں نے ان کو آسمان پر بٹھایا ہے۔ تو مرزا نے موسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر بٹھایا ہوا ہے زندہ، اب جو تو پڑھے گا ازالہ اوہام سے آیت اس سے موسیٰ علیہ السلام کو نکالنا ہے، میں بعد میں عیسیٰ علیہ السلام کو نکال دوں گا۔ بات تو یہی ہوگی ناں اور اس سے زیادہ کیا ہوگا، مجھے کہتا ہے جیسے مرزا صاحب نے موسیٰ علیہ السلام کو زندہ مانا ہے اگر ایسے آپ عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں تو جھگڑا ہی نہیں۔ میں نے کہا کیسے زندہ مانا ہے، کہا جی وہ جسم مثالی میں زندہ مانتے ہیں، اس جسم کے ساتھ زندہ نہیں مانتے دیکھو اس نے تاویل کر لی فوراً لیکن کتابیں ہمارے پاس تھیں میں نے ''نور الحق'' نکال کر رکھ دی ترجمہ بھی ساتھ تھا میں

نے کہا یہ اس موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے جنہوں نے کسی اور عورت کو منہ نہیں لگایا صرف اپنی والدہ کا دودھ پیا۔ تو جسم مثالی دودھ نہیں پیا کرتا۔ یہ ان موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے جن پر تورات نازل ہوئی تو میں نے کہا جسم مثالی پر تورات نازل نہیں ہوتی۔ اسی جسد عنصری پر تورات نازل ہوتی ہے۔ یہ وہی موسیٰ علیہ السلام ہیں جن کے سلسلے کا خاتم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دے دیا ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسد عنصری والے موسیٰ علیہ اسلام کے خاتم ہیں نہ کہ جسم مثالی والے موسیٰ کے۔ اب تو وہ بڑا پریشان اسے کیا پتہ تھا کہ اس نے بات اس طرح واضح کر دینی ہے "تحفہ گولڑویہ" میں نے کھولی اس میں اردو نوٹ پڑھوایا بھی تو میں نے کہا چلو کس بات پر تم نے موسیٰ علیہ السلام کو بٹھایا ہوا ہے، کہتا ہے جی کہ بس یہ جو کافر کافر کہتے ہونا اس میں ذرا نرمی کریں میں نے کہا یہ تو اتفاقی بات ہے اس میں تو اختلاف ہی کوئی نہیں، اختلاف صرف اس بات پر ہے کہ مرزا کی زندگی کا کونسا حصہ کفر والا ہے۔ آپ بھی مانتے ہیں کہ مرزا نے لکھا کہ حیات مسیح کا عقیدہ شرکیہ عقیدہ ہے، پہلے وہ خود مانتا رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام حیات ہیں اور اپنی کتابوں میں لکھتا رہا اس نے کہا وہ ایسا لکھتا رہا کہ مسلمانوں سے سن سنا کر۔ میں نے کہا جی وہ ایسی ویسی کتاب نہیں ہے میں نے آئینہ کمالات اسلام اٹھائی، میں نے کہا دیکھو یہ کتابیں ہیں اس میں براہین احمدیہ بھی ہے اس میں توضیح المرام بھی ہے جس میں آسمان پر جانا نبیوں کا اور ان کتابوں کا نام لکھ کر آگے لکھتا ہے کہ ان کو مسلمان قبول کرتے ہیں مگر کنجریوں کی اولاد قبول نہیں کرتی۔ تو مرزا کی کتاب سے ثابت ہو گیا کہ جو مسیح علیہ السلام کو زندہ نہیں مانتا وہ کنجری کا بیٹا ہے یہ تو مرزا کی کتاب سے ثابت ہے اور اگر اس (حیات عیسیٰؑ کے ماننے) کو شرک کہتا ہے تو بھی منکر قرآن ہے۔ فرق یہی ہے تیرے نزدیک مرزا اس زمانہ تک قرآن کی تیس آیتوں کا منکر تھا

اور قرآن کا منکر کافر ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ اب لوگوں نے کہا ہاں جی ہوتا ہے تو میں نے پھر کہا وہ زمانہ بھی کفر کا ہے بعد والا زمانہ بھی کفر کا ہے اب بہر حال اس میں اتفاق ہے کہ تھا وہ کافر۔ اب پہلے وہ لکھتا تھا کہ حضرت آخری صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ بعد میں کہتا ہے کہ قرآن میں ہے کہ نبی آسکتا ہے، اب پہلے زمانہ میں وہ ان آیتوں کا انکار کرتا تھا ناں آپ کے عقیدے کے مطابق، ہمارے عقیدے کے مطابق بعد میں اس نے قرآن کی آیتوں کا انکار کیا تو وہ بہر حال منکر قرآن ہے اس لئے اس کا کفر تو آپ کے ہاں پکا سکہ بند کفر ہے، اور ہمارے ہاں بھی پکا کفر ہے، کفر سے اس کو کوئی نہیں نکال سکتا، ہاں زمانے میں اختلاف ہے کہ کفر کا زمانہ اس کا کونسا۔ آپ کہتے ہیں کہ وہ پہلا زمانہ ہے، ہم کہتے ہیں کہ بعد والا زمانہ ہے، اس لئے کفر کی طرف سے تو آپ نہ گھبرائیں۔ یہ تو مرزا کے ساتھ ایسے لازم ہے جیسے سورج کے ساتھ روشنی، رات کے ساتھ اندھیرا، بلکہ یہ مثال دینی چاہئے تو میں نے کہا یہ اس سے جدا نہیں ہوسکتا تو مقصد یہی ہے اس پر جب اس نے دیکھا کہ یہاں تو اس نے مجھے جلدی پکڑ لیا موسیٰ علیہ السلام والا حوالہ دے کر اور واقعی میں پڑھوں گا تو یہ کہے گا کہ موسیٰ علیہ السلام کو نکالو پھر میں بعد میں بات کرتا ہوں پھر گھبرا گیا، کہتا ہے خاتم النبیین کا معنیٰ کرو، کیا ہوتا ہے خاتم النبیین کا، میں نے کہا وہی جو مرزا نے خاتم اولاد کا کیا ہے وہ تو تیرا نبی بتا گیا ناں کہ مرزا نے جو کہا کہ میں بعد میں سب سے آخر میں ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہوں، اس لئے میں اپنے والدین کے لئے خاتم اولاد ہوں۔ اس طرح جو نبی اس دنیا میں سب سے آخر میں پیدا ہوا ہے وہ خاتم النبیین ہے ان کے بعد کوئی نبی کسی ماں کے پیٹ سے قیامت تک پیدا نہیں ہوگا، میں نے کہا ختم نبوت کا معنیٰ تو واضح ہے اردو میں لکھا ہے مرزا نے، اور تجھے اس کا بھی پتہ نہیں۔ اب کبھی ادھر دیکھے اور کبھی ادھر یہ موضوع

تو نہیں ہے ناں، میں نے کہا کفر وایمان کوئی موضوع نہیں ہے تیرے نزدیک۔ میں نے کہا عجیب بات ہے آخر کتابیں سمیٹیں اور اٹھ کے باہر نکلا۔لوگوں نے کتابیں چھین لیں دیکھا کہ اس میں تھا کیا، ایک الہام الرحمٰن تفسیر ایک فتح محمد جالندھری کا ترجمہ ایک احمدیہ پاکٹ بک ایک دو اور کتابیں تھیں جس میں حیات مسیح کے کچھ حوالے تھے ان کی کتابیں مرزا قادیانی کی، مرزا محمود وغیرہ کی۔تو مقصد یہ ہے کہ لوگوں کا طریقہ کار یہی ہوتا ہے۔

دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں وہ اپنے بانی کو سب سے پہلے آگے لاتے ہیں کہ یہ ہیں ہمارے بانی ان کو دیکھو لیکن قادیانی جو ہیں یہ سب سے زیادہ اسی کو چھپاتے ہیں وجہ یہ ہے، کہ اس میں جو خامیاں ہیں کفریات اور گندی گالیاں ہیں ان کو پتہ ہے کہ یہ ایک نہایت متعفن لاش ہے، خود مرزا کا اپنا اعتراف ہے"و ما انا الا مثل ذاتی بعفر "اعجاز احمدی صفحہ ۲۰۔اور میں نہیں مگر ایک سرگین کی طرح جو مٹی میں ملایا جاتا ہے۔اعجاز احمدی کے اشعار میں لکھتا ہے کہ میں تو گندگی کا ڈھیر ہوں جس کو اوپر سے ڈھانپا ہوا ہے۔جب مرزا کا اپنا اعتراف یہی ہے، پھر ایک سے میں نے پوچھا بھئی، اصل بات یہ ہے جھوٹے بھی دنیا میں گزرے ہیں سچے بھی گزرے ہیں۔مرزا کے بارے میں یہ پتہ لینا کہ وہ تھا کیا، یہ بڑا مسئلہ ہے وہ کبھی مرد بنتا ہے کبھی عورت بنتا ہے کبھی ہندو بنتا ہے، کبھی سکھ بنتا ہے، کبھی عیسائی بنتا ہے، کبھی درخت بنتا ہے، کبھی پتھر بنتا ہے حجر اسود کا، کبھی کہتا ہے میں مجدد ہوں، کبھی کہتا ہے کچھ ہوں، مجھے کہنے لگا دیکھو جی بات یہ ہے کہ ٹھیک ہے مرزا صاحب نے بہت سے دعوے کئے ہیں لیکن آخری دعویٰ مانا جاتا ہے۔آخری دعویٰ، تو جیسے انسان پرائمری پڑھتا ہے پھر مڈل میں جاتا ہے پھر میٹرک میں جاتا ہے پھر ایف اے، بی اے کرتا ہے، ایم اے کرتا ہے، تو آخری درجے کی تعلیم مانی جاتی ہے نا اس کی، تو اس لئے یہ

پہچاننے کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ مرزا صاحب کے دعوے ترتیب وار تھے، آخری دعویٰ تلاش کیا جائے میں نے کہا وہ آخری دعویٰ اس پر تو میرا بھی ایمان ہے، کیونکہ مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم اس کا ضمیمہ یہ مرزا نے آخر میں لکھا ہے اور وہ اس کے مرنے کے بعد چھپا اس نے اس میں اپنا آخری دعویٰ بیان کیا ہے۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

کہ میں مٹی کا کیڑا ہوں، بندے دا پتر کیں میں، نہ آدم زاد ہوں، ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار، کہ میں انسانوں کی شرم کی جگہ ہوں۔ میرا ایک شاگرد تھا قادیانیت کے مسئلے میں تو بعض اوقات شاگرد بھی استادوں سے مناظرہ شروع کر دیتے ہیں، مجھے کہنے لگا کہ پڑھا ہوا کچھ نہیں تھا مرزا، میں نے کہا نہیں حافظ صاحب پڑھا ہوا تھا، وہ کہے، میں نے کہا اس نے لکھا ہے "چشمہ معرفت" میں کہ آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگل نیچے ہے، آخر وہ ماپ سکتا ہے گن سکتا ہے تو دس انگلیاں گنی تاں اس نے، تو وہاں تو یہ لکھا کہ آریوں کا پرمیشر ہے لیکن براہین احمدیہ میں اپنے بارے میں بھی کچھ لکھا کہ:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

ان دنوں مجھے میرا شاگرد کہنے لگا کہ دیکھو فرعون کا بھی ایک خواب سچا ہوا، نمرود کا بھی ایک خواب سچا ہوا، اس کا تو کوئی خواب بھی سچا ہوا ہی نہیں۔ یہ تو اس سے بھی گیا گزرا ہے، بات تو ویسے یہ بڑی وزنی ہے لیکن میں نے کہا کہ اس سے مجھے اتفاق نہیں، اس کے دو کشف سچے ہوئے ہیں، لیکن اس سے اس کا سچا ہونا ثابت نہیں ہوتا جیسے فرعون کا خواب

سچا ہونے سے اس کا سچا ہونا ثابت نہیں ہوتا نمرود کا خواب سچا ہو جانے سے اس کا سچا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ خود مرزا لکھتا ہے کہ بدکار اور کنجریاں جو ہیں وہ اس رات بھی سچے خواب دیکھتی ہیں جب انہوں نے بدکاری کی۔ تو سچا تو ثابت نہیں ہوتا لیکن جیسے فرعون کا ایک خواب سچا ہوا اس کا بھی ایک کشف سچا ہوا، مجھے کہنے لگا ایک بھی سچا نہیں ہوا۔ میں نے کہا تذکرہ نمبر ۴۳۵ اٹھا کے لاؤ تو میں نے کشف دکھایا کہتا ہے میں نے کشف میں دیکھا کہ میں جنگل میں بیٹھا ہوں اور میرے اردگرد صرف بندر اور خنزیر ہیں اور کوئی نہیں، تو میں نے کہا آپ کو قادیانیوں کے بندر و خنزیر ہونے میں شک ہے؟ اس نے صاف بتایا کہ میں نے کشف میں یہی دیکھا ہے کہ اس کے اردگرد اس کے ماننے والے بندر و خنزیر ہیں، میں نے کہا یہ کشف تو صحیح معلوم ہوتا ہے، تو کم از کم یہ کشف بھی مرزا قادیانی کا صحیح نکلا ہے تو اس میں تو شک نہیں کرنا چاہئے، دو کشف اس کے ایسے ہیں لیکن دونوں کشفوں سے مرزا کا اور مرزائیوں کے مقام کا پتہ چلتا ہے کہ جو اس کو مانتے ہیں وہ بندر اور خنزیر ہیں یہ تو خود مرزا کہتا ہے، جب ہم اس قسم کی باتیں سناتے ہیں پھر کہتے ہیں جی کیا تھا دس گالیاں دی تھیں ہم تو مرزا کی سنارے ہیں ناں، ہم خود تو گالیاں نہیں دے رہے ناں، اور جناب وہ جیسے سب کو پتہ ہے کہ عزرائیل علیہ السلام نے استنجاء بھی نہیں کرنے دیا کہ خبیث اس طرح گندے کو گندے طریقے سے ہلاک کر کے اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنا ہے تو یہ ایک ایسا فتنہ ہے جس کو سمجھنا کوئی مشکل نہیں اور ان کا کفر جو ہے باقی سارے کافروں سے بدتر کفر ہے، کیونکہ عیسائی، مجوسی، وغیرہ وہ کسی (معاذ اللہ) حضرت محمد ﷺ کو کرسی سے اٹھا کر کسی اور کو بٹھانے کے لئے تیار نہیں، ان کا کفر صرف اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاتا ہے اور قادیانیوں نے باقاعدہ محمد رسول اللہ معاذ اللہ وہ بھی کہتا ہے:

منم مسیح زماں منم کلیم خدا
منم محمد احمد کہ مجتبیٰ باشد

تو بہرحال بھاگتے ہی ایک طرف ہیں۔ میں نے بہت ان کو سمجھایا یہ جب بھی آئیں گے جی حیات مسیح پر بات ہوگی، وفات مسیح پر بات ہوگی، میں کہتا ہوں کہ بھائی عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے حیات مسیح پر بہت کچھ لکھا گیا ہے، اب ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے مسیح کی حیات و وفات پر بات ہو جس کو آپ مسیح مانتے ہیں اور میں لکھ دیتا ہوں کہ اس کی حیات بھی لعنتی حیات تھی اس کی موت بھی لعنتی موت تھی، آیئے اس موضوع پر بات کریں، اگر یہی موضوع آپ کو بڑا پسند ہے تو چلو اسی موضوع پر بات کریں لیکن آپ اپنے مسیح کی بات کریں دوسروں کی پھر کرلیں گے بعد میں، تو قطعاً اس بات پر آنے کو تیار نہیں ہوتے۔ کیونکہ پھر ہم وہ لے لیتے ہیں نا جو مرزا نے نشانیاں لکھی ہیں خود مسیح علیہ السلام کی۔ ایک ایک پوچھتے جاتے ہیں کہ یہ ثابت کردو کہ مرزا میں یہ نشانیاں تھیں، لیکن نہ مرزا کی حیات پر بحث کرتے ہیں نہ موت پر جیسا میں نے شروع میں بتایا کہ مرتدوں کے سامنے خدا نے اس کو ذلیل کیا ہے۔ عبداللہ آتھم کے سامنے، انوار الاسلام میں لکھتا ہے کہ جس دن یہ دن گزرا سب عیسائیوں نے جلوس نکالے، انوار الاسلام میں لکھا ہے کہ میں بیٹھا تھا بڑا پریشان، کفر ناچ رہا تھا گلیوں میں، اسلام کا مذاق اڑایا جا رہا تھا کہ ایک فرشتہ نازل ہوا جو سرتاپا خون میں لتھڑا ہوا تھا تو میں بھی اس کو دیکھ کر حیران ہوگیا، میں نے پوچھا کیا بات ہے، کہتا ہے آج آسمان پر بھی سارے فرشتے ماتم کر رہے ہیں۔ آگے اسی کتاب کے چند صفحے آگے جا کر لکھتا ہے جو اس پیش گوئی کو جھوٹا کہتا ہے اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے تو اس کو یہ نہیں پتہ کہ میں نے پچھلے صفحے پر کیا لکھا ہے اگلے صفحے پر کیا لکھ رہا ہوں، اللہ تعالیٰ اس فتنہ سے مسلمانوں کو محفوظ فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ٥

اہل سنت والجماعت حنفی

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد :

تمہید!

دوستو، بزرگو! اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوقات میں سے ہمیں انسان بنایا جو اشرف المخلوقات ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم انسانوں کی ہدایت کے لئے اپنے پاک پیغمبروں کا سلسلہ جاری فرمایا۔ جن میں سب سے پہلے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اور آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی عالمگیر نبوت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بہت سے پیغمبر بھیجے۔ ہر قوم میں آئے ہر علاقے میں آئے، لیکن جتنے بھی آئے وہ جانے کے لئے آئے، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے پیغمبر جو شریعتیں لائے ان کی مثال موسمی پھولوں کی تھی۔ جیسے گرمیوں میں گرمیوں کا پھول خوب بہار دکھاتا ہے، لیکن جب سردی شروع ہو جائے گرمیوں کا موسم ختم ہو جائے، تو اس کی پتیاں بکھر جاتی ہیں۔ وہی مالی جو روزانہ اس پر پانی ڈالا کرتا تھا تاکہ پھول کی تروتازگی زیادہ ہو، اسی کے ہاتھ اس کو اتار کر پھینک دیتے ہیں

اور اس کی جگہ سردیوں کے پھول بو دیئے جاتے ہیں۔

تورات، انجیل، زبور یہ موسمی پھول تھے۔ اپنے اپنے زمانوں میں انہوں نے انسانوں کی راہنمائی کی۔ اور شریعت کی خوشبو سے انہوں نے انسانوں کے ذہنوں کو معطر فرمایا۔ لیکن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کی شریعت سدا بہار پھول کی حیثیت رکھتی ہے جو زمانے کی قید سے آزاد ہے، گرمی اور سردی، بہار وخزاں اس کی رونق بڑھتی ہی چلی جارہی ہے اور بڑھتی ہی رہے گی۔ نہ کوئی جغرافیائی حد ہے کہ فلاں بارڈر تک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت ہے اور پھر اس کے آگے کا علاقہ کسی اور پیغمبر کی نبوت کا ہے۔ نہ کوئی تاریخی حدیں ہیں کہ فلاں تاریخ تک آنحضرت ﷺ کی نبوت چلے گی۔ پھر اس کے بعد کوئی اور نبی تشریف لانے والے ہیں۔ نہ کوئی زبان اور رنگ کی قید ہے کہ عرب والوں کے لئے تو حضرت نبی ہیں لیکن سرائیکی والے کسی اور کو تلاش کرلیں۔ انگریزی والے کسی اور نبی کو تلاش کریں۔ نہ رنگوں کی قید ہے کہ گورے کے لئے تو حضرت نبی ہیں لیکن کالے کسی اور نبی کی تلاش کریں۔ ایک نبوت ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی جو پوری کائنات کے لئے ہے اور قیامت تک کے لئے ہے۔

مسلمانوں کا اعزاز

تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمیں اللہ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا امتی بنایا۔ رسول اقدس ﷺ کا امتی ہونا یہ ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کا سچا تابع دار بنادے (آمین)

اہل سنت والجماعت

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا نام اہل سنت والجماعت رکھا۔ آپ

ﷺ نے فرمایا کہ بہت سے فرقے ہوں گے نجات پانے والی ایک ہی جماعت ہے۔ ما انا علیہ و اصحابی. جو میرے اور میرے صحابہؓ کے طریقہ پر ہے۔ قرآن کریم میں آیت کریمہ، یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ..... جب نازل ہوئی تو صحابہؓ نے پوچھا کہ حضرت جن کے چہرے میدان قیامت میں روشن ہوں گے ان کا نام کیا ہے؟ فرمایاھم اھل السنة والجماعة وہ اہل سنت والجماعت ہیں۔

فرمان شیر خدا

کنز العمال میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا ارشاد موجود ہے کہ ہم نبی پاک ﷺ کے زمانہ میں اہل سنت کہلاتے تھے۔

فرمان شہید کربلا

تاریخ کامل ابن کثیر میں سیدنا امام حسینؓ کا وہ خطبہ مذکور ہے کہ جو میدان کربلا میں آپؓ نے آخری خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے نانا پاک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مبارک زبان سے سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ حسنؓ اور حسینؓ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور میں نے یہ بھی سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے حسنؓ اور حسینؓ اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ تو سیدنا امام حسینؓ نے اپنے آخری خطبہ میں اپنا اہل سنت ہونا بھی بیان فرمایا۔ یہی صحابہ کا طریقہ ہے یہی اہل بیت کا طریقہ ہے۔

ناجی کون؟

تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم امت محمدیہ میں سے اہل سنت والجماعت مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو یقیناً ناجی جماعت ہے۔ اور نجات پانی والی جماعت ہے۔ اب ہمیں یہ تو پتہ چل گیا کہ ہمارا نام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے رکھا ہے اور یہ بات

انسانوں میں قابل فخر ہوتی ہے۔

باعث فخر

میں بعض جگہ جاتا ہوں تو لوگ بتاتے ہیں بڑے فخر سے کہ میرے اس لڑکے کا نام شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ نے رکھا تھا۔ یہ بڑی برکت کی چیز ہے۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ میرا نام حضرت شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے رکھا تھا۔ بعض لوگ یہ خوشی سے بتاتے ہیں کہ حیدر آباد میں دو آدمی بتا رہے تھے کہ ہم دونوں بھائی ہیں ہمارا نام حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے رکھا۔ بعض لوگ مجھے یہ بتا رہے تھے کہ ہمارا نام حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ نے رکھا تھا جو مدرسہ خیر المدارس کے بانی تھے۔ تو بزرگوں کے نام رکھنے رکھوانے پر فخر کرتے ہیں۔

ہمیں اس پر سب سے زیادہ فخر ہے کہ ہمارا نام اہل سنت والجماعت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے رکھا ہے۔ جبکہ کوئی اور فرقہ اپنا نام نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں کر سکتا۔

مناظرہ لاہور

چنانچہ لاہور کے مناظرے میں مَیں نے سات روایتیں پیش کیں جس میں اہل سنت والجماعت نام کا ذکر تھا۔ میں نے کہا کہ ایک بھی حدیث ہمیں سنا دی جائے جس میں حضرت نے فرمایا ہو کہ میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو فقہ کو نہیں مانیں گے، اجماع اور اجتہاد کا انکار کریں گے، ان کا نام اہلحدیث ہوگا اور وہ نجات پانے والے ہوں گے۔ تو جن کا نام ہی حدیث میں نہیں ہے کہیں، عجیب بات ہے کہ وہ آج اپنے آپ کو حدیث پر قابض سمجھتے ہیں۔

سنت و حدیث الگ الگ

الحمد للہ! تو ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہم اہلسنت والجماعت ہیں۔ اب ان بے چاروں کو اپنا نام نہیں ملتا۔ تو پھر کہتے ہیں کہ سنت اور حدیث ایک ہی چیز ہوتی ہے۔

تو میں کہتا ہوں کہ آپ تو یہ فرما رہے ہیں لیکن اللہ کے نبی پاک اس کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ خطیب نے الکفایۃ فی علوم الروایۃ میں اور دار قطنی نے کتاب الضعفاء میں یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگ آپ کو میرے نام سے حدیثیں سنایا کریں گے۔ ان میں سے جو کتاب اللہ کے موافق ہوں اور میری سنت کے موافق ہوں ان کو قبول کر لینا لیکن جو کتاب اللہ کے موافق نہ ہوں اور میری سنت کے موافق نہ ہوں وہ قبول نہ کرنا۔ تو حضرت نے سنت کو حدیث سے الگ بیان فرمایا ہے، بلکہ یہ بھی فرمایا کہ جس طرح بعض احادیث کتاب اللہ سے مخالفت رکھیں گی اس طرح بعض احادیث سنت سے بھی مخالفت رکھیں گی۔

تو جو فرقہ اہل سنت کے مقابلے میں اہل حدیث کہلاتا ہے۔ تو پتہ چلا کہ یہ ان احادیث پر عامل ہے جو سنت کے خلاف ہیں۔ کیونکہ یہ اہل سنت کے مقابلے میں ہے۔

کہنے لگے کہ سنت اور حدیث ایک ہوتی ہے۔ میں نے کہا کہ میں حدیث پاک پڑھ کر سنا رہا ہوں۔ آپ بھی ایک حدیث پڑھ دیں کہ حضرت نے فرمایا ہو کہ سنت اور حدیث ایک چیز ہے۔ جی ہم تو فقہ کو نہیں مانتے۔ اس لئے ہم اہلحدیث ہیں، میں نے کہا کہ یہ بھی کہیں حدیث میں نہیں آتا۔

حدیث میں یہ تو آتا ہے کہ فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد کہ ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے۔ یہ تو حضرت نے فرمایا کہ دو

چیزیں ایک دل میں اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔ حسن اخلاق اور فقہ منافق کے دل میں سانہیں سکتیں۔ اب فقہ کا انکار کرنے والے کا نفاق حدیث میں مذکور ہے، فقہ کی مخالفت کرنے والے کو حدیث میں شیطان تو کہا گیا ہے۔

لیکن تم ایک حدیث دکھا دو کہ جس میں یہ ہو کہ فقہ کا انکار کرنے والے کو تم اہلحدیث کہا کرنا۔ تو بھی ہم آپ کو کہنا شروع کردیں گے۔ میں حدیث پوچھ رہا ہوں۔ گالی تو نہیں دے رہا ہوں کسی کو۔ تو الحمد للہ ہم اہلسنت والجماعت ہیں۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے جس طرح قرآن تواتر کے ساتھ دنیا میں پھیلا ہے۔ اسی طرح اس قرآن پر عمل کر کے آپ نے عملی نمونہ پیش فرمایا وہ بھی تواتر کے ساتھ پھیلا ہے اور اسی کا نام سنت ہے۔

سنت کیا ہے؟

تو سنت کسے کہتے ہیں؟ (سنت کہتے ہیں) قرآن پاک پر عمل کرنے کو، کس طریقہ سے؟ اس طریقے پر جس پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کر کے دکھایا۔ اس نمونہ عمل کو سامنے رکھ کر قرآن پاک پر عمل کرنے کو سنت کہا جاتا ہے۔

تو سنت میں دو چیزیں آگئیں، علم قرآن کا اور نمونہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا، جس طرح قرآن پاک میں اقیموا الصلوۃ والی آیت متواتر ہے۔ اسی طرح اس پر عمل کر کے حضرت نے جو نماز پڑھ کے دکھائی۔ وہ بھی امت میں متواتر ہے۔ دونوں چیزیں متواتر ہیں۔ لیکن بڑے رافضی کہتے ہیں کہ جو قرآن تم پڑھتے ہو یہ غلط ہے۔ چھوٹے رافضی کہتے ہیں کہ جو تم نماز پڑھتے ہو یہ غلط ہے۔ وہ قرآن کے بارے میں وسوسے ڈالتے ہیں۔ اور یہ اللہ کے نبی پاک کی نماز کے بارے میں وسوسے ڈالتے ہیں۔

کوئی آدمی بے چارہ نماز نہ پڑھے۔ اس کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ ہمارے محلے میں

کوئی غیر مقلد رہتا بھی ہے یا نہیں۔ ان کے پاس جانے کے لئے یہ تبلیغی جماعت والے پھر رہے ہیں۔ کبھی کھیت میں پھر رہے ہیں، کبھی دو کانوں پر کھڑے ہیں، کبھی گھروں کے دروازوں پر کھڑے ہیں، بھائی آپ کیا کر رہے تھے یہاں؟ کہتا ہے کہ بھئی یہ مسلمان ہے۔ کل اللہ کے نبیؐ پاک کا پڑھتا ہے لیکن کچھ غافل ایسا ہو گیا ہے کہ فرض نماز کے لئے پابندی نہیں کر رہا تو ہم اسے یاد دلانے کے لئے آئے ہیں۔ اب بے نمازوں کو نماز پر لگانے والے ہمارے تبلیغی بھائی اور جب انہیں نماز پر لگا دیا اور یہ آ گئے، تو غیر مقلدین کا ایک ہی وظیفہ ہوتا ہے کہ تیری نہیں ہوتی تیری نہیں ہوتی۔ اتنے وسوسے ان کے دلوں میں پیدا کریں گے کہ بے چارہ نماز ہی چھوڑ جائے تنگ آ کر، اگر ہوتی نہیں تو کدھر جائیں۔

سنت کی مثال

سنت کی مثال سورج جیسی ہے۔ جیسے سورج دنیا میں ہر جگہ چمک رہا ہے۔ نبی پاک کا وہ پاکیزہ طریقہ جو حضرت سے شروع ہو کر پوری دنیا میں پھیل چکا ہے اس کو سنت کہا جاتا ہے۔ آپ کے اس ملتان میں کبھی سورج کے بارے میں گواہی ہوئی ہے۔ کسی آدمی نے گواہی دی ہو کہ آج سورج نکلا ہوا ہے۔ کیا خیال ہے؟ اس لئے متواترات، سندوں کی محتاج نہیں ہوتیں۔ وہاں راویوں کی بحث نہیں چلتی۔ جب ساری دنیا میں چمک رہا ہے تو اب کسی کو (کسی سے) پوچھنے کی ضرورت کیا ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی دوپہر کے وقت بازار جا رہا ہو تو تم آواز دے کر پوچھو کہ اللہ کے بندو! سورج نکل آیا ہے یا نہیں؟ تو اس کے قریب جا کر آنکھیں کھول کر دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ یہاں تک آواز سنائی دے گی۔ وہاں سمجھ لینا ہے سب کے لئے کہ بے چارہ بینائی سے محروم ہے۔ دوپہر کے وقت پوچھ رہا ہے کہ سورج نکلا ہوا ہے یا نہیں؟

حدیث کی مثال

اور اس کے مقابلے میں جو حدیث ہے اس کی مثال موم بتی کی ہے، مثال کے طور پر رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تو اس میں کلی فرمایا کرتے تھے اب آپ ﷺ کا یہ مبارک عمل پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ جہاں جہاں سورج کی روشنی پہنچی ہے، جہاں جہاں مسلمان وضو کر رہے ہیں کلی کر رہے ہیں یا نہیں؟ (کر رہے ہیں) جن کتابوں میں وضو میں کلی کرنے کی حدیث ہے۔ حدیث ہی کی کتابوں میں یہ بھی ہے کہ حضرت نے وضو کے بعد بوس و کنار فرمایا پھر اسی وضو سے نماز ادا فرمائی۔

اب میں آپ سے ہی پوچھتا ہوں کہ آپ ایک دن وضو میں جان بوجھ کر کلی نہ کریں تو آپ کا دل آپ کو ملامت کرے گا یا نہیں کہ آج سنت کا ثواب نہیں ملا۔ ملامت کرے گا یا نہیں؟ کرے گا۔ آپ کا دل جھنجوڑے گا آج وضو پورا نہیں ہوا سنت کا ثواب نہیں ہوا۔ لیکن کتنے وضو زندگی میں آپ نے کیے جس کے بعد بوس و کنار کرنے کے لئے آپ نہیں گئے۔ تو آپ کے دل نے کبھی آپ کو ملامت کیا کہ آپ نے سنت کا ثواب حاصل نہیں کیا۔ کبھی نہیں، اس لئے کہ وہ سنت ہے ہی نہیں۔ وہ تو حدیث ہے۔

سحری کھانا سنت ہے۔ اب جب رمضان شریف آتا ہے ہر جگہ جہاں مسلمان آباد ہیں سحری پکتی ہے لوگ کھاتے ہیں۔ اگر کسی دن آپ سحری نہیں کھا سکے تو آپ کہہ دیتے ہیں کہ آج سحری رہ گئی تھی آنکھ نہیں کھلی۔ آپ کے دل میں ہوتا ہے کہ رمضان شریف میں آج ایک سنت کا ثواب نہیں مل سکا۔ یہ دل میں [illegible] ہے یا نہیں؟ (آتی ہے) اس سحری کی روایت بخاری میں موجود ہے۔ اسی بخاری میں ...... کان یبا شر وھو صائم...... کی روایت بھی ہے۔ لیکن کبھی آپ کے دل نے جھنجوڑا کہ روزے کا ثواب کم

ملا ہے یا خلاف سنت رہ گیا ہے۔ کیونکہ روزہ رکھ کر مباشرت نہیں کی گئی۔ کیوں نہیں دل جھنجھوڑتا؟ اس لئے کہ یہ سنت ہے ہی نہیں، حدیث ہے۔

تو ہم اہلسنت ہیں۔ اللہ پاک کے نبیؐ کے اس طریقہ کو اپنانے والے جو سورج کی روشنی کی طرح دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ والجماعت سے مراد تو اہلسنت کے ساتھ ہم اپنے آپ کو والجماعت بھی کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک پر عمل کر کے جو کچھ عملی نمونہ پیش فرمایا۔ اس کو اپنے سامنے کسی کتاب میں لکھوایا نہیں کہ نماز اس طرح پڑھنی ہے یا لکھوایا؟ (نہیں) بالکل نہیں لکھوایا۔

اب وہ کیسے پتہ چلے جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب نہیں لکھوائی۔ لیکن لاکھ سے زائد نمونے صحابہ کے تیار کر دیئے۔ سارے نمازیں پڑھتے تھے۔ ہر گھر میں نماز پڑھی جا رہی ہے۔ کوئی مسلمان گھر ایسا نہیں ہے جہاں نماز نہیں پڑھی جا رہی، بلکہ نماز کا تواتر تو قرآن پاک کے تواتر سے بھی زیادہ ہے۔ روزانہ قرآن پاک ہر گھر میں نہیں پورا پڑھا جاتا لیکن نماز پانچ وقت ہر گھر میں پڑھی جاتی ہے۔

اب آپ کو کوئی یہ بتائے کہ یہ جو قرآن پوری دنیا پڑھ رہی ہے۔ اس میں ایک آیت میں ذرا اختلاف ہے۔ یہ فلاں کتاب میں یوں لکھی ہے۔ تو آپ کے دل میں وسوسہ آئے گا کہ متواتر قرآن کو چھوڑ کر، سورج کی روشنی کو چھوڑ کر کسی موم بتی کی تلاش میں آپ نکلیں۔ اس طرح تواتر کے ساتھ جو نماز پڑھی جا رہی ہے کوئی آکر اس کے بارے میں وسوسہ پیدا کرے۔ تو بھائی اگر آپ قبول کرتے ہیں تو یہ آپ کی کمزوری ہے۔ اگر بڑے رافضیوں نے قرآن کی قرأت میں اختلاف چھیڑ لیا اور چھوٹے رافضیوں نے ائمہ مجتہدین کا اختلاف چھیڑ لیا تو یاد رکھیں جس طرح ہم یہاں قاری عاصم کوفی رحمہ اللہ کی

قرأت اور قاری حفص کی روایت پر قرآن پڑھاتے ہیں ساری عمر ہو گئی ہے ہمیں پورا قرآن پڑھنے کا ثواب مل رہا ہے یا کم؟ کیونکہ دس قاریوں کی قرأت آپ سن چکے ہیں۔ کیا خیال ہے؟ ایک حرف قرآن کا پڑھنے کی دس نیکیاں ملتی ہیں تو اس لئے ہم تو قاری عاصم کی قرأت پر پڑھ رہے ہیں تو کیا ہمیں دس نیکیاں ملتی ہیں یا کم؟ (دس) کیوں قرأت اگرچہ ایک کی لیکن قرآن تو پورا پڑھا گیا ہے۔

سنت کے چار طریقے

اسی طریقہ سے اللہ کے نبی پاک ﷺ کی سنت کے چار طریقے ہیں۔ ان میں سے ہم حنفی طریقہ پر نماز ادا کر رہے ہیں۔ تو ہمیں پوری سنت پر عمل کرنے کا ثواب مل رہا ہے۔ جیسے یہ کہنا کہ دس قرأتیں ہیں۔ ایک قرأت پڑھنے والے کو دسواں حصہ ملتا ہے ثواب کا نو حصہ نہیں ملتا۔ اسی طرح یہ دھوکہ دینا کہ چار مذاہب ہیں۔ ایک امام کی تقلید پر چوتھا حصہ دین پر عمل ہوتا ہے اور تین حصے رہ جاتے ہیں۔ یہ ایک دھوکہ ہے اور کچھ بھی نہیں۔

تو ہر امام نے پوری سنت کو مرتب فرمایا ہے۔ اس طرح ایک امام کی تقلید کرنے سے پوری سنت پر اللہ تبارک وتعالیٰ عمل کرنے کا ثواب عطا فرما رہے ہیں۔ اس لئے کہ ہم پوری سنت پر عمل کر رہے ہیں۔

اب عوام کے سامنے اس طرح کی باتیں کرنا کہ چار ٹکڑے ہو گئے دین کے، چار اماموں نے کر دیئے۔ آپ میں سے کوئی حاجی صاحب تشریف فرما ہے یہاں؟ تو میں پوچھتا ہوں کہ آپ جو حج کر کے آئے ہیں۔ وہاں تو چار ٹکڑے ہیں آپ کو کون سا ٹکڑا ملا ہے۔ پہلا یا دوسرا یا تیسرا یا چوتھا؟ تو آپ یہی کہتے ہیں کہ ہم تو پورا حج کر کے آئے ہیں۔ کتنی نمازیں فرض ہیں؟ (پانچ) ان میں سوا نماز حنفی پڑھتے ہیں۔ اور سوا شافعی پڑھتے

ہیں۔سوا سو ا ہے ناچار ٹکڑے جو ہو گئے دین کے۔رمضان کے مہینے میں چار ہفتے ہیں تو حنفی پہلے ہفتے میں روزے رکھتے ہیں یا دوسرے ہفتے کے؟(سارے) آپ کیسے کہتے ہیں سارے؟ وہ جھوٹ بولتے ہیں کہ چار ٹکڑے ہو گئے؟ جب آپ پورے رمضان کے روزے رکھتے ہیں، پورا حج کرتے ہیں، پوری نمازیں پڑھتے ہیں۔ پھر یہ دھوکہ دینا کہ ائمہ نے دین کے چار ٹکڑے کر دیئے تھے!۔آپ پورا قرآن پڑھتے ہیں،کوئی کہتا ہے کہ قاری صاحبان نے دس ٹکڑے کر دیئے ہیں قرآن کے؟(نہیں)

گوجرانوالہ سے ایک کتاب چھپی اس کا نام رکھا ہے۔ایک دین چار مذہب، میں نے کہا کہ آپ پہلے لکھتے کہ ایک قرآن دس قرأتیں، پھر فقہ کی باری آنی چاہئے تھی نا؟(جی) آپ نے وہاں سے شروع کیوں نہیں کیا؟ ایک نبی اور صحاح ستہ یہ بھی لکھ دیتے اب یہ صرف خالص دھوکہ ہے اور کچھ بھی نہیں۔

ہم حنفی کیوں ہیں؟

ہمیں پوچھتے ہیں کہ آپ کا مذہب کیا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ حنفی،۔جی محمدی کیوں نہیں؟ میں نے کہا کہ آپ نے پوچھا کیا ہے؟ کہ مذہب۔ میں نے کہا کہ مذہب کا معنی راستہ ہوتا ہے۔ ہمارا مذہب حنفی ہے، ہماری منزل محمدی ﷺ ہے۔ راستہ جو ہوتا ہے وہ خود مقصود نہیں ہوتا، راستہ تو کسی منزل تک پہنچانے کے لئے بتایا جاتا ہے۔مذہب پوچھنے کا مطلب یہی تھا کہ آپ براہ راست اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ نہیں مل سکے۔تو آپ کے پاس نبی ﷺ پاک کی سنت کس راستے اور واسطے سے پہنچی ہے؟ یہی مقصد تھا نا؟ تو جب مذہب آپ نے پوچھا تو ہم نے مذہب بتا دیا کہ ہمارا مذہب حنفی ہے اور ہماری منزل کیا ہے؟(محمدی) تو مذہب کا معنی میں نے کیا بتایا ہے؟(راستہ) میں آپ سے پوچھتا ہوں

کہ آپ کے ملک کے بھی راستے ہیں یا نہیں؟ (ہیں) یہ راستے چلنے کے لئے ہوتے ہیں یا لڑنے کے لئے؟ (چلنے کے لئے) تو مذاہب اربعہ بھی چلنے کے لئے ہیں لڑنے کے لئے نہیں ہیں۔ یادرکھنا میں آپ سے پوچھتا ہوں اگر کوئی شخص ملک کے راستوں کو توڑتا ہے تو وہ ملک کا وفادار ہے یا غدار ہے؟ (غدار ہے) جس طرح ملک کے راستوں کو توڑنے والا غدار ہے۔ تو نبی ﷺ کی سنت کے راستوں کو توڑنے والا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غدار ہے۔ ان راستوں کے بغیر ہمیں سنت نہیں ملتی۔ تو میں نے کیا معنی بتایا مذہب کا؟ (راستہ) یاد رہے گا یا نہیں؟ (یاد رہے گا) اور راستے کس کام کے لئے ہوتے ہیں؟ (چلنے کے لئے) کہاں پہنچاتے ہیں؟ (منزل پر) اب آپ کے ملک کے راستوں پر سرکاری لوگ بھی سفر کر رہے ہیں، غیر سرکاری بھی، نیک بھی سفر کر رہے ہیں اور گناہ گار بھی، اگر کوئی شخص یہ راستہ چھوڑ کر جھاڑیوں میں چھپتا پھرے۔ نالیوں میں بھٹکتا پھرے، تو پولیس والے کہتے ہیں کہ یہ آوارہ گرد ہے اور ہم کہتے ہیں کہ غیر مقلد ہے۔ کیونکہ جس راستے پر ملک کے سارے طبقے چل رہے ہیں وہی اصل راستہ ہے۔ یہ مذاہب وہ ہیں جن پر ہزاروں اولیاء اللہ چلے، ہزاروں سلاطین حنفی گزرے، ہزاروں مفسرین، ہزاروں محدثین، کروڑوں عوام، ان راستوں کو اگر کوئی چھوڑ کر جھاڑیوں میں چھپنے کی کوشش کرے نالیوں میں لیٹنے کی کوشش کرے، تو اسے آوارہ گرد نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟

قرآن اور صاحب قرآن

ہم اہل سنت ہیں۔ اور میں نے سنت کا مطلب بتایا رسول اکرم ﷺ کا وہ نمونہ عمل اور وضاحت سے عرض کروں کہ یوں سمجھ لیں کہ قرآن دو ہیں۔ ایک لفظی قرآن اور ایک عملی۔ قرآن کی تفسیر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ عمل ہے، یہی آپ کا

نمونہ عمل قرآن کا چہرے دار ہے۔ جو کچھ تشریح حضرت کی پاک سنت سے ہوگئی اس کے خلاف کوئی تشریح قابل اعتماد نہیں۔ اور حضرت نے اپنی سنت کے ایک لاکھ سے زائد نمونے تیار کر دیئے اپنی نگرانی میں۔ وہ ایسے نمونے تھے جن کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے آگیا اولئک ھم المؤمنون حقا۔ رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ۔ اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔ ان کو ماننے کی وجہ سے ہمارے نام میں لفظ والجماعت ہے۔ جب کہ کسی فرقے کے نام میں لفظ والجماعت نہیں ہے۔ کوئی یہ نہیں کہتا کہ میں اہل قرآن والجماعت ہوں۔ کبھی سنا آپ نے؟ میں اہل اعتزال والجماعت ہوں۔ میں اہل شیعہ والجماعت ہوں۔ میں اہل حدیث والجماعت ہوں۔ کوئی بھی نہیں کہتا۔ ۷۲ فرقے آپ کے نام پر اعتراض کرتے ہیں کہ آپ اپنے نام اہل سنت کے ساتھ والجماعت کیوں کہتے ہیں؟ جبکہ کوئی اور فرقہ نہیں کہتا۔ اور وہ تو بات بگاڑنا جانتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بتاؤ کہ قرآن کامل ہے۔ اللہ کے نبی کی سنت بھی کامل ہے یا ناقص؟ کیا خیال ہے آپ کا؟ (کامل) اگر سنت کامل ہے تو تو اہل سنت بھی نام کامل ہونا چاہئے۔ یا ناقص؟ (کامل) پھر کہتے ہیں کہ والجماعت کیوں جوڑا ہے آپ نے؟ وہ کون سا نقص ہے جس کو والجماعت کے ساتھ آپ نے پورا کیا ہے؟ ۷۲ فرقوں کا اعتراض ہے آپ کے نام پر۔

ایک اعتراض کا جواب

تو اس اعتراض کا جواب ہمیں سمجھ لینا چاہئے کہ نہیں؟ (سمجھ لینا چاہئے) ہم کہتے ہیں کہ سنت کامل ہے۔ یہ والجماعت کا لفظ ساتھ اس لئے نہیں ہے کہ سنت میں کوئی نقص تھا۔ اس دنیا میں ایک عجیب طریقہ ہے کہ یہاں لوگ نقلیں بنانا شروع کر دیتے ہیں

اور معاف کسی کو نہیں کرتے۔ خدا کے مقابلے میں جھوٹے خدا بنائے گئے یا نہیں؟ (بنائے گئے) سچے نبیوں کے مقابلے میں جھوٹے نبی بنائے گئے یا نہیں؟ (بنائے گئے) سچے اولیاء اللہ کے مقابلے میں جھوٹے ملنگ بٹھائے گئے یا نہیں؟ (بٹھائے گئے) سچے علماء کے مقابلے میں دنیادار بنائے گئے یا نہیں؟ (بنائے گئے) دوائیں جعلی بنائی گئیں۔

اللہ کے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگ میری سنت کو بھی رہنے نہیں دیں گے۔ اس کی بھی نقلیں بنانی شروع کر دیں گے۔ ایک دو نقلیں نہیں ۲۷ نقلیں بنیں گی اب ۷۲ نقلیں ہیں۔ دوائی میں تو دھوکہ ہو گیا جعلی کمپنی کی مل گئی۔ چار روپے یا دس روپے ضائع ہوئے تو اس کا کوئی نقصان بھی ہوا تو اس کا تدارک بھی ہو سکتا ہے۔ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت جس پر دنیا جہاں دونوں مقامات کی کامیابیوں کا دارومدار ہے۔ تو اس کی بجائے اگر ہمیں کوئی جعلی چیز مل جائے تو نہ ہماری دنیا رہی نہ آخرت رہی۔ قبر بھی خراب حشر بھی خراب۔ تو جس طرح ہم یہ نہیں چاہتے کہ یا اللہ دس روپے کا انجکشن لینا ہے۔ دس روپے کھرے دے رہا ہوں کہیں جعلی دوائی نہ مل جائے۔ کسی آدمی کا دل چاہتا ہے یہ؟ (نہیں) تو ہر آدمی کی خواہش ہے کہ اللہ کے نبی کی صحیح سنت ہمیں مل جائے۔ ان کا صحیح طریقہ ہمیں مل جائے۔ اب وہ کہاں سے ملے؟ ہر آدمی کہہ رہا ہے کہ میرے پاس ہے۔ دوسرا کہہ رہا ہے کہ میرے پاس ہے؟ اور آپ نے محاورہ سنا ہے کہ:

تھوتھا چنا باجے گنا

جو زیادہ جھوٹا ہے وہ شور زیادہ مچا رہا ہے۔ بڑے اشتہار شائع کرتا ہے۔ ۵۰ ہزار، ۵۰ ہزار، اور جو سچے ہیں وہ چیلنج بازیاں نہیں کرتے۔ تو شیخ سعدیؒ کی ایک بات ان کو یاد ہو گئی ہے کہ وہ لے کر بیٹھے ہیں۔

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید

کہتے ہیں کہ جب ہمارے پاس بچاؤ دین موجود ہے تو جن کی عقل صحیح ہے۔ وہ انشاء اللہ پہنچ جائیں گے۔ ان کو خوشبو آ جائے گی۔ ہمیں کہتے ہیں کہ یہ چیخ پکار کی ضرورت نہیں اختلافات کی ضرورت نہیں۔ اس پر قناعت کر کے بیٹھے ہیں۔

تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب یہ ۷۳ نقلیں بن جائیں گی تو اصل کس کے پاس ہوگی؟ ما انا علیہ واصحابی۔

اب ایک آدمی آپ کو حدیث سنا رہا ہے۔ آپ پوچھتے ہیں کہ یہ جو آپ نے مطلب نکالا ہے یہ کہاں سے لیا ہے۔ کہتا ہے کہ میں نے سمجھا ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ میں نے سمجھا ہے۔ تیسرا کہتا ہے کہ میں نے سمجھا ہے۔ اس طرح ۷۲ تک میں، میں کی آواز آرہی ہے۔ ہمیں نبی پاک ﷺ نے سمجھا دیا کہ یہی تو لڑائی کی بنیاد ہے۔

پہلا غیر مقلد اس لئے رد ہوا تھا انا خیر منہ..... "میں" کہہ کر گیا۔ اسی "میں" نے اس کو برباد کیا تھا۔ تو اسی لئے یہ میں مار ڈالے گی۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے سمجھا یہ کہتا ہے کہ میں نے سمجھا۔

ہمارے نام میں سنت کے ساتھ والجماعت ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ سنت نبی کی ہے سمجھنا صدیق کا ہے۔ سنت نبی کی ہے سمجھنا فاروق کا ہے۔ سنت نبی کی ہے، سمجھنا خلفاء کا ہے۔ عشرہ مبشرہ کا سمجھنا ہے۔ فہم بدر والوں کا ہے۔ احد والوں کا ہے۔ بیعت رضوان والوں کا ہے، تو یہ والجماعت اس لئے نہیں ہے کہ سنت میں نقص اور کمی تھی۔ بلکہ میں کے مقابلے میں، جو میں کہتے ہیں ان کے مقابلے میں صحابہ کی والجماعت مانتے ہیں۔

آپ بازار میں جاتے ہیں تو لکھا ہوتا ہے نقالوں سے ہوشیار رہیں۔ لکھا ہوتا

ہے نا؟ (جی) جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں محمدی ہوں۔ ابوبکری نہیں وہ نقال ہے؟ سچا محمدی بننے کے لئے ابوبکری بننا ضروری ہے، عمری، عثانی، علوی بننا ضروری ہے۔

ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ خدا کو ہندو بھی ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ عیسائی بھی، سکھ بھی، یہودی بھی، لیکن خدا کو ماننے کا صحیح ایک ہی طریقہ ہے۔ جس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانا ہے۔ اس طرح اللہ کے نبی پاک ﷺ کو ماننے کے دعوے دار ۲۷ ہیں لیکن سچا ماننے والا وہی ہے جس نے صحابہ کے طریقہ پر آپ کو مانا ہے۔ جو خدا کو نبی سے الگ کر کے سمجھنا چاہتا ہے وہ خدا کا نام لے کر دھوکہ دے رہا ہے۔ جو نبی کو صحابہ سے الگ کر کے سمجھنا چاہتا ہے وہ نبی کا نام لے کر لوگوں کو دھوکہ دے رہا ہے۔

ایک مجھے کہنے لگا کہ میں تو محمدی ہوں ابوبکری نہیں، میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ تیرے جیسا پہلے بھی محمدی گزرا ہے عبداللہ بن سبا تو عبداللہ بن سبا جیسا محمدی تو بن سکتا ہے، عبداللہ بن مسعود جیسا محمدی نہیں بن سکتا۔ تو عبداللہ بن ابی جیسا محمدی تو بن سکتا ہے، لیکن تو عبداللہ بن عمر جیسا محمدی نہیں بن سکتا۔ تو اس لئے ہمارے نام میں لفظ والجماعت بھی ہے۔ کیونکہ اللہ کے پاک پیغمبر نے پوری جماعت تیار کی ہے سنت کیلئے، کتاب نہیں لکھوائی،

حال مناظرہ

وہ پچھلے دنوں ایک مناظرہ تھا۔ جب شرائط طے ہونے لگیں۔ میں نے کہا کہ دیکھیں اپنی دلیل کی پابندی کرنی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم قرآن اور حدیث کے سوا کچھ نہیں مانتے۔ ٹھیک ہے۔ میں نے کہا کہ ہم چار دلیلیں مانتے ہیں۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اجماع امت، قیاس شرعی، کتاب کی حیثیت بالکل ایسی ہے جس طرح ملک کے آئین اور متن کی ہوتی ہے۔ سنت رسول اللہ ﷺ کی پوزیشن وہی ہے کہ خود قانون ساز

اسمبلی اپنے قانون کی کسی قابل تشریح چیز کی تشریح کردے۔ اب اس کے خلاف کسی کی نہیں سنی جائے گی۔ قیاس شرعی کی وہی حیثیت ہے کہ ہائی کورٹ کا چیف جسٹس قانون سے فیصلہ استنباط کر کے مسئلے کا فیصلہ دے۔ ملک اس فیصلے کو اتنی اہمیت دیتا ہے کہ وہ قانون کی کتاب .P.L.D میں محفوظ کر لئے جاتے ہیں۔ جتنے ماتحت جج ہیں ملک کے وہ سارے اس کے حوالے سے فیصلہ لکھتے ہیں۔ .P.L.D کے حوالے سے اور اگر ایک جسٹس نہیں پورا فل بینچ بیٹھ گیا ہے وہ استنباط کر کے فیصلہ کر رہے ہیں۔ آپ کے قانون میں اس کو کہتے ہیں سپریم کورٹ۔ ہمارے ہاں کہتے ہیں اجماع امت، اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جو آدمی جسٹس کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتا وہ قانون کا باغی ہے یا نہیں؟ (ہے) اور جو آدمی سپریم کورٹ کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتا وہ باغی ہے یا نہیں؟ (ہے) کیونکہ فیصلوں کا نفاذ تو ان عدالتوں کے ذریعہ ہونا ہے ملک میں، جو ان عدالتوں کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتا وہ باغی ہے، اب درمختار ہے، ہدایہ ہے، اس کی بالکل وہی پوزیشن ہے جو .P.L.D کی پوزیشن ہے۔ ماتحت جج صاحبان جو ہیں، سینئر سول جج وغیرہ ان کی حیثیت آپ کے ہاں مفتی صاحبان کی ہے۔ جیسے وہ .P.L.D کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں وہ فیصلہ یہ فتویٰ میں قال ابو حنیفہ کہہ کر لکھتے ہیں، قال صاحب درمختار کہہ کر لکھتے ہیں۔ قال فی الهداية کہہ کر لکھتے ہیں۔ جس طرح .P.L.D کی حیثیت کو مجروح کرنا قانون سے بغاوت ہے، اسی طرح اسلامی فقہ جو ہے قانون کی کتابیں، اس کے خلاف کہنا بغاوت ہے۔

سند یافتہ کون؟

تو ہم اہلسنت والجماعت حنفی ہیں۔ ہمارے یہ تینوں جو لفظ ہیں یہ ہمارے نام کی متصل سند بھی ہے۔ سنت میں نسبت اللہ کے نبی پاک سے ہے۔ والجماعت میں نسبت

آپ کے صحابہ کے ساتھ ہے۔ اور حنفی میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ساتھ ہے۔ صحابہ نبی کے ساتھ تھے، سند متصل ہے یا کٹی ہوئی ہے؟ (متصل ہے) صحابہ براہ راست نبی سے ملے یا نہیں؟ (ملے) امام اعظم ابوحنیفہ بھی براہ راست صحابہ سے ملے ہیں۔ ہمارے مسلک کی سند متصل بھی ہے اور عجیب بات ہے کہ صرف مشاہدہ پر مبنی ہے۔ صحابہ نے اپنی آنکھوں سے نبی پاک کو نمازیں پڑھتے دیکھا ہے۔ میرے امام نے اپنی آنکھوں سے صحابہ کو نمازیں پڑھتا ہوا دیکھا ہے: الشاھد یراہ ما لا یراہ الغائب، تو یاد رکھنا ہم سند والے ہیں، وہ بے چارے بے سند ہیں۔

جب کوئی غیر مقلد بات کرے تو پہلے تین دفعہ یہ کہہ لیا کریں کہ اللہ کا شکر ہے کہ ہم سند والے ہیں۔ اور وہ بے چارے بے سند ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ سند والوں پر بے سندے اعتراض کرتے ہیں۔

لطیفہ

وہ کہتے ہیں کہ کسی گاؤں میں سارے ناک کٹے ہوئے تھے۔ وہاں ایک ناک والا مہمان چلا گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم نہ بولے تو یہ ہماری بے عزتی کرے گا تم شور مچادو ناکو آیا، ناکو آیا، یعنی ناک والا آگیا۔ اتنا شور مچایا انہوں نے، یہ سمجھا کہ شاید ناک بھی کوئی عیب ہے وہ ناک چھپا کر وہاں سے بھاگا۔

تو یہی حال یہ حضرات ہمارے ساتھ کر رہے ہیں۔ حدیث کی کتابیں ہماری، فقہ کی کتابیں ہماری، فتاویٰ ہمارے، پلے ان بے چاروں کے کچھ بھی نہیں، پھر بھی گناہ ہم پر۔

تین الفاظ تین مقاصد

یہ تو تین لفظ ہیں ان میں تین مقاصد ہیں اہلسنت میں نسبت کن کی طرف ہے؟

(اللہ پاک کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف) اللہ نے ہمارے نبی سے ایک ایسا کام لیا جو پہلے کسی نبی سے نہیں لیا۔ وہ کیا تھا؟ تکمیل دین کا اعلان، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کسی پیغمبر نے یہ اعلان نہیں فرمایا تھا۔ تو ہمارا دین کامل ہے۔ اگر اسی بات پر آپ سوچ لیں، اسی ایک بات کو پکڑ لیں تو دنیا میں کوئی مائی کا لال آپ سے بات نہیں کر سکے گا۔

نماز جنازہ اور غیر مقلدین

وہ آپ کو کہیں کہ آپ کی نماز غلط ہے، تو آپ کہیں اچھا پوری نماز دکھا دیں۔ اب یہ اس کے بس کی بات نہیں۔ ایک نوجوان مجھے کہنے لگا کہ میں جا رہا ہوں میری شادی غیر مقلدوں کے ہاں ہوئی ہے، تو وہ باتیں کرتے ہیں اور وہاں فوتید گی ہوگئی ہے میں وہاں جا رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ ان سے کہنا کہ پہلی تکبیر کے بعد ثنا، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ، آمین اور سورت یہ پڑھتے ہیں۔ چھ چیزیں اسی ترتیب سے پہلی تکبیر کے بعد ہمیں کسی حدیث میں دکھا دیں۔ دوسری تکبیر کے بعد خاص درود ابراہیمی بھی ہو۔ اور تیسری کے بعد سولہ سترہ دعائیں، یہ سولہ سترہ دعائیں پڑھتے ہیں نا؟ ایک نہیں پڑھتے کہ حضرت نے بھی سولہ سترہ دعائیں پڑھی ہوں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کیوں اتنی دعائیں پڑھتے ہیں کہ جی میت والے خوش ہو جائیں، اس لئے ہم ساری دعائیں اکٹھی کر لیتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ ثناء کے بھی بہت صیغے ہیں۔ خدا کو خوش کرنے کے لئے وہ بھی سارے پڑھ لیا کریں۔ کیونکہ اللہ کو بھی خوش کر لینا چاہئے اور درود بھی چالیس سے زائد ہیں تو وہ بھی سارے پڑھ لیا کریں تاکہ اتنی دیر میں اور بھی جنازے تیار ہو جائیں۔ آدمی کام میں لگا بھی رہے اللہ بھی خوش ہو جائے، اللہ کا رسول بھی خوش ہو جائے اور وہ میت والے بھی خوش ہو جائیں

اور جن کے نئے جنازے بھی آجائیں وہ بھی خوش ہو جائیں کہ اچھا جی حاجیا کام چل گیا ہے، اور پھر کہ چوتھی تکبیر کے بعد سلام ہے یا آپ دکھادیں۔

انہوں نے کیا کیا کہ جا کر پوچھا کہ جی آپ جو نماز جنازہ پڑھتے ہیں یہ کہاں ہے؟ کہا بخاری شریف میں ہے۔ اس نے کہا کہ ذرا ہمیں دکھادیں۔ میں دکھاتا ہوں۔ اندر گیا تو حکیم محمد صادق سیالکوٹی کی صلوٰۃ الرسول کتاب لے کر آگیا۔ اس نے کہا کہ یہی بخاری شریف ہے آپ کی؟ کہتا ہے کہ بخاری شریف یہاں نہیں ہے۔ دوسری مسجد میں ہے۔ اس نے کہا کہ آپ مجھے بخاری شریف دکھائیں لاکر، میں نے اس کو سمجھا کر بھیجا تھا۔ اس نے کہا کہ اگر آپ مجھے بخاری میں مکمل جنازہ دکھادیں۔ میں غیر مقلد بھی ہوتا ہوں، اور دس ہزار روپیہ آپ کو انعام بھی دیتا ہوں۔

ہمارے تو تعلیم الاسلام میں پورا جنازہ لکھا ہوا ہے۔ اب اس کو اور غصہ آیا کہ دیکھو کیا کہہ رہا ہے؟ دوسرے مدرسہ میں گیا کہ بخاری شریف سے جنازہ دکھاتا ہے۔ لایا، اب کتاب الجنائز تو کئی صفحے ہیں لیکن جنازہ نہیں اس میں، دیکھتا رہا دیکھتا رہا مل گیا ہے۔ کیا ملا ہے؟

حضرت نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی چار تکبیریں کہیں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ اس نے بھی چار دفعہ کہا اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر کہا کہ آپ کا جنازہ ہو گیا ہے؟ ہم تو اتنا ہی پڑھیں گے، کیونکہ یہی بخاری شریف میں ملا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ بڑا پریشان پسینہ بہہ رہا ہے بے چارے کا، کہا کہ اچھا میں اور کتاب لاتا ہوں۔ کہتا ہے پہلے جھوٹ کیوں بولا تھا بخاری شریف کا نام لے کر، پھر کہنے لگا نہیں۔ فاتحہ کا لفظ بھی ہے۔ یہ اللہ پاک کے نبی کی حدیث میں ہے یا صحابی کے قول میں ہے؟ اس نے کہا کہ نبی پاک کی حدیث تو نہیں صحابی کا قول ہے۔ اس نے کہا کہ پھر آپ لکھ دیں کہ ہم چار تکبیریں تو

نبی پاک کے جنازے والی کہتے ہیں۔ اور جو فاتحہ پڑھتے ہیں یہ صحابی کا قول ہے۔

اور یہ بتائیں کہ بخاری سے دکھائیں کہ فاتحہ پہلی تکبیر کے بعد ہے یا دوسری یا تیسری حدیث سے دکھائیں؟ اب یہاں ذکر ہی نہیں ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد فاتحہ ہے یا دوسری کے بعد ہے یا تیسری کے بعد ہے یا چوتھی کے بعد ہے۔ جنازہ پڑھنے جاتے وقت راستے میں پڑھنی ہے یا واپس آ کر پڑھنی ہے۔ وہ مجھے تکبیر بتادے تا کہ میں لوگوں کو بتاؤں کہ میں جو جنازہ پڑھ کے آیا ہوں وہ خالص نبی والا جنازہ نہیں تھا۔ کچھ نبی والا تھا کچھ امتی والا تھا اور چار تکبیریں ہو گئیں ایک فاتحہ ہو گئی۔ اس میت کے لئے کچھ بھی نہیں۔ کوئی دعا بھی نہیں بخاری میں۔ اب اس نے کہا کہ اچھا آپ کل تک ٹھہریں، اس نے کہا کہ میں ہفتہ ٹھہر جاتا ہوں، اس میں کون سی بات ہے۔ میں ایک ہفتہ رہتا ہوں میرے تو سسرال کا گھر ہے۔ ویسے بھی آپ کو پتہ ہے کہ سسرال کے گھر میں اچھی خدمت ہوتی ہے۔ تر و تازگی بھی ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ مولوی صاحب یوں غائب ہوئے چھ دن میں وہاں رہا وہ آئیں نہ کہیں سے، ہر نماز کے بعد لوگ مجھ سے لڑیں کہ ہمارا مولوی بھگا دیا ہے تو نے، میں کہتا تھا کہ یا تو بے چارہ کہیں مر گیا ہے، اس کو تو جنازہ ہی نہیں آتا تھا پڑھیں گے کیا؟ کیونکہ جو جنازہ اس کا ہے وہ ہمیں نہیں آتا۔

جو تعلیم الاسلام میں لکھا ہے وہ ان کو پسند نہیں۔ تو آپ ان کو کسی حدیث پر پکڑ لیں نماز مکمل سکھا دیں بس، ختم ہو جائے گا۔ حالانکہ دین ہمارا کامل ہے۔ آج تک تکبیر تحریمہ سے آگے تک کوئی نہیں نکلا۔

میلسی میں خطاب

میں میلسی میں بیٹھا تھا تو تین چار آگئے غیر مقلد، ان کا طریقہ دیکھو کیسا عجیب

ہوتا ہے۔ بیٹھ گئے۔ یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ یہ الفاظ پانچ چھ مرتبہ کہے۔ مجھے تو پتہ تھا کہ انہوں نے کیا کہنا ہے۔ میں نے کہا کہ کس بات پر شکر ادا کر رہے ہو؟ بس جی امتیوں سے جان چھوٹ گئی، ہم تو نبی والی نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے کہا کہ کیوں جھوٹ بول رہے ہو؟ کہا کہ یہ جھوٹ ہے؟ میں نے کہا کہ بالکل، میں نے کہا کہ آپ تو تکبیر تحریمہ کے مسائل ہی مجھے حدیث میں نہیں دکھا سکتے۔ کیسے؟ میں نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ تکبیر تحریمہ فرض ہے، واجب ہے یا سنت ہے؟ ایک کہنے لگا فرض ہے۔ فرض کہاں سے ثابت ہوا ہے؟ کہتا ہے کہ قرآن سے میں نے کہا کہ وہ آیت نکال دیں جس میں لکھا ہو کہ تکبیر تحریمہ فرض ہے۔ قرآن میں نہیں ہے۔ ایک کہتا ہے کہ تو نے یہ کہا تھا؟ دوسرا کہنے لگا کہ نہیں جی واجب ہے۔ میں نے کہا کہ آپ واجب کا لفظ دکھا دیں۔ ہم نے کون سا لڑنا ہے۔ کہنے لگے کہ سنت ہے۔ آپ سنت کا لفظ دکھا دیں۔ قرآن یا حدیث سے دکھائیں۔ چوتھا کہتا ہے کہ نہ فرض ہے نہ واجب ہے نہ سنت ہے۔ میں نے کہا کہ آپ یہی دکھا دیں کہ تکبیر تحریمہ نہ فرض ہے نہ واجب ہے نہ سنت ہے۔

اب وہ بڑے حیران کہ کہاں جائیں؟ کہا کہ چلو ہم لکھ لیتے ہیں ہم حدیث لائیں گے میں نے کہا کہ ٹھیک اچھا ہے۔ دوسرا میں نے کہا کہ آپ امام مسجد ہیں؟ کہتا ہے کہ نہیں جی، میں نے کہا کہ جب آپ اکیلے نماز پڑھتے ہیں تو آپ تکبیر تحریمہ بلند آواز سے کہتے ہیں یا آہستہ آواز سے؟ (آہستہ) میں نے کہا کہ ذرا اس کی حدیث دے دیں۔ خاموش، کہا کہ ہم یہ بھی لکھ لیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ لاکھ لاکھ شکر کس بات پر ہو رہا تھا۔ جس کو تکبیر تحریمہ نہیں آتی، تو تو کہہ رہا تھا کہ یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تکبیر تحریمہ بھی ہمیں نہیں آتی۔ تو جو لوگ بے چارے ہمیں نماز کی شرائط نہیں بتا سکتے ان کو کیا حق ہے؟

ایک واقعہ

لاہور میں ایک دفعہ بات ہوئی کالج کے لڑکے چلے گئے ہمیں نماز سکھادو۔ پوری دکھاؤ۔ اس نے پوچھ لیا کہ نماز کی شرائط کتنی ہیں؟ واجبات کتنے ہیں؟ وہ سمجھ گئے۔ یہ پڑھا ہوا ہے کچھ، پوچھا کہ کہاں رہتا ہے؟ اوکاڑہ میں، چلا جا یہاں سے، کیوں جی اوکاڑہ والے اللہ کے نبی پاک کی امت میں نہیں ہیں؟ ان کو نبی پاک والی نماز سکھانی گناہ ہے؟ بس ہمیں پتہ ہے کہ تو جاتا ہوگا اس شیطان کے پاس، اس نے کہا کہ وہ شیطان کیسے وہ تو فقہ کو مانتا ہے۔

جاؤ کوئی نماز سیکھنی ہے تو مولانا عبد اللہ درخواستی کو لاؤ، حضرت پہلے مجھے سکھا دیں۔ بعد میں ان کو، کیا واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سیکھنے والے کو کہا کرتے تھے کہ نماز سیکھنی ہے تو بڑے کو ساتھ لاؤ۔ یہی کسی حدیث میں دکھا دیں۔

مناظرے کا حال

پیر بدیع الدین شاہ سے مناظرے میں، جب مناظرہ شروع ہوا تو اس نے قرآن ہاتھ میں لیا۔ یہ میرے ہاتھ میں قرآن ہے، میں بھی خوش ہوا کہ آج پہلا مناظرہ ہے جس میں غیر مقلدوں نے قرآن ہاتھ میں لیا ہے۔ ورنہ ہر مسئلے میں قرآن ہمارے ساتھ ہے ان کے ساتھ نہیں ہے۔ اب میں سوچتا تھا کہ قرآن سے کوئی آیت پڑھے گا کہ مجتہد کی تقلید نہیں کرنی چاہئے اجتہادی مسائل میں۔

اس میں فرعون کا لفظ ہے اس میں ابو حنیفہؒ کا نام نہیں ہے۔ اس میں قارون کا ذکر ہے۔ اس میں تقلید کا لفظ نہیں ہے۔ اب یہ اس کا طرز تھا، بڑے نعرے لگ رہے تھے مسلک اہلحدیث زندہ باد، خیر اس نے کہا کہ اس میں کتے کا ذکر ہے تقلید کا نہیں ہے۔ مسلک اہل حدیث زندہ باد، میں نے کہا کہ یہ آدمی تو خطرناک ہے۔ ہم قرآن مانتے

والے ہیں۔ہم کیا مانیں ان لوگوں کی بات؟

میں نے کہا کہ میں سوچتا تھا کہ مولانا کوئی آیت پڑھیں گے۔لیکن مولانا نے جو انداز اختیار فرمایا ہے تو اگر یہی انداز ہے تو مولانا فرمائیں چونکہ قرآن میں جنازے کا لفظ نہیں ہے۔اس لئے جب میں مر جاؤں تو مجھے اسی طرح پھینک دینا بغیر جنازے کے، کیونکہ میں نے تقلید ساری زندگی اس لئے نہیں کی تھی کہ تقلید کا لفظ قرآن میں نہیں تھا۔

اب قیامت کے دن حضرت جی فرعون کو تلاش کرتے پھریں گے کہ یا اللہ! فرعون آج مل جائے کیونکہ فرعون کا لفظ قرآن میں تھا۔بخاری سے بھاگیں گے کہ بخاری کا لفظ قرآن میں نہیں ہے۔میں نے کہا کہ یہ خنزیر کو تو تلاش کریں گے کہ یا اللہ! آج خنزیر مل جائے میں اس کے ساتھ ہی کہیں چلا جاؤں کیونکہ خنزیر کا لفظ قرآن میں ہے۔لیکن ترمذی شریف کو ہاتھ لگانے کے لئے تیار نہیں ہوں گے کیونکہ اس کا نام قرآن و حدیث میں نہیں ہے۔عجیب بات ہے کہ جب **فاقرؤا ما تیسر من القرآن** آیت پڑھی جاتی ہے تو پھر اس کے بعد یہ مطالبہ کوئی نہیں کرتا کہ قاری حفص کا نام دکھائیں گے تو ہم قرآن پڑھیں گے۔قاری عاصم کا نام دکھائیں گے تو ہم قرآن پڑھیں گے ورنہ نہیں پڑھیں گے۔

اطیعوا الرسول سے جب مراد حدیث لی جاتی ہے تو کوئی مطالبہ نہیں کرتا کہ حدیث کا لفظ قرآن میں دکھاؤ۔پھر ہم حدیث پڑھیں گے ورنہ نہیں۔ترمذی ابو داؤد کا نام حدیث میں دکھاؤ تو ہم مانیں گے ورنہ ہم نہیں مانیں گے،لیکن فقہ کے بارے میں ائمہ کے نام کا مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اماموں کے نام دکھاؤ ہمیں۔جب ہم مانیں گے ورنہ نہیں مانیں گے۔

کہ جی ہم فقہ حنفی کو اس لئے نہیں مانتے کہ یہ کوفہ سے آئی ہے۔میں نے کہا کہ یہ قرآن بھی کوفہ سے آیا ہوا ہے۔قاری عاصمؒ بھی کوفی ہے،قاری حفصؒ بھی کوفی ہے۔تو

پہلے اس قرآن کو طلاق دو۔ اس کو چھوڑ دو۔

اب میں نے جب یوں بیان کیا تو وہاں ایک غیر مقلد پروفیسر بیٹھے تھے، کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ پیر صاحب نے بڑا غلط انداز رکھا ہے، پہلے تو نعرے لگتے رہے مسلک اہل حدیث زندہ باد، اب وہ کہنے لگے کہ پیر صاحب نے غلط انداز رکھا تھا اس لئے ہم پیر صاحب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آئندہ آیات پڑھ کر مطلب بیان کر دیں، اس قسم کی جذباتی اور غلط باتیں نہ کر دیں۔ امین صاحب سے بھی ہماری یہی درخواست ہے کہ وہ بھی اس قسم کی باتیں نہ کرے۔

اب پیر صاحب اٹھے التقلید وظیفة الجاهل میں نے پوچھا کہ کس سورت کی آیت ہے؟ آپ نے تو قرآن وحدیث سنانا ہے۔ اب میں اس پر زیادہ نہیں بول رہا تھا کہ میں اس کی بے ادبی نہ کر دوں یہ عمر میں بڑا آدمی ہے، اس نے سمجھا کہ یہ بات لاجواب ہے۔ اگلی تقریر میں پھر کہی التقلید وظیفة الجاهل مقلد جاہل ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ چلو رہنے دو ایک دفعہ اور معاف کر دو۔ اس نے سمجھا کہ شاید یہی ایک بات ہے۔ جو لاجواب ہے۔ پھر کہا۔ التقلید وظیفة الجاهل مقلد جاہل ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ حضرت آپ بار بار فرما رہے ہیں آپ یہ سمجھا دیں کہ کتنا یہ وظیفہ آپ کی زندگی میں نمایاں ہے۔

وآخر دعونا ان الحمد لله رب العلمین٥

(خطاب بمقام: خانپور مورخہ مئی ۱۹۸۶)

ضرورت فقہ حنفی اور مسئلہ تراویح

خطبہ مسنونہ:

الحمد لله وكفى و سلام على عباده الذين اصطفى اما بعد

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم.

وما كان المؤمنون لينفروا كافة فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فى الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون.

وقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم. من يرد الله به خيرا يفقهه فى الدين.

صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسوله النبى الكريم ونحن على ذلک من الشهدين والشكرين والحمد لله رب العلمين.

رب اشرح لى صدرى ويسرلى امرى واحلل عقدة من لسانى يفقهوا قولى – رب زدنى علما و فهما.

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العليم الحكيم.

اللهم صل على محمد وعلى آل سيدنا و مولانا محمد واصحاب سيدنا و مولانا محمد وبارک وسلم عليه

تمہید

دوستو اور بزرگو! میں نے آپ کے سامنے سورۃ توبہ کی ایک آیت کریمہ تلاوت کی ہے اور صحیح بخاری شریف کی ایک حدیث شریف پڑھی ہے۔ قرآن پاک کی اس آیت میں بھی فقہ کا تذکرہ ہے اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں بھی فقہ کا تذکرہ ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ ......** اور سارے مسلمانوں سے تو یہ نہیں ہوسکتا کہ سب کے سب نکلیں۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ مسلمان کسی کام کے لئے جارہے ہیں۔ اس آیت کے سیاق وسباق سے پتہ چلتا ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر مسلمان جہاد کے لئے جارہے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں **فلو لا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین** ......تو کیوں نہ ہو کہ ان کے گروہ میں ایک جماعت نکلے جو دین کی سمجھ حاصل کریں **ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون** اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔

یہ سورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور کے آخری سالوں میں نازل ہوئی جس وقت اسلام عرب کے بہت سے حصے پر پھیل چکا تھا۔ اب بات یہ تھی کہ جو لوگ نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہیں وہ تو جب کوئی مسئلہ پیش آتا خود حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھ لیتے لیکن جو لوگ دور رہتے تھے نہ تو خود نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مسئلہ بتانے کے لئے وہاں تشریف لے جاسکتے تھے اور نہ وہ خود ہر ہر مسئلہ پوچھنے کے لئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوسکتے تو دین آخر انہوں نے بھی سمجھنا ہے تو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور ان لوگوں کے درمیان وہ کون سا واسطہ ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول قابل اعتماد سمجھیں اور اس کے ذریعہ پہنچا ہوا دین

خدا اور اس کے رسول کے نزدیک پسندیدہ ہو۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ جماعت فقہاء کی ہوگی فقہاء کے ذریعہ سے جو دین پہنچے گا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک قابل اعتماد ہوگا۔ اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی قابل اعتماد ہوگا۔

فقہ کی ضرورت اور بنیاد

آپ کے ذہن میں یہ بات آرہی ہوگی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فقہاء کی بجائے قاری اور حافظ کا نام لے لیتے، اللہ تبارک وتعالیٰ یہاں محدث کا لفظ فرما دیتے، قرآن و حدیث کا لفظ آجاتا، آخر اس میں کیا حکمت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہاں فقہ کا لفظ فرمادیا۔ تو قرآن پاک خود ایک کامل کتاب ہے اور اسلام مکمل دین ہے۔ اس لئے اللہ نے ایک ہی لفظ ایسا ارشاد فرمادیا جس میں یہ ساری چیزیں آگئیں۔

فقہ کی بنیاد اور ماخذ

چونکہ فقہ کی بنیاد چار چیزیں ہوتی ہیں۔ اول، کتاب اللہ شریف، (قرآن پاک) دوم، سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوم، اجماع امت اور چہارم قیاس شرعی، تو جب فقہ کا لفظ بول دیا گیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جانے والا فقیہ قرآن بھی ساتھ لے کر جائے گا۔ اللہ کے نبی کی سنت بھی ساتھ لے کر جائے گا۔ امت کے اجماعی مسائل بھی ساتھ لے کر جائے گا اور جو نئے مسائل سامنے آئیں گے ان کا حل بھی قیاس شرعی سے دریافت کرلے گا تو دین اسلام کے لئے فقہ نہایت ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر مسائل حل نہیں ہوتے تو اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ دین کو پہنچانے کا جو قابل اعتماد ذریعہ ہے یہ فقہاء ہیں۔

مثلاً ایک آدمی ایک علاقے میں صرف قرآن پاک لے کر چلا گیا، اس نے جا

کر قرآن سنایا کہ اقیموا الصلوہ...... نماز قائم کرو۔ اب وہ لوگ پوچھتے ہیں کہ کتنی رکعتیں پڑھیں؟ تو قرآن پاک میں ان رکعتوں کا کوئی تذکرہ نہیں تو قرآن کے پہنچنے کے بعد بھی ان لوگوں کو نماز کا مکمل طریقہ معلوم نہیں۔

ایک دوسرا شخص حدیث کی کتاب لے کر چلا گیا اس میں یہ تو ملا کہ حضور علیہ السلام نے ظہر کی چار رکعت ادا فرمائیں پھر دو رکعت ادا فرمائیں لیکن یہ تفصیل نہیں کہ کون کون سی رکعتیں سنت ہیں، کون کون سی فرض ہیں، کون کون سی نفل ہیں۔ یہ تفصیل احادیث میں موجود نہیں۔ تو اب اس (فقہ) کی تو ضرورت باقی رہی تو بغیر فقہ کے دین کے مسائل مکمل نہیں ہوتے۔

اس لئے آج ہم جو نمازیں پڑھ رہے ہیں وہ اسی فقہ کے مطابق پڑھ رہے ہیں۔ روزے کے مسائل معلوم کرتے ہیں تو اسی فقہ سے معلوم کرتے ہیں۔ حج کرتے ہیں تو مکمل مسائل ہمیں فقہ سے ہی ملتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہی کامل اور مکمل ذریعہ یہاں بیان فرمایا کہ کچھ لوگ فقیہ بنیں۔

صرف قرآن و حدیث کا ترجمہ سمجھنا فقہ نہیں

اب یہاں ایک بات سوچنے کی ہے کہ یہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو جہاد کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ ان کی مادری زبان پنجابی تھی یا سرائیکی تھی؟ (عربی تھی) تو وہ قرآن پاک کی عربی آیات سن کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عربی احادیث سن کر ان کا مطلب سمجھ لیتے تھے یا نہیں؟ (سمجھ لیتے تھے) ہم سے بہتر سمجھتے تھے یا کم سمجھتے تھے؟ (بہتر سمجھتے تھے) ظاہر ہے کہ وہ ہم سے بہت زیادہ بہتر سمجھتے تھے۔ تو اگر قرآن پاک کا ترجمہ جان لینے کا نام فقہ ہوتا، حدیث کا ترجمہ جان لینے کا نام فقہ ہوتا تو ان میں سے ہر کوئی آدمی ہم سے زیادہ اچھا ترجمہ سمجھتا تھا۔ ان میں ہر شخص ہم میں سے بہتر

حدیث کا مطلب جانتا تھا۔تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان مطلب اور ترجمہ جاننے والوں کو فرمایا کہ ہر جماعت میں سے کچھ آدمی بیٹھ جائیں اور فقیہ بنیں۔معلوم ہوا کہ صرف الفاظ کا یاد کرنا فقہ نہیں،صرف ترجمے کا یاد کر لینا اس کا نام فقہ نہیں۔کوئی بخاری شریف کا اردو ترجمہ پڑھ کر یہ سمجھے کہ میں فقیہ بن گیا ہوں تو اس نے قرآن پاک کی اس آیت کو سمجھا نہیں۔

فقہ گہرائی کا نام ہے

فقہ گہرائی کا نام ہے۔تو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ فرقے میں سے ایک ایک آدمی بیٹھ جائے۔اب آپ سوچیں گے کہ وہ فرقے کیسے تھے؟اس زمانے میں فرقے یہ نہیں تھے جو آج کل بنے ہوئے ہیں۔جیسے آپ رائے ونڈ کے اجتماع کے موقع پر دیکھتے ہیں کہ ضلع رحیم یار خان کے لوگ ایک جگہ پر بیٹھے ہیں تا کہ سفر میں کوئی تکلیف اور پریشانی نہ ہو،دوسرے ضلع کے لوگ ایک جماعت بنا کر بیٹھ جاتے ہیں تا کہ آپس میں سہولت رہے۔اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو جہاد کے لئے جا رہے ہیں ان میں مذہبی فرقے نہیں تھے کل فرقۃ کا جو لفظ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ایک قوم کے لوگ علیحدہ علیحدہ اپنے علاقے کی جماعت بنا کر جا رہے تھے تا کہ سفر میں کسی قسم کی کوئی پریشانی نہ ہو تو ایک دوسرے کی واقفیت ہمارے لئے ان پریشانیوں کے دور ہونے کا سبب بنتی رہی۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب جا رہے ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر قوم اور ہر فرقے کا کم از کم ایک ایک آدمی فقیہ ضرور بنے۔اب جب یہ فقیہ بن جائیں گے تو پھر کیا کریں گے؟اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون یہ یہاں سے فقیہ بن کر اپنی قوم میں چلا جائے گا

اب ساری قوم اس فقیہ کی فقہ پر عمل کرے گی اور اس کی تقلید کرے گی اس سے دین کے مسائل پوچھ کر اس پر عمل کرے گی۔ اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکموں سے ان کو ڈرائیں گے تا کہ یہ لوگ خدا کی نافرمانی سے بچ سکیں۔

فقہ جامع المسائل ہے

تو اس آیت کریمہ سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ کا دین آگے پہنچانے کے لئے سب سے قابل اعتماد ذریعہ فقہاء کا ہے۔ اور فقہاء کے پاس مکمل دین ہوتا ہے، ان کے پاس دین کا ایک خاص پہلو نہیں ہوتا، اس کو آپ ایک مثال سے سمجھیں۔

مثال

آپ کا بچہ سکول میں پڑھتا ہے، اس کے پاس ایک اردو کی کتاب ہے، ایک معاشرتی علوم کی کتاب ہے۔ ایک دینیات کی کتاب ہے۔ ایک انگریزی کی کتاب ہے۔ ان ساری کتابوں میں ایک ایک مضمون ہے۔ لیکن ایک اس کے پاس گائیڈ ہوتی ہے۔ جس میں تمام مضامین یکجا ہوتے ہیں۔ تو فقہ کیا ہے؟ اسلامی علوم کی گائیڈ بک ہے۔ قرآن پاک کے تمام مسائل فقہ میں آجاتے ہیں۔ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مسائل فقہ میں آجاتے ہیں۔ امت کے سارے اجماعی مسائل فقہ میں آجاتے ہیں۔ اور قیاس شرعی کے بھی تمام مسائل فقہ میں آجاتے ہیں۔

فقہ کیا ہے؟

تو فقہ کو سمجھانے کے لئے ایک چھوٹی سی مثال عرض کرتا ہوں کیونکہ وقت بہت کم ہے۔ اب دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مکھی تمہارے پینے کی چیز میں گر جائے تو اسے غوطہ دے کر نکال کر پھینک دو، اب یہ الفاظ مجھے یاد ہیں۔ اس کا ترجمہ بھی

یاد ہے۔ لیکن ایک آدمی آگیا، اس کے پاس دودھ کا گلاس ہے، اس میں دو مچھر گرے ہوئے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ یہ مچھر پڑے ہوئے ہیں ان کو کس طرح نکالنا ہے، اس کا مسئلہ کیا ہے؟ اب حدیث میں مچھر کا لفظ تو آتا نہیں کہ مچھر گر جائے تو کیسے نکالا جائے اور سینکڑوں جانور موجود ہیں چھوٹے چھوٹے وہ سارے گر جائیں تو کیسے نکالے جائیں؟ اس کے لئے اب الفاظ مجھے بھی آتے تھے۔ ترجمہ مجھے بھی یاد تھا۔ لیکن فقیہ نے مجھے یہ بتایا کہ ان الفاظ کے نیچے اللہ کے نبی نے ایک قاعدہ بیان فرمایا ہوا ہے۔ جو ہر شخص کو نظر نہیں آتا۔ اجتہاد کی خوردبین لگانے سے وہ نظر آیا کرتا ہے۔ تو انہوں نے بتایا کہ اس کے نیچے قاعدہ یہ ہے کہ مکھی ایک ایسا جانور ہے جس کی رگوں میں دوڑنے پھرنے والا خون نہیں اب ہر وہ ایسا جانور جس کی رگوں میں ایسا خون نہیں ہے اس کو مکھی پر قیاس کر کے اس کا بھی حکم معلوم کر لیا جائے گا جو مکھی کا ہے، تو مچھر کی رگوں میں بھی دوڑنے پھرنے والا خون نہیں، اب مچھر کو مکھی پر قیاس کر کے نکال لیا گیا۔ اسی طریقہ سے بھڑ ہے، جگنو ہے، کیڑیاں ہیں، چیونٹیاں ہیں، ان کی رگوں میں بھی دوڑنے پھرنے والا خون نہیں اگرچہ حدیث میں ان کا لفظ نہیں آیا کہ یہ پینے کی چیز میں گر جائیں تو کیا کیا جائے؟ لیکن فقیہ نے حدیث سے یہ قاعدہ اخذ کر کے ان سب کا حکم معلوم کر لیا اس کو کہتے ہیں فقہ یعنی کتاب و سنت کے الفاظ میں بہت سے مسائل ہیں۔ اور بہت سے مسائل اس کی تہہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مستور رکھے ہیں، ان کو نکالنا فقہ ہے۔

تقلید کیا ہے؟

جس طرح سطح سمندر کی سیر بھی انسانی صحت کے لئے مفید ہے لیکن بہت سے موتی اس کی تہہ میں چھپا رکھے ہیں۔ ان کو حاصل کرنے کے لئے غوطہ خور کی ضرورت پڑتی

ہے۔ ہر آدمی کا یہ کام نہیں اب غوطہ خور نیچے سے نکال لائے اور ہم شکریہ ادا کر کے ان سے حاصل کر لیں اس کو تقلید کہتے ہیں اور غیر مقلدیت یہ ہے کہ مجھے غوطہ لگانا تو آتا نہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ میں اس غوطہ خور سے موتی لینے کے لئے تیار نہیں، اب سب دانا مجھے یہی سمجھائیں گے کہ جب تو غوطہ خور نہیں ہے تو تو غوطہ نہ لگانا۔ میں کہتا ہوں کہ جب یہ خود غوطہ لگا کر نیچے سے لایا ہے تو میں بھی خود نیچے جاؤں گا تو اس کے بعد میں نے سب کے روکنے کے باوجود غوطہ لگا دیا۔ اب لوگ سارے دیکھ رہے ہیں کہ باقی غوطہ خور تو موتی لے کر اوپر آ گئے لیکن یہ خود ہی اوپر نہیں آیا۔

تو تقلید کہتے ہیں کہ غوطہ خور سے موتی لے کر استعمال کر لیا جائے اور اسی کو مقلد کہتے ہیں۔ اور غیر مقلد کہتے ہیں کہ جو خود ڈوب کر مر جائے نہ موتی نصیب ہو اور نہ اس کی زندگی باقی رہے، تو اس لئے فقہ جو ہے یہ کتاب وسنت کی تہہ سے مسائل کے دریافت کر لینے کا نام ہے۔ اور دین کے مکمل مسائل صرف فقہ میں ملتے ہیں اور کسی علم میں نہیں ملتے تو یہ جو فقہاء بنیں گے یہ کیا کام کریں گے۔ پوری قوم کا اعتماد اپنے اس فقیہ پر ہوگا۔ فتویٰ ان ہی کا چلے گا، علماء حضرات جانتے ہیں کہ آیت میں جو لفظ لینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم ...... آیا ہے۔ یا انداز نذیر اور بشیر صفتیں دراصل نبیوں کی اللہ تبارک وتعالیٰ بیان فرماتے ہیں قرآن پاک میں: انا ارسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا (القرآن)

فقہاء انبیاء کے حقیقی وارث ہیں

اس آیت میں یہ صفت فقہاء کی بیان کر کے فرما دیا کہ نبیوں کے اگر کامل وارث ہیں تو صرف فقہاء ہیں۔ اس لئے علامہ سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مبسوط کا خطبہ یہیں سے شروع فرماتے ہیں، اعوذ باللہ الذی جعل ولایۃ الانذار للفقھاء بعد الانبیاء

......اللہ تعالٰی کی تعریف ہے کہ تعریفیں خدا ہی کے لئے ہیں کہ جس نے نبیوں کے وارث فقہاء بنا دیئے۔ تو اس آیت میں بھی فقہاء کو نبیوں کا وارث قرار دے دیا گیا ہے۔ یہاں انداز اور یحذرون بچنا اور ڈرانا ان الفاظ پر غور کریں۔ تو بالکل یہی مفہوم قانون کا ہوا کرتا ہے۔ تو مطلب یہ کہ قانون صرف فقہ کا نافذ ہوگا جب بھی ہوگا۔

فقہ کے بغیر چارہ کار نہیں

ایک دوست تقریر کر رہا تھا اور بڑے غصے میں کہنے لگا میں نے پکا ارادہ کر لیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ فقہ کو ملک سے نکال کر دم لوں گا۔ میں نے کہا کہ اللہ کے بندے ابھی تک تو فقہ تو اپنے مفتیوں سے نہیں چھین سکا۔ تیرے مفتی ہماری فقہ پر فتوے دے رہے ہیں۔ "فتاوی نذیریہ میں فقہ حنفی کے حوالے ہیں۔" "فتاوی ثنائیہ میں فقہ حنفی کے حوالے ہیں۔" "فتاوی ستاریہ میں فقہ حنفی کے حوالے ہیں" "فتاوی علماء اہلحدیث میں فقہ حنفی کے حوالے ہیں۔" "فتاوی غزنویہ میں فقہ حنفی کے حوالے ہیں۔" تو جو ابھی اپنے مفتیوں سے فقہ نہیں چھین سکا وہ فقہ کو ملک سے کیسے نکال دے گا؟ میں نے کہا کہ آپ تو ابھی تک فقہ کو اپنے مدرسے سے نہیں نکال سکے۔ تمہارے مدارس میں ہماری کتاب "ہدایہ" پڑھائی جارہی ہے۔ شرح وقایہ پڑھائی جارہی ہے۔ چندہ حدیث کے نام پر لیا جاتا ہے اور تنخواہ فقہ پڑھا کر لی جارہی ہے۔ تو تم بتاؤ کہ تمہارے ہاں یہ تنخواہ جائز بھی ہے یا ناجائز ہے؟ تو میں نے کہا کہ اگر آپ نے ضرور تجربہ کرنا ہے تو ملک سے نکالنے سے پہلے اپنے گھر سے پہلے نکال کر دیکھیں۔ ایک گھر سے، اس نے کہا کہ نکال دی۔

اب جناب ظہر کا وقت آگیا نماز پڑھنی ہے، سب بیٹھے ہیں۔ کہتا ہے کہ نماز پڑھو اس نے کہا کہ نماز کی تو شرطیں معلوم نہیں کہ کتنی ہیں۔ کیونکہ فقہ میں لکھی تھیں وہ تو ہم

باہر جا کر رکھ آئے ہیں۔ نماز کی رکعتوں کی تقسیم کا علم نہیں ہے کہ سنتوں کی نیت کتنی رکعتوں میں کرنی ہے؟ فرض کتنے پڑھنے ہیں؟ نوافل کتنے ہیں؟ یہ تقسیم فقہ کی کتاب میں تھی۔ اب ہم پڑھیں کیا؟ نماز کے ارکان کا پتہ نہیں۔ سجدہ سہو کے مسائل کا، ایک دو مسائل کے سوا پتہ نہیں چلتا۔ تو اب کیسے نماز پڑھیں؟ وہ کہتا ہے کہ اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ صرف فقہ سے ہم نہیں گئے بلکہ ہم تو خدا سے بھی گئے۔ کیونکہ خدا کی عبادت کرنے کا طریقہ ہمیں معلوم نہیں ہے۔ تو اس نے کہا کہ اچھا چلو سوچتے ہیں، صلح کریں گے ان سے کھانا تو لے آؤ، اس نے کہا کہ کیا لاؤں؟ کہتا ہے کہ دودھ لے آؤ۔ اس نے کہا کہ دودھ تو بھینس کا ہے۔ اور بھینس کا لفظ قرآن میں بھی نہیں اور حدیث میں بھی نہیں تو بھینس کا دودھ تو فقہاء نے قیاس سے جائز کیا تھا۔ تو جب فقہ نکالی تو بھینس بھی ہم ان کے گھر باندھ آئے ہیں۔ نہ دودھ قسمت میں رہا نہ چائے قسمت میں رہی، نہ گھی قسمت میں رہا، نہ مکھن قسمت میں رہا حتی کہ لسی تک قسمت میں نہیں رہی، تو ایسی فقہ نکالی اب کیا کریں۔ اس نے کہا پھر اور کوئی چیز اس نے کہا کہ دال پکائی تھی پانی میں، وہ ہے۔ اگر کہیں تو لے آؤں اس نے کہا کہ چلو وہی لے آؤ اب ایسی ہنڈیا تھی اس نے ڈھانکا نہیں۔ اس میں جناب مچھر گر کر مرا ہوا ہے۔ چیونٹیاں گر کر مری ہوئی ہیں۔ دو تین بھڑیں اس میں بھنبھنا رہی ہیں۔ دو چار مکھیاں ہیں۔ اور آٹھ دس چیونٹیاں اس میں مری ہوئی ہیں۔ اس نے کہا کہ اللہ کی بندی اس کو صاف تو کر دیتی اس نے کہا کہ کیسے صاف کرتی؟ فقہ کے بغیر چیونٹی نکلتی نہیں۔ فقہ کے بغیر مچھر نکلتا نہیں۔ فقہ کے بغیر یہ بھڑ نکلتی نہیں۔ فقہ کے بغیر جگنو نکلتا نہیں۔ فقہ کے بغیر تو یہ صاف ہی نہیں ہوگا، اس لئے جب فقہ کو گھر سے نکال دیا ہے تو اب کیا صورت ہوگی؟ اب تو یہی ہے کہ چیونٹیاں کھانی پڑیں گی۔ یہ بھڑ تو زبان کو کاٹ کاٹ کر کے کھائے گی۔ یہ

نکل نہیں سکتی کیونکہ وہ زبان جو فقہ کے خلاف بولتی ہے اس کا علاج ہی یہی ہے کہ بھڑیں اس کو کاٹ کاٹ کر کے کھائیں اور اگر فقہ کو نہ مانا تو یہ نکل سکتی نہیں۔

فقہ سے دین غالب رہے گا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک ایک جماعت جہاد میں مصروف رہے اور دوسری فقہ میں، اس وقت تک فرمایا کہ دین کو سر بلندی حاصل رہے گی۔ مجاہدین کا کام کیا ہے؟ ملک گیری، ملک حاصل کرنا، کیا کام ہے؟ (ملک حاصل کرنا) اور فقہاء کا کام کیا ہے؟ اس ملک میں اسلامی نظام قائم کرنا۔ تو اسی چیز سے سر بلندی رہے گی نا؟ (جی)

فقہ حنفی کی ضرورت

اب دیکھئے قانون جو ہے وہ نافذ ہوا تو فقہ کی صورت میں نافذ ہوا۔ اب ہم جب مطالبہ کرتے ہیں کہ فقہ حنفی کو نافذ کیا جائے تو کئی طرف سے آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ فقہ کو ہم نہیں مانیں گے، صرف اسلام کا قانون آئے اور کتاب وسنت کا قانون آئے۔ لیکن یہ ایک فریب ہے اس کو ذرا سمجھیں مثال سے،

آپ کے ملک میں اس وقت کوئی قانون چل رہا ہے یا نہیں؟ (چل رہا ہے) ایک تو آپ کے ملک میں ہوتا ہے متن قانون (آئین) اسی کا نام کتاب وسنت ہے۔ جو آئین ہے اس کا نام کیا ہے (کتاب وسنت) اور بعض اوقات آئین میں کوئی چیز قابل تشریح ہو تو قومی اسمبلی خود اس کی تشریح کر دیتی ہے۔ تو اس قومی اسمبلی کی جگہ اسلام میں خلافت راشدہ ہے۔ اور ہر خلیفہ راشد اس اسمبلی کا خلیفہ راشد ہے۔ تو اب دیکھئے کوئی شخص صرف آئین کا نام لے کر خلافت راشدہ کو چھوڑنا چاہے۔ قومی اسمبلی سے صرف نظر کرے

تو وہ ملک میں ملک کے آئین کو چلا سکتا ہے؟ (نہیں) پھر اس کے بعد آپ کے ہر صوبے میں ایک ہائی کورٹ ہوتی ہے۔ اس کا چیف جسٹس جو ہے یہ قانون ساز نہیں ہوتا قانون دان ہوتا ہے۔ لیکن اپنے ملک کے قانون کا اتنا ماہر ہوتا ہے کہ اس کا فیصلہ بطور نظیر قانون کی کتاب .P.L.D میں نقل کر لیا جاتا ہے۔ اور جتنی ماتحت عدالتیں ہیں۔ ڈی سی صاحب کے ہاں کیس آئے تو کمشنر صاحب کے ہاں کیس آئے سینئر سول جج کے ہاں کیس آئے تو وہ اس کا حوالہ .P.L.D کا حوالہ دے کر فیصلہ کرتا ہے۔ اس کے حوالے کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔

جس کو آپ اپنی اصطلاح میں ہائی کورٹ کا چیف جسٹس کہتے ہیں اس کو اسلامی اصطلاح میں مجتہد کہا جاتا ہے۔ مجتہد بھی قانون ساز نہیں ہوتا قانون کا ماہر ہوتا ہے۔ اور جس طرح دنیاوی مجتہدین کے فیصلے .P.L.D میں محفوظ کر لئے گئے۔ اسی طرح اسلام کے مجتہدین کے فیصلے .P.L.D میں محفوظ کر لئے گئے۔ یہ ہدایہ، یہ عالمگیری، یہ شرح وقایہ یہ کتابیں بالکل ایسی حیثیت رکھتی ہیں اسلام میں، جس طرح آپ کے ملک میں .P.L.D کی کتابیں ہیں اور بھی اس طرح ماتحت عدالتیں اس .P.L.D کا حوالہ دیتی ہیں۔ اسی طرح جو مفتی ہیں وہ قال ابوحنیفہ، قال شافعی، قال احمد کہہ کر اپنا فتویٰ نقل کرتا ہے۔

لیکن بعض اوقات چیف جسٹس ایک ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات ایک فل بنچ بیٹھتا ہے۔ جسے آپ کی اصطلاح میں سپریم کورٹ کہتے ہیں۔ اور اسلام کی اصطلاح میں اسے اجماع امت کہا جاتا ہے۔ اب اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ صرف پاکستان کا آئین رہے اور یہ ہائی کورٹ ختم کر دی جائیں۔ سپریم کورٹ کو ملک سے ختم کر دیا جائے۔ ماتحت ساری عدالتیں ختم کر دی جائیں۔ تو کیا ملک کا نظام چل سکتا ہے؟ (نہیں) آج کل تو لوگ یہ کہتے

ہیں کہ اسلام تو آئے لیکن اسلام میں قیاس شرعی اور اجتہاد اور فقہ کا دخل نہ ہو، یہ بالکل ایسی ہی بات ہے جس طرح کوئی یہ کہے کہ آئین پاکستان تو نافذ رہے لیکن میں پاکستان میں رہتا ہوا ہائی کورٹ کے فیصلے کو قبول نہیں کروں گا۔ اگر ہائی کورٹ کا فیصلہ صوبے میں رہتے ہوئے قابل قبول نہیں تو قانون نافذ کون کرے گا یہاں؟ اور قانون چلے گا کس کے ذریعہ سے۔

کوئی آدمی یہ کہے کہ قانون اسلام تو آئے لیکن اجماعی مسائل جو ہیں وہ بطور قانون نافذ نہ کئے جائیں۔ تو یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ میں ملک پاکستان میں رہتے ہوئے ملک پاکستان کی سپریم کورٹ کے فیصلے کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ تو کیا کوئی ملک کسی بے وقوف کے کہنے سے ملک کی سپریم کورٹ کو ختم کر سکتا ہے؟ کیا کوئی صوبہ بغیر ہائی کورٹ کے عدالت کے قانون کو آگے چلا سکتا ہے؟ کوئی آدمی یہ کہے کہ میں ضلع میں رہوں گا لیکن ڈی سی کے فیصلے کا پابند نہیں ہوں گا، میں ڈویژن میں آباد رہوں گا لیکن کمشنر کے فیصلے کا پابند نہیں ہوں گا کیونکہ یہ پی ایل ڈی کے حوالے دیتے ہیں۔ سیدھے آئین کے حوالے نقل نہیں کر رہے۔ تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ میں مسلمان تو کہلاؤں گا لیکن اسلامی مفتیوں کے فیصلے ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ کیونکہ یہ اپنے فتوے میں قال ابوحنیفہ لکھتے ہیں۔ یہ قال شافعی لکھتے ہیں۔ یہ قال احمد لکھتے ہیں۔ یہ قال مالک لکھتے ہیں۔ تو جس طرح ملک میں قانون نافذ ہوتا ہے، اسی طرح ہر قانون ہوتا ہے۔ جس طرح اس میں ہائی کورٹ کی بھی ضرورت ہے اور اس سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ سپریم کورٹ کی بھی ضرورت ہے اور اس سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا اور ماتحت عدالتوں کی بھی ضرورت ہے اس سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ جب بھی کوئی عدالت کا فیصلہ سنتا ہے تو اسے ایک ہی پتہ ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ اس جج کی ذاتی رائے نہیں بلکہ پاکستان کے

قانون کا فیصلہ ہے۔ جب بھی وہ ہائی کورٹ کا فیصلہ سنتا ہے تو اس کے ذہن میں ایک ہی بات ہوتی ہے کہ یہ اس جج کی ذاتی رائے نہیں بلکہ آئین پاکستان کا ہی فیصلہ ہے۔ بالکل اسی طرح حضرات ائمہ مجتہدین وہ جو فقہ مرتب فرما گئے ہیں یہ ان کے ذاتی فیصلے نہیں بلکہ کتاب وسنت سے وہ استنباط کر کے دیئے ہیں۔

اب میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے سامنے کوئی آدمی آئے، وہ یہ کہے کہ مجھے ووٹ دو میں حکومت بناؤں گا۔ تو آپ پوچھتے ہیں کہ حکومت بنانے کے بعد تیرا منشور کیا ہوگا تو وہ یہ کہے کہ ساری ہائی کورٹ کو بند کر دوں گا۔ تمام سپریم کورٹ کو ختم کر دوں گا۔ تمام ماتحت عدالتوں کو ختم کر دوں گا۔ تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ وہ کیا ملک میں قانون چلانے کی اہلیت رکھتا ہے؟ (نہیں) ایسا آدمی جو ہے وہ توہین عدالت کا مرتکب ہے یا نہیں؟ (ہے) تو ایسے لوگ جو توہین عدالت کے مرتکب ہوتے ہیں وہ دراصل قانون کے ہی منکر ہوا کرتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تو یہ باتیں نہایت آسانی کے ساتھ سمجھائی ہیں۔ کیونکہ وجہ یہ ہے کہ فقہ کی ضرورت بہت زیادہ ہے اور عوام کو ہے۔ اس لئے ایسے انداز میں سمجھائی گئی ہے یہ ضرورت کہ ہر آدمی اس کو سمجھ جائے۔

فقہ بزبان قرآن

قرآن پاک سے جب یہ پوچھا گیا کہ فقہ کہتے کس کو ہیں تو قرآن نے ایک مثال بیان فرمائی **لعلمه الذین یستنبطو نه منهم** یعنی جس طرح جو پانی اللہ نے زمین کے اوپر پیدا کیا ہے جو بہہ رہا ہے۔ دریاؤں کی صورت میں بہت سارا پانی ذخیرہ زمین کی تہہ کے نیچے چھپا رکھا ہے تو اللہ نے پانی کی مثال دے کر سمجھایا کہ جتنا تمہاری زندگی میں

پانی ضروری ہے خواہ تم کسی علاقے میں رہتے ہو اتنی ہی تمہاری زندگی کے لئے فقہ ضروری ہے۔ جس طرح تم پانی کے بغیر گزارہ نہیں کر سکتے اسی طرح تم فقہ کے بغیر گزارہ نہیں کر سکتے۔ لیکن آپ ہر جگہ پانی پیتے ہیں یا نہیں؟ (پیتے ہیں) استعمال کرتے ہیں یا نہیں؟ (کرتے ہیں) اب وہ پانی آپ کسی کے کنوئیں سے لے آئیں۔ کسی کے نلکے سے لے آئیں۔ کسی کے ٹیوب ویل سے لے آئیں۔ آپ کے دل میں کبھی یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ پانی نلکے والے آدمی کا پیدا کیا ہوا ہے اللہ کا پیدا کیا ہوا نہیں ہے۔ کبھی آپ کے دل میں یہ وسوسہ آیا کہ یہ پانی کنواں کھودنے والے نے پیدا کیا ہے، خدا کا پیدا کیا ہوا نہیں ہے۔ کبھی آپ کے دل میں یہ وسوسہ آیا کہ یہ پانی ٹیوب ویل لگانے والے نے پیدا کیا ہے، خدا کا پیدا کیا ہوا نہیں ہے۔ آپ روزانہ پانی پیتے ہیں۔ ایک نے راستے میں نلکا لگا دیا آپ نے پانی پیا۔ پہلے شکر خدا کا ادا کیا کہ یا اللہ یہ تیری نعمت ہے اور پھر اس کے لئے دعا کی کہ اے اللہ اس کو بھی خوش رکھ جس نے گرمی میں راستے میں نلکا لگا دیا اور تیرے پیدا کردہ پانی کو ظاہر کر دیا ہے تا کہ اس کا استعمال آسان ہو جائے۔ تو جس طرح ٹیوب ویل میں پانی ہے، کنویں میں پانی ہے، نلکے میں پانی ہے یہ خدا کا ہی پیدا کیا ہوا ہے۔ یہ نلکا لگانے والے نے آسانی بنا دی ہے ہمارے لئے تا کہ اس پانی کا استعمال ہمارے لئے آسان ہو جائے۔ ورنہ یہ ایک قطرہ بھی اس نے پانی خود پیدا نہیں کیا۔

تو اللہ تعالیٰ نے لفظ استنباط یہاں استعمال فرما کر یہ بات سمجھا دی کہ جس طرح ہر علاقے میں تمہیں پانی کی ضرورت ہے۔ اور پانی پیتے ہوئے کبھی تمہیں وسوسہ نہیں آیا کہ نلکے کا پانی خدا نے پیدا نہیں کیا۔

اسی طریقہ سے آج تک آپ کے دل میں ایسا وسوسہ آیا کبھی؟ (نہیں) اب اگر

کوئی بے وقوف اور پاگل یہ شور مچائے کہ دیکھو جو پانی براہ راست آسمان سے آتا ہے اس کے نیچے یہ منہ کر کے پینا یہ تو خدا کا پانی پینا ہے اور نلکے سے پانی پینا شرک ہے کیونکہ اس میں انسانی محنت کا دخل ہو گیا ہے۔ کنوئیں سے پانی پینا حرام ہے کیونکہ یہ پانی انسان نے محنت کر کے نکالا ہے۔ ٹیوب ویل سے پانی پینا شرک ہے، کفر ہے، بدعت ہے، کیونکہ اس میں انسانی محنت کا دخل ہو گیا ہے۔

تو دیکھو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسی آسان اور عام فہم مثال سے ہمیں بات سمجھا دی۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایک فرقہ اور جماعت کھڑی ہو جائے کہ آپ ہمیں ووٹ دیں ہم ملک میں قانون بنانا چاہتے ہیں۔ آپ ان سے پوچھیں کہ آپ کا منشور کیا ہے؟ وہ کہیں کہ جب ہم برسرِ حکومت آئیں گے تو کسی گھر میں نلکا نہیں رہنے دیں گے۔ جب ہم برسرِ حکومت آئیں گے تو دنیا میں کوئی کنواں باقی نہیں رہنے دیں گے۔ جب ہم برسرِ حکومت آئیں گے تو کوئی ٹیوب ویل باقی نہیں رہنے دیں گے۔ صرف بارش کے پانی پر گزارہ ہو گا اور اس کے سوا کسی کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم خدا کے ماننے والے ہیں۔ ہم ان بندوں کے پیچھے لگنے والے نہیں ہیں۔ تو میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کہ کیا ایسا فرقہ ملک کو کامیاب کرے گا یا اجاڑے گا؟ (اجاڑے گا)

تو اب دیکھئے یہ کہنا کہ ہم اسلام چاہتے ہیں لیکن اسلامی فقہ کا قانون نہیں آئے گا، یہ بالکل ایسی ہی جہالت اور بے وقوفی کی بات ہے کہ ہم ملک میں قانون چاہتے ہیں، پانی کی ضرورت ہے لیکن نلکے کی ضرورت نہیں ہے۔ نلکا ہو گا تو اکھاڑ دیا جائے گا۔ ٹیوب ویل برباد کر دیئے جائیں گے۔ تو کیا ایسا فرقہ کبھی ملک کو چلا سکتا ہے؟ (نہیں) جو فرقہ آج تک ہمارے سامنے اس بات سے عاجز ہے کہ وہ ایک رکعت نماز کے مسائل نہیں بتا سکتا

وہ بھی یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ میں ملک کو چلاسکتا ہوں، جو ایک رکعت نماز کے مسائل نہیں بتا سکتا، جو چائے کی پیالی میں پڑا ہوا مچھر نہیں نکال سکتا۔ جیسے جھوٹے خدا کو مچھر نے مار ڈالا تھا۔ یہ جھوٹا مذہب تو ایک مچھر سے مرجاتا ہے۔ وہ مچھر سامنے ٹوں ٹوں کر رہا ہے۔ ہمت ہے تو نکالو مجھے، ارے جو مچھر سے مار کھا جائے وہ ملک کا قانون چلاسکتا ہے؟ ان کو کیا حق ہے کہ ملک میں قانون چلانے کا نام لیں۔

فقہ بزبان سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم

صحیح بخاری شریف میں ایک اور مثال ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو دین مجھ پر نازل فرمایا اس کی مثال بارش کے پانی کی ہے۔ جب یہ بارش زمین پر نازل ہوتی ہے تو زمین تین قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ زمین جہاں پانی تالاب کی شکل بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ ایک وہ کھیت ہیں کہ جس کو بخاری شریف میں حضرت ﷺ نے ارض طیبہ ...... فرمایا کہ وہ پاکیزہ زمین اس نے اپنا سینہ کھول دیا اور پانی اندر جذب ہو گیا۔ اب ہماری زندگی کی تمام ضروریات اللہ تعالیٰ نے اسی پانی کی برکت سے اس کھیت میں پیدا فرمادی ہیں۔ ہمیں گندم کی ضرورت ہے تو وہ تالاب میں ہوتی ہے یا کھیت میں؟ (کھیت میں) ہمیں گنے کی ضرورت ہے وہ کہاں ہوتا ہے؟ (کھیت میں) ہمیں جوار باجرے کی ضرورت ہے وہ کہاں ملتا ہے؟ (کھیت میں) ہمیں کپاس کی ضرورت ہے وہ کہاں ہوتی ہے؟ (کھیت میں) ہمیں آم، انار، کیلا، سیب ان پھلوں کی ضرورت ہے وہ کہاں ہوتے ہیں؟ ہمیں پھولوں کی ضرورت ہے خوشبو کے لئے وہ کہاں ہوتے ہیں؟ ہمیں جڑی بوٹیوں کی ضرورت ہے دوا کے لئے وہ کہاں ہوتی ہیں؟ تو اس کو حضرت ﷺ نے فقہ سے تعبیر فرمایا۔ تالاب مثال ہے حدیث کی کتاب کی، جس

طرح تالاب میں ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ اپنی آنکھوں سے پانی دیکھ لیتا ہے۔ اس طرح حدیث کی کتاب میں قال قال رسول اللہ کے الفاظ نظر آ جاتے ہیں لیکن کھیت میں ہر ایک کو پانی نظر نہیں آتا۔ عقیدہ یہی ہوتا ہے کہ اس کھیت میں جتنی بھی فصل پیدا ہوتی ہے وہ ساری اسی پانی کی ہی برکت ہے۔ اب کھیت مکمل ہے اور تالاب اس میں مکمل چیزیں نہیں۔ اس لئے یہ تالاب والا خود بھی جا کر کھیت والے سے چیزیں وصول کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جتنے بھی محدثین ہوئے ہیں وہ کسی نہ کسی امام کے مقلد ہوئے ہیں۔ محدثین کے حالات پر جو کتابیں خود محدثین نے لکھی ہیں وہ چار ہی قسم کی ہیں۔ طبقات حنفیہ، طبقات شافعیہ، طبقات مالکیہ، طبقات حنابلہ، طبقات غیر مقلدین نامی کوئی کتاب کسی محدث نے محدثین کے حالات میں نہیں لکھی تو اس لئے یہ کھیت کی تیسری زمین وہ ہے۔ جو ایک ٹیلہ تھا تو وہاں پانی نہ تالاب کی شکل میں کھڑا ہوا اور نہ وہاں کھیت کی طرح فصل اگی۔ لیکن جو لوگ یہاں آباد ہیں ان کو بھی ضروریات زندگی کی ضرورت ہے یا نہیں؟ (ہے) اب یہ ضروریات زندگی حاصل کرنے کے لئے کھیت والے کے پاس آئیں گے اور حاصل کرنے کے طریقے دو ہیں۔ ایک جائز اور دوسرا ناجائز۔ ہے تو جائز طریقے سے ان سے چیز لے لینا اس کو کہتے ہیں تقلید، اور چوری کر لینا، گنے یہاں سے اکھاڑے اور کھا گئے اور چھلیاں اگلے کھیت سے جا کر اتار لیں۔ آخر زندگی تو بے چارے نے گزارنی ہے نا؟ (جی) تو اس کو کہتے ہیں غیر مقلدیت، تو اس طرح: ؎

کہیں کی اینٹ اور کہیں کا روڑا
بھان متی نے کنبہ جوڑا

لطیفہ

بے چاروں کا کوئی مذہب ہی نہیں، اس پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ شادی تھی کسی کی۔ تو

شادی میں مہمان دو طرفہ ہوتے ہیں۔ایک برات کے ساتھ آتے ہیں۔اور ایک لڑکی کے گھر والوں کی طرف سے۔ایک آدمی نے روٹی کھانی تھی۔ان کا رشتہ دار نہیں تھا،اس نے کہا کہ کسی طرح میں بھی بیٹھ جاؤں،اب سوچنے لگا کہ بارات والوں میں بیٹھوں یا میل والوں میں بیٹھوں؟ تو سوچتا رہا آخر درمیان میں بیٹھ گیا،ایک جگہ اب بارات بیٹھی ہے۔ آپس میں تعارف ہو رہا ہے کہ یہ کون ہے،یہ کون ہے۔یہ لڑکی کا سسر ہے۔چلتے چلتے رشتے پوچھے جا رہے ہیں۔اب اس پر بھی آئے کہ تو کون ہے؟اس نے کہا کہ میں لڑکی کا ٹٹورا ہوں۔تو لوگوں نے کہا کہ یہ کوئی نیا ہی رشتہ ہے غیر مقلدوں والا،پہلے تو کبھی سنا نہیں۔ٹٹورا کیا ہوتا ہے؟اس نے کہا کہ لڑکی کا باپ اور میں کسی زمانہ میں ٹٹو چلایا کرتے تھے۔اب وہ سمجھ گیا کہ یہ صرف کھانے کا بہانہ ہے۔یہ رشتہ ہم نہیں جانتے تو غیر مقلدوں میں کوئی ایسا رشتہ تو ہوگا تو عام لوگوں میں کوئی ایسا رشتہ نہیں ہوتا۔انہوں نے کہا کہ آپ جائیں ہم ایسے رشتے تو پہچانتے نہیں،اب یہ بے چارہ بڑا پریشان ہوا کہ کھانا کھانا تھا نیا رشتہ بھی گھڑا لیکن کھانا نہیں ملا۔تو اس کے پاس ایک ڈنڈا تھا اس نے منہ کو لگا لیا اور باجے والوں کے ساتھ جا کر کھڑا ہو گیا۔اب جب باجے والے روٹی کھانے لگے تو کھلانے والے نے دیکھا کہ باقی کے پاس تو باجے ہیں لیکن ایک ڈنڈا والا ہے یہ کون ہے؟اس نے کہا کہ ٹھیک ہے تم سارے روٹی کھالو لیکن تم سارے اپنا اپنا باجا بجا کر دکھاؤ۔اب سب نے اپنا باجا بجا کر سنا دیا۔جب اس کی باری آئی تو کہا کہ تم بھی بجاؤ۔اس نے کہا کہ میرا اکیلا نہیں بجتا،سب میں ملا جلا بجتا ہے۔

تو بالکل یہی بات غیر مقلد کہتا ہے کہ میرا اکیلا کوئی مذہب نہیں۔سب میں ملا جلا میرا مذہب ہے۔تو ان بے چاروں کا مسلک کیا ہے چوری ڈاکے کا مسلک ہے۔دو چار

مسئلے شافعیوں سے چرا لئے۔ کہتے ہیں کہ جی ہم تمہارے جیسے ہیں۔ ہم آپ جیسے ہیں۔ ان کے ساتھ مل گئے اور پھر دو چار مسئلے حنبلیوں سے لے لئے ان کے پاس چلے گئے کہ جی ہم آپ جیسے ہیں۔ اب پاکستان میں ہمارے فرقہ کے چند آدمی رہتے ہیں اور بالکل یتیم و مسکین فرقہ ہے جو آپ کے پاس زکوٰۃ ہو ہم یتیموں مسکینوں کو دے دیا کرو کیونکہ اور دنیا میں ہمارا فرقہ موجود نہیں ہے۔

اتنے بڑے جہاں میں کوئی نہیں ہمارا

فقہ کی مثال

تو اب اندازہ لگائیں اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فقہ کی مثال دی ہے کھیت سے اور باقی جتنے لوگ ہیں ان کو بھی ضروریات زندگی کے لئے کھیت کی ضرورت ہے یا نہیں؟ (ہے)

اب ہم لوگ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے محنت کر کے جو کھیت پکایا تھا اس کی فصل کھا رہے ہیں اور عقیدہ یہی رکھتے ہیں کہ اس فصل کا پیدا کرنے والا خدا ہے۔ اور اوپر محنت کرنے والا امام ابوحنیفہؒ ہیں۔ ہم خدا کا بھی شکریہ ادا کر رہے ہیں اور امام ابوحنیفہؒ کو بھی دعائیں دے رہے ہیں۔

اب آپ کے پاس کوئی جماعت آئے ووٹ لینے کے لئے، بھائی ووٹ لے کر آپ کیا کریں گے؟ کہ ہم ملک میں قانون چلائیں گے۔ آپ کا منشور کیا ہوگا۔ اس نے کہا کہ سب سے پہلے ہم ملک کے سب کھیتوں کو آگ لگائیں گے اجاڑ دیں گے کیونکہ کھیت مثال ہے فقہ کی اور یہ مثال میں نے اپنی طرف سے بیان نہیں کی۔ بخاری شریف میں اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال بیان فرمائی ہے۔ تو دیکھئے جس طرح کھیت

کے لئے پانی ضروری ہے اس طرح اسلامی زندگی کے لئے فقہ ضروری ہے۔ کوئی کھیت بغیر پانی کے پنپ سکتا نہیں۔

اور جو کھیت کا دشمن ہے وہ ملک کا دشمن ہے۔ اسی طرح جو فقہ کا دشمن ہے وہ اسلام کا دشمن ہے۔ تو جب بھی قانون آئے گا فقہ کی صورت میں آئے گا۔ یہ کہنا کہ اسلام تو نافذ ہو لیکن فقہ نافذ نہ ہو۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ ملک میں بارانی زمینیں رہیں لیکن کھیت وغیرہ سے فصل ہم اگنے نہیں دیں گے۔ بس بارش کا پانی پی پی کر ہم گزارہ کریں گے اور آپ کو بھی بارش کے پانی پر ہی رکھیں گے۔

فقہ حنفی کیا ہے؟ اور فقہ جعفری کیا ہے؟

اب ہم جب واضح دلیلوں سے یہ بات سمجھا دیتے ہیں کہ فقہ کے بغیر کبھی بھی کسی ملک میں کوئی قانون نافذ نہیں ہوا۔ فقہ ہی کی شکل میں قانون آئے گا۔ تو اب دو باتوں سے ہمیں ڈرایا جاتا ہے۔ ایک تو یہ بات کہی جاتی ہے کہ فقہ کتنی ہی ضروری سہی لیکن آپ نام نہ لیں۔ کیونکہ آپ فقہ حنفی کا نام لیں گے تو وہ فقہ جعفری کا نام لیں گے۔ اس لئے آپ کم از کم ان کا خیال کریں، آپ فقہ حنفی کا نام لینا چھوڑ دیں۔

میں نے آپ سے پوچھا کہ فقہ کی بنیاد کتنی چیزیں ہیں؟ (چار) تو فقہ جعفری والوں کا قرآن غار میں ہے۔ تو ان کی فقہ کی پہلی بنیاد ہی نہیں۔ وہ فقہ کیسی جس کی بنیاد میں قرآن نہ ہو، اور دوسری بنیاد سنّت ہے۔ تو شیعہ کے پاس حدیث کی کوئی کتاب ہی نہیں، تو گویا دوسری بنیاد بھی موجود نہیں۔ اجماع امت تیسری بنیاد ہے۔ اس کو وہ مانتے نہیں ورنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق ماننا پڑے گا ورنہ فاروق اعظمؓ کو خلیفہ برحق ماننا پڑے گا۔ اس لئے وہ اجماع کو بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تو فقہ کی تیسری بنیاد بھی ان کے

پاس موجود نہیں۔ اور چوتھی بنیاد قیاس شرعی ہے۔ قیاس ہوتا ہے کتاب وسنت کو سامنے رکھ کر، جب کتاب وسنت ہی نہیں تو قیاس ہوگا کہاں؟ تو اس لئے ان کے پاس نام ہے فقہ کا لیکن بنیاد ایک بھی نہیں تو وہ تو جھوٹا نام ہوا۔

تو اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ دنیا میں لوگوں نے سچے خدا کے مقابلے میں جھوٹے خدا بنائے یا نہیں؟ (بنائے) تو کیا خدا کا نام لینا اب چھوڑ دیں؟ نہیں۔ اسی طرح اب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیں تو کوئی ڈرائے کہ وہ بے شک سچے نبی لیکن اگر آپ نام لیں گے تو قادیانی بھی مرزا کا نام لیں گے، اس لئے جھوٹے نبی سے ڈر کر آپ سچے نبی ﷺ کا نام لینا چھوڑ دیں تو اس کو آپ عقل مندی کہیں گے؟ (نہیں) ضعیف اور جھوٹی حدیثیں دنیا میں موجود ہیں یا نہیں؟ (ہیں) اب میں نے پڑھی حدیث اور دو آدمی کھڑے ہو جائیں مجھے مشورہ دینے کے لئے کہ آپ بالکل کوئی حدیث نہ پڑھیں خواہ کتنی ہی سچی کیوں نہ ہو؟ ورنہ لوگ جھوٹی پڑھیں گے پھر تو کیا اس مشورے سے ہم سچی حدیثیں پڑھنا چھوڑ دیں گے؟ (نہیں) آپ کے ملک میں جعلی کرنسی ہوتی ہے یا نہیں (ہوتی ہے) اب کوئی مشورہ دے کہ خبردار اپنے پاس کوئی کھرا پیسہ بھی نہ رکھنا کیونکہ ملک میں جعلی کرنسی بھی موجود ہے۔ آپ کے پیسے پاس رکھنے سے ان کو خواہ مخواہ شہ مل جائے گی اور وہ جعلی سکہ بازار میں چلانا شروع کر دیں گے۔ تو کیا واقعی آپ اس ڈر سے اپنے سارے پیسے پھینک دیں گے؟ (نہیں) جعلی دوائیں دنیا میں بنتی ہیں یا نہیں؟ (بنتی ہیں) تو اب آپ یہی کہیں گے نا کہ خبردار! کوئی اچھی دوا نہ پینا کیونکہ ملک میں جعلی دوا فروش موجود ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کو بھی اس گناہ میں شرکت کرنی پڑے اور آپ کے اس صحیح دوا پینے کی وجہ سے ان لوگوں کا خواہ مخواہ حوصلہ بڑھ جائے اور وہ اپنی جعلی اور جھوٹی

دوائیں بیچنا شروع کر دیں۔

تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ جو بات ہے کہ اس طریقہ سے آپ سچ کو چھوڑتے ہیں اور جھوٹ کو مانتے ہیں۔ تو فقہ میں بات کیوں نہیں مانی جاتی؟ ہم کہتے ہیں کہ سچی فقہ کو ہم کسی صورت بھی چھوڑیں گے نہیں اور جھوٹی فقہ کو کسی قیمت پر مانیں گے نہیں؟

اور ایک ڈراوہ اور دیا جاتا ہے کہ اگر ضرور ہی فقہ نافذ کرنی ہے تو آج کل کے وکلاء ہیں۔ جسٹس ہیں۔ پروفیسر ہیں۔ عربی جانتے ہیں۔ یہ بھی تو عربی سے واقف ہیں تو ان لوگوں کو بٹھا دیا جائے، یہ ایک فقہ مرتب کرلیں۔ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ بات مجھے ایک غیر مقلد وکیل نے کہی ایک تقریر میں، تو میں نے کہا کہ پہلے آپ یہ بتائیں کہ کل جج آپ کے ملک میں ہیں کتنے؟ کہتا ہے کہ تقریباً دو ہزار ہیں۔ میں نے کہا کہ پہلے ہیں چار مذاہب ان میں سے صرف ایک یہاں ہے باقی تین یہاں نہیں ہیں۔ لیکن آپ شور مچاتے ہیں کہ چار مذہبوں میں اختلاف ہے تو جب دو ہزار فقہیں بنیں گی تو ان میں اختلاف ہوگا یا نہیں؟ کسی ملک میں دو ہزار فقہیں بیک وقت نافذ ہو سکیں گی؟ (نہیں) نافذ تو ایک ہی ہوگی، تو خیر وہ فقہ جو خیر القرون میں مرتب ہوئی ہے اس نے کیا گناہ کیا ہے کہ اس کو چھوڑ کر ان لوگوں کو بٹھایا جائے جو کردار کے اعتبار سے زانی بھی ہیں، جو شرابی بھی ہیں اور ان کو کہا جائے کہ تم قانون اسلامی مرتب کرو۔ جو اپنے جسموں کے لئے قانون اسلامی مرتب کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تو اصل بات یہی ہے کہ جب خدا کی کسی نعمت کی ناشکری کی جاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ عقل کو چھین لیتے ہیں۔ انہوں نے فقہ کی ناشکری کی۔ اب دیکھو یہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی فقہ کے خلاف رات دن بولیں گے۔ اگر کوئی زانی کہے کہ یہ فقہ ہے تو کہیں گے امنا و صدقنا۔ کوئی شرابی کہے کہ میں فقہ بناتا ہوں تو سارے اس

کے پیچھے لگ جائیں گے۔ تو میں تو کہا کرتا ہوں کہ یہ خدا کا عذاب اور قہر ہے کہ خیر القرون کے مقابلے میں ایسی فقہ کی اجازت دینا اور ایسی فقہ کے پیچھے پڑنا۔

غیر مقلدین کی جہالت

تو یہ لکھا ہے کہ مسئلہ تراویح ضرور بیان کریں کہ تراویح آٹھ ہیں یا بیس۔ بھائی آٹھ اور بیس کا تو دنیا میں کوئی جھگڑا ہی نہیں ہے۔ تراویح ہیں ہی بیس، یہ جو لوگ آج کل جھگڑا ڈال بیٹھے ہیں۔ یہ اصل میں جھگڑا آٹھ اور بیس کا نہیں ہے۔ جھگڑا ہے کہ نماز تراویح کوئی نماز ہے بھی یا نہیں۔ شیعہ کھل کر کہتے ہیں کہ نماز تراویح ہے ہی نہیں اور وہ پڑھتے بھی نہیں۔ اہل سنت والجماعت کھل کر کہتے ہیں کہ نماز تراویح ایک مستقل نماز ہے جو صرف رمضان شریف میں پڑھی جاتی ہے۔ جیسے جمعہ صرف جمعہ کے دن پڑھا جاتا ہے۔ وہ بھی باقی گیارہ مہینے میں نہیں پڑھی جاتی۔

اب نہ تو غیر مقلدوں نے شیعوں کی طرح کھل کر انکار کیا اور نہ سنیوں کی طرح کھل کر اقرار کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ جو تہجد والی نماز ہے گیارہ مہینے اس کا نام تہجد ہوتا ہے اور بارہویں مہینے میں اس کا نام تراویح ہوتا ہے۔ نماز ایک ہی ہے گیارہ مہینے نام اور ہوتا ہے بارہویں مہینے نام اور ہوتا ہے۔

یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ میں گیارہ مہینے میں اپنی بیوی کو بیوی کہا کرتا ہوں اور بارہویں مہینے ماں کہا کرتا ہوں۔ تو اب کوئی عقل مند پوچھے گا کہ اب وہ گیارہ مہینے بیوی رہی اور بارہویں مہینے ماں کیسے بن گئی؟

اب یہ کہتے ہیں کہ نماز ایک ہے لیکن فرق ہو گیا ہے۔ گیارہ مہینے نام تہجد، بارہویں مہینے نام تراویح۔ گیارہ مہینے اس کا وقت رات کا آخری حصہ اور بارہویں مہینے

وقت اس کا اول حصہ۔ گیارہ مہینے وہ اکیلے پڑھی جائے گی، بارہویں مہینے جماعت کے ساتھ پڑھی جائے گی۔ گیارہ مہینے گھر میں، بارہویں مہینے مسجد میں۔ گیارہ مہینے اس میں قرآن ختم کرنا کوئی ضروری نہیں، بارہویں مہینے قرآن ختم کرنا ضروری ہے۔ گیارہ مہینے اس کا نام نفل ہوگا، بارہویں مہینے اس کو سنت مؤکدہ کہا جائے گا۔ اب یہ جو چھ فرق انہوں نے بیان کیے ہیں ہم کہتے ہیں کہ اسی چھ فرق کی ایک حدیث ہمیں سنا دیں۔ قیامت تک یہ ایسی حدیث نہیں سنا سکتے کہ حضرت ﷺ نے خود فرمایا ہو کہ گیارہ مہینے اس کا نام یہ اور بارہویں مہینے نام اس کا یہ ہوگا۔

تراویح کا معنی

ان بے چاروں کو تو تراویح کا معنی بھی نہیں آتا۔ تراویح جمع کا لفظ ہے اس کا واحد ترویحہ ہے، آپ چار رکعتوں کے بعد تھوڑی دیر آرام کرتے ہیں۔ کوئی تسبیح پڑھ لی، اس کو کہتے ہیں ترویحہ، تو عربی میں جمع تین سے شروع ہوتی ہے کم از کم، اس سے پہلے شروع نہیں ہوتی۔ تو جب آپ نے چار رکعت پڑھ کر ایک دفعہ آرام کیا تو ہم کہیں گے کہ یہ ترویحہ ہے۔ آٹھ رکعتیں پڑھ کر پھر آرام کیا تو ہم کہیں گے کہ ترویحتین دو ترویحے ہو گئے۔ تو بارہ رکعتیں پڑھ کر جب تیسری دفعہ آرام کریں گے تو کم از کم اس پر لفظ تراویح استعمال ہو سکتا ہے۔ اس سے پہلے تو لفظ تراویح استعمال ہو سکتا ہی نہیں۔ اگر ان بے چاروں کو تراویح کا معنی بھی آتا ہوتا تو یہ کبھی آٹھ کے ساتھ لفظ تراویح استعمال نہ کرتے۔

غیر مقلدین کا دھوکہ

اب یہ جو حدیثیں آپ لوگوں کو دکھاتے ہیں وہ ساری تہجد کے بارہ میں ہیں۔ یہ ایسے ہی مثال سمجھیں۔ آپ یہاں عصر کے کتنے فرض پڑھتے ہیں۔ (چار) آج میں اعلان

کرتا ہوں کہ عصر کے تین فرض ہیں۔آپ کہیں گے وہ کیسے؟ میں کہوں گا کہ حدیث شریف میں ہے۔ میں ایک حدیث بھی پڑھ دیتا ہوں جس میں تین کا لفظ آ گیا تو مولوی صاحب اٹھے کہ آپ کو حدیث کیوں نہیں ملی ہم خواہ مخواہ ایک رکعت زیادہ پڑھاتے رہے۔انہوں نے اس پر حدیث دیکھی کہ ٹھیک لکھا تھا تین رکعت لیکن ساتھ لفظ مغرب کا تھا عصر کا نہیں تھا۔تو یہ مجھے کہنے لگے کہ آپ نے تو عصر کی رکعتیں بتائی تھیں۔یہ تو مغرب کی رکعتیں ہیں ،تو میں کہتا ہوں کہ آپ کو نہیں پتہ کہ یہ عصر اور مغرب ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔

بالکل یہی کیفیت ان کی ہے۔ کہتے ہیں کہ اماں عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے،تو ہم کہتے ہیں کہ ساری دنیا جانتی ہے کہ جو نماز سارا سال پڑھی جاتی ہے اس کا نام تہجد ہے۔تو یہ تو تہجد کی حدیث ہے۔تو کہتے ہیں کہ پھر آپ کو تو پتہ ہی نہیں۔یہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔

اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں جب بیس رکعت باجماعت ہو رہی تھی۔اماں عائشہ صدیقہؓ حیات تھیں یا نہیں؟ (تھیں) ان میں نبی کی سنت کا اتنا جذبہ تھا جتنا آج کے غیر مقلدوں میں ہے؟ (زیادہ تھا) وہ کیسے؟ پہلے آج کا جذبہ سن لیں۔

غیر مقلدین کا جذبۂ اتباعِ سنت

آج ایک آدمی رمضان میں اس نے بالکل روزہ نہیں رکھا۔کوئی نماز نہیں پڑھی۔اس کے خلاف غیر مقلد کبھی کوئی اشتہار شائع نہیں کریں گے۔نہ اسے کچھ کہیں گے جا کر،یہ ہماری بے چاری تبلیغی جماعت ہے نا،لوگوں نے ان کا نام رکھا ہے لسوڑہ پارٹی،یہ جس کو چمٹ جاتے ہیں اس کو ایک دفعہ مسجد دکھا دیتے ہیں،آگے اس کی مرضی۔تو اب

دیکھئے ان کا کام ہے بے نمازیوں کے پاس جانا بے چارے منتیں کرتے ہیں۔ان کو لے آتے ہیں ایک دفعہ مسجد میں، غیر مقلد کبھی بے نماز کے پاس نہیں جاتے، جب ہماری تبلیغی جماعت نے منتیں کر کے نماز پر لگا لیا تو اب وہ ہو گیا نمازی، اب یہ غیر مقلد آ جاتا ہے۔ کوئی ادھر سے آئے گا کوئی ادھر سے آئے گا۔ تیری نہیں ہوتی، دوسرا ادھر سے آئے گا تیری نہیں ہوتی۔تو یہ فرقہ ہے نمازیوں کے دلوں میں وسوسے ڈالنے والا، جب تک کوئی نماز نہیں پڑھتا اس وقت تک یہ کچھ نہیں کہتے جا کر۔تو یہی حال رمضان شریف میں ہے۔ جس نے پانچوں نمازیں نہیں پڑھیں۔روزہ نہیں رکھا، نہ اس کے خلاف کوئی تقریر ہے، نہ کوئی اشتہار ہے، نہ کوئی انعامی چیلنج ہے۔

اب جس بے چارے نے روزہ رکھا، پانچوں جماعتوں میں تکبیر اولیٰ میں شریک ہوا۔اب رات کو بے چارہ تراویح بیس پڑھ بیٹھا، جناب اس کے کپڑے پھاڑیں گے۔بیس ہزار روپے کا چیلنج پچیس ہزار روپے کا چیلنج، اس بے چارے نے یہ گناہ کر لیا کہ بیس تراویح پڑھ بیٹھا۔

اب دیکھئے کہ فرشتے گیارہ مہینے جنت کو آراستہ کرتے ہیں رمضان کی خوشی میں، اور غیر مقلد گیارہ مہینے میٹنگیں کرتے ہیں کہ پچھلے سال خانپور کی کس مسجد میں تراویح پر لڑائی نہیں کرائی تھی۔اس دفعہ وہاں جا کر ضرور لڑائی کرانی ہے۔

اب آپ بے چاروں کا مشن دیکھیں، ہے کیا۔ہماری تبلیغی جماعت نماز پر لگاتی ہے۔اب یہ کہتے ہیں کہ تیری نہیں ہوتی تیری نہیں ہوتی۔یہ پھر بڑے خوش ہیں۔

یہ تبلیغی جماعت والے جب واپس جاتے ہیں نارائے ونڈ تو وہاں اپنی کاروائی سناتے ہیں۔ہم نے یہ کہا اور ہمیں یہ کہا، ہم نے یوں کیا۔یہ بھی رات کو بیٹھ جاتے ہیں اور

کاروائی سناتے ہیں۔ایک کہتا ہے کہ آج میں نے تین حاجیوں کو کہا تھا کہ تو بے نماز ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ میں نے کہا تھا کہ تو مشرک بھی ہے۔وہ کہتے ہیں شاباش تو زیادہ اچھا ہے۔تیسرا کہتا ہے کہ میں نے آج سارا دن چھٹی لی تھی۔اور پھر پھر کر ایک ایک دوکان پر کہہ رہا تھا کہ تم بے نماز ہو تمہاری نماز نہیں ہوتی۔کہتے ہیں کہ جنت کا سرٹیفکیٹ آج تو لے کر آیا ہے۔سب کچھ تو کر کے آیا اتنا اچھا کام۔

تو اب دیکھئے بعض ہمارے حنفی دوست بھی ان کی دیکھا دیکھی نکل جاتے ہیں۔ آٹھ پڑھ کر، میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھ کر ختم کرتا ہوں ظہر سے پہلے آپ کتنی سنتیں پڑھتے ہیں؟ (چار) یہ مؤکدہ ہیں یا غیر مؤکدہ؟ (مؤکدہ) ایک مشورہ میں آپ کو دوں گا، مہینے میں آپ ایک دن چار کی بجائے دو پڑھا کریں۔ٹھیک ہے؟ (نہیں) کیوں؟ مہینے میں ایک مرتبہ تو دیکھو آپ کے تصور میں بھی کبھی یہ بات نہیں آئے گی کہ ہم چار سنتوں کو دو پڑھیں۔آئے گی؟ (نہیں) اسی طرح بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے۔جس طرح ظہر کی چار رکعتوں کو دو پڑھ کر چلے جانا نہ آپ کا دل مطمئن ہوگا کہ میں نے سنت پڑھی ہے۔جو لوگ آٹھ پڑھ کر چلے جاتے ہیں وہ دو سنتوں کو ضائع کرتے ہیں۔اور کس مہینے میں جس میں نفل کا ثواب فرض کے برابر ہوتا ہے۔دو سنتیں کون سی ضائع کرتے ہیں؟ ایک تو یہ آٹھ پڑھ کر چلے گئے بارہ نہیں پڑھیں تو سنت پوری نہیں ہوئی۔دوسرا قرآن بھی پورا نہیں سنا۔ایک قرآن پڑھنا یا سننا یہ سنت ہے۔

تو اب اندازہ لگائیں رمضان شریف میں تو لوگ کوشش کرتے ہیں کہ نوافل بھی زیادہ پڑھے جائیں۔کوشش کرتے ہیں نا؟ (جی) اللہ کے نیک بندے اور غیر مقلد بے چاروں کی تو بات ہی نہیں، دیکھو وہ نماز کے دشمن ہیں نا؟ (جی) غیر مقلد تو خدا نے ان پر

ایک عذاب بھیجا ہوا ہے۔ شاید آپ نے دیکھا ہوا ہے۔ آگے پیچھے خارش ہو یا نہ ہو نماز میں ان کو ضرور خارش ہوتی ہے۔ کبھی یہاں انگلی ہے، کبھی یہاں ہے، کبھی یہاں ہے۔ اب جب نماز شروع ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر خارش مسلط کر دی ہوئی ہے۔ بس جب نماز سے فارغ ہوئے نہ کوئی خارش نہ کچھ، سکون سے نماز پڑھ سکتا ہی نہیں۔ غیر مقلد یہ کہتا ہے کہ تمہاری نہیں ہوتی لیکن ان کا نقشہ دیکھنے والا ہوتا ہے کہ ان کی کیسے ہوتی ہے؟

تو اس لئے بیس رکعت تراویح جو ہیں یہ سنت مؤکدہ ہیں جو کہیں کہ آٹھ ہیں۔ آپ صرف ان سے ایک بات پوچھیں کہ آٹھ رکعت کے ساتھ تراویح کا لفظ اللہ کے نبی ﷺ سے، کسی خلیفہ راشد سے، کسی ایک صحابیؓ سے، کسی ایک تابعی سے، کسی ایک تبع تابعی سے دکھادیں۔ ہم پچیس ہزار انعام دیں گے۔

پورے خیر القرون میں آٹھ رکعت کے ساتھ نماز تراویح کا لفظ ملتا ہی نہیں۔ بیس کے ساتھ ہم دکھائیں گے۔

حضرت علیؓ اکٹھا کرتے ہیں قاریوں کو، فرماتے ہیں کہ تراویح پڑھاؤ...... خمس ترویحات عشرین رکعۃ۔ تراویح کا لفظ ساتھ موجود ہے۔ بیس رکعت کے ساتھ ہم دکھا سکتے ہیں، لیکن آٹھ کے ساتھ تراویح کا لفظ یہ سارے مل کر نہیں دکھا سکتے۔

تو اس لئے ہمارے جو حنفی دوست اتنی سستی کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کہہ رہا ہوں کہ آگے پیچھے تو لوگ تہجد کے لئے مشکل اٹھتے ہیں۔ رمضان میں اٹھ کر بھی تہجد سے محروم ہیں وہ تہجد نہیں پڑھتے، لیکن آپ لوگ جو ہیں یہ تہجد بھی پڑھیں اور تراویح بھی بیس پوری پڑھیں۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین ٥

سنت اور فقہ میں تعلق

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم. امابعد:

اللہ تعالیٰ کالاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں انسان بنایا، پھر مسلمان بنایا، کیونکہ سچا دین صرف اور صرف اسلام ہے۔ پھر شکر ہے کہ ہمیں اہل سنت والجماعت بننے کی توفیق عطا فرمائی۔ کیونکہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ: ''نجات پانے والے اہل سنت والجماعت ہی ہیں۔'' یہ مقدس تقریب ''سنت'' کے سلسلے میں ہے۔ جامعہ خیرالمدارس جو دنیا کی عظیم دینی درس گاہ ہے، جیسا کہ مہتمم صاحب نے بتایا کہ چودہ (۱۴) ملکوں کے طلباء اس میں پڑھ رہے ہیں اور جیسا کہ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ یہاں جتنے بھی موجود ہیں یا تو عالم ہیں یا متعلم ہیں، یا ان کی سننے والے ہیں اور یا ان سے محبت کرنے والے ہیں۔

سنت کسے کہتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب (قرآن پاک) جو قیامت تک واجب العمل ہے اس پر نبی کریم ﷺ نے جس طرح عمل کر کے دکھایا، آپ ﷺ کے اس عملی نمونہ کو سنت کہتے ہیں۔ ہمارا اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ یہی ہے کہ یہ قرآن پاک لفظی قرآن ہے اور رسولِ پاک ﷺ اسی قرآن پاک کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ آپ ﷺ کی عبادت، عادت، جہاد اور صلح اسی قرآن پاک کی تفسیر تھی اور آپ ﷺ کی مقدس زندگی کو محفوظ کرلیا

گیا۔ تو معلوم ہوا کہ اہل سنت وہ ہیں جو کتاب اللہ پر اسی طرح عمل کرنے والے ہیں جس طرح نبی کریم ﷺ نے عمل کر کے دکھایا اور عملی نمونہ پیش فرمایا۔

سنت کی بنیاد:

ایک صحابی ؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ بار بار ہمیں سنت پر عمل کی تاکید فرماتے ہیں۔ تو سنت کی بنیاد کیا ہے؟ فرمایا: "سنت یہ ہے کہ سینہ کینہ سے پاک ہو۔" الحمد للہ مذہب اہل سنت والجماعت میں جہاں اور ہزاروں خوبیاں ہیں ان میں سب سے بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ ان کا سینہ، کینہ سے پاک ہے۔ اس کے ارد گرد آپ نظر دوڑائیں تو معلوم ہوگا کہ کسی مذہب کی بنیاد صحابہؓ سے کینہ پر ہے، کسی کی بنیاد اہل بیت سے کینہ پر ہے، کسی کی بنیاد محدثین سے کینہ پر ہے، کسی کی بنیاد فقہاء اور اولیاء اللہ سے کینہ پر ہے اور کسی بے بنیاد کی بنیاد بنیاد پرستوں سے کینہ پر ہے۔

الحمد للہ ہمارا مسلک تو محبت و پیار کا مسلک ہے۔ ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کے دلوں کو کینہ سے پاک کر دے (آمین)۔ اہل سنت والجماعت یہی کہتے ہیں کہ نبی اقدس علیہ السلام آپ کے صحابہؓ اور اہل بیتؓ کے درمیان محبت و پیار ہی کا تعلق تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس جہان میں عجیب انتظام رکھا کہ سیدنا علیؓ کو چوتھے نمبر پر خلافت عطا فرمائی گئی۔ ان سے پہلے تینوں خلفاء راشدینؓ دنیا سے تشریف لے جا چکے تھے۔ اب جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ اور پہلے تینوں خلفاءؓ میں اختلافات تھے تو ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ سیدنا علیؓ نے اپنے دور خلافت میں حضرت ابوبکرؓ کی کتنی غلطیاں بیان فرمائیں؟ کیا کہیں ان کے احکام کو تبدیل فرمایا؟ ان کا چوتھے نمبر پر آنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپؓ تو ان کے کاموں پر مہر تصدیق لگانے کے لئے آئے تھے۔ اس لئے اب حضرت

علیؓ کو وہ شخص مانتا ہے جو پہلے تینوں خلفاء کو سچا سمجھے اور جو ان میں اختلاف بیان کرے تو گویا وہ اپنے آپ کو (معاذ اللہ) حضرت علیؓ سے بڑا عالم بنانا چاہتا ہے۔ اسی طریقہ سے بعض لوگوں کی طرف سے یہ پروپیگنڈہ ہوا کہ حضرات محدثین اور فقہاء کرام رحمہ اللہ میں اختلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں بھی یہی انداز رکھا کہ ائمہ مذاہب پہلے گزرے ہیں اور ''اصحاب صحاح ستہ'' بعد میں ہوئے ہیں۔ سب سے پہلے امام اعظم سیدنا ابوحنیفہؒ اور پھر ان کے شاگرد امام مالکؒ، پھر ان کے شاگرد امام شافعیؒ، پھر ان کے شاگرد امام احمد بن حنبلؒ اور پھر ان کے شاگردوں کے شاگرد ''اصحاب صحاح ستہ'' ہوئے ہیں، رحمہم اللہ۔

اب اگر چاروں مذاہب میں ان کی تقلید اور تابعداری غلط تھی (تو جیسے حضرت شیخ الحدیث صاحب (حضرت مولانا محمد صدیق صاحب) مدظلہ نے فرمایا کہ امام بخاریؒ نے آخری باب باندھا ہے: الرد علی الجهمية، اور یہ جہمیہ تو چند گنے چنے لوگ تھے، پوری دنیا حنفیوں اور شافعیوں سے بھری ہوئی ہے، تو محدثین کم از کم ان کے خلاف بھی تو کوئی باب باندھ جاتے۔ الرد علی الحنفية الرد علی الشافعية...... لیکن جب محدثین حضرات نے یہ باب نہیں باندھے بلکہ اپنی کتابوں میں فقہ کی تعریف والی احادیث لے آئے تو اب معلوم ہوا کہ جو لوگ فقہ کی مخالفت کرتے ہیں وہ محدثین کا نام اسی طرح استعمال کرتے ہیں جیسے رافضی اہل بیتؓ کا نام استعمال کرتے ہیں۔ ان حضرات میں تو پیار و محبت، اتفاق و اتحاد کا تعلق تھا۔ اس لئے اہل سنت والجماعت کا پیغام ہی یہی ہے کہ جنہوں نے ہم تک دین پہنچایا ہے وہ بھی یہی سمجھے تھے کہ وہ آپس میں پیار و محبت کرتے تھے۔ اور ہمیں بھی پیار و محبت ہی کا درس دے گئے۔ کیا بات ہے؟ (بطرز استفہام) کیا بات ہے؟ (بطرز غصہ) کیا بات ہے؟ (بطرز تعریف) دیکھئے میں نے ایک فقرہ بغیر کسی

کی بیشی کے تین دفعہ بولا ہے۔ پہلی دفعہ میرا لہجہ سوالیہ تھا۔ بعض دوستوں نے پیچھے دیکھا کہ نہ معلوم کیا بات ہوئی ہے۔ دوسری دفعہ غصہ والا لہجہ تھا کہ شاید میں کسی کو ڈانٹ رہا ہوں۔ تیسری مرتبہ پیار ومحبت کے ساتھ یہی فقرہ میں نے بولا کہ کیا بات ہے! اب اگر یہ فقرہ آپ کاغذ پر لکھ کر کسی ایسے آدمی کو دے دیں جس نے میرا لب ولہجہ نہیں سنا تو وہ اس سے کچھ بھی نہیں سمجھے گا۔ تو معلوم ہوا کہ صرف الفاظ کافی نہیں، بلکہ لب ولہجہ بھی ضروری ہے۔

ان ہی دو جماعتوں (فقہاء ومحدثین) نے دین کی خدمت کی ہے۔ محدثین حضرات الفاظ شناس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مجتہدین کی رسائی دل ودماغ رسول ﷺ تک ہے۔ تو اسی لئے مجتہدین بھی ہمارے سر کا تاج ہیں اور محدثین بھی ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ ان دونوں کو ماننے سے ہی دین صحیح سمجھا جا سکتا ہے، لیکن آج قرب قیامت ہے۔ ہر آدمی اپنے آپ کو دین کا ٹھیکیدار بنانا چاہتا ہے۔

ایک سکھ کا واقعہ:

ایک سکھ انگلینڈ چلا گیا۔ بھوک لگی۔ انگریزی پڑھا ہوا تو تھا نہیں، ڈکشنری اپنے ساتھ لے کر ہوٹل میں گیا۔ اس کو زبان کا گوشت چاہیے تھا۔ ڈکشنری کھولی تو کہتا ہے۔ "A Plate of languages" (کہ ایک پلیٹ زبانوں کی) چونکہ اس زبان کو جو منہ میں ہے انگریزی میں "Tongue" کہتے ہیں، اور ایک وہ جو زبانیں ہیں انگریزی ہے، پشتو ہے، پنجابی ہے، عربی ہے اور اردو ہے، ان کو "Languages" کہتے ہیں۔ اب سکھ صاحب اپنی طرف سے پھول رہا ہے کہ میں بڑا انگریزی دان ہوں کہ "A Plate of Languages" اب وہ انگریزی والے سوچیں کہ بھائی کہاں سے لا کر رکھیں ایسی ڈش کہ جس میں تھوڑی سی پشتو ہو، تھوڑی سی پنجابی ہو، تھوڑی سی انگریزی اور تھوڑی

سی عربی ہو۔ یہ بیوقوف کہاں سے آ گیا ہے۔ کوئی دوسرا سکھ بیٹھا تھا۔ اس سے ہوٹل والوں نے پوچھا کہ یہ کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا اسے زبان کا گوشت چاہئے۔ وہ اسے دے دی۔ جب کھالی اب ذرا چٹخارہ لگا۔ ایک پلیٹ کی اور ضرورت تھی تو پھر ڈکشنری کھولی، لفظ ''اور'' کی انگریزی تھی''And'' (اینڈ) تو کہتا ہے''One Plate and'' اب پھر وہ بیچارے پریشان ہو گئے کہ یہ مصیبت کہاں سے آ گئی ہے۔ بہرحال لے آئے، پیٹ بھر گیا۔ اب پھل دیکھا کہ چاروں طرف ''آلو بخارا'' تھا۔ اب بخار کے لفظ کا معنیٰ لکھا تھا Fever اور آلو کا ملا''Potato'' تو کہتا ہے''A Plate of Potato fever''

اب جو لوگ اسلام کو اللہ کے نبی ﷺ کی سنت کی بجائے صرف لغت کی کتاب سے حل کرنا چاہتے ہیں ایسے سکھوں سے ہمارا واسطہ پڑ گیا ہے۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ ایسے سکھوں سے اپنے دین کی حفاظت فرمائے۔

آج سنت کے بارے میں جو وساوس پیدا کئے جا رہے ہیں کہ کوئی کہتا ہے کہ یہ حدیثیں قرآن کے خلاف ہیں۔ ان احادیث میں اختلاف ہے، لیکن یہ وہی لوگ کہتے ہیں جن کو نہ قرآن کا معنیٰ آتا ہے نہ حدیث کا، جن کو نہ فقہ آتی ہے اور نہ حدیث تو وہ یہی کہتے ہیں کہ فقہ حدیث کے خلاف ہے۔

فقہ حدیث کے خلاف نہیں ہے:

(۱) میں ایک جگہ تقریر کر رہا تھا۔ ایک نوجوان کھڑا ہو گیا کہ جی! فقہ حدیث کے خلاف ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے؟ کہا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا کیا حضور پاک ﷺ فرما گئے ہیں؟ کہتا ہے نہیں۔ میں نے کہا کس نے کہا ہے؟ بولا کہ مجھے تو پتہ نہیں۔ (البتہ) میں نے سنا ہے۔ میں نے پوچھا تم نے حدیث کی یا فقہ کی کون سی کتاب

پڑھی ہے؟ کہتا ہے کہ کوئی بھی نہیں۔ میں نے کہا کہ تجھے کیسے پتہ چلا کہ فقہ حدیث کے خلاف ہے اور میں نے کہا کہ جن کی زندگیاں فقہ اور حدیث پڑھاتے پڑھاتے گزر گئیں مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ، حضرت بنوری وغیرہ رحمہ اللہ، وہ تو یہی فرما گئے ہیں کہ فقہ احادیث کے مسائل کی ہی تشریح وتفصیل ہے اور تو نے نہ فقہ پڑھی، نہ حدیث پڑھی۔ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو نہ قرآن آتا ہے اور نہ حدیث آتی ہے۔

(۲) ایک دفعہ مسجد میں عصر کی نماز (باجماعت) ہو رہی تھی کہ ایک آدمی آیا اور پیچھے الگ نماز پڑھنی شروع کر دی۔ جماعت میں شریک نہ ہوا۔ لوگ جب فارغ ہوئے تو وہ بھی فارغ ہو گیا، چونکہ وہ شروع سے ہی آ گیا تھا۔ ایک دو آدمیوں نے کہا: یہ اللہ کا بندہ چل کر مسجد میں آیا ہے لیکن جماعت کا ثواب ضائع کر دیا۔ اس سے جب پوچھا گیا تو کہنے لگا: ”کہ میں ان حدیثوں پر عمل نہیں کرتا جو قرآن کے خلاف ہیں۔“ تو سارے لوگ حیران ہو گئے کہ قرآن میں کہاں ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ دیکھو قرآن میں صاف لکھا ہے کہ: وارکعوا مع الراکعین کہ ”رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔“ اس نے کہا کہ رکوع کا لفظ ہے نماز کا تو نہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا رکوع روزے میں ہوتا ہے؟ حج میں ہوتا ہے یا جہاد میں؟ کہنے لگا کہ ہوتا تو نماز ہی میں ہے مگر مجھے نماز کا لفظ دکھاؤ۔ میں کوئی اور لفظ نہیں دیکھوں گا۔ انہوں نے فرمایا کہ اچھا آپ ہی کوئی آیت دکھائیں کہ جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ اس نے کہا کہ میں نماز کا لفظ دکھاؤں گا۔ ان الصلوٰۃ تنھٰی کہ ”بے شک نماز تنہا (اکیلے) ہوتی ہے۔“ پھر شور مچانے لگا کہ کہ تم جتنی حدیثیں سناتے ہو وہ ساری قرآن کے خلاف ہیں۔ آپ (سامعین) ہی بتلایئے کہ یہ قرآن کے خلاف ہے یا اس کے ترجمہ کے خلاف

ہے؟اسی طرح جولوگ کہتے ہیں کہ فقہ حدیث کے خلاف ہے وہ بھی نہ فقہ کو جانتے ہیں نہ حدیث کو۔ اب جب میں نے اس سے بار بار پوچھا کہ کس نے کہا کہ فقہ حدیث کے خلاف ہے، حالانکہ نہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے، نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، نہ کسی صحابیؓ اور نہ کسی مجتہد نے اور نہ ہی کسی محدث نے تو آپ کو کیسے پتہ چل گیا کہ فقہ حدیث کے خلاف ہے؟اس نے کہا کہ بس سنی سنائی بات ہے۔ میں نے کہا کہ پھر تو کوئی افواہ ہی ہے جس کو"بے بنیاد" (Basis less) کہتے ہیں۔ البتہ میں بتادیتا ہوں کہ سب سے پہلے یہ بات کس نے کہی تھی۔ کہنے لگا کہ کس نے کہی؟ میں نے کہا: وہ "ہری چند ولد دیوان چند' قوم کھتری، سکنہ علی پور، ضلع گوجرانوالہ" ہے، جس نے سب سے پہلے کہا تھا کہ فقہ حدیث کے خلاف ہے۔ ہم تو یہی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی ہمارا حشر حضرات فقہاء ومحدثین کرام کے ساتھ کرے جو فرماتے ہیں کہ فقہ وحدیث لفظاً اگرچہ دو ہیں لیکن مقصد ایک ہی ہے، جیسے ہماری آنکھیں تو دو ہیں مگر ایک ہی نظر آتا ہے دو نہیں۔

چاروں ائمہ اور چاروں مسلک برحق ہیں:

جب میں کراچی میں تھا، ایک دفعہ دس بارہ آدمی جن میں پروفیسر، وکیل اور ٹیچر تھے آکر میرے پاس بیٹھ گئے کہ جی ہم سب پریشان ہیں۔ میں نے کہا کہ اللہ خیر کرے، کیا پریشانی ہے؟ جب کوئی بڑوں کو چھوڑتا ہے تو پریشانی ساری عمر جان نہیں چھوڑتی۔ آخر مرزا قادیانی، مودودی اسی پریشانی ہی کی پیداوار تھے کہ بڑوں کو چھوڑا تو ساری عمر پریشان رہے۔ کہنے لگے کہ کیا کریں چار مذہب ہوگئے چار، چار۔ میں نے کہا کہاں؟ یہاں تو ہمیں صرف ایک ہی مذہب (حنفی) نظر آتا ہے۔ بھینگے کو بھی ایک کے دو نظر آتے ہیں۔ آپ کو ایک کے چار کیسے نظر آگئے؟ کہتے ہیں کہ کسی ملک میں ہوں گے۔ میں نے کہا

پھر پریشانی ان کو ہونی چاہئے' آپ کیوں پریشان ہیں؟ پوچھا کہ یہ چار مذہب کیوں ہوئے؟ میں نے کہا کہ میں نے تو نہیں بنائے بلکہ پہلے سے چلے آ رہے ہیں۔ آپ پڑھے لکھے لوگ ہیں،کوئی فیصلہ کرلیا ہوگا۔ بولے جی ہاں کہ چاروں کو ہی چھوڑ دیا جائے۔ میں نے کہا ذرا جلدی نہ کرنا۔ یہ جو سات قاری ہیں،قراءت میں ان کا اختلاف ہے،تو یہ اختلاف بڑا ہے، لہٰذا پہلے قرآن کو چھوڑ دو تا کہ نام بھی بڑا ہو اور کام بھی بڑا ہو۔ پھر صحاح ستہ میں بھی اختلافی احادیث ہیں۔ یہ بھی چار سے زائد ہیں۔ لہٰذا ان کو بھی چھوڑ دو۔ پھر مذاہب اربعہ کو چھوڑ دینا۔ اب خاموش ہو گئے۔ ایک کہتا ہے جی کیا چاروں مذہب برحق ہیں؟ میں نے کہا ہاں چاروں برحق ہیں۔ پھر بولا کہ آپ ایک کے علاوہ دوسروں کی تقلید کیوں نہیں کرتے؟ میں نے کہا کہ ہماری مرضی۔ بولا مرضی کیوں ہے۔ جب چاروں برحق ہیں تو باری باری آپ چاروں کی تقلید کیا کریں۔ میں نے کہا کہ آپ کو چار سے بڑا ہی غصہ ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اور سارے ہی برحق ہیں۔ کہنے لگا ہاں۔ میں نے کہا جمعہ کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری میں آپ جمعہ پڑھتے ہیں تو ہفتہ کے دن یہودیوں کے ہاں بھی جاتے ہیں۔ چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی برحق ہیں۔ اتوار کے دن گرجا میں بھی جاتے ہو، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی برحق ہیں۔ تو یہ سارے برحق ہیں۔ لیکن تابعداری صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے ہیں۔ باقی سب کو بھی مانتے ہیں۔ کہنے لگا وہاں ناسخ منسوخ کا مسئلہ ہے۔ میں نے کہا یہاں راجح مرجوح کا مسئلہ ہے۔ کہنے لگا کہ اگر چاروں برحق ہیں تو ان میں حرام وحلال کا اختلاف کیوں ہے؟ میں نے کہا کہ اسی طرح انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعتوں میں بھی حلال وحرام کا اختلاف تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ

ہوا، اب حرام، حالانکہ وہ بھی برحق نبی ہیں، اور حضور علیہ السلام بھی برحق ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں سگی بہن سے نکاح جائز تھا اور آج حرام ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے نکاح میں دو بہنیں بیک وقت تھیں اور آج حرام ہے، جب کہ حضرت آدم اور حضرت یعقوب علیہما السلام بھی برحق ہیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی برحق ہیں۔ کہنے لگا کہ وہاں زمانوں کا اختلاف ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں علاقوں کا اختلاف ہے۔ شافعی سری لنکا میں ہیں اور حنفی یہاں پر۔ جیسے سارے نبی برحق ہیں، ان کے عقائد میں کوئی اختلاف نہیں، احکام میں اختلاف ہے۔ اسی طرح چاروں اماموں میں بھی عقائد کا اختلاف نہیں، البتہ احکام میں اختلاف ہے، کیونکہ امام ''انبیاء علیہم السلام'' کے وارث ہیں۔ ایک امام کی تقلید میں پوری سنت کا اجر ملتا ہے۔

اب کہنے لگا کہ قرآن مکہ میں آیا تھا نہ کہ کوفہ میں۔ لہٰذا مکہ مدینہ والے امام کو ماننا چاہئے۔ میں نے کہا کہ سات قاریوں میں مکی قاری بھی تھا اور مدنی بھی، جبکہ تم تو دن رات ''عاصم کوفی'' کی قراءت پڑھتے ہو، لہٰذا تم سے بڑا کوفی کون ہے؟ اب اس کا دماغ کچھ ٹھکانے لگا۔ کہنے لگا کہ کوفہ والوں نے قرآن خود تو نہیں گھڑا تھا، بلکہ صحابہؓ جب کوفہ آئے تو قرآن بھی لے آئے۔ میں نے کہا کہ جب قرآن مکہ مدینہ سے لائے تھے تو کیا نماز وہیں رکھ آئے تھے۔ کہنے لگا کہ نماز بھی وہیں سے لائے تھے۔ میں نے کہا کہ جب اول تم نے اہل کوفہ پر قرآن کے بارے میں اعتماد کیا ہے تو نماز کے بارے میں بھی اعتماد کرنا چاہئے۔ ہمیں تو یہ نماز بھی الحمدللہ تواتر کے ساتھ پہنچی ہے اور قرآن بھی تواتر کے ساتھ پہنچا ہے۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائے کہ ایک رافضی ہمارے قرآن کو غلط کہتا ہے اور دوسرا رافضی ہماری نماز کو غلط کہتا ہے۔

فقہ کی اہمیت
قرآن وحدیث کی روشنی میں

الحمدللہ، الحمدللہ وحدہ، والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ.
اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.
وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ. فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون.
وقال النبی ﷺ من یرد اللہ بہٖ خیرًا یفقھہ فی الدین.
صدق اللہ العظیم. وصدق رسولہ النبی الکریم.

برادران اہل سنت والجماعت! آج کا زیر بحث موضوع ''فقہ'' ہے۔

فقہ کی تعریف:

الفقہ لغۃ العلم بالشئ ثم خص بعلم الشریعۃ واصطلاحًا عندالاصولیین العلم بالاحکام الشرعیۃ الفرعیۃ المکتسبۃ من ادلتھا التفصیلیۃ. فقہ لغت میں دریافت کرنا ہے شے کا۔ پھر عرف میں فقہ مخصوص علم شریعت سے ہے اور علماء اصول فقہ کی اصطلاح میں احکامِ شرعیہ فرعیہ کا علم جو اس کے مفصل دلائل سے حاصل ہوا ہو۔ (درمختار ج۱،ص۱۹)

موضوع فقہ:

انسان اپنے ارادہ واختیار سے جو بھی کام کرے یا اس سے رُکے اس ہر کام کا حکم فقہ بیان کرتی ہے۔ وموضوعه فعل المكلف ثبوتا او سلبا (درمختار ص۲۰)

بنیاد فقہ:

واستمداده من الكتاب والسنة والاجماع والقياس. اور فقہ میں مدد لی جاتی ہے کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع اور قیاس سے۔ (درمختار ص۲۰)

فقہ کی غرض وغایت:

اس علم کی غرض وغایت یہ ہے کہ انسان احکام شرعیہ کے موافق زندگی گزار کر دنیا و آخرت کی کامیابیوں سے شادکام ہو۔ وغايته الفوز بسعادة الدارين (درمختار ص۲۱)

فقہ کی سند:

وقد قالوا الفقه زرعه عبدالله بن مسعودؓ وسقاه علقمة وحصده ابراهيم النخعي وداسه حماد وطحنه ابوحنيفة وعجنه ابويوسف وخبزه محمد وسائر الناس ياكلون. یعنی علماء نے فرمایا ہے کہ حضرت محمد ﷺ سے کتاب و سنت کا بیج لے کر فقہ کا کھیت عبداللہ بن مسعودؓ نے بویا اور علقمہ نے اس کو سینچا اور ابراہیم نخعی نے اس کو کاٹا اور حماد نے اس کو مانڈا۔ یعنی اناج جدا کیا بھوسہ سے اور ابوحنیفہ نے اس کو پیسا اور ابویوسف نے اس کو گوندھا اور محمد بن حسن نے اس کی روٹیاں پکائیں اور باقی سب لوگ اس کو کھانے والے ہیں۔ (درمختار ص۲۷)

الحمد لله ! اس سند کی ابتداء بھی محمد رسول اللہ ﷺ اور انتہاء بھی امام محمد، یہی فقہ محمدی ہے، ولله الحمد.

فقہ کی کتابیں:

فقہ کی کتابیں امام محمد رحمہ اللہ نے لکھیں جو امام صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ ان کا وصال ۱۸۹ھ میں ہوا ہے۔ ان کی چھ کتابیں تواتر اور شہرت کی وجہ سے ظاہر الروایۃ کہلاتی ہیں، یہ ان سے متواتر ہیں۔ ہمارے متون فقہ قدوری، کنز، وقایہ، نقایہ وغیرہ ان ہی کتابوں سے ماخوذ ہیں، جیسے مشکوٰۃ، صحاح ستہ وغیرہ سے ماخوذ ہے۔

فقہ کے مسائل:

فقہ کے مسائل تین طرح کے ہیں:

(۱) وہ جو تواتر اور شہرت سے امام صاحب سے منقول ہیں۔ عموماً متون فقہ ان پر ہی مبنی ہیں۔

(۲) جو اخبار احاد کے طرز پر منقول ہیں۔ ایسی روایات کو نوادر کہتے ہیں۔ یہ شروح و فتاویٰ کی کتابوں میں مذکور ہوتے ہیں۔

(۳) وہ مسائل جو امام صاحب رحمہ اللہ کے بعد پیش آئے اور امام صاحب کے اصولوں پر ان کا حکم استنباط کرلیا گیا وہ بھی فقہ حنفی ہی کہلاتے ہیں، جیسے حساب کے اصول سے جو جواب نکالا جائے، جیسے ۸×۹=۷۲، اس کو حساب کا ہی جواب کہتے ہیں۔

نقل مسائل:

فقہ کے روزمرۃ پیش آنے والے مسائل جو متون متواترہ اور مشہورہ میں ہیں وہ سند کے محتاج نہیں ہوتے، جیسے قرآن پاک، لغت کے روزانہ استعمال ہونے والے الفاظ مثلاً گلاس، چارپائی یا صرف ونحو کے روزانہ استعمال ہونے والے قاعدے، جیسے کل فاعل مرفوع وغیرہ، اور جو مسائل کتب متواترہ یا مشہورہ میں نہ ہوں ان کا ثبوت صحت سند پر موقوف ہوتا ہے۔

مذہب حنفی:

جس طرح قرآن پاک کی بڑی تفاسیر میں متواتر قراتوں کے علاوہ شاذ اور متروک قرائتیں بھی درج ہوتی ہیں، مگر ان شاذ و متروک قرائتوں کو قرآن نہیں کہا جاتا۔ قرآن وہی ہے جو عوام متواتر اً تلاوت کر رہے ہیں۔ اسی طرح کتب حدیث میں متواتر، مشہور، آحاد کے علاوہ ضعیف، شاذ بلکہ موضوع حدیثیں تک درج ہوتی ہیں۔ مگر ان شاذ، متروک اور موضوع احادیث کو سنت نہیں کہا جاتا۔ سنت وہی احادیث ہیں جن کے ساتھ عملی تواتر شامل ہو جائے۔ اسی طرح کتب فقہ کے فتاویٰ وغیرہ کی بڑی کتابوں میں متواتر، مشہور اور مفتٰی بہا اقوال کے علاوہ شاذ، متروک اور غیر مفتٰی بہا اقوال بھی موجود ہوتے ہیں۔ مگر ان میں سے مذہب حنفی صرف ان مسائل کا نام ہے جو احناف میں عملاً متواتر اور مفتٰی بہا ہیں۔ متروک العمل اور غیر مفتٰی بہا اقوال مذہب حنفی نہیں۔ مذہب کا معنی ہی شاہراہ ہے جس پر لوگ دن رات چلتے ہوں۔

اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں: یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیدًا (۳۳:۷) ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور مضبوط بات کہو۔" فقہ کی کتابوں میں جو بات احناف میں عملاً متواتر اور مفتٰی بہ ہے وہی مضبوط کہلاتی ہے۔ متروک العمل اور غیر مفتٰی بہ مسائل پر اعتراض کرنے والے خوف خدا سے خالی ہیں۔ اسی طرح لکھا ہے: وان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق للاجماع۔ اور یہ کہ قاضی کا حکم اور مفتی کا فتویٰ دینا مرجوح قول پر جہالت ہے اور اجماع کا پھاڑنا ہے، یعنی حرام اور باطل ہے۔ (درمختار ج۱/ص۴۱)

گویا متروک العمل اور غیر مفتٰی بہ اقوال پر اعتراض کرنے والے سمّاعون للکذب اکّالون للسحت کی مد میں ہیں اور جاہل ہیں۔ واذا خاطبھم

الجاھلون قالوا سلامًا. اور مخالفین اجماع ہیں، جن کے لئے کتاب وسنت میں دوزخی ہونے کی وعید ہے۔

غلطی لگنا اور غلطی چلنا:

ہم صرف خدا کی کتاب کو لا ریب فیہ مانتے ہیں۔ انسانوں کی لکھی ہوئی کتابیں خواہ حدیث کی ہوں، خواہ فقہ کی، ان سے بھول چوک اور غلطی ہو جاتی ہے۔ یہ انسانی فطرت ہے۔ لیکن دوسرے اہلِ فن اس غلطی کو چلنے نہیں دیتے، جیسے رمضان المبارک میں قاری صاحب تلاوت کرتے ہیں۔ ان کو بعض اوقات غلطی لگتی ہے، مگر سامع حافظ لقمہ دے کر اس غلطی کو درست کرا دیتا ہے، اس کو چلنے نہیں دیتا۔ اب کوئی ایسی غلطیوں کو اکٹھا کر کے قرآن یا قاری کو غلط کار کہے، اشتہار دے تو یہ اس کی جہالت ہے۔ جب وہ غلطی چلی نہیں تو اس پر شور مچانا ہی غلط کاری ہے۔ اسی طرح اگر کسی مصنف سے غلطی ہوئی تو شارحین وغیرہ نے فوراً اس کی اصلاح کر دی، اس کو چلنے نہیں دیا۔ اس لئے کسی ایسی غلطی کو پیش کرنا جو چلی نہیں خدا کے حکم قولوا لھم قولاً معروفا (۵:۴) واذا قلتم فاعدلوا (۱۵۲:۶۱) کے بھی خلاف ہے اور خرق اجماع ہے۔ ہاں کسی ایسی غلطی کی نشاندہی فرمائیں جو اہلِ سنت میں چل گئی ہو، سب احناف کا اس پر عمل اور فتویٰ ہو اور کسی نے اس کی اصلاح نہ فرمائی ہو۔ اگر کوئی صاحب پیش فرمائیں تو ہم شکریہ ادا کر کے اس پر غور کریں گے۔ ان دس تمہیدی اور ضروری باتوں کو ذہن میں رکھ کر اگلی معروضات پر غور فرمائیں۔ ان مذکورہ دس باتوں میں سے اگر کسی بات کو قرآن کی صریح آیت یا نبی پاک ﷺ کی صحیح، صریح، غیر معارض حدیث کے خلاف ثابت کر دیا جائے تو ہم اس بات سے دستبردار ہو جائیں گے۔

آمد برسرِ مطلب:

جس طرح قرآن نے شرک کو توحید کی ضد فرمایا اور شرک سے منع فرمایا اور بدعت کو سنت کے خلاف نبی کریم ﷺ نے ضد فرمایا اور بدعت سے منع فرمایا، اسی طرح کسی آیت میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ فقہ کو نہ ماننا کہ وہ قرآن کے خلاف ہے اور پاک پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہو کہ فقہ کو نہ ماننا کہ وہ میری سنت کو مٹانے والی ہے۔ اس طرح کی آیت یا حدیث ہمیں نہیں ملی، کوئی صاحب پیش فرمائیں تو ضرور قبول کریں گے۔

(۱) آیت قرآنی:

یؤتی الحکمة من یشاء ومن یؤت الحکمة فقد اوتی خیرًا کثیرًا. وما یذکر الا اولوا الالباب (البقرہ:۲۶۹) ترجمہ: "اللہ عنایت کرتا ہے حکمت جس کو چاہتا ہے اور جو حکمت دیا گیا وہ خیر کثیر دیا گیا اور نصیحت وہی قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں حکمت کو خیر فرمایا ہے اور حکم کی حکمت وعلت تک پہنچنے کو ہی فقہ کہتے ہیں۔ اسی لئے رسول پاک ﷺ نے فرمایا: من یرد اللّٰہ به خیرًا یفقهه فی الدین (بخاری ج۱/ص۱۶) اللہ جس کے ساتھ بھلائی اور خیر کا ارادہ فرمائیں تو اس کو دین کا فقیہ بنا دیتے ہیں اور یہ بھی فرمایا: خیارهم فی الجاهلیة خیارهم فی الاسلام اذا فقهوا (بخاری ج۱/ص۴۷۹) جاہلیت میں جو خیار تھے وہ اسلام میں بھی خیار بن سکتے ہیں بشرطیکہ فقیہ بن جائیں۔ جب اللہ و رسول ﷺ نے فقہ کو خیر اور فقہاء کو خیار فرمایا تو فقہ سے محروم یقیناً خیر سے محروم ہے اور فقہ سے روکنے والا خیر سے روکنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لا تطع کل حلاف مهین. مناع للخیر معتدٍ اثیم. عتل بعد ذٰلک زنیم (القلم) "نہ کہا مان ہر قسمیں کھانے والے کمینے کا جو خیر سے روکتا ہے، حد سے بڑھا ہوا

گنہگار ہے اور اُجڈ اور بدنسل ہے۔" خدا سے ڈرو، خیر سے روک کر اس حکم کی زد میں نہ آؤ۔

فرمانِ خداوندی:

وما کان المؤمنون لینفروا کافة فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین ولینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون (التوبہ:۱۲۲) اور ایسے تو نہیں کہ سب مسلمان کوچ کریں (جہاد کے لئے) سو کیوں نہ نکلا ہر فرقہ (قوم) میں سے ان کا ایک حصہ تاکہ تفقہ فی الدین حاصل کریں اور تاکہ خبر پہنچائیں اپنی قوم کو جبکہ لوٹ کر آئیں ان کی طرف تاکہ وہ بچتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ تعلّم کا لفظ چھوڑ کر تفقہ کا لفظ اختیار فرما کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ علم دین کا محض پڑھ لینا کافی نہیں، وہ تو بہت سے کافر، یہودی و نصرانی بھی پڑھتے ہیں اور شیطان کو سب سے زیادہ حاصل ہے، بلکہ علمِ دین سے مراد دین کی سمجھ پیدا کرنا ہے۔ یہی لفظ تفقہ کا ترجمہ ہے اور یہ فقہ سے مشتق ہے۔ فقہ کے معنی سمجھ بوجھ کے ہی ہیں۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ نظر ہے کہ قرآن مجید نے یہاں مجرد کے صیغے سے لیفقهوا فی الدین، یعنی "دین کو سمجھ لیں" نہیں فرمایا، بلکہ لیتفقهوا فی الدین فرمایا جو باب تفعّل سے ہے۔ اس کے معنی میں محنت و مشقت کا مفہوم شامل ہے۔ مراد یہ ہے کہ دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرنے میں پوری محنت و مشقت اُٹھا کر مہارت پیدا کریں۔ اس آیت کریمہ میں دو طبقوں کا ذکر ہے: مجاہدین کا اور فقہاء کا۔ آنحضرت ﷺ نے بھی اسلام کی سربلندی کا مدار ان ہی دو گروہوں پر رکھا ہے (بخاری ج۱/ص۸، ۱۶؛ مسلم ج۲/ص۱۴۳) مجاہدین کا کام ملک گیری ہے کہ کافروں سے ملک چھین کر اسلامی سلطنت میں شامل کرنا اور فقہاء کا کام ملک داری ہے کہ خدا کی زمین پر خدا کا قانون فقہ اسلامی کی شکل میں نافذ کرنا، ان دو ہی چیزوں

میں اسلام کی سربلندی ہے۔ اس آیت کریمہ کے اولین مخاطبین صحابہ کرامؓ ہیں جن کی مادری زبان عربی تھی۔ وہ قرآن کی عربی آیت اور نبی کی حدیث سن کر اس کا مطلب اور ترجمہ ہم سے بہت اچھا سمجھ لیتے تھے۔ ان عربی دانوں میں سے ایک جماعت کو کہا کہ فقیہ بنو اور دوسرے عربی دانوں کو کہا کہ ان فقہاء کے فقہی فتاویٰ پر عمل کرو، اس سے معلوم ہوا کہ فقہ صرف ترجمہ جان لینے کا نام نہیں بلکہ وہ ایک خاص علمی گیرائی اور گہرائی کا نام ہے جس تک ہر عربی دان بھی نہیں پہنچ سکتا۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جب یمن بھیجا اور فرمایا کہ اگر مسئلہ کتاب وسنت سے نہ ملا تو فیصلہ کس طرح کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا، اس پر آپ خوش ہوئے۔ اب ظاہر ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جو اجتہادی اور فقہی فیصلے فرماتے۔ ان فیصلوں کو سب اہل یمن تسلیم کر لیتے، حالانکہ اہل یمن کی اپنی مادری زبان عربی تھی۔ نہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ معاذ! جب بات اجتہاد تک آجائے تو ان سب کو کہنا کہ اجتہاد کر لیں، کیونکہ سب کے سب عربی ہیں اور قرآن وحدیث بھی عربی میں ہے، وہ اس کا مطلب اور ترجمہ جانتے ہیں، نہ ہی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ان عربی دانوں کو یہ حق دیا، نہ ہی ان عربی دانوں نے حضور ﷺ سے یا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے اس حق کا مطالبہ کیا، وہ سب کے سب عربی دان ہو کر بھی اجتہادی مسائل میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی ہی تقلید شخصی کرتے رہے۔

فرمانِ رسول ﷺ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ تروتازہ رکھے اس شخص کو جو میری بات (حدیث) سنے، پھر اسے یاد رکھے

اور آگے پہنچادے (فقیہ کے پاس کیونکہ بہت سے عربی دان محدث ایسے بھی ہوں گے جن کو وہ حدیث خوب یاد ہے جس میں فقہی مسائل ہیں، مگر وہ محدث غیر فقیہ ہونے کی وجہ سے ان فقہی مسائل کا استنباط نہیں کر سکتے)اور بہت سے ایسے فقیہ ہوں گے کہ اس حدیث کے پہنچانے والے محدث سے بہت زیادہ فقیہ ہوں گے (مشکوۃ ص ۳۵)

اس آیت اور حدیث سے ثابت ہوا کہ قرآن اور حدیث میں فہم فقیہ ہی حجت ہے، غیر فقیہ کی سمجھ حجت نہیں اگر چہ وہ محدث ہو۔ اللہ و رسول ﷺ نے ہمیں فقہاء کے سپرد فرمایا ہے۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص صرف حدیثیں جمع کرتا ہے اور ان سے فقہی مسائل استنباط نہیں کرسکتا وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص دوائیاں جمع کرلے مگر ان کے محلِ استعمال اور طریقہ استعمال کو نہیں جان سکتا جب تک طبیب کے پاس نہ جائے۔ اسی طرح محدث حدیث کی فقہ کو نہیں جان سکتا جب تک فقیہ کے پاس نہ آئے (الخیرات الحسان ص ۷۵) خود محدثین کو بھی اس بات کا اعتراف ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **علیک بالفقه فانه ثمرة الحدیث (المحطه)** فقہ کو لازم پکڑ، وہ حدیث کا ہی پھل ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **کذلک قال الفقهاء وهم اعلم بمعاني الحدیث** (ترمذی باب غسل المیت) اسی طرح فقہاء نے فرمایا اور وہ ہم (محدثین) سے زیادہ حدیث کے معانی کو سمجھنے والے ہیں۔ محدث اور فقیہ میں ایسا ہی فرق ہوتا ہے جیسا حافظ قرآن اور مفسر قرآن میں۔ ہر حافظِ قرآن، مفسرِ قرآن نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ سب محدثین ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کے مقلد رہے ہیں۔ چنانچہ خود محدثین نے جو کتابیں محدثین کے حالات میں تحریر فرمائی ہیں وہ چار ہی قسم کی ہیں: طبقاتِ حنفیہ، طبقاتِ شافعیہ، طبقات مالکیہ اور طبقات حنابلہ۔ آج تک کسی مسلمہ محدث نے طبقات

غیر مقلدین نامی کوئی کتاب نہیں لکھی۔ جن کتابوں سے ان لوگوں کا مسلم اور محدث ہونا ثابت ہے ان ہی کتابوں سے ان کا مقلد ہونا ثابت ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ:

واذا جاءھم امرٌ من الامن اوالخوف اذا عوا بہ ولو ردّوہ الی الرّسول والیٰ اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم. ولو لا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطٰن الا قلیلًا (النساء/۸۳) اور جب ان کے پاس پہنچتی ہے کوئی خبر امن یا ڈر کی تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں، اور اگر اس خبر کو پہنچا دیتے رسول تک اور اپنے اولی الامر تک تو تحقیق کرتے اس کی ان میں جو تحقیق کرنے والے ہیں اس کی۔ اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا اور اس کی مہربانی تو البتہ تم پیچھے ہو لیتے شیطان کے مگر تھوڑے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تحقیق کا حق دو ہستیوں کو دیا، رسول اور اہلِ استنباط کو۔ استنباط کا معنی ہے زمین کی تہہ میں چھپے ہوئے پانی کو نکال لینا۔ اسی طرح کتاب وسنت کی تہہ میں پوشیدہ مسائل کے نکال لینے کو فقہ کہتے ہیں۔ اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے استنباط کا لفظ بیان کر کے ایک تو یہ بات سمجھا دی کہ جتنا انسانی زندگی کے لئے پانی ضروری ہے اتنی ہی اسلامی زندگی کے لئے فقہ ضروری ہے۔ دوسری یہ بات سمجھا دی کہ جس طرح کنواں کھودنے والا کنواں کھود کر چھپے ہوئے پانی کو ہی ظاہر کرتا ہے، اسی طرح مجتہد خود اپنی طرف سے مسئلہ نہیں گھڑتا، بلکہ خدا تعالیٰ کی ہی کتاب اور رسول اللہ کی سنت میں سے ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ کنوئیں کا پانی خدا کے پانی سے مخالف ہے، نہایت احمقانہ بات ہے۔ ایسی ہی احمقانہ بات یہ ہے کہ فقہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ جس طرح ایک آدمی کنواں کھود لے اور سارا گاؤں اسی کنوئیں کا پانی استعمال کرے

تو نہ یہ شرک ہے، نہ کفر نہ حرام۔ اسی طرح ایک مجتہد نے اجتہاد کرلیا، باقی سب نے اس کی تقلید کرلی تو یہ خدا اور رسول ﷺ کی ہی تابعداری ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل نہ ہوتا کہ رسول اور مجتہد کی تحقیق سب کے لئے کافی ہے تو تم میں سے بہت سے لوگ فقہاء کو چھوڑ کر شیطان کے پیچھے لگ جاتے۔ خود پاک پیغمبر ﷺ نے بھی یہی فرمایا: **فقيه واحد اشد على الشيطن من الف عابد** (ترمذی) ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے۔ دیکھو عابد نفل نمازیں، نفل روزے یقیناً زیادہ کرتا ہے، مگر شیطان کو ان نمازوں اور روزوں سے بھی اتنی چڑ نہیں جتنی فقہ سے ہے۔ جس طرح اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ فقہ کی مخالفت کرنے والا شیطان ہے، کیا کسی حدیث میں فقہ کے مخالف کو اہل حدیث کہا گیا ہے؟ **فمال هؤلاء القوم لا يكادون يفقهون حديثا** (النساء: ۷۸) ''سو کیا ہو گیا ان لوگوں کو کہ ہرگز نہیں لگتے کہ سمجھیں کوئی بات۔'' **قد فصلنا الآيات لقوم يفقهون** (الانعام:۹۹) اور البتہ ہم نے اپنی آیات کی تفصیل کردی اس قوم کے لئے جو صاحب فقاہت ہے۔ **وجعلنا على قلوبهم اكنة ان يفقهوه وفي آذانهم وقرا** (بنی اسرائیل:۱۴۶، کہف:۵۷) اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں تاکہ اس کو نہ سمجھیں اور رکھ دیا ان کے کانوں میں بوجھ، یعنی اب نہ وہ خود فقیہ ہیں نہ فقیہ کی سنتے ہیں۔ **وطبع على قلوبهم فهم لا يفقهون** (التوبہ:۸۷، المنافقون:۳) اور مہر کردی گئی ان کے دلوں پر، سو وہ نہیں سمجھتے۔ **صرف الله قلوبهم بانهم قوم لا يفقهون** (التوبہ: ۱۲۷) اور پھیر دیئے اللہ نے دل ان کے اسی واسطے کہ وہ لوگ ہیں کہ نہیں سمجھتے۔ **لهم قلوب لا يفقهون بها** (الاعراف:۱۷۹) ان کے دل ہیں، ان سے سمجھتے نہیں۔ **ذلک**

بانھم قوم لا یفقھون (الحشر:۱۳) یہ اس لئے کہ وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔ ولکن المنافقون لا یفقھون (المنافقون) لیکن منافق نہیں سمجھتے۔

رسولِ پاک ﷺ بھی فرماتے ہیں: خصلتان لا تجتمعان فی منافق حسن سمت ولا فقہ فی الدین (مشکوٰۃ) دو عادتیں منافق میں جمع نہیں ہوسکتیں، نہ حسنِ اخلاق اور نہ ہی فقہ فی الدین۔ جس طرح اس حدیث پاک سے صراحتاً فقہ کے منکر کا بداخلاق اور منافق ہونا ثابت ہوا، ہمیں کسی آیت یا حدیث میں یہ نہیں ملا کہ فقہ کے منکر کو اللہ یا رسول ﷺ نے اہل حدیث کہا ہو۔ ہم نے یہ تیرہ آیات اور کئی احادیث پیش کی ہیں کہ فقہ کو ماننا ضروری ہے۔ جس طرح فرقہ ''اہلِ قرآن'' لوگوں کو کہتا ہے کہ اہل حدیثوں نے خدا کا قرآن چھوڑ کر مخلوق پرستی شروع کر رکھی ہے، ایک عربی قرآن کے مقابلے میں چھ عجمی قرآن صحاحِ ستہ کے نام سے بنا رکھے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حدیثیں قرآن کے خلاف ہیں، عقل کے خلاف ہیں، ان میں حیا سوز باتیں ہیں، اہل حدیث حدیثوں کو قرآن کا نچوڑ کہتے ہیں اور قرآن کو معاذ اللہ پھوگ سمجھتے ہیں۔ بالکل یہی باتیں ان سے سیکھ کر غیر مقلدین فقہ کے خلاف دُہراتے ہیں، لیکن جیسے یہ ان کے دل کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں وہ آج تک ایک آیت قرآنی پیش نہیں کر سکے کہ جس کا ترجمہ ہو کہ حدیث قرآن کے خلاف ہے، اس میں حیا سوز باتیں ہیں، اس لئے ہم سب سمجھتے ہیں کہ جب وہ خدا تعالیٰ سے یہ باتیں ثابت نہیں کر سکے تو ان کے اس بات کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ نہ قرآن کو سمجھ سکے ہیں نہ حدیث کو، اس لئے بے سمجھی سے ان کو ایک دوسرے کا مخالف سمجھ رہے ہیں۔ اسی طرح غیر مقلدین آج تک ایک آیت اور ایک حدیث بھی پیش نہیں کر سکے کہ اللہ یا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہو کہ فقہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے، تو ہم

بھی یہی کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں بقول خدا اور رسول فہم فقیہ حجت ہے نہ کہ فہم سفیہ، تو اگر کوئی اپنی سفاہت سے نہ قرآن وسنت کو سمجھے اور نہ فقہ کو اور بے سمجھی سے مخالف قرار دے تو ہم اس کی اس بات کے مکلف نہیں ہیں۔ ہمیں تو اللہ تعالیٰ ورسول ﷺ نے فقہاء کے سپرد کیا ہے نہ کہ سفہاء کے۔ اللہ تعالیٰ انکار فقہ کی شیطنت اور نفاق سے بچائیں۔

فقہ کی مثال:

جس طرح اللہ تعالیٰ نے استنباط کے لفظ سے فقہ کی ضرورت اور اہمیت سمجھائی ہے، اسی طرح رسول اقدس ﷺ نے مثال بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے جو وحی مجھ پر نازل فرمائی اس کی مثال موسلا دھار بارش کی سی ہے۔ فرمایا بارش زمین پر برسی، لیکن زمین تین قسم کی تھی:

(۱) ایک ارض طیبہ، اس پاکیزہ اور ستھری زمین نے اپنا سینہ کھول کر اس بارش کو جذب کر لیا اور پھر اس کی برکت سے زندگی کی تمام ضروریات اس کھیت میں پیدا ہو گئیں۔

(۲) دوسری قسم کی زمین نشیب تھی۔ اس میں بارش کا پانی بھر گیا۔ گویا تالاب کی شکل میں جمع ہو گیا۔

(۳) تیسری قسم کی زمین ایک ٹیلہ تھی، نہ اس میں پانی ٹھہرا اور نہ کوئی فصل اُگی۔ فرمایا کہ یہ مثال فقہ فی الدین کی ہے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری، مسلم)

آپ ﷺ نے اوّل نمبر پر جس زمین کا ذکر فرمایا اور اُسے ارض طیبہ قرار دیا، یہ مثال فقہ کی کتابوں کی ہے۔ اس میں اسی پانی کی برکت سے تمام ضروریات زندگی مل جاتی ہیں۔ اناج، غلہ، پھل، پھول، گنا، سبزیاں، گھاس، چارہ، دوا دارو کے لئے جڑی بوٹیاں، لباس کے لئے کپاس وغیرہ۔ اگرچہ یہ کھیت بعض اوقات خشک نظر آئے، اس میں پانی کا قطرہ بھی نظر نہ آئے مگر اس کی فصل کا ہر پھل، ہر پتا اسی پانی ہی کی برکت کا ظہور ہے۔ اسی

طرح اگر کسی فقہ کی کتاب میں قال اللہ اور قال الرسول کا لفظ صراحتاً موجود نہ ہوتب بھی یہ تمام مسائل کتاب وسنت کے ہی ثمرات ہیں۔اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جتنی ضروریات زندگی میں کھیت کی اہمیت ہے اتنی ہی اسلامی زندگی میں فقہ کی اہمیت ہے۔ دوسری قسم کی زمین جس میں پانی تالاب کی شکل میں کھڑا ہوگیا،یہ حدیث کی کتابیں ہیں۔ جس طرح تالاب میں پانی سب کونظر آتا ہے، یہاں قال الرّسول سب کونظر آتا ہے۔ اگر بارش کے براہ راست پانی میں کچھ کمی ہوتو اس پانی سے بھی کھیت کو سینچا جاسکتا ہے،اور سب کو معلوم ہے کہ کھیت کی طرح تالاب میں سب ضروریات زندگی نہیں ملتیں بلکہ اکثر ضروریات زندگی میں تالاب والے بھی کھیت والوں کے ہی محتاج ہوتے ہیں،اسی لئے سب محدثین کسی نہ کسی امام کے مقلد ہوئے ہیں۔فقہ کی چھوٹی سی چھوٹی کتاب میں بھی آپ کو نماز، نماز عید، نماز جنازہ وغیرہ کی مکمل تفصیل اور تمام مسائل کا حل ملے گا۔جبکہ حدیث کی بڑی سے بڑی کتاب میں بھی آپ کو روزانہ پانچ دفعہ پڑھی جانے والی نماز کا مکمل طریقہ نہیں ملے گا۔اور تیسری وہ زمین ہے جہاں سے نہ فصل اُگی نہ پانی ٹھہرا۔یہ وہی فرقے ہیں جن کی دنیا میں حدیث کی کوئی کتاب نہیں اور نہ فقہ اور اصول فقہ کی۔ مقلدین مانگ کر کھیت والے سے ضروریات لیتے ہیں اور یہ بے چارے چوری کرکے۔ بہر حال کوئی تالاب والا ہو یا ٹیلے والا، وہ اپنی ضروریات زندگی میں کھیت کا محتاج ہے،اور سر کی ٹوپی، جسم کے کپڑے، پاؤں کے جوتے، پیٹ میں غذا، سب میں کسی نہ کسی طرح اسی کھیت کا دخل ہے۔ہاں مانگ کر گنا لے لیا جائے تو وہ حلال ہوتا ہے اور چوری کرلیا جائے تو وہ حرام ہی ہوتا ہے۔

فقہ کی فضیلت:

رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں:''عالم (فقیہ) کے لئے آسمانوں اور زمینوں کی

ساری مخلوقات استغفار کرتی ہے اور سمندر کی تہہ کی مچھلیاں تک، اور عالم (فقیہ) کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی تاروں پر اور بے شک علماء (فقہاء) نبیوں کے وارث ہیں (مشکوٰۃ، احمد، ترمذی، ابوداؤد)

اسی طرح آپ ﷺ کی خدمت میں ایک عالم (فقیہ) اور عابد کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: عالم (فقیہ) کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ آدمی پر۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اور تمام ساکنین ارض وسماء، یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلی سمندر کی تہہ میں لوگوں کو خیر (فقہ) سکھانے والے کے لئے دعائیں کرتے ہیں (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی) ان دونوں حدیثوں میں عالم کا مطلب فقیہ اس لئے لیا ہے کہ خود حدیث میں عابد کے مقابلہ میں عالم کو فقیہ فرمایا ہے: "فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد." اور خیر کا مطلب فقہ لیا ہے، اس لئے کہ خود آپ ﷺ نے فقہ کو خیر فرمایا ہے اور ویسے بھی مطلق کا اطلاق فرد کامل پر ہی ہوتا ہے۔ کامل عالم فقیہ ہی ہوتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: "بے شک لوگ تمہاری تابعداری (تقلید) کریں گے اور دنیا کے کونے کونے سے تمہارے پاس فقہ سیکھنے آئیں گے، ان سے بہترین سلوک کرنا۔" (ابن ماجہ) فقہ سیکھ کر اس کی اتباع کا نام ہی تقلید ہے۔

دو مجلسیں:

آپ ﷺ کی مسجد میں دو مجلسیں لگی ہوئی تھیں۔ ایک مجلس کے صحابہ کرامؓ اللہ سے دعاء و رغبت میں مشغول تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بھی خیر ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے ان کی دعائیں قبول کرے یا نہ کرے۔ اور دوسری مجلس کے صحابہ کرامؓ آن پڑھ

لوگوں کو فقہ کی تعلیم دے رہے تھے۔ فرمایا یہ ان سے افضل ہیں اور اللہ نے مجھے بھی معلم (فقیہ) بنا کر مبعوث فرمایا۔ پس آپ ﷺ ان میں بیٹھ گئے (دارمی، مشکوۃ) اللہ! کیا عظمت ہے فقہ اور فقہاء کی۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

چند اور احادیث مقدسہ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

اہمیت فقہ:

آپ ﷺ نے فرمایا: فقہ کی ایک مجلس ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھوڑی فقہ پڑھنا بہت زیادہ (نفل) عبادت سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ایک عابد اور ایک فقیہ پیش ہوں گے، اللہ تبارک وتعالیٰ عابد سے فرمائیں گے اے عابد! تو جنت میں چلا جا، کیونکہ تیری عبادت اپنی ذات کے لئے تھی، اور فقیہ سے فرمائیں گے تو میری بارگاہ میں گنہگاروں کی شفاعت کر، تیری شفاعت قبول کی جائے گی۔ کیونکہ تیری محنت دوسروں کی اصلاح کے لئے بھی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرات انبیاء کرام علیہم السلام (اپنی امتوں کے) قائدین اور فقہاء (اپنے مقلدوں کے) سردار ہیں اور ان کی مجالس میں خیر و برکت کی زیادتی ہے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کسی امت کی تباہی و بربادی کی علامت یہ ہے کہ اس امت کے فقہا وفات پا جائیں تو امت ہلاک ہو گئی۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر چیز کا عروج و زوال ہوتا ہے، فرمایا میرے دین کے عروج کا زمانہ یہ ہے کہ پورے قبیلے کے لوگ فقہ کو مانتے ہوں، اس کے موافق عمل کرتے ہوں، اگر ان میں ایک دو شخص فقہ سے ہٹ کر فاسق بن جائیں تو قبیلے کے فقہاء ان فقہ کے منکرین فاسقوں کو ڈانٹیں گے۔

سارا قبیلہ چونکہ فقہ کو مانتا ہوگا وہ ان فقہاء کی حمایت کرے گا اور ان فاسقوں کا کوئی حامی نہ ہوگا، اسی لئے وہ معاشرے میں ذلیل رہیں گے اور دین کا عروج رہے گا۔ فرمایا اور دین کا زوال اس وقت ہوگا کہ پورے معاشرے میں ایک دو فقیہ ہوں گے اور معاشرے کی اکثریت فاسق ہوگی۔ اس لئے اگر وہ فقیہ کسی فاسق کو روکیں گے تو معاشرے میں ان کی حمایت کرنے والا کوئی نہ ہوگا اور سب فاسق اس فاسق کی حمایت کریں گے اور فقیہ کو مغلوب کریں گے۔ یہی دن دین کے زوال کے ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تین آدمی بہت ہی قابل رحم ہیں: ”ایک وہ شخص جو پہلے امیر تھا پھر فقیر ہوگیا، دوسرا وہ شخص جو قوم میں بڑا باعزت تھا پھر ذلیل ہوگیا، تیسرا وہ فقیہ جس کے ساتھ جاہل لوگ دینی تلاعب کرنا شروع کردیں۔“ یہ تمام احادیث خطیب بغدادی (۴۶۳ھ) کی کتاب "الفقیه والمتفقه" میں سندوں کے ساتھ منقول ہیں۔

برادرانِ اہل سنت والجماعت! اگر فقہ قرآن و حدیث کے خلاف ہوتی تو اللہ تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ اس فقہ کی اتنی عظمت اور فضیلت بیان نہ فرماتے، محدثین کرام اپنی کتابوں میں فقہ کی فضیلت اور اہمیت کی حدیثیں نہ لاتے۔ خدا تعالیٰ کے پورے قرآن میں ایک آیت بھی اس مضمون کی نہیں کہ فقہ کو نہ ماننا، فقہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے اور نہ ہی ساری عمر میں کبھی پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ فقہ کو نہ ماننا، یہ احادیث کے خلاف ایک متوازی شریعت سازی ہے، فقہ کے انکار میں ہی نجات ہے، فقہ کا منکر دنیا میں اہلِ حدیث کہلائے گا، یہ کسی حدیث میں نہیں۔ افسوس! یہ لوگ اللہ و رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر باتیں کرتے ہیں اور جس طرح اہلِ قرآن سنت کے خلاف وسوسے پھیلاتے ہیں، یہ اہلِ حدیث نام رکھ کر فقہ کے خلاف وسوسے پھیلا کر خدا اور رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین.

مسئلہ قرأت خلف الامام

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى. امابعد

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم

وما كان المؤمنون لينفروا كافة فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون.

قال رسول الله ﷺ من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين وقال رسول الله ﷺ فقيه واحد اشد على الشيطن من الف عابد.

دوستو بزرگو! اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے جس نے اپنی ساری مخلوقات میں سے ہمیں انسان بنایا جو اشرف المخلوقات ہے۔ پھر انسانوں میں سے مسلمان بنایا، چونکہ سچا دین صرف اور صرف اسلام ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان الدين عند الله الاسلام. پھر مسلمانوں میں سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اہل سنت والجماعت بننے کی توفیق عطا فرمائی، جس طرح سارے دینوں میں سچا دین صرف اسلام ہے اسی طرح مسلمان کہلانے والوں میں سچی جماعت اور نجات پانے والی جماعت صرف اہل سنت والجماعت ہے اور پھر ہمیں اللہ تعالیٰ نے سیدنا امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کی توفیق عطا فرمائی، جن

کی رہنمائی میں ہم اللہ تعالیٰ کے پاک نبی ﷺ کی سنتوں پر عمل کرر ہے ہیں، اس لئے ہم حنفی بھی کہلاتے ہیں۔

دو باتیں:

دو باتیں ایسی ہیں جن میں یقیناً آپ میرے ساتھ اتفاق کریں گے، پہلی بات یہ کہ دین اسلام کامل ہے، دوسری بات یہ کہ سچ سچ ہوتا ہے اور ہمیشہ سچا ہی کامیاب ہوتا ہے، جھوٹ جھوٹ ہوتا ہے اور جھوٹا کبھی کامیاب نہیں ہوتا اگر صرف یہ دو باتیں آپ ذہن رکھیں تو بہت سے اختلافات ختم ہو سکتے ہیں۔ ایک بات یاد رکھیں کہ کوئی اختلافی مسئلہ مکمل اختلافی نہیں ہوتا بلکہ اس میں کوئی نہ کوئی پہلو اتفاقی ہوتا ہے اس لئے جس بات میں اتفاق ہو اگر اس کو پہلے سمجھیں تو اختلافی بات کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے، اگر کوئی اتفاقی بات کی طرف نہ آئے، صرف اختلاف ہی اختلاف کا شور مچاتا رہے تو وہ لوگوں کو بات سمجھا نہیں سکتا اور نہ خود سمجھ سکتا ہے۔

عیسائی سے مناظرہ:

ایک عیسائی سے میرا مناظرہ تھا۔ وہ پادری کہنے لگا کہ آپ ایک دلیل ایسی پیش کریں کہ جس سے حضور نبی کریم ﷺ کا نبی ہونا ثابت ہو جائے جس کا میں انکار نہ کر سکوں، میں نے کہا میں اگر سو دلائل بھی پیش کروں تو تو انکا کچھ نہ کچھ جواب دینا شروع کر دے گا۔ پادری کہنے لگا کیا آپ دلیل نہیں دینا چاہتے؟ میں نے کہا دلیل دینا چاہتا ہوں لیکن ایسے طریقہ سے کہ صرف ایک ہی دلیل کام کر جائے۔ پادری نے کہا وہ کیسی دلیل ہوگی؟ میں نے کہا کچھ ایسے انبیاء علیہم السلام بھی ہیں جن کو ہم دونوں نبی مانتے ہیں مثلاً ابراہیم ہیں، موسیٰ ہیں، عیسیٰ ہیں جن کے نبی ہونے کو آپ مانتے ہیں، آپ ان کے نبی

ہونے کی دلیل پیش کریں تا کہ ایک پیانہ بن جائے، کہ نبی کی نبوت اس قسم کی دلیل سے ثابت ہوتی ہے، پیانہ آپ بنائیں گے موسیٰ علیہ السلام کے لئے، عیسیٰ علیہ السلام کے لئے پھر اس کے برابر بلکہ اس سے بڑھ کر دلیل انشاء اللہ میں دے دوں گا، اور ایسا انداز ہوگا جس میں بات بالکل کھل کر سامنے آجائے، اس پر پادری نے یسعا نبی کی کتاب کھولی اور اس سے ایک عبارت پڑھی کہ ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اس کا نام امانوئیل رکھے گی۔ میں نے کہا اس سے آپ کا کیا مطلب؟ پادری نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پیشین گوئی کی ہے۔ میں نے کہا یہ قاعدہ کلیہ ہے؟ اگر یہی قاعدہ کلیہ ہے تو پہلے آدم علیہ السلام کے لئے کوئی پیشین گوئی ثابت کریں، ابراہیم علیہ السلام کے لئے کوئی پیشن گوئی بتائیں، عیسیٰ علیہ السلام کے لئے کوئی پیشین گوئی بتائیں، کوئی ایسا قاعدہ کلیہ بتائیں جو ہر جگہ فٹ آسکے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں اس عبارت سے بھی یہ نہیں مانتا کہ اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی پیشین گوئی ہے کیونکہ زیادہ سے زیادہ زور آپ اس بات پر لگائیں گے کہ اس میں کنواری کا لفظ ہے لیکن میں اسی کو غلط سمجھتا ہوں، یہ دیکھو میرے ہاتھ میں یہودی بائبل ہے۔ اس میں جوان عورت لکھا ہے، کنواری نہیں لکھا۔ یہ تمہاری ریفرنس بائبل ہے جس کے حاشیہ پر لکھا ہے جوان عورت لِ یہ عبرانی لفظ ہے۔ یہ اسی بائبل میں اٹھارہ جگہ آیا ہے، سترہ جگہ آپ نے بھی ترجمہ جوان عورت کیا ہے اور اس جگہ ترجمہ آپ کبھی کنواری عورت کرتے ہیں اور کبھی جوان عورت کرتے ہیں، تو میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ اس جوان عورت سے حضرت آمنہ مراد ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ حضرت آمنہ کے اکلوتے بیٹے تھے، نہ ان کی کوئی بہن تھی، نہ بھائی تھا، بلکہ ان کا صرف ایک ہی بیٹا ہوا ہے اس لئے اس کو تو میں بھی دلیل بنا سکتا ہوں، آپ کی دلیل تو نہیں بنتی۔ پھر میں نے

پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ اسی کتاب کا باب نمبر ۵۳ بھی مسیح علیہ السلام کے بارے میں ہے۔ پادری کہنے لگا جی ہاں۔ میں نے کہا پھر اس باب نمبر ۹ کو آپ ان پر کیوں چسپاں کر رہے ہیں کیونکہ سخت اختلاف ہے، وہاں تو یہ لکھا ہے کہ معاذ اللہ کہ وہ ایک مردِ مردود غمناک رنج کا پڑا ہوا آدمی تھا، اور ہماری بارگاہ میں اس کی کوئی قدر نہیں، لیکن یہاں لکھا ہے کہ وہ امانوئیل ہوگا، خدا اس کے ساتھ ہوگا، اور یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کے خلاف ہیں یا تو آپ باب نمبر ۵۳ مسیح علیہ السلام کے بارے میں مانیں یا باب نمبر ۹ مانیں، پھر میں نے کہا کہ میں امانوئیل کسے مانوں، کیونکہ امانوئیل کا معنی ہے جس کے ساتھ خدا ہو، اس کو مانے جو کہتا ہے ان اللہ معنا خدا ہمارے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ماودعک ربک وما قلی تجھے خدا نے چھوڑا نہیں اور نہ تجھ سے ناراض ہوا، یا میں امانوئیل اسے مانوں جس نے چوکھٹے صلیب پر (معاذ اللہ) یہ نعرہ لگایا ہو علی علی لما شغفتنی اے اللہ اے اللہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا، جس کو اللہ چھوڑ دے وہ امانوئیل نہیں ہوتا۔ جب میری بات یہاں تک پہنچی تو جو عیسائی بیٹھے تھے وہ سب وکیل یا پروفیسر تھے، ان میں کوئی ان پڑھ آدمی نہیں تھا، ان میں سے ایک وکیل کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ ہماری درخواست ہے کہ آپ بات بند کر دیں کیونکہ ہمارا پادری آپ کی بات کا جواب نہیں دے سکتا۔ ہم نے نقانی پادری کے پاس گاڑی بھیجی ہے وہ چند منٹ کے بعد تشریف لے آئیں گے پھر آپ ان سے بات کریں۔ میں نے کہا جب تک وہ آئے اس وقت تک تو بات چلنے دیں، آپ کے پادری نے پیشین گوئی پر بات شروع کی کہ جس کی پیشین گوئی سچی ہو وہ نبی ہوتا ہے۔

عجیب پیشین گوئی:

میں بھی پیشین گوئی کرنے لگا ہوں، اتنی جلدی کسی کی پیشین گوئی سچی نہیں ہوئی

جتنی جلدی اس مجلس میں میری پیشین گوئی سچی ہوگی۔ میری پیشین گوئی اسی مجلس میں سچی ہوگی۔ وکیل صاحب کہنے لگے وہ کیا، میں نے کہا جو آدمی پادری کو لینے گیا ہے اگر اس نے بتلا دیا کہ وہاں امین (حضرت مولانا محمد امینؒ) موجود ہے تو وہ کبھی نہیں آئے گا اور اگر اس نے یہ نہ بتلایا تو وہ آ تو جائے گا لیکن یہاں آ کر مناظرہ ہرگز نہیں کرے گا۔

آخر وہی بات ہوئی کہ پانچ سات منٹ کے بعد وہ آ گیا اور اپنے مناظر کی طرف جانے کی بجائے میرے ساتھ آ کر بیٹھ گیا، میں نے کہا آپ ادھر جا کر بیٹھیں کیونکہ آپ مناظرہ کے لئے آئے ہیں۔ وہ پادری کہنے لگا کہ مجھے یہ بتلایا ہی نہیں گیا کہ آپ یہاں ہیں ورنہ میں کبھی نہ آتا، میں نے کہا اب تو آ گئے ہو اب مناظرہ کرو، اس پر وہ پادری کہنے لگا کہ کوئی عقل مند آدمی جلتی آگ میں چھلانگ نہیں لگا سکتا، اس لئے میں آپ سے مناظرہ نہیں کرتا، میں نے لوگوں سے کہا کہ میری پیشین گوئی تو سچی ہو گئی ہے، پہلے پادری کے بقول تو (معاذ اللہ) مجھے نبی ماننا چاہئے لیکن میں یہی کہتا ہوں کہ میرے نبی ﷺ پر ایمان لے آؤ جس کا میں امتی ہوں، وہ بات تو ختم ہو گئی لیکن عیسائیوں کو غصہ بہت تھا، پھر ایک پادری کو بلا کر لائے، اس سے بھی میں نے یہی کہا کہ آپ اتفاقی پیمانہ بتا لو پھر آگے چلیں گے، اس نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر لاٹھی ماری اس سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے، یہ ان کا معجزہ ہے، دریا پر لاٹھی ماری تو راستے بن گئے، یہ معجزہ ان کے نبی ہونے کی دلیل ہے۔ میں نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ اب ایک پیمانہ تو متعین ہو گیا، میں نے کہا موسیٰ علیہ السلام نے جس دریا پر لاٹھی ماری تھی وہ دریا پہلے آسمان پر تھا یا چوتھے آسمان پر، وہ پادری کہنے لگا نہیں جی زمین پر تھا۔ میں نے کہا لاٹھی پانی پر پہنچی تھی یا دور رہی تھی، پادری نے کہا پانی پر لگی تھی، میں نے کہا واقعی یہ بہت بڑا معجزہ ہے، اسی بنا پر موسیٰ علیہ

السلام کو یہودیوں نے بھی نبی مانا، عیسائیوں نے بھی مانا اور مسلمانوں نے بھی ان کو نبی مانا۔

لیکن اب ہماری طرف بھی توجہ فرمائیں، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ زمین پر تشریف فرماتے، آسمان کے چاند کی طرف صرف انگلی سے اشارہ فرمایا، انگلی چاند تک نہیں پہنچی لیکن اللہ تعالیٰ نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ ارشاد ربانی ہے **اقتربت الساعة وانشق القمر** میں نے کہا موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ زمین پر ظاہر ہوا تو کسی یہودی عیسائی اور مسلمان کو ان کے نبی ہونے میں شک نہیں رہا اور جس نبی ﷺ کا معجزہ آسمان پر ظاہر ہو چاند دو ٹکڑے ہو جائے تو اس نبی کی نبوت میں کون عقل مند شک کر سکتا ہے، یہ تو اسی قسم کی حماقت ہوگی جس طرح کوئی یہ کہے کہ زمین سے جو مٹی کا تیل نکلتا ہے اس کے جلانے سے روشنی ہوتی ہے لیکن آسمان کا سورج روشنی نہیں دیتا، جس کا معجزہ زمین پر ظاہر ہوا اُس کو تو آپ نبی مان رہے ہیں اور جس کا معجزہ آسمان پر ظاہر ہوا اُس کے نبی ہونے میں کیوں شک کرتے ہو، اس پر سب وکلاء کہنے لگے کہ مولوی صاحب آپ بات بند کر دیں کیونکہ واقعی آپ کی دلیل اتنی وزنی ہے کہ اب دو ہی صورتیں ہیں (۱) یا ہم ایمان لے آئیں (۲) یا ہم ضد کر لیں، تیسری کوئی بات نہیں، اس لئے اب آگے مناظرہ سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہ واقعہ میں نے اس لئے سنایا کہ پہلے اتفاقی بات کے لئے کوئی پیمانہ مقرر ہو جائے تو پھر اختلافی بات کی طرف آنا آسان ہوگا۔

مسئلہ قرأت خلف الامام:

سب سے پہلے مسئلہ قرأت خلف الامام عرض کرتا ہوں، آپ بتائیں کہ قرآن پاک کی کتنی سورتیں ہیں، ایک سو چودہ، ان میں سے ایک سو تیرہ سورتیں غیر مقلدین بھی امام کے پیچھے نہیں پڑھتے اور ہم بھی نہیں پڑھتے، صرف ایک سورت میں اختلاف ہے تو

جس طرح میں نے عیسائیوں سے کہا تھا وہی ان سے کہتا ہوں۔

ماہ رمضان کا واقعہ:

رمضان شریف میں میری ایک جگہ تقریر تھی تو ایک غیر مقلد کہنے لگا کہ آج ہمارا بھی ختم قرآن ہے۔ میں نے کہا پھر کیا دعا کرو گے؟ کہنے لگا دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، میں نے کہا دعا کے الفاظ مجھ سے سیکھو۔ وہ کہنے لگا وہ الفاظ کیا ہیں؟ میں نے کہا دعا یوں کرنا اے اللہ! قاری صاحب کا پورا قرآن قبول فرما اور ہماری صرف سورہ فاتحہ قبول فرما کیونکہ آپ نے صرف سورہ فاتحہ پڑھی ہے، پورا قرآن نہیں پڑھا، کہنے لگا جی وہ قرآن بھی ہماری طرف سے ہو گیا، میں نے کہا اللہ کے بندے! اگر ایک صد تیرہ سورتیں ہو سکتی ہیں تو ایک سورت نے کیا گناہ کیا کہ وہ نہیں ہو سکتی؟

غیر مقلدین سے ایک سوال:

اب ان سے ہمارا ایک سوال ہے کہ ایک سو تیرہ سورتیں آپ بھی امام کے پیچھے نہیں پڑھتے اس بارہ میں کوئی قرآنی آیت پیش فرمائیں یا بخاری یا مسلم کی حدیث پیش کریں، ان سورتوں پر تو اتفاق ہے۔ اس پر جو پیمانہ بنے گا اس کے بعد پھر آگے چلیں گے، تاکہ بات سمجھنا آسان ہو۔

دلیل مل گئی:

جب میری ایک صاحب سے اسی موضوع پر بات ہوئی تو وہ کہنے لگے بالکل دلیل ہے۔ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ کہنے لگا قرآن میں ہے لیس للانسان الا ماسعی کہ جو انسان کرتا ہے وہ اسی کے لئے ہوتا ہے۔ میں نے کہا ایک سو تیرہ سورتیں امام نے پڑھیں، آپ نے نہیں پڑھیں وہ آپ کی طرف سے کیسے ہو گئیں؟ خطبہ جمعہ خطیب پڑھتا

ہے، آپ نہیں پڑھتے تو وہ آپ کی طرف سے کس طرح ہوگا، ایک مؤذن نے اذان دی، سب کی طرف سے ہوگئی، ان جگہوں پر آپ کو لیس للانسان الا ما سعی کیوں یاد نہیں آیا۔ ایک شخص نے اقامت کہی، بھری مسجد والوں کی طرف سے کافی ہوگئی اور نماز سنت کے مطابق ادا ہوگئی۔ وہاں آپ کو یہ آیت کیوں یاد نہیں آئی۔ کیا واقعی اس آیت کا یہ ترجمہ ہے کہ امام کے پیچھے ایک سو تیرہ سورتیں پڑھنا ناجائز اور حرام ہیں، صرف ایک سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض اور واجب ہے، اس کے علاوہ بھی اگر کسی آیت کا یہ ترجمہ ہو تو لے آئیں تا کہ ہمیں بھی معلوم ہو جائے کہ آپ کے پاس کون سا پیمانہ ہے۔

بخاری شریف:

میں نے کہا چلو بخاری شریف سے کوئی ایسی روایت پیش کردو کہ امام کے پیچھے ایک سو تیرہ سورتیں پڑھنا حرام اور ممنوع ہوں کیونکہ اس میں تو آپ کا اور ہمارا اتفاق ہے، اس پر ایک پیمانہ بنالیں کہ آپ ان ایک سو تیرہ سورتوں کو کس دلیل سے منع کرتے ہیں۔ اب اگر قرآن سے دلیل ہے تو پیش کریں وگرنہ لکھ دیں کہ اس مسئلہ میں قرآن ہمارے سر پر ہاتھ نہیں رکھتا۔

ہماری دلیل:

پھر حدیث کی طرف جانے سے پہلے ہم سے پوچھیں کہ کیا قرآن ہمارا ساتھ دیتا ہے یا نہیں دیتا، میں نے جیسے مغرب سے قبل نشست میں بتلایا تھا کہ نماز پڑھنے کے دو ہی طریقے ہیں اور قرآن پاک کی دو آیتوں نے دونوں کا فیصلہ کردیا۔

پہلی آیت:

فاقرءوا ما تیسر من القرآن. حضرت محمد ﷺ نے اکیلے نماز کا حکم بتلایا

دوسری آیت:

واذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون میں حضرت پاک نے باجماعت نماز پڑھنے کا طریقہ بتلایا۔ جب قرآن نے مسئلہ صاف کر دیا تو اب اگر کوئی کہے کہ ہم قرآن کو مانتے ہیں اور یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول مانتے ہیں تو کیا اس بات میں وہ آدمی سچا ہو سکتا ہے؟ اس بارے میں پھر وہی عرض کرتا ہوں کہ جب عیسائی سے بات ہوئی تو اتفاقی بات پر اس لئے مسئلہ سمجھنا آسان ہو گیا، اسی طرح پہلے اتفاقی بات کی طرف آئیں پھر اختلافی بات کی طرف جائیں گے تو کوئی بھی مسئلہ مشکل نہیں۔

ایک واقعہ:

جب میں کراچی بنوری ٹاؤن میں تھا، ایک دن میں گھر سے نکلا تو دیکھا کہ ایک نوجوان دروازے کے باہر کھڑا رو رہا تھا، جب میں نکلا تو اس نے سلام کیا اور پوچھا کہ جناب مولانا محمد امین صفدر آپ کا نام ہے۔ میں نے کہا جی ہاں، کہنے لگا میں بہت پریشان ہوں، کل بھی حاضر ہوا تھا لیکن آپ جمعہ پڑھانے گئے ہوئے تھے، آج پھر حاضر ہوا ہوں، میں نے کہا فرمائیں کیا مسئلہ ہے؟ کہنے لگا ہم ایک کالج میں پڑھتے ہیں جس میں اکثر غیر ملکی طلباء ہیں، اس میں ہم صرف چھ مسلمان طالب علم ہیں۔

تبلیغی جماعت:

ہم چھ میں سے ایک لڑکا تبلیغی جماعت میں جاتا تھا، اس نے محنت کر کے ہمیں بھی نمازی بنا دیا، ہم جمعرات کو بس پر مرکز جا رہے تھے تو راستہ میں میٹرک کے کچھ ساتھی ملے جو اپنے آپ کو اہل حدیث (یعنی غیر مقلد) کہتے تھے، جب انہوں نے ہماری حالت دیکھی تو ان کو اندازہ ہوا کہ اب ہم نے نماز پڑھنا شروع کر دی ہے (کیونکہ جب ان کے

ساتھ پڑھا کرتے تھے تو اس زمانہ میں ہم نماز نہیں پڑھتے تھے)

دو جماعتیں دو کام:

جیسے تبلیغی جماعت والے لوگوں کے گھروں پر، دوکانوں پر، دفاتر میں جاتے ہیں چکر لگاتے ہیں، کسی نے کہا تم کیا کرتے پھرتے ہو؟ کہنے لگا یہ مسلمان ہیں، نبی ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں لیکن سستی اور غفلت کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتے، ہم یاددہانی کرانے آئے تھے۔ دنیا میں کتنے لوگ ہیں جن کو تبلیغی جماعت نے نمازی بنا دیا۔

دوسری جماعت:

دوسری جماعت غیر مقلدین کی ہے جن کو آپ نے کبھی اس طرح پھرتے نہیں دیکھا ہوگا کہ بے نمازیوں کو نمازی بنائیں، لیکن جب کوئی نماز شروع کر دے تو پھر اس کے پاس آجائیں گے کہ تیری نماز نہیں ہوتی، تیری نماز نہیں ہوتی، تیری نماز نہیں ہوتی۔ اب یہ لوگ اس بے چارے کو نماز نہیں پڑھنے دیں گے۔

عجیب بات:

عجیب بات ہے کہ جب تک کوئی نماز نہ پڑھے اس وقت تک اسے بالکل معلوم نہیں ہوگا کہ اس کے محلہ میں کوئی غیر مقلد ہے یا نہیں، لیکن جب کوئی نماز شروع کر دے تو ایک ادھر سے آ رہا ہے کہ تیری نماز نہیں ہوتی، کوئی ادھر سے آ رہا ہے کہ تیری نماز نہیں ہوتی۔ یہی حشر اس نوجوان کا ہوا، انہوں نے پوچھا کہ تم مرکز جا رہے ہو، انہوں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا تمہاری تو نماز نہیں ہوتی۔ میں نے کہا ہم تو نماز پڑھتے ہیں، کیوں نہیں ہوتی؟ وہ کہنے لگے تم امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔

ایک دھوکہ:

پھر اس نے خود کاغذ نکال کر اس پر لکھ دیا کہ تیرا عقیدہ ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے اس لئے تم ایسی حدیث لاؤ گے جس میں یہ ہو کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے اور میں ایسی حدیث لاؤں گا جس میں یہ ہو کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

مشورہ:

پھر ہم مرکز گئے، بیان سنا، چند علماء کرام سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے آپ کا نام بتلایا کہ وہاں چلے جائیں انشاء اللہ مسئلہ حل ہو جائے گا، اس لئے میں کل بھی حاضر ہوا تھا، جمعہ یہیں پڑھا، جب اپنے گھر واپس گیا تو وہی میرے دوست اور دو مولوی صاحبان میرے مہمان خانہ میں بیٹھے تھے۔

دو اشتہار:

ان کے پاس دو اشتہار تھے، ایک میں لکھا ہوا تھا کہ جو یہ ثابت کر دے کہ امام کے پیچھے فاتحہ منع ہے اس کو تین لاکھ انعام، دوسرے اشتہار میں یہ تھا کہ جو یہ ثابت کر دے کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا منع ہے اس کو فی حرف دس روپے انعام دوں گا۔ میں نے ان سے اشتہار لے لئے اور ان سے کہا ابھی تک میں اپنے مولوی صاحب سے مل نہیں سکا، انشاء اللہ کل ملوں گا، پھر آپ کو جواب دوں گا۔

شیخ اوکاڑویؒ:

حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ آپ صحیح جگہ پہنچیں ہیں اس لئے آپ کو مسئلہ اب سمجھ آ جائے گا۔ میں نے اس کو درسگاہ میں بٹھا لیا اور کہا آپ سے غیر مقلدین نے بہت بڑا دھوکہ کیا ہے اس لئے دھوکے کا جواب بھی دھوکہ سے دینا پڑے گا۔

وہ جوان کہنے لگا وہ کس طرح؟ میں نے کہا تم جا کر یہ پوچھنا کہ جب تمہارا امام جمعہ کا خطبہ پڑھتا ہے کیا تم بھی پڑھتے ہو؟ وہ کہیں گے نہیں۔ پھر تم کاغذ نکال کر یہ لکھنا کہ تمہارا عقیدہ ہے کہ خطبہ کے بغیر جمعہ ہو جاتا ہے۔ اب اس تحریر پر دستخط کرو، پھر اس سے کہنا کہ اب میں ایسی حدیث لاؤں گا جس میں یہ ہوگا کہ حضور ﷺ خطبہ کے ساتھ جمعہ پڑھاتے تھے اور تم وہ حدیث لاؤ گے جس میں یہ ہو کہ حضور ﷺ بغیر خطبہ کے جمعہ پڑھاتے تھے اور خطبہ کے بغیر جمعہ ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا اس دھوکہ کا جواب اس طرح اس کو دینا ہے جس طرح انہوں نے تیرے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔

مسئلہ فاتحہ:۔

باقی رہی مسئلہ کی بات تو میں نے اس جوان سے کہا کہ قرآن میں دو آیتیں ہیں۔ ایک میں منفرد نمازی کا حکم ہے اور دوسری جماعت نماز پڑھنے والے کے حکم میں ہے، دونوں آیتوں کا تذکرہ پیچھے گزر چکا۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

سوال: مجمع میں سے کسی نے پرچی لکھی کہ آیت **واذا قرئ القرآن فاستمعوا لهٗ وانصتوا لعلكم ترحمون** تو خطبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن آپ اسے نماز کے بارے میں فٹ کر رہے ہیں۔

جواب: میں نے اپنی بات نہیں کہی بلکہ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث سنائی ہے **واذا قرئ فانصتوا** (مسلم) حضور ﷺ قرآن کو زیادہ سمجھتے تھے یا میرا پرچی لکھنے والا دوست؟ لوگوں نے کہا حضور ﷺ قرآن کو زیادہ سمجھتے تھے۔

دوسری بات:

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے قرآن صحابہ کرام کو پڑھایا۔ ارشاد ربانی ہے یعلمهم الکتاب والحکمة حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو قرآن پڑھایا اور ان کو حکمت سکھلائی۔ تو کیا صحابہ کرام کو قرآن سمجھ میں آیا یا نہیں؟ حاضرین نے کہا سمجھ آ گیا، اب صحابہ کرامؓ سے پوچھتے ہیں کہ اس آیت کا کیا مطلب ہے؟

حضرت ابن عباسؓ کا فتویٰ:

حضرت ابن عباسؓ مکہ میں بیٹھ کر فرماتے ہیں رحیم یار خان یا خانپور میں نہیں بلکہ مکہ مکرمۃ میں المومن فی ساعة من الاجتماع الخ فرماتے ہیں کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اگر کسی کے پاس وقت ہے تو بیٹھ کر سنے اور اگر وقت نہ ہو کسی کام سے جانا چاہے تو چلا جائے۔ انما هذه الأية نزلت فی الصلوٰة المکتوبة یہ آیت فرض نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں جو اس آیت کے نازل ہونے کے بعد بھی امام کے پیچھے پڑھتا ہے تو وہ گدھے سے بھی زیادہ جفاکش ہے۔ (کتاب القرأت للبیہقی) میں نے یہ اپنی بات کہی ہے یا حضرت ابن عباسؓ کی جن کے بارے میں حضور ﷺ نے دعاء فرمائی تھی کہ اے اللہ اس کو قرآن کی سمجھ عطا فرما۔ جب حضرت ابن عباسؓ نے یہ بات فرمائی تو کسی شخص نے یہ نہیں کہا کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل نہیں ہوئی، اگر آپ ثابت کر دیں تو فی حدیث دس ہزار روپے انعام دوں گا۔ جیسے میں نے رحیم یار خان کہا کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو رحیم یار خان کے کسی دوست نے فوراً چٹ لکھی کہ یہ خطبہ کے بارے میں ہے۔

اہل مکہ کا ایمان:

تو کیا جب حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت کی تشریح فرمائی تو اہل مکہ سے کسی نے کوئی بات کہی یا نہیں، کیا مکہ مکرمہ کے صحابہ کرام اور تابعین عظام کے اندر بھی دین کا ذوق وشوق تھا یا نہیں اگر تھا تو کسی ایک صحابی یا تابعی نے یہ کہا ہو کہ اے ابن عباس! یہ آیت نماز کے بارے میں نازل نہیں ہوئی، اگر کوئی صاحب اہل مکہ کے صحابہ یا تابعین سے یہ ثابت کر دے تو میں اس کی بات بھی تسلیم کرلوں گا اور فی حوالہ دس ہزار روپے انعام بھی دوں گا۔

دوسرا مرکز اسلام:

اسلام کا دوسرا مرکز مدینہ منورہ ہے، وہاں حضرت ابن عمرؓ تھے جو امیر المومنین حضرت عمرؓ کے بیٹے ہیں، حضور ﷺ سے قرآن سیکھا۔ وہ ارشاد فرماتے ہیں کانت بنو اسرائیل اذا قرأت ائمتھم جاوزوھم یہودیوں اور عیسائیوں کا طریقہ یہ تھا کہ جب وہ باجماعت نماز پڑھتے تو امام بھی ان کا تورات پڑھتا اور وہ بھی پڑھتے، امام بھی انجیل پڑھتا اور وہ بھی پیچھے انجیل پڑھتے۔

اسلام کا مزاج:

شروع اسلام میں طریقہ یہ تھا کہ جب تک اسلام کا کوئی حکم نازل نہ ہوتا تھا اس وقت تک لوگ پہلی شریعت پر عمل کرلیا کرتے تھے۔

چند مثالیں:

(۱) قرآن میں یہ آیت تو ہے فول وجھک شطر المسجد الحرام

لیکن یہ آیت کسی پارہ میں نہیں فول وجھک شطر البیت المقدس حالانکہ قرآن میں یہ آیت کہیں نہیں لیکن حضور ﷺ بیت المقدس کو منہ کر کے نماز کیوں پڑھتے تھے؟ اس لئے کہ ابھی پہلی شریعت کا حکم چلا آ رہا تھا، بالکل اسی طرح ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں یہ بات تھی کہ وہ امام کے پیچھے قرأت کیا کرتے تھے، پھر فرماتے ہیں فکرہ اللہ لھذہ الامۃ اللہ تعالیٰ کو اس امت محمدیہ کے لئے یہودیوں اور عیسائیوں کا طریقہ پسند نہ آیا فنزلت واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب تم یہودیوں اور عیسائیوں کا طریقہ چھوڑ دو جب تمہارا امام قرأت کرے تو تم اس کے پیچھے قرأت نہ کیا کرو۔ یہ بات حضرت ابن عمرؓ نے مدینہ میں بیٹھ کر ارشاد فرمائی نہ کہ اوکاڑہ میں۔ کیا مدینہ منورہ میں اس زمانہ میں اور صحابہ کرام بھی تھے یا نہیں؟ موجود تھے، کیا تابعین موجود تھے یا نہیں؟ موجود تھے، کیا رحیم یار خان کے لوگوں کی طرح مدینہ کے کسی ایک شخص نے یہ کہا ہو کہ اے ابن عمر یہ آیت تو خطبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، نماز کے بارے میں نازل نہیں ہوئی ثابت کریں ہم انشاء اللہ فی روایت دس ہزار روپے انعام دیں گے۔

اسلام کا تیسرا مرکز:

کوفہ اسلام کا تیسرا بڑا مرکز تھا، جس میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مقیم تھے اور یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا تمہیں عقل وشعور نہیں کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو، کما امرکم اللہ، واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون.

کوفہ کی اہمیت:

کوفہ ایسا شہر ہے جس میں ایک ہزار پچاس صحابہ کرام تشریف لائے، اور تر اسی

ہزار تابعین کوفہ میں آباد تھے۔

چیلنج:

ایک ہزار پچاس صحابہ کرامؓ میں سے صرف ایک صحابی یا تراسی ہزار تابعین میں سے کسی ایک تابعی نے یہ کہا ہو کہ اے ابن مسعودؓ! یہ آیت خطبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، نماز کے بارے میں نازل نہیں ہوئی ثابت کریں، فی روایت دس ہزار روپے انعام دیں گے۔

سمجھنے کی بات:

حضرات کرام! جس طرح حضور نبی کریم ﷺ نے قرآن سمجھا اور جس طرح صحابہ کرامؓ نے قرآن سمجھا ہم اسی طرح آپ کو سمجھا رہے ہیں۔

اسلام کا چوتھا مرکز:

اسلام کا چوتھا مرکز بصرہ تھا، بصرہ میں حضرت عبداللہ بن مغفلؓ فرماتے ہیں یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ تو پورے بصرہ میں بھی کسی نے اس بات کا انکار نہیں کیا۔ الغرض مکہ، مدینہ، کوفہ اور بصرہ میں جو نماز پہلی صحابہ و تابعین کے دور میں اس میں قراءۃ فاتحہ خلف الامام کا تصور بھی نہ تھا۔

خطبہ کا مسئلہ:

قرآن میں انصات یعنی خاموش رہنے کا لفظ آیا ہے، اسی طرح حضور ﷺ نے خطبہ کے بارے میں بھی انصات یعنی خاموش رہنے کا لفظ بیان فرمایا ہے، تو بعض مفسرین نے ساتھ خطبہ کا ذکر بھی کر دیا، ان کے اس لفظ کو ذکر کرنے سے نماز کی نفی نہیں ہوئی۔

ایک مثال:

مکہ مکرمہ میں لوگ بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے، لیکن مدینہ منورہ میں جو یہود آباد تھے وہ قبروں کی پوجا بھی کرتے تھے، جو آیات مکہ میں ان لوگوں کے لئے نازل ہوئی تھیں جو بتوں کی عبادت کرتے تھے اب اگر کوئی گھوڑے کی عبادت کرے اس کے لئے بھی وہی آیات پڑھی جاتی ہیں اور اگر کوئی درخت کی عبادت کرے تو اس کے رد میں بھی یہی آیت پڑھ دی جاتی ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ یہ اس موقع پر نازل ہوئی ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ بھی اس حکم میں شامل ہے۔ جب آپ نے درخت کی عبادت سے روکا اور وہ آیت پڑھی جو بت کے لئے نازل ہوئی تھی تو کیا اب کوئی عقل مند آدمی یہ سمجھے گا کہ اب یہ آیت بت کی عبادت سے منع نہیں کر رہی۔ اس طرح اگر بعض مفسرین نے خطبہ کا ذکر کر بھی دیا تو کوئی حرج نہیں، ہم جس طرح امام کے پیچھے خاموش رہتے ہیں اسی طرح خطبہ میں بھی خاموش رہتے ہیں، اور خطبہ میں یہ بھی خاموش رہتے ہیں، اس سے تو ہماری بات مزید قوی ہوگئی۔

حدیث رسول:

میں نے حدیث رسول واذا قرئ فانصتوا پڑھی، فیصل آباد کی عدالت میں جب اس حدیث پر بحث ہوئی تو میں نے کہا جس طرح میں نے یہ حدیث پڑھی ہے اذا کبر الامام فکبروا واذا قرئ فانصتوا واذا قال الامام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا امین (ترجمہ) جب امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو، جب امام قرأت کرے تم خاموش رہو اور جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو۔ میں نے کہا تم بھی کوئی حدیث اس طرح کی پیش کرو جس میں یہ ہو اذا کبر الامام فکبروا واذا قرئ

الفاتحۃ فاقرء وا الفاتحۃ و اذا قال امین فامنوا (ترجمہ) جب امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو، جب امام فاتحہ پڑھے تم بھی فاتحہ پڑھو اور جب امام آمین کہے تم بھی آمین کہو۔ جج صاحب نے بھی ان سے کہا کہ تم بھی اس قسم کی حدیث لاؤ، کہ جس میں پوری نماز کا طریقہ تکبیر سے لے کر سلام تک ہو جس طرح انہوں نے حدیث پڑھی ہے، لیکن غیر مقلد اس عدالت میں بھی ایسی حدیث پیش نہ کر سکے اور آج بھی پیش نہیں کر سکتے اور قیامت کی صبح تک بھی پیش نہیں کر سکتے۔

میں آپ سے گفتگو اس پر کر رہا تھا کہ اس نوجوان کو میں نے یہ دو طریقے سمجھائے، اس کے بعد میں نے بتلایا کہ مسئلہ سمجھو، کہ جس طرح ہم کہتے ہیں کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا لیکن خطیب کا پڑھا ہوا خطبہ سب کی طرف سے ہو جاتا ہے، کسی کو خطیب کی آواز سنائی دے یا نہ دے، اگر کوئی شخص جمعہ میں اس وقت آ کر شریک ہوا جب خطبہ ختم ہو چکا تھا تو اس کی طرف سے بھی خطبہ ہو گیا۔ پھر میں نے ان غیر مقلدین سے پوچھا کہ جب تم جمعہ پڑھ کر مسجد سے نکلتے ہو تو کیا آپ یہ شور مچاتے ہو کہ آج ہم بغیر خطبہ کے جمعہ پڑھ کر آئے ہیں، یا یہ کہتے ہو کہ ہم خطبہ والا جمعہ پڑھ کر آئے ہیں، جو خطبہ خطیب صاحب نے پڑھا وہ ہماری طرف سے بھی ہو گیا۔ اسی طرح کبھی ہم نے شور مچایا کہ ہم فاتحہ اور سورۃ کے بغیر نماز پڑھ کر آئے ہیں، بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ امام نے پڑھا ہے وہ ہماری طرف سے بھی ادا ہو گیا۔ جس طرح ہمارا جمعہ خطبے والا ہے، اسی طرح ہماری نماز بھی فاتحہ والی ہے۔ لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ قرأت کے بغیر نماز نہیں ہوتی، لیکن امام کی قرأت سب کی طرف سے ہو جاتی ہے، فرمان رسول ہے من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ جو امام کے ساتھ نماز پڑھے امام کی قرأت سب کی طرف سے قرأت ہوتی ہے۔

روپڑی سے مناظرہ:

حافظ عبدالقادر روپڑی کہنے لگے یہاں قرأت کا لفظ ہے، لیکن فاتحہ کو قرأت نہیں کہتے، میں نے کہا کس کو قرأت کہتے ہیں؟ کہنے لگے باقی سورتوں کو قرأت کہتے ہیں، فاتحہ کو قرأت نہیں کہتے۔

سات احادیث:

میں نے اس وقت سات احادیث پڑھیں، اب صرف دو پڑھوں گا۔

(۱) حضرت انسؓ فرماتے ہیں **ان النبی ﷺ وابابکر و عمر و عثمان کانوا یفتتحون القراءت بالحمد للہ رب العلمین.** حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب امام بنتے تو قرأت فاتحہ سے شروع کرتے۔ اللہ کے نبی فاتحہ کو قرأت کہہ رہے ہیں لیکن غیر مقلدین فاتحہ کو قرأت نہیں مانتے، اب آپ کس کی مانیں گے؟ لوگوں نے کہا اللہ کے رسول ﷺ کی۔

ابوبکر صدیقؓ کا عمل:

حضور نبی کریم ﷺ کے بعد ابوبکر صدیقؓ امام بنے، انہوں نے بھی امام بن کر قرأت فاتحہ سے شروع کی، اب حضرت ابوبکر صدیقؓ فاتحہ کو قرأت کہہ رہے ہیں لیکن میرا غیر مقلد دوست فاتحہ کو قرأت نہیں سمجھتا، آپ کس کی مانیں گے؟ لوگوں نے کہا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی۔

حضرت عمرؓ کا عمل:

حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ فاروق امام بنے، وہ حضرت عمرؓ جن کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے **لو کان بعدی نبیا لکان عمر** اگر میرے

بعد نبوت جاری رہتی تو حضرت عمرؓ کو اللہ تعالیٰ نبوت عطا فرماتے۔

شیطان اور حضرت عمرؓ ایک راستہ میں جمع نہیں ہو سکتے:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس راستہ پر حضرت عمرؓ چلیں شیطان اس راستہ کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے تین طلاق والے راستہ پر قدم رکھا، کبھی آپ نے دیکھا کہ غیر مقلد اس راستہ پر آیا ہو اور حضرت عمرؓ نے بیس تراویح کے مسئلہ میں قدم رکھا، کبھی غیر مقلدین کو اس راستہ پر آتے دیکھا؟ اب حضرت عمرؓ نے امام بن کر قرأت فاتحہ سے شروع کی اور یہ بتلا دیا کہ فاتحہ قرأت ہے لیکن غیر مقلد کہتا ہے کہ فاتحہ قرأت نہیں، ہم کس کی مانیں؟ سامعین نے کہا حضرت فاروق اعظمؓ کی۔

حضرت عثمان غنیؓ کا عمل:

حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ امام بنے، وہ عثمانؓ جن کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عثمانؓ سے آسمان کے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں، اب ہم ان کا عمل نقل کرتے ہیں شاید کہ ان کو بھی حیاء آ جائے۔ حضرت عثمانؓ نے قرأت فاتحہ سے شروع کی اور یہ بتلا دیا کہ فاتحہ قرأت ہے، لیکن غیر مقلد کہتا ہے کہ فاتحہ قرأت نہیں، ہمیں کس کی ماننی چاہئے؟ حضرت عثمانؓ کی نہ کہ غیر مقلدین کی۔

دوسری حدیث:

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا: **اخرج فناد فی طرق المدینة انه لاصلوة الا بقراۃ ولو بفاتحة الکتاب فما زاد (ابوداؤد)**
''جاؤ مدینہ کی گلیوں میں اعلان کرو کہ قرأت کے بغیر نماز نہیں ہوتی (ہاں یہ بھی بتلا دینا کہ قرأت کیا ہے) فاتحہ اور کوئی دوسری سورت۔''

حضور ﷺ کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ فاتحہ کو قرأت فرما رہے ہیں اور مدینہ کی گلی گلی اعلان کروایا، لیکن غیر مقلد کہتا ہے کہ فاتحہ قرأت نہیں اور پاکستان کے شہر شہر اس کا اعلان کر رہا ہے، اب ہم تو حضور نبی کریم ﷺ کی مانیں گے، غیر مقلدین کی ہرگز نہیں مانیں گے۔ جس طرح میں نے یہاں صرف دو حدیثیں پڑھیں وہاں میں نے سات حدیثیں پڑھی تھیں اور پھر میں نے روپڑی صاحب سے کہا کہ آپ صرف ایک حدیث پڑھیں جس میں یہ ہو کہ فاتحہ قرأت نہیں ہے بلکہ اس سے اگلی سورتیں قرأت ہیں۔

چیلنج:

میں نے کہا اگر آپ ایسی حدیث پیش فرما دیں تو میں اس حدیث کے پہلے راوی سے لے کر آخری حدیث تک فی حرف سو سو روپے انعام دوں گا۔ لیکن روپڑی صاحب سے چار دفعہ آمنا سامنا ہوا لیکن آج تک وہ یہ روایت پیش نہیں کر سکے، اب بھی اگر کسی دوست کے پاس ایسی حدیث ہو تو وہ لکھ کر انعام حاصل کر سکتا ہے اس لئے جب بھی روپڑی صاحب ملتے ہیں تو مجھے یہی کہنا پڑتا ہے۔

مانا کہ تم حسین ہو لیکن دل کے سخی نہیں
عاشق کے ایک سوال کو پورا نہ کر سکے

نام اہل حدیث ہے لیکن آج تک ایک حدیث کا مطالبہ بھی پورا نہ کر سکے۔

لطیفہ:

ایک غیر مقلد کہنے لگا کہ جی آپ ہر بات پر حدیث مانگتے ہیں، میں نے کہا جب تمہارا نام اہل حدیث ہے تو مجھے حدیث ہی مانگی پڑتی ہے، میں نے اس جوان سے کہا

کہ جس نے تجھے یہ اشتہار دیا ہے اس پر لکھا ہوا تھا کہ یہ دکھائیں کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا منع ہے تو تین لاکھ انعام۔ میں نے کہا ہمارا مسئلہ پورے قرآن کا ہے، جس طرح حدیث میں آتا ہے کہ حائضہ عورت قرآن نہ پڑھے، اب آپ بھی ان سے کہیں کہ فاتحہ کا لفظ دکھلاؤ کہ حائضہ کے لئے فاتحہ پڑھنا منع ہے، تو ہم انشاء اللہ پانچ لاکھ انعام دیں گے۔ حدیث میں تو صرف یہ ہے کہ حائضہ عورت قرآن نہ پڑھے تو اس سے فاتحہ کا پڑھنا بھی منع ہو گیا، میں نے کہا آپ اس سے یہ کہیں کہ یار فاتحہ تو چھوٹی سی سورت ہے اس کی صرف سات آیات ہیں اس کے حرف بھی تھوڑے ہیں، اگر دس روپے فی حرف کا حساب لگائیں تو معمولی رقم بنے گی۔ لیکن سورہ بقرہ قرآن کی سب سے بڑی سورت ہے اگر آپ یہ دکھا دیں کہ امام کے پیچھے سورہ بقرہ پڑھنی منع ہے تو میں آپ کو فی حرف ہزار روپے انعام دوں گا، میں نے اس جوان سے کہا کہ ہمارے دوست لوگوں کو اس قسم کا دھوکہ دیتے ہیں۔ وہ جوان کہنے لگا مجھے بات سمجھ آگئی، اب میں ان سے بات کروں گا، چند دنوں کے بعد وہ نوجوان چھ ساتھیوں سمیت آیا کہ حضرت ان چھ ساتھیوں کا عقیدہ غلط تھا، میں نے درست کروا دیا ہے۔ میں نے کہا جزاکم اللہ

دوسرا سوال: اس جوان نے حضرت کو ایک کتاب پیش کی کہ اس میں قرأت کی چار سو دلیلیں ہیں۔

جواب: حضرت نے فرمایا ان کی حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب القرأت بیہقی سے لی گئی ہے وہاں جو باتیں صفحہ ۷۸ تک تھیں اس نے اپنی باتوں کو نمبر ۲۱۵ دے کر نقل کر دیا ہے، پھر اس کے بعد آگے امام بیہقی نے باب باندھا ہے کہ ان لوگوں کے دلائل جو جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت کو واجب نہیں کہتے۔ اب اسی کتاب میں ہے حضرت مجاہد فرماتے ہیں

کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی قاری کی قرأت نماز میں سنی، تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون اور اسی کتاب میں پچیس کے قریب اسی قسم کی روایات درج ہیں، جن میں یہ بتلایا گیا تھا کہ امام کے پیچھے پڑھنے کی حدیثیں پہلے کی ہیں اور یہ آیت بعد میں نازل ہوئی۔ جس طرح اس غیر مقلد نے کتاب القرأت بیہقی کے شروع حصہ کو بیان کیا ہے، آخر کا جو حصہ جس میں آیات قرآنیہ ہیں ان کو اس نے چھوڑ دیا ہے تو کیا یہ انصاف ہے؟

عیسائیوں والا طریقہ:

اگر غیر مقلدین کی طرح کوئی عیسائی کتاب لکھے کہ بے شمار احادیث میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اور ان کے صحابہ کرام بیت المقدس کو منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور جو بعد میں آیت نازل ہوئی فول وجهك شطر المسجد الحرام اس کو بیان نہ کرے اور اس طرح بعد والی احادیث کو بیان نہ کرے، تو اس کو آپ دھوکہ کہیں گے یا تبلیغ دین کہیں گے، دھوکہ کہیں گے اس طرح اگر کوئی نماز میں باتیں کرنے والی احادیث شائع کر دے لیکن جو آیت وقوموا لله قانتين بعد میں نازل ہوئی اس کو بیان نہ کرے اور وہ احادیث جن میں آپ ﷺ نے باتوں سے منع فرمادیا ان کو بیان نہ کرے آپ اس کو تبلیغ دین کہیں گے یا دھوکہ کہیں گے؟ دھوکہ کہیں گے۔

متعہ خانہ:

اگر آپ نے اسی کتاب کو تقسیم کرنا ہے کہ اپنی مساجد کے ساتھ متعہ خانہ بھی بنوائیں تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ پہلے زمانہ کی احادیث پر عمل کرتے ہیں۔

شراب خانہ:

اگر آپ نے یہی کتاب تقسیم کرنی ہے تو اپنی مساجد کے ساتھ شراب خانہ بھی کھول لو تا کہ پتہ چلے کہ آپ لوگ پہلے زمانے کی احادیث پر عمل کرتے ہیں، کیونکہ بخاری میں حضرت حمزہؓ کے شراب پینے کا واقعہ موجود ہے۔

مسجد کا محراب:

اگر آپ نے یہی کتاب تقسیم کرنی ہے تو اپنی مسجد کے محراب بیت المقدس کی طرف کرلو تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ لوگ پہلے زمانہ کی احادیث پر عمل کرتے ہیں۔

ہم آخری عمل کو لیتے ہیں:

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ پہلے زمانہ کی احادیث پر عمل کریں گے یا آخری زمانہ کی احادیث پر؟ سامعین نے کہا آخری زمانہ کی احادیث پر، لیکن غیر مقلدین نے کیا کہا کہ بیہقی کے صفحہ ۷۸ تک جو باتیں تھیں ان کو ۲۱۵ نمبر دے کر نقل کر دیا، کیا اس کے بعد یہ کتاب ختم ہو گئی، حالانکہ اس کتاب کے کل صفحے ۱۸۶ ہیں۔ ۷۸ کے بعد ایک سو آٹھ صفحے بیکار تھے کہ ان کو نقل نہیں کیا۔

ایک سوال:

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے کبھی ایسا دھوکہ باز آدمی دیکھا ہے؟ میں نے تو آج تک نہیں دیکھا۔ انہوں نے وہ دونوں کتابیں اس جوان کو دی تھیں کہ یہ اَن پڑھ ہے، انہیں کیا پتہ تھا کہ یہ امین اوکاڑویؒ کے پاس لے کر جائے گا۔ اب وہ یہ کتاب لے کر ان کے پیچھے پیچھے پھرتا ہے کہ بتائیں کتاب القرأت بیہقی صحیح کتاب ہے یا غلط؟ وہ کہتے ہیں

صحیح، وہ کہتا ہے کہ صفحہ ۷۸ کے بعد بھی کتاب صحیح ہے یا نہیں، اب وہ اس پر خاموش ہیں۔

مسئلہ قرأت خلف الامام:

مسئلہ قرأت خلف الامام میں ہمارے پاس قرآن ہے، اور حدیث رسول ہے اوراجماع صحابہ ہے، لیکن غیر مقلدوں کے پاس سوائے دھوکہ کے اور کچھ نہیں۔

تیسرا سوال:

تقلید کے لغوی معنی کیا ہیں؟ نیز اندھادھند تقلید کرنا درست ہے یا نہیں اور فقہ کی کتب میں جو تقلید کا معنی لکھا ہے وہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: میں اس پر صرف یہ کہتا ہوں کہ فقہ کی کسی کتاب میں اندھادھند کا لفظ نہیں ہے لعنة الله على الكاذبين اگر وہ اپنی بات میں سچا ہے تو ابھی کسی کتاب کا صفحہ نمبر لکھ کر روانہ کرے، اگر یہ آدمی حوالہ لکھ کر نہ بھیجے تو آپ اس کو جھوٹا سمجھیں گے یا نہیں؟ جھوٹا سمجھیں گے۔

چوتھا سوال:

حدیث میں صحیح سند سے ہے: لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی، اس میں باجماعت نماز کا حکم بھی شامل ہے۔

جواب: باجماعت نماز کا حکم اس نے خود شامل کیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے نہیں کیا۔ پھر ہمارا ان سے جھگڑا یہی ہے کہ ہم کہتے ہیں حدیث پوری مانو، یہ کہتے ہیں ہم ادھوری مانیں گے، آپ کا کیا خیال ہے پوری ماننی چاہئے یا ادھوری؟ پوری۔ پوری حدیث اسی کتاب القرأت بیہقی میں کئی جگہ آئی ہے۔ لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب فصاعدا اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورت فاتحہ اور قرآن کا کچھ اور حصہ نہ

پڑھے، بعض روایات میں وما تیسر کے الفاظ ہیں، بعض روایات میں فما زاد کے الفاظ ہیں۔ یہ آدمی حدیث پڑھ کر اس کا ترجمہ اپنی طرف سے اس طرح کرتے ہیں کہ کسی کی نماز نہیں ہوتی، خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد خواہ فرض نماز ہو یا نفل، جمعہ کی نماز ہو یا عیدین کی جو فاتحہ نہیں پڑھتا، ہم کہتے ہیں کہ حدیث پوری پڑھو، پھر یہی ترجمہ کرو کہ کسی کی نماز نہیں ہوتی، خواہ امام ہو یا مقتدی جو فاتحہ اور اس کے ساتھ کچھ اور قرآن نہیں پڑھتا، اگر یہ ترجمہ کریں تو یہ خود بھی بے نمازی بن جائیں گے کیونکہ ان کے مقتدی بھی فاتحہ کے بعد اور کچھ نہیں پڑھتے۔ اب آپ انصاف سے بتائیں کہ جو پوری حدیث پڑھے اس کو یہ اہل الرائے کہتے ہیں اور جو آدمی حدیث مانے اس کو یہ اہل حدیث کہتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

ایک مناظرہ:

ایک مناظرہ میں جب یہی حدیث پڑھی گئی تو فصاعدا کا لفظ چھوڑ دیا، میں نے اس لفظ پر نشان لگایا کہ حضرت نے آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد کیوں چھوڑا؟ کہنے لگا ایک ہی لفظ چھوڑا ہے۔ میں نے کہا اس ایک لفظ میں ایک سو تیرہ سورتوں کا حکم ہے اور تو نے ایک صد تیرہ سورتوں کا حکم چھوڑ دیا ہے۔

پانچواں سوال:

گوجرانوالہ اور فیصل آباد کی عدالت میں آپ مسئلہ رفع الیدین پر شکست کھا چکے ہیں؟

جواب: جھوٹ بولنا ان کی قسمت میں لکھا ہوا ہے۔ فیصل آباد کے جج نے جو فیصلہ کیا وہ یہ ہے، کہ جو حدیث حنفیوں نے پیش کی وہ حدیث صحیح ہے، جو لوگ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی وہ ملک میں فتنہ ڈال رہے ہیں، عوام کو بھی ان کی حوصلہ شکنی کرنی

چاہئے، اور حکومت کو بھی ان پر نظر رکھنا چاہئے۔ کیا اس میں میری شکست ہے یا ان کی شکست ہے؟ ان کی شکست ہے۔

دوسرا جھوٹ:

مسئلہ رفع الیدین کے بارے میں کبھی کسی عدالت میں، میں نہیں گیا، غیر مقلدین نے سیالکوٹ کی عدالت میں خود سے ایک مقدمہ کیا پچاس ہزار کا مکان فروخت کر کے اس پر لگا دیا اور پانچ سال تک وہ مقدمہ یہ خود ہی لڑتے ہیں۔ اصولی بات یہ ہے کہ یک طرفہ فیصلہ سب پر حجت نہیں ہوتا، لیکن اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے۔

جسٹس مسعود الرحمٰن کا فیصلہ:

سیالکوٹ کے جج نے لکھا کہ زیر بحث مسئلہ رفع الیدین ہے، جس کا فیصلہ صدیوں پہلے ہو چکا ہے۔ اہل سنت کی چار ہی جماعتیں ہیں: حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، جن میں شافعی اور حنبلی رفع الیدین کرتے ہیں اور حنفی اور مالکی نہیں کرتے۔ یہ فیصلہ لے کر میں نے سب سے پہلے تقریر سیالکوٹ میں کی اور میں نے کہا کہ مقدمہ پر پچاس ہزار کا مکان بھی خرچ کیا اور جج صاحب نے تمہیں اہل سنت سے خارج کر دیا، کیونکہ جج نے کہا کہ سنی صرف چار جماعتیں ہیں، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی۔ اب اگر تم اپنے آپ کو سنی کہو گے تو تم پر توہین عدالت کا کیس بن جائے گا۔

ہماری نماز سنت کے مطابق ہے:

جج نے یہ بھی فیصلہ کر دیا کہ حنفی، مالکی سنی ہیں یعنی جو نماز ہم بغیر رفع الیدین کے پڑھتے ہیں وہ سنت کے مطابق ہے، یہ فیصلہ غیر مقلدین کے خلاف ہوا یا ہمارے خلاف ہوا؟ ان کے خلاف ہوا۔

غیر مقلدین کے سر پر جج کا جوتا:

اس کے بعد جج صاحب لکھتے ہیں (حالانکہ غیر مقلدین کا ہر دکاندار مجتہد ہوتا ہے) میں اپنے آپ میں ایسے مسائل کے فیصلہ کرنے کی قوت نہیں پاتا کیونکہ اس کے لئے اجتہادی قوت کی ضرورت ہے جو میرے پاس نہیں ہے۔ خود جج صاحب نے مجتہدین کی تقلید کی طرف متوجہ کر دیا کہ مجتہدین کی تقلید کرو، میرے فیصلہ کی طرف نہ آؤ، جب جج صاحب نے مجتہد کی تقلید کی طرف متوجہ کیا تو فیصلہ ان کے حق میں ہوا یا ہمارے حق میں؟ ہمارے حق میں۔

چھٹا سوال:

سوال: امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ مسئلہ رفع الیدین میں اپنے امام امام ابو حنیفہؒ سے کیوں اختلاف کرتے ہیں؟

جواب: امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ نے مسئلہ رفع الیدین میں ہمارے امام سے قطعاً کوئی اختلاف نہیں کیا، اس کے ساتھ یہ بھی فرض ہے کہ میں نے ان سے ایک آیت یا ایک صحیح حدیث کا مطالبہ کیا تھا کہ جس میں یہ ہو امام کے پیچھے قرآن کی ایک سو تیرہ سورتیں پڑھنا منع ہے، صرف سورت فاتحہ فرض ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی، لیکن اس کا جواب ابھی تک نہیں آیا اور نہ اس بات کا جواب آیا ہے کہ مدینہ میں ابن عمرؓ کو مکہ میں ابن عباس کو، کوفہ میں ابن مسعودؓ کو بصرہ میں ابن مغفل کو کسی نے کہا ہو کہ تم نے اس آیت کا مطلب غلط بیان کیا ہے۔

ساتواں سوال:

جنازہ کا طریقہ امام ابو حنیفہؒ نے جو بیان کیا ہے اور جو احادیث میں ہے وہ

مختلف ہے۔

جواب: لعنۃ اللہ الکاذبین اگر صاحب رقعہ نے اپنی ماں کا حلال دودھ پیا ہے وہ لکھ کر بھیجے کہ امام ابوحنیفہؒ نے جنازہ کا کون سا طریقہ لکھا ہے اور حدیث میں کون سا ہے؟ مظفر گڑھ کے علاقہ میں آٹھ گھنٹے بعد لکھ کر بھیجا کہ ہم اپنے جنازہ کی پوری ترتیب حدیث سے نہیں دکھا سکتے، اب بھی اگر کسی ماں کے لال میں یہ ہمت ہے تو جنازہ کا مکمل طریقہ پہلی تکبیر سے سلام تک دکھا دے اور ابھی لکھ کر روانہ کرے کیونکہ ان کا جنازہ حضور ﷺ سے قطعاً ثابت نہیں قطعاً ثابت نہیں۔

آٹھواں سوال:

کسی حدیث کو پرکھنے کا کیا معیار ہے؟

جواب: جو لوگ اپنے کو غیر مقلد کہتے ہیں ان کے نزدیک دلیلیں صرف دو ہیں: (۱) کتاب اللہ (۲) حدیث رسول اللہ، ان سے ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ وہ جس حدیث کو صحیح کہیں تو اس کا صحیح ہونا اللہ سے ثابت کریں یا حضور ﷺ سے ثابت کریں، اور جس حدیث کو ضعیف کہیں یا اللہ تعالیٰ سے ضعیف کہلائیں یا حضور سے ضعیف کہلائیں۔ اگر حدیث کا ضعف یا صحت ثابت کرنے کے لئے کسی امتی کا نام لیا تو پہلے لکھ کر دینا ہوگا، کہ میں اہل حدیث نہیں رہا۔ ہم اہل سنت چار دلیلیں مانتے ہیں اور اس پر ہم مطمئن ہیں۔ (۱) کتاب اللہ، (۲) حدیث رسول اللہ، (۳) اجماع امت، (۴) قیاس شرعی، اس کو میں مثال سے سمجھاتا ہوں۔

مثال: نماز میں سارے لوگ رکوع کرتے ہیں، رکوع کرنے کا حکم قرآن میں ہے۔ ارشاد ربانی ہے وارکعوا مع الراکعین لیکن جب آپ حضرات رکوع کرتے ہیں تو

رکوع کو جاتے ہوئے اللہ اکبر کہتے ہیں، پھر رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھتے ہیں اور رکوع سے اٹھتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہیں۔ یہ باتیں قرآن میں نہیں ہیں بلکہ حدیث میں ہیں۔

اہل قرآن کا جھوٹا دعویٰ:

جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں ہر مسئلہ قرآن سے ثابت کر سکتا ہوں وہ اس جگہ جھوٹا ہوا یا نہیں؟ پھر رکوع کی تکبیر آپ نے آہستہ کہی اور تسبیح بھی آہستہ پڑھی اور سمع اللہ لمن حمدہ آہستہ کہا، اس کے آہستہ پڑھنے کی قرآن یا حدیث میں کوئی دلیل نہیں ہے، لیکن یہ اجماع سے ثابت ہے۔

قیاس شرعی:

قیاس کی ضرورت نئے پیش آمدہ مسائل میں ہوتی ہے۔ (مثلاً) رکوع میں آپ نے سبحان ربی العظیم پڑھنا تھا، لیکن بھول کر سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ لیا، تو کوئی ماں کا لال مجھے حدیث لکھ کر بھیجے کہ حضور ﷺ نے اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرمایا نماز ہوتی ہے یا نہیں، قیامت تک یہ مسئلہ حدیث سے نہیں دکھا سکتے، دیکھیں اس جگہ ہم نے امام کی تقلید کی۔

چار مسئلے:

مسئلے چار تھے، پہلا مسئلہ ہم نے قرآن سے لیا، دوسرا مسئلہ ہم نے سنت سے لیا، اس لئے ہم اہل سنت کہلاتے ہیں، تیسرا مسئلہ ہم نے اجماع سے لیا، اس لئے ہم اپنے آپ کو والجماعت کہلاتے ہیں، چوتھا مسئلہ ہم نے امام سے لیا، اس لئے ہم حنفی کہلاتے ہیں۔

اہل قرآن اہل حدیث بھائی بھائی:

غیر مقلدین کے بڑے بھائی اہل قرآن کہتے ہیں کہ حدیث قرآن کے خلاف ہے، میں پوچھتا ہوں کہ رکوع میں تکبیر کہنا تسبیح پڑھنا خلاف قرآن ہے یا قرآن سے زائد بات ہے (کیونکہ زائد اور خلاف میں فرق ہوتا ہے) لوگوں نے کہا زائد ہے، خلاف نہیں ہے، اسی طرح اجماع والی بات کہ تکبیر آہستہ کہنا وغیرہ یہ سنت کے خلاف ہے یا زائد ہے؟ (سامعین نے کہا کہ زائد ہے) جو خلاف کہے وہ جھوٹا ہے یا نہیں؟ (لوگوں نے کہا جھوٹا ہے) قیاس والا مسئلہ قرآن وسنت واجماع کے خلاف ہے یا ان سے زائد ہے؟ (سامعین نے کہا زائد ہے) جس طرح اہل قرآن حدیث کے زائد مسائل کے بارے میں جھوٹا پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ یہ قرآن کے خلاف ہیں، اس طرح ان کے چھوٹے بھائی اجماع اور قیاس سے ثابت شدہ زائد مسائل کے بارے میں جھوٹا پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ فقہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔

حدیث پرکھنے کا ہمارا معیار:

ہم نے چاروں دلیلوں کو مانا، اس لئے حدیث پرکھنے کا ہمارا معیار یہ ہے کہ جس حدیث کو چاروں اماموں نے مان لیا اور عمل کیا تو وہ حدیث اجماعاً صحیح ہے اور جس عمل کے بارے میں ائمہ میں اختلاف پایا گیا تو ہم نے اس حدیث کو صحیح مانا، جس پر ہمارے مجتہد کا عمل ہے، کیونکہ ہمارے اُصول میں یہ لکھا ہے کہ مجتہد کا عمل حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہوتا ہے، میں نے معیار بتلا دیا، ہم انشاء اللہ اپنے معیار پر پکے ہیں، لیکن غیر مقلدین اپنے معیار پر ایک حدیث کا ضعیف یا صحیح ہونا ثابت نہیں کر سکتے۔ غیر مقلدین اس وقت تک حدیث کو نہیں پرکھ سکتے جب تک اپنے اہلِ حدیث ہونے کا انکار نہ کریں

اور کسی نہ کسی امتی کے سامنے سجدہ نہ کریں، اس لئے میں کہا کرتا ہوں کہ اگر حجر پرستی شرک ہے تو ابن حجر پرستی بھی شرک ہے، ایمان نہیں ہے۔

نواں سوال:

وضاحت کریں کہ حرمین کے ائمہ کا کیا مسلک ہے؟

جواب: میں پوچھتا ہوں کہ مکہ اور مدینہ سو سال سے بنا ہے یا دو سو سال سے؟ (سامعین نے کہا چودہ سو سال سے) حضرت نے فرمایا عباسی حکومت پانچ صد سال رہی ہے اس وقت مکہ مدینہ مکہ مدینہ تھا یا نہیں؟ (لوگوں نے کہا، تھا) کتب تاریخ اٹھا کر دیکھو، لکھا ہے کہ پورے پانچ صد سال تمام قاضی اور ائمہ حنفی ہوتے تھے۔ اس کے بعد دو صد سال تک سلجوقی حکومت رہی ان کے دور حکومت میں سارے مفتی و قاضی حنفی تھے، البتہ انہوں نے حرم کے اندر چاروں ائمہ کے مصلی رکھے، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، چار مصلے تھے، غیر مقلدوں کا کوئی مصلی نہیں تھا۔

ایک لاکھ انعام:

عباسی دور حکومت کے پانچ صد سالوں میں کوئی غیر مقلد کسی ایک نماز کا امام بنا ہو تو پیش کریں فی حوالہ ایک لاکھ روپے انعام دیا جائے گا، کیا اس وقت مکہ مکہ نہیں تھا؟ مدینہ منورہ مدنیہ نہیں تھا؟ (لوگوں نے کہا، تھا)

سلجوقی دور:

سلجوقی دور حکومت کے دو صد سال میں ایک دن کسی غیر مقلد کا مصلی بچھا ہو، حوالہ پیش کریں فی حوالہ دس لکھ روپے انعام دوں گا

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اب میں حوالہ کا مطالبہ کر رہا ہوں، لیکن پیش نہیں کر سکتے اگر یہ اپنے بڑوں کی قبریں بھی اکھاڑ کر لے آئیں تو بھی پیش نہیں کر سکتے۔

خوارزمی حکومت:

سلجوقیوں کے بعد دوصد سال خوارزمی حکمران رہے، وہ سب کے سب حنفی تھے۔ خوارزمی دور کے دوسو سال میں صرف ایک نماز مکہ یا مدینہ میں کسی غیر مقلد نے پڑھائی ہو، فی حوالہ دس لاکھ روپے انعام دوں گا۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

یہ لوگ مجھے گالیاں تو دے سکتے ہیں، لیکن حوالہ پیش نہیں کر سکتے۔

عثمانی دور حکومت:

خوارزمی دور کے بعد چار سو پچاس سال تک ترکی حکومت رہی، ان کے دور میں بھی چار ہی مصلے تھے، کسی غیر مقلد نے بھی کوئی نماز نہ مکہ میں پڑھائی اور نہ مدینہ میں ۵۰۰ سال+۲۰۰ سال=۷۰۰+۲۰۰ سال=۹۰۰+۴۵۰ سال=۱۳۵۰ سال ہوئے اس وقت مکہ مکہ تھا یا نہیں؟ مدینہ منورہ مدینہ تھا یا نہیں؟

ایک احمق کی بات:

ایک غیر مقلد کہنے لگا اللہ کا شکر ہے کہ پہلے چار مصلے تھے اب صرف ایک مصلی رہ گیا ہے۔ میں نے اس سے کہا جب چار تھے تمہارا مصلی اس وقت بھی نہیں تھا اور اب

ایک ہے تمہارا اب بھی نہیں ہے۔ اس پر بیس تراویح پڑھائی جارہی ہیں وہ لوگ حنبلی ہیں، امام احمد بن حنبل کے مقلد ہیں، یہاں ہمارے دوست یہ کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھی ہیں، انہوں نے طلاقہ ثلاثہ کے بارے میں وہاں کہامن طلق امراته بفم واحدة ثلاثا ایک دفعہ کہا تجھے تین طلاق تو پھر تین ہی واقع ہوں گی، یہاں کتنے حاجی صاحبان یہاں بیٹھے ہیں، وہاں جب جنازے ہوتے ہیں وہاں ان کی طرح ہوتا ہے یا ہماری طرح؟ جواب ملا ہماری طرح۔ کسی نے اونچی آواز میں وہاں پڑھا، تھوڑے سے وقت میں ہوتا ہے یا اتنا لمبا ہوتا ہے، تھوڑے وقت میں۔ وہاں سے آج تک یہ فتویٰ شائع ہوا کہ حنفی نماز غلط ہے مکہ میں نہیں پڑھنے دیں گے، یہ جو یہاں کہتے ہیں حنفی نماز غلط ہے ان کا ان کے ساتھ کیا تعلق ہے، اس لئے یہ جو کہتے ہیں ان کا مسلک کیا ہے تو میں نے بتایا ساڑھے تیرہ سو سال حنفی لوگوں کی حکومت رہی۔

ایک اہم بات:

خلافت راشدہ کتنا عرصہ رہی، تیس سال خلافت راشدہ کا مقصد کیا تھا؟ اسلامی قانون دنیا میں قائم ہو، یہ مقصد پورا ہوا یا نہیں، ہوا، میں یہ کہتا ہوں کہ ساڑھے تیرہ سو سال فقہ حنفی قائم رہی تو خلافت راشدہ کی واحد فقہ یہی نکلی، کوئی ماں کا لال مجھے یہ بتائے مکہ میں کبھی کسی غیر مقلد کو قاضی کا چپڑاسی بنایا ہو، ایک ہمیں دکھا جائے کیوں بھی قانون کا نصاب اتنا عرصہ میں رہا یا نہیں رہا کسی شکل میں رہا فقہ حنفی کی صورت میں اور مقصود یہ تھا لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم دین ہوئی ساری دنیا میں صحابہ کے ذریعے؟ اس لئے صرف ایک فقہ حنفی خلافت راشدہ کی وارد کہلائی جاسکتی ہے یہ بھی ہمیں بتائیں ان کی کون سی کتاب ہے جو فقہ حنفی میں شامل رہی ہو یہ کوئی عقائد کی کتاب نہ کسی اور چیز کی۔

دسواں سوال:

رفع یدین کی بحث میں نے جیسے پہلے عرض کیا تھا کہ بات اتفاق سے چلتی ہے، سجدوں میں یہ بھی رفع یدین نہیں کرتے، ہم بھی نہیں کرتے، ہم پوچھتے ہیں سجدوں میں کون سی حدیث رفع یدین کی ممانعت کے لئے آئی، دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں بھی رفع یدین نہیں کرتے، ہم بھی نہیں کرتے، ہم پوچھتے ہیں اس اتفاقی منع کی کوئی دلیل دو تا کہ پیمانہ تو بناؤ، دیکھو نہ ہمارا حوصلہ! پیمانہ تم بناؤ دلیل ہم سے لو، لیکن پیمانہ تم بنا دو، ہونا چاہئے نا پیمانہ، لیکن یہ کبھی اس بات پر نہیں آئیں گے، ایک مجھے کہنے لگا جی پوری کتابیں بھری ہوئی ہیں رفع یدین سے، میں نے کہا جو رفع یدین آپ کرتے ہیں وہ کہیں بھی نہیں۔ یہ بات غور سے سننے والی ہے، دیکھو ہم ایک جگہ رفع یدین کرتے ہیں اس کے بعد کسی جگہ نہیں کرتے جس طرح ہمارا کلمہ شریف لا الہ الا اللہ تو کلمہ پورا ہے یا صرف لا الہ پورا کلمہ ہے لا الہ الا اللہ، جب تک نفی اثبات نہیں ہوں گے کلمہ پورا ہو جائے گا؟ نہیں۔ ہم جو حدیث پڑھیں گے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفے میں، کون سا کوفہ جہاں ایک ہزار پچاس صحابہ اور ۸۳ ہزار تابعین پہنچے تو جہاں اتنے صحابہ اتنے تابعین پہنچے ہوں وہاں سنت کا خلاف دیکھیں تو وہ خاموش رہ سکتے تھے، نہیں۔ میں آپ کو کہوں اللہ اکبر کہہ کر سر پر ہاتھ باندھ لو، آپ اعتراض کریں گے؟ کیونکہ میں نے سنت کے خلاف کہا ہے تو کیا آپ کا ایمان تابعین اور ان صحابہ سے زیادہ مضبوط ہے۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا اللہ کے رسول نے پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھائے تھے، پھر نہیں، دیکھو اثبات بھی آ گیا، نفی بھی آ گئی، کلمہ لا الہ الا اللہ کی طرح پوری بات آ گئی، ان کو دیکھو یہ کتنی مرتبہ کرتے ہیں، چار رکعتوں میں رکوع کتنے ہیں، پھر تیسری رکعت کے شروع میں یہ کل دس مرتبہ ہو گیا اور کتنی جگہ نہیں

کرتے ۴ رکعتوں میں ۸ سجدے ہیں ہر مرتبہ یہ نہیں کرتے ہیں تو یہ ۱۶ مرتبہ ہو گیا اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں کرتے ہیں یہ کل اٹھارہ مرتبہ ہو گیا تو یہ دس جگہ کرتے ، اٹھارہ جگہ نہیں کرتے ، اب ان کی دلیل وہی حدیث ہوگی جس میں دس جگہ ہمیشہ کرنے کا ہو اور اٹھارہ جگہ نہ کرنے کا ہو، لیکن قیامت تک ایسی حدیث پیش نہیں کر سکتے۔ یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ ایک شخص نے بخاری شریف کھول کر رکھی یہ ابن عمر کی روایت ہے، میں نے کہا دیکھو کتنی جگہ ہے، تو جب گنا تو ۹ جگہ بنی، بخاری شریف میں تیسری رکعت والی نہیں تھی یعنی پہلی دو تین سندوں میں ، میں نے کہا ایک سنت رہ جائے ، نماز سنت کے موافق ہوگی یا سنت کے خلاف؟ کہنے لگا خلاف سنت، لعنتی ہونے سے بچیں، بہاولپور سے ایک پمفلٹ چھپا ہے، ہم رفع یدین کیوں کرتے ہیں؟ اس میں ہے کہ ایک سنت رہ جائے انسان جو ہے وہ لعنتی بن جاتا ہے۔ میں نے کہا تیرے نزدیک ایسی نماز تو لعنت کا سبب ہے۔ صحاح ستہ والوں نے جو سالم والی حدیث نقل کی ہے وہ (معاذ اللہ) تیرے نزدیک اس طرح پڑھنے والے لعنتی ہیں تو وہ حدیث لا جس طرح پڑھنے کے بعد تو لعنتی نہ رہے، اور میں نے کہا ابھی تو میں نے اثبات پوچھا ہے اٹھارہ جگہ کی نفی بھی بتائیں، للکار رہا ہوں کہ کسی ماں کے بچے کے پاس ایسی حدیث ہے ساری عمر بھی میں صرف ایک نماز جو ہو بھی چار رکعتوں والی اس میں دس دفعہ کا اثبات ہو اٹھارہ جگہ کی نفی ہو اور اگر کسی میں جرأت ہے تو لکھ کر بھیج دو، تمہارے والی نماز تو اللہ کے نبی نے ایک مرتبہ بھی نہیں پڑھی۔ اب بیہقی اٹھا لی، ابوبکر صدیق پڑھتے تھے ہماری جیسی نماز ، میں نے کہا شمار کرو، شمار کی تو نو نکلی۔ میں نے کہا نفی پیش کرو، اس نے کہا وہ تو نہیں، اب میں نے چار ورق آگے الٹے کہ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: میں حضور ﷺ کے بعد ابوبکر صدیق حضرت عمر کے پیچھے نماز پڑھتا

رہا، وہ صرف پہلی مرتبہ رفع یدین کرتے تھے، ہم جو صدیق اکبر کی نماز پیش کر رہے ہیں ہماری اس کے موافق ہے یا نہیں اور جو تم نے پیش کی اس کا صحیح ضعیف ہونا بعد کی بات ہے، پہلے تو یہ ثابت ہی نہیں جو تمہاری نماز ہے، اس طرح نماز پڑھنے والے کو تم تو خلاف سنت کہتے ہو، لعنتی کہتے ہو تم ان کا نام لیتے ہو۔ حضرت عمر کی ہم پیش کرتے ہیں، وہ صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ طحاوی شریف اور یہ جو پیش کرتے ہیں نہ اس کی سند صحیح اور اس میں بھی نہ دس جگہ کا اثبات اور نہ اٹھارہ جگہ کی نفی تو میں کہتا ہوں پہلے پہلی جماعت کا بچہ بلالو وہ تمہیں گنتی یاد کرادے، میں تو ماسٹر ہوں نا، پہلی جماعت کا بچہ بلالو جب وہ کہہ دے گا اس میں دس دفعہ کا کرنا اور اٹھارہ جگہ کا نہ کرنا ہے تو پھر بحث ہوگی، حدیث صحیح ہے یا نہیں اور اس کا مطلب کیا ہے اور جن کے پاس ہے ہی کچھ نہیں کبھی کہتے ہیں میں اعلان کرتا ہوں خلفاء راشدین، عشرہ مبشرہ یا مہاجرین انصار کسی ایک سے ایسی نماز ثابت کردیں جس میں دس جگہ کا اثبات اور اٹھارہ جگہ کی نفی ہو، کبھی کہتے ہیں، نہیں، امام ایک طرف ہیں، ابو حنیفہ ایک طرف ہیں، میں اعلان کرتا ہوں اس مسئلہ میں ایک امام بھی تمہارے ساتھ نہیں، کسی ایک امام نے دس جگہ رفع یدین کیا ہو اور اٹھارہ جگہ نفی کے ساتھ نماز پڑھ کر دکھائی ہو۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

گیارھواں سوال:

رفع یدین کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے یہ بخاری میں موجود ہے، آپ بخاری شریف کی مخالفت کیوں کرتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو کس فقہ پر عمل

کریں گے یا وہ اہل حدیث ہوں گے؟

جواب: دیکھیں میں نے بتایا بخاری شریف میں تمہاری حدیث ہے ہی نہیں دس جگہ کا اثبات اور اشارہ جگہ کی نفی اور دیکھیں یہ دھوکہ دینا چھوڑ دیں۔

کیا بخاری ہر جگہ مقدم ہے؟

بخاری مسلم کی حدیث پہلے مانیں باقی بعد میں، بخاری مسلم میں جوتے پہن کر نماز پڑھنے کی حدیث ہے، ایک دن ایک نماز حضور ﷺ نے جوتے اتار کر پڑھی ہو، بخاری مسلم کی حدیث پیش کرو لیکن ساری امت کا عمل جوتے اتار کر نماز پڑھنے کا ہے یہ جو غیر مقلد جوتے اتار کر نماز پڑھتے ہیں ان سے پوچھو یہ بخاری مسلم کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ بخاری مسلم بلکہ صحاح ستہ کی ہر کتاب میں ہے کہ حضرت نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا، پوری زندگی میں بخاری مسلم سے ایک حدیث پیش کرو کہ حضرت نے بیٹھ کر پیشاب کیا ہو وہاں تم مرد عورتیں بخاری کے خلاف کیوں عمل کر رہے ہو۔

بخاری مسلم بلکہ صحاح ستہ کی ہر کتاب میں حدیث ہے کہ حضرت اپنی نواسی کو اٹھا کر نماز پڑھتے تھے، میں صاف لفظوں میں مطالبہ کر رہا ہوں کہ رسول اللہ نے زندگی کی ایک نماز کی ایک رکعت میں حضور ﷺ نے نواسی کو اٹھائے بغیر نماز پڑھی ہو، بخاری سے حوالہ پیش کریں۔ جب غیر مقلد نماز پڑھ رہا ہو دو بچے اٹھا کر سوار کر دیا کرو کہ تو بخاری کی مخالفت کر رہا ہے۔

بخاری مسلم میں ہے حضرت ﷺ کے بارے میں **کان یباشر وھو صائم** کہ آپ مباشرت کرتے تھے اپنی ازواج مطہرات سے اس حال میں کہ آپ روزہ دار ہوتے، ایک حدیث بخاری مسلم کی دکھا دو کہ حضور ﷺ نے بغیر مباشرت کئے روزہ رکھا ہو تو اس قسم کے دھوکوں سے باز آ جاؤ، باقی یہ کہتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام فقہ پر عمل کریں گے

یا اہل حدیث ہوں گے یہ دھوکے دیتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ اسلام فقہ کے منکر ہوں گے، قرآن میں جب فقہ کو ماننے کا حکم ہے لیتفقھوا فی الدین حدیث میں فقہ کو ماننے کا حکم ہے من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین، فقیہ واحد اشد علی الشیطن من الف عابد. دیکھو فقہ کے منکر کو شیطان کہا گیا ہے یہ مجھے ایک حدیث لکھ کر بھیجیں فقہ کے منکر کو اہلحدیث کہا گیا ہو میں گالی تو نہیں دے رہا، حدیث بیان کر رہا ہوں، ہاں باقی رہا یہ کہ کس فقہ پر عمل کریں گے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ خود مجتہد ہوں گے۔

ایک مسئلہ:

اجتہادی مسائل میں مجتہد پر اجتہاد واجب ہے، غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے اور غیر مقلد پر تعزیر واجب ہے، یہ کل کہیں گے کیا دلیل ہے، تفسیر ابن جریر میں ہے دو آدمی حج پر گئے، ایک ہرن پھر رہا تھا مکہ میں، ایک نے پتھر پھینکا ایسی نازک جگہ پر لگا کہ وہ مر گیا، انہوں نے حضرت عمرؓ سے جا کر مسئلہ پوچھا ایسا ہوا ہے، فرمایا کہ پتھر جان بوجھ کر مارا تھا، اس نے کہا حضرت مارا جان بوجھ کر تھا، لیکن میرا ارادہ یہ تو نہیں تھا وہ مر جائے گا، فرمایا کہ عمد اور خطا جمع ہوگئی ہے ایک بکری ذبح کرو جا کر، حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی طرف دیکھا، یہ جب چلے جس نے پتھر امارا تھا اس نے کہا حضرت عمرؓ نے جب بکری ذبح کرنے کے متعلق کہا تو عبدالرحمٰن بن عوف کی طرف دیکھا، لگتا یوں تھا حضرت عمر کو مسئلہ صحیح یاد نہیں تھا تو ہم کیوں نہ گائے ذبح کر دیں، سات قربانیاں ہو جائیں اور کسی قسم کا شبہ نہ رہے، انہوں نے جا کر گائے ذبح کر دی، کسی نے آ کر حضرت عمر کو بتایا، اس نے گائے ذبح کی ہے، آپ کوڑا لے کر چلے گئے، کوڑے مار رہے تھے اور فرما رہے تھے حرم میں قتل کرنا جائز ہے اور مفتی کے مسئلہ کو حماقت سمجھتا ہے، تو اگر حضرت عمرؓ کا قانون آج جاری ہو جائے تو غیر مقلدوں کو کوڑے لگیں گے یا نہیں؟

غیر مقلدین کا قبر میں کیا حشر ہوگا؟

ایک مجھے کہنے لگا جب مر جائیں گے تو جان چھوٹ جائے گی، میں نے کہا نہیں جب مر جائیں گے تو فرشتہ پیٹے گا اور کہے لگا لا دریت ولا تلیت صحیح بخاری صفحہ ۱۷۸، کوہاٹ کے مناظرہ میں جب میں نے پڑھی یہ روایت کہ فرشتہ اس لئے پیٹے گا تو نہ مجتہد تھا نہ تو نے تقلید کی، انہوں نے شور مچایا تحریف ہوگئی تحریف ہوگئی کہ اگر بخاری کی کسی شرح میں کسی محدث نے لکھا ہو لاتلیت کا معنی تقلید ہے ہم ہار گئے، تم جیت گئے، میں نے اس وقت بخاری شریف کی شرح قسطلانی رکھی اور بخاری کا حاشیہ کھولا ولوا تبعت علماء فی التقلید فی مایکونون وہ جو حاجی سلطان کارخانہ دار ۱۲ سال سے غیر مقلد ہو چکا تھا وہ بھاگا آیا، جی دکھاؤ کہاں ہے۔ میں نے کہا یہ ہے، اس نے جا کر انہیں دکھایا اور غیر مقلد ہونے سے توبہ کی، پھر میں نے کہا قبر میں بھی قیامت تک پٹائی ہوگی، فرشتہ پیٹے گا، غیر مقلدوں کو ایک کہنے لگا جب نکل آئیں گے پھر کیا ہوگا، میں نے کہا روتے ہوئے جارہے ہوں گے دوزخ کو اور کہہ رہے ہوں گے: لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحب السعیر نجات کے دو ہی راستے ہیں یا خود ہی دین کے اندر پوری سمجھ رکھتا ہو جس کو مجتہد کہتے ہیں یا دوسرا راستہ مجتہد کی مان کر چلا جائے۔

جو میں نے مطالبہ کیا انہوں نے کوئی حدیث لکھ کر بھیجی نہیں، تو کل آپ انہیں برملا کہیں اس وقت آپ کے ہاتھ ٹوٹے ہوئے تھے، کیا آپ حدیثیں لکھ کر دیتے تو کافر ہو جاتے، میں بار بار کہتا رہا ہوں جھوٹ لکھنے سے گناہ ہوتا ہے، حدیث لکھنے سے گناہ نہیں ہوتا۔ ایک بھی حدیث لکھ نہیں بھیجی۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ.

الفرق بین السنۃ والحدیث

(خطاب بمقام جامعہ خیر المدارس ملتان، پاکستان)

الحمد للہ وکفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی! امابعد!

تمہید:

دوستو اور بزرگو! ہمارے ملک میں تین فرقے ایسے ہیں جو کتاب وسنت پر عمل کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ایک اہل سنت والجماعت حنفی (دیوبندی)، دوسرے بریلوی، تیسرے غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں۔ اس بارے میں پہلے یہ بات سمجھنی ہے کہ عوام اس دھوکے میں مبتلا کر لئے جاتے ہیں کہ سنت کی نسبت بھی اللہ کے نبی پاک ﷺ کی طرف سے ہوتی ہے اور حدیث کی نسبت بھی اللہ کے نبی پاک ﷺ کی طرف سے ہوتی ہے اس لئے عوام کو یہ کہا جاتا ہے کہ اہل سنت اور اہل حدیث میں کوئی خاص فرق نہیں ہے اس لئے اولاً سنت اور حدیث کا فرق سمجھنا ضروری ہے۔ غیر مقلدین کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ لوگوں کو یہی باور کرایا جائے کہ سنت اور حدیث ایک ہی چیز ہے لیکن ان کی یہ بات کسی دلیل سے ثابت نہیں۔

فرمان رسول ﷺ:

حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیث مروی ہے کہ رسول اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری طرف سے لوگ اختلافی روایات بیان کیا کریں گے۔ ان میں سے جو حدیث

کتاب اللہ کے موافق ہو وہ میری طرف سے ہوگی اور جو کتاب اللہ کے خلاف ہو وہ میری طرف سے نہیں ہوگی اور جو حدیث سنت کے موافق ہو وہ میری طرف سے ہوگی اور جو حدیث سنت کے خلاف ہو وہ میری طرف سے نہیں ہوگی۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ بعض احادیث کتاب اللہ کے موافق ہوتی ہیں، بعض کتاب اللہ کے مخالف ہوتی ہیں، بعض حدیثیں سنت کے موافق ہوتی ہیں اور بعض سنت کے مخالف ہوتی ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ رسول اکرم ﷺ کو ایک کام کا حکم تھا لیکن آپ اس کے خلاف کرتے تھے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے آپ ایک کام کرتے تھے تو بعد میں دوسرا حکم آ گیا۔ مثال کے طور پر نماز کس طرف منہ کر کے پڑھنی چاہئے؟ کچھ احادیث ہیں کہ حضور ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے، کچھ احادیث ہیں کہ بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔

تو اب جب قرآن پاک میں حکم آیا کہ **فول وجھک شطر المسجد الحرام** ...... اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ آیت آ چکی تھی اور حضور پاک ﷺ کو اس کا معنی نہیں آتا تھا اور آپ ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت کے آنے سے پہلے حضرت محمد ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے اور اس آیت کے آنے کے بعد اسی حدیث پر عمل جاری رہا، جو کتاب اللہ شریف کے موافق ہے۔

اسی طرح احادیث میں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ صحابہؓ نمازوں میں باتیں کر لیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ ان کو روکتے نہیں تھے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ صحابہؓ نے باتیں کیں اور حضور ﷺ نے ان کو روکا کہ نماز میں کلام کرنا جائز نہیں ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ **قوموا للہ قانتین** ..... حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ جس طرح بخاری و مسلم

کی متفق علیہ حدیث میں ہے کہ ہم کلام کرلیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی قوموا للہ قانتین...... تو پھر ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا، تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آیت نازل ہونے کے بعد بھی صحابہ کرامؓ کو یا رسول اللہ کو اس آیت کا معنی نہیں آتا تھا، اس لئے آپ باتیں کرلیا کرتے تھے بلکہ وہ الگ زمانے کی بات ہے اور یہ الگ زمانے کی بات ہے۔

تو معلوم ہوا کہ کچھ احادیث جو ہیں وہ کتاب اللہ کے موافق ہیں، کچھ کتاب اللہ کے خلاف ہیں، خلاف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یا تو وہ منسوخ ہیں یا کوئی جھوٹی حدیث ہوگی۔ اسی طرح کچھ احادیث سنت کے موافق ہیں اور کچھ سنت کے خلاف ہیں۔

سنت کیا ہے؟

تو پہلے سنت کا مطلب سمجھنا چاہئے کہ سنت سند اور راستے کو کہتے ہیں جو عام شاہراہ ہو، اور کسی کھیت سے صرف ایک دو آدمی گزر جائیں تو اس کو راستہ تو کیا پگڈنڈی بھی نہیں کہتے، لیکن جہاں رات دن لوگ چلتے ہیں وہ راستہ کہلاتا ہے، تو حضور پاک ﷺ کے کچھ کام ایسے تھے جو عام طور پر آپ عادتاً کرتے تھے، جس طرح حنفی کچھ کام عادتاً روزانہ کرتے ہیں اور کچھ کبھی کبھی ضرورتاً کرتے ہیں۔ مثلاً ایک آدمی نے اپنی عادت بنالی ہے کہ وہ روزانہ فجر کی نماز کے بعد ایک پارہ تلاوت کرتا ہے، یہ اس کی عادت ہے۔ ایک دن اس نے تلاوت نہیں کی، اٹھ کر چلا گیا۔ دوسرے نے اس سے پوچھا کہ کل آپ نے تلاوت نہیں کی تو اس نے کہا کہ میرا ایک دوست بیمار تھا، تو میں اس کی بیمار پرسی کے لئے چلا گیا تھا تاکہ دفتر جانے سے پہلے یہ کام ہوجائے۔ اب یہ ضرورت تھی۔

کام کے دو حصے:

تو جس طرح ہمارے کام دو حصوں میں تقسیم ہیں، ایک کام ہم عادتاً کرتے ہیں اور ایک ضرورتاً کرتے ہیں۔ اسی طرح یقیناً نبی اقدس ﷺ کے کام جو ہیں وہ دو حصوں میں تقسیم

ہیں۔ کچھ کام حضور ﷺ عادتاً فرماتے تھے اور کچھ ضرورتاً فرماتے تھے۔ احادیث میں دونوں قسم کے کاموں کا ذکر آ جاتا ہے۔ جو کام آپ ﷺ عادتاً فرماتے تھے وہ بھی مذکور ہیں اور جو ضرورتاً فرماتے تھے وہ بھی۔ اب ہم نے ان میں سے عمل کس پر کرنا ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ علیکم بسنتی تم نے میری عادت کو عادت بنانا ہے اور میری سنت کو اپنانا ہے۔

غیر مقلدین سے بات چیت:

ایک دفعہ ابوبکر داؤد غزنوی کا بیٹا مجھے ملنے آیا۔ میں گلشن اقبال کراچی میں بیٹھا تھا، ساتھ ہی ان کا مدرسہ جامعہ ابوبکر ہے اور سات آدمی ساتھ تھے۔ آ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ مجھے آپ سے ملنے کا بڑا شوق تھا۔ میں نے کہا کہ خیر تھی۔ کہنے لگا کہ سنا ہے کہ آپ اہل حدیث کے بڑے خلاف ہیں، تو میں نے اسی وقت کہا کہ میں تو اہل قرآن کے بھی بہت خلاف ہوں کیونکہ وہ جس طرف جانا چاہتا تھا میں نے راستہ روک دیا۔ وہ کہنے لگا کہ اہل قرآن کے تو ہم بھی بہت خلاف ہیں۔ تھوڑی دیر بعد مجھے کہنے لگا کہ حدیث بُری چیز ہے جو آپ اہل حدیث کے خلاف ہیں؟ میں نے کہا کہ قرآن ہی بری چیز ہے جو آپ نے کہا کہ میں اہل قرآن کے خلاف ہوں، کہتا ہے کہ وہ تو قرآن کا نام لے کر دین میں جھوٹ بولتے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ حدیث کا نام لے کر دین میں جھوٹ بولتے ہیں۔

تو اس دور میں اہل قرآن وہ ہے کہ جب دین میں جھوٹ بولنا ہو تو نام قرآن کا لو۔ لوگ بے چارے ڈر جائیں گے کہ بڑا قرآن کا جاننے والا ہے۔ اہل حدیث اس زمانے میں وہ ہے کہ جب دین میں جھوٹ بولنا ہو تو حدیث کا نام لے، پھر مجھے کہنے لگا کہ ہم تو اس لئے اہل حدیث ہیں کہ ہم فقہ کو نہیں مانتے۔

میں نے کہا کہ اس پر بھی دلیل چاہئے کہ جو فقہ کو نہ مانے، اس کو اللہ نے یا اللہ کے رسول ﷺ نے اہل حدیث فرمایا ہو۔ ہم نے تو یہ پڑھا ہے کہ فقہ کے مخالف کو اللہ

کہ نبی پاک ﷺ نے شیطان فرمایا ہے فقیہ واحد اشد علی الشیطن من الف عابد اس لئے ہم فقہ کے منکر کو شیطان سمجھتے ہیں۔ اہل حدیث نہیں سمجھتے۔ ہاں اگر آپ کوئی حدیث سنا دیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو فقہ کا انکار کرے اس کو تم اہل حدیث کہا کرو تو ہم صبح آپ کو شیطان کہہ دیا کریں گے اور شام کو اہل حدیث کہہ دیا کریں گے تا کہ دونوں حدیثوں پر ساتھ ساتھ عمل جاری رہے۔ ہم کسی حدیث کا انکار نہیں کرتے۔

پھر میں نے پوچھا کہ تم سے کس نے کہا تھا کہ تم اہل حدیث بننا۔ مجھے کہنے لگا کہ آپ کو کس نے کہا تھا کہ آپ اہل سنت والجماعت بننا۔ میں نے کہا کہ مجھے تو میری نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین علیکم بسنتی میں اہل سنت آ گیا اور خلفاء راشدین میں والجماعت آ گیا۔ آپ مجھے دکھا دیں۔ علیکم بحدیثی۔ تو کہنے لگا کہ حدیث اور سنت ایک ہی چیز کا نام ہے۔ میں نے کہا کہ یہ بات بھی غلط ہے آپ کی، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اختلافی احادیث میں بعض حدیثیں قرآن کے خلاف ہوں گی، بعض سنت کے خلاف ہوں گی، تو اس سے پتہ چل گیا کہ سنت اور حدیث ایک چیز نہیں اور یہ بھی پتہ چل گیا کہ اہل سنت اور اہل حدیث میں فرق کیا ہے؟

حدیث اور سنت:

اہل سنت وہ لوگ ہوں گے جو اختلافی حدیثوں میں ان حدیثوں پر عمل کریں گے جو کتاب اللہ کے موافق ہیں اور اہل حدیث وہ ہوں گے جو حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کر کے ایسی حدیثیں تلاش کریں گے جو قرآن پاک کے خلاف ہوں کہ یا اللہ! کوئی حدیث قرآن کے خلاف مل جائے تا کہ ہم بھی عمل کر لیں۔ اہل سنت وہ لوگ ہیں جو اختلافی احادیث میں ان احادیث پر عمل کرتے ہیں جو سنت کے موافق ہوں اور اہل

حدیث وہ ہوں گے کہ جو ایسی چیزیں اور حدیثیں تلاش کریں گے جو سنت کو مٹانے والی ہوں، جو سنت کے خلاف ہوں۔

جس طرح قرآن پاک تلاوتاً تواتر سے ثابت ہے، اسی طرح سنت عملی تواتر سے ثابت ہے۔ وہ ہر جگہ پھیل جاتی ہے۔ جیسے وضو میں کلی کرنا۔ اگرچہ حدیث میں آیا ہے لیکن اس نے مقام سنت کا حاصل کرلیا۔ آپ دنیا کے جس ملک میں جائیں وہاں مسلمان وضو کر رہے ہوں گے تو وہ کلی بھی کر رہے ہوں گے، تو جہاں جہاں سورج کی روشنی پھیلی وہاں وہاں سنت بھی پھیلی۔

لیکن اسی طرح احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ حضور ﷺ وضو کے بعد بیوی سے بوس وکنار فرماتے، لیکن یہ عمل پھیلا نہیں۔ آپ وضو کریں اور اس میں کلی جان بوجھ کر نہ کریں تو یقیناً آپ کا دل آپ کو جھنجھوڑے گا کہ آج وضو مکمل نہیں ہوا۔ ایک سنت ضائع ہو گئی ہے اور وضو کا ثواب کم ہو گیا ہے اور آپ نے کتنے وضو کئے اور بیوی سے بوس وکنار نہیں کیا، تو آپ کے دل میں کبھی یہ وسوسہ اور شبہ نہیں آیا کہ آج وضو کا ثواب کم ملا، کیونکہ حدیث میں یہ بات بھی ہے اور وہ بات بھی، لیکن وہ سنت بن چکی ہے اور یہ درجہ حدیث میں رہی ہے۔ سنت کے درجہ میں نہیں ہے۔

تو اس لئے اہل سنت اور اہل حدیث کی پہچان ایسے کی جاتی ہے کہ وضو دونوں نے کیا، تو اہل سنت تو وضو کے بعد جماعت کے اندر شامل ہو جائے گا کہ مجھے جماعت مل جائے اور رکعت نہ چھوٹ جائے اور اہل حدیث وضو کر کے بیوی کی تلاش میں جائے گا کہ میں بوسہ لے لوں تاکہ اس حدیث پر عمل رہ نہ جائے۔

تو ہم اہل سنت ہیں۔ اہل سنت ان احادیث پر عمل کرتے ہیں جو کتاب اللہ کے موافق ہوں، سنت رسول اللہ کے موافق ہوں۔ اس سے ایک بہت اہم بات معلوم ہوئی کہ سنت کا ثبوت اتنا واضح ہوتا ہے کہ جیسے سورج، تو اس لئے سنت کی تحقیق کے لئے

سندوں کی ضرورت نہیں ہوتی اور حدیث وہ ہے جو سنت کے درجے تک نہیں پہنچی، اس کی حیثیت ہوتی ہے پہلی رات کے چاند کی، تو پہلی رات کے چاند کے لئے تو غور کی ضرورت بھی پڑ جاتی ہے، پھر گواہ دیکھیں جائیں گے کہ عادل ہیں بھی یا نہیں۔ تو اس لئے حدیث جو ہے یہ سندوں کی محتاج ہے، تو جس طرح متواتر قرآن پاک سندوں کا محتاج نہیں، متواتر سنت بھی سندوں کی محتاج نہیں ہے، تو اس لئے یقین تواتر سے ہوتا ہے، سندوں سے نہیں ہوتا۔ وہ زینت کے درجے میں ہوتی ہے۔

ظنی اور یقینی:

غیر مقلدوں کا دین ظنی ہے اور ہمارا دین یقینی ہے کیونکہ ہم سنت پر عمل کرتے ہیں اور پھر یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا علیکم بسنتی اور علیکم بحدیثی تو نہیں فرمایا کیونکہ حدیثوں میں منسوخ حدیثیں بھی ہوتی ہیں، سنت ایک بھی منسوخ نہیں ہوتی۔ سنت تو کہتے ہی اس کو ہیں جس پر عمل جاری رہا۔ فرمایا کہ العلم ثلاثۃ۔ علم تین چیزوں کا نام ہے۔ آیۃ محکمۃ وسنۃ قائمۃ و فریضۃ عادلۃ تو سنت اس کو کہتے ہیں جو قائم رہے، تو اس لئے عین ممکن ہے کہ اہل سنت والجماعت کے مقابلے میں اہل حدیث وہ ہوں جو منسوخ باتوں پر عمل کر رہا ہو۔ دوسرا یہ کہ اہل سنت اس کو کہتے ہیں جو سنتوں پر عمل کرے اور ہر ہر سنت قابل عمل ہوتی ہے۔ کوئی اہل سنت یہ نہیں کہتا کہ سنتوں میں سے کوئی ایسی بھی سنت ہے جو قابل عمل نہیں، کیونکہ سنت تو عملاً متواتر ہے، لیکن اہل حدیث بھی یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ ہر ہر حدیث قابل عمل ہے۔ وہ کسی حدیث کو ضعیف کہتا ہے، کسی کو موضوع کہتا ہے، کسی کو حسن کہتا ہے، کسی کو صحیح کہتا ہے، کسی کو مسند کہتا ہے۔ اگر اللہ کے نبی ﷺ فرماتے کہ علیکم بحدیثی پھر اتنی قسمیں ہوتیں، کوئی صحیح اہل حدیث

ہوتا، کوئی موضوع اہل حدیث ہوتا، کوئی مسند اہل حدیث ہوتا، کوئی حسن اہل حدیث ہوتا، کوئی ضعیف اہل حدیث ہوتا۔ تو جتنی حدیث کی قسمیں تھیں اتنے ہی اہل حدیث بن جاتے، تو چونکہ دین پر عمل کرنے کا حکم ہے اور قابل عمل سنت ہے۔ ہر سنت قابل عمل ہے، لیکن ہر حدیث قابل عمل نہیں کیونکہ کوئی منسوخ بھی ہوسکتی ہے، کوئی ضعیف بھی ہوسکتی ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ اہل سنت کے مقابلے میں جو فرقہ اپنے آپ کو اہل حدیث کہتا ہے وہ عین ممکن ہے کہ وہ کسی ضعیف حدیث پر عمل کر رہا ہو، اس لئے اسے ضعیف اہل حدیث تو کہا جاسکتا ہے، منسوخ حدیث پر عمل کر رہا ہے اس لئے اسے منسوخ اہل حدیث تو کہا جاسکتا ہے، مسند اہل حدیث اس کے لئے لفظ استعمال کرنا صحیح نہیں ہے۔ تو اس لئے سنت اور حدیث کا فرق حدیث میں بھی موجود ہے اور عرف میں بھی موجود ہے۔

مثلاً داڑھی کو ہر ایک کہتا ہے کہ سنت ہے، اگر آپ کہیں کہ داڑھی حدیث ہے تو سب کہیں گے کہ یہ پہلی اصطلاح ہے، پہلے کبھی سنا نہیں۔ اگر حدیث اور سنت بالکل ہم معنی ہوں جس طرح النکاح من سنتی نکاح کرنا سنت ہے، کوئی یہ نہیں کہتا میری بیوی حدیث ہے۔ یہ نکاح کے موافق ہے۔

لطیفہ:

اسی طرح ایک لطیفہ یاد آیا۔ سیف المقلدین مولانا نذیر پشاوری نے لکھا ہے، فارسی میں ان کی کتاب ہے۔ اس میں لکھتے ہیں کہ سب سے پہلا غیر مقلد جو پشاور میں آیا اس کا نام حافظ محمد صدیق تھا۔ ان بے چاروں کا دین دو تین مسئلوں کا ہوتا ہے، باطل کے ہمیشہ ایک دو ہی مسئلے ہوتے ہیں۔ قدریہ کا یک ہی مسئلہ تقدیر ہے۔ انہوں نے جہاں بیٹھنا ہے انہوں نے یہ بات کرنی ہے۔ یہ بے چارے اس طرح آگئے رفع یدین پر، بریلوی حاظر ناظر

پر، دو چار سب کے مسئلے ہوتے ہیں۔ مکمل دین تو ان میں سے کسی کے پاس بھی نہیں ہوتا۔

اب نئی بات کو جب ہی لوگ مانیں گے جب تک پرانی بات کی غلطیاں نکالی جائیں کہ حنفی سارے غلط ہیں اس لئے وہ حنفیوں کے خلاف بولتا اور اپنا دعویٰ کرتا کہ ہم سچے دین پر ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے دو طالب علم بھیج دیئے کہ اس کی جمعے کی تقریر میں عوام کے سامنے اس سے سوال کرو تا کہ پتہ چلے کہ اس کو کچھ آتا ہے یا نہیں؟ انہوں نے طلباء کے ذریعہ سوال جو لکھ کر بھیجا وہ یہ تھا کہ فرض اور سنت کی تعریف کیا ہے اور دونوں میں فرق کیا ہے؟ اب یہ ضروری سوال تھا لیکن غیر مقلدوں کے بس کی بات نہیں ہے۔

اس نے کہا کہ فرض وہ ہوتا ہے کہ جس کا ہمیشہ کرنا لازم اور ضروری ہو اور سنت وہ ہوتی ہے جس کو کبھی کیا جائے اور کبھی چھوڑا جائے۔ اس کے بعد اس نے بڑا زور دیا کہ آج کل لوگ بے وقوف ہیں، دین سے ناواقف ہیں، جاہل ہیں، دین کو بدل رہے ہیں۔ یہ سنتوں کو بھی اتنا ضروری سمجھتے ہیں جتنا فرض، حالانکہ ضروری ہے کہ فرض کو فرض کے درجے میں رکھا جائے اور سنت کو سنت کے درجے میں رکھا جائے اور فرض پر ہمیشہ عمل ہو اور سنت پر کبھی عمل کیا جائے اور کبھی چھوڑا جائے۔ وہ اس کو بڑے جوش سے بیان کرتا رہا۔ اب یہ بھی طالب علم تھے، تو ان میں سے ایک جلدی سے بولا کہ آپ کے چہرے پر جو داڑھی ہے یہ فرض ہے یا سنت؟ اگر فرض ہے تو اس کی دلیل کیا ہے، اگر سنت ہے تو جس دن سے رکھی ہے اس دن سے پوچھا ہی نہیں کہ کدھر کو جا رہی ہے، تو اس لئے آپ دین میں تحریف کر رہے ہیں۔ ایک ہفتہ داڑھی رکھا کریں اور ایک ہفتہ منڈوا دیا کریں تا کہ لوگوں کو دھوکہ نہ ہو کہ داڑھی فرض ہے اور سنت کو دیکھ کر لوگوں کو یقین ہو۔ دوسرا طالب علم زیادہ ذہین تھا اس نے لکھا، اس نے کہا کہ حدیث پاک میں آتا ہے النکاح من سنتی ''نکاح میری سنت ہے'' لیکن آپ نے جب سے نکاح کیا ہے بیوی کو ساتھ رکھا ہوا ہے، تو دیکھو

دین میں کتنی تحریف ہو رہی ہے۔ آپ ایک مہینہ اپنے پاس رکھا کریں ایک مہینہ ہمیں دیا کریں تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ بیوی کو رکھنا سنت ہے، فرض نہیں۔

مولانا نذیر صاحب فرماتے ہیں کہ جمعہ کے بعد روتا ہوا میرے پاس آیا اور ہاتھ جوڑ کر کہہ رہا تھا کہ میں آپ کو کچھ نہیں کہتا، آپ ان لڑکوں کو میرے پاس نہ بھیجا کریں، مجھے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ یہ بہت زیادہ تنقید کر کے آئے ہیں۔

حدیث کی پہلی مثال:

تو دیکھو ان بے چاروں کا علم تو اتنا ہی ہوتا ہے تو اس لئے میں بتا رہا ہوں کہ سنت تو عملی تواتر سے ثابت ہوتی ہے، اب دیکھئے ہمیں دو حدیثیں ملیں۔ ایک بخاری، مسلم میں مل گئی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا بلکہ صحاح ستہ کی ہر کتاب میں ہے اور ایک ترمذی، ابو داؤد میں مل گئی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بیٹھ کر پیشاب فرمایا۔ اب ہم ان دونوں کو پڑھ لیں گے، لیکن عملی طور پر دیکھیں گے کہ امت میں تواتر سے جو عمل پھیلا ہے وہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا پھیلا ہے یا بیٹھ کر پیشاب کرنے کا پھیلا ہے۔

تو جو حضور نبی کریم ﷺ کے زمانے سے آج تک عمل پھیلا ہے اس کو سنت کہا جائے گا۔ تو یہ کہا جائے گا کہ بیٹھ کر پیشاب کرنا سنت ہے اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی حدیث تو ہے لیکن اس کو سنت نہیں کہا جائے گا۔ اب عمل کس پر کیا جائے گا؟ جس پر حضرت نے فرمایا تھا علیکم بسنتی تم میری سنت کو اپنانا۔ تو اس لئے جو بیٹھ کر پیشاب کرتا ہے وہ اہل سنت کہلائے گا اور جو کھڑے ہو کر پیشاب کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت تو وہ اہل حدیث کہلائیں گے کیونکہ وہ حدیث پر عمل کر رہے ہیں اور اسے یہ بھی پتہ ہے کہ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور جو بیٹھ کر پیشاب کرنے کی حدیث ہے وہ متفق علیہ نہیں ہے۔

تو چونکہ میں نے عرض کیا کہ سنت جو ہے اس کا ثبوت تو عملی تواتر سے ہوتا ہے، یہ سندوں کی محتاج نہیں ہوتی، تو اس لئے جنہوں نے سندوں پر ہی سارے دین کا مدار رکھا ہے وہ یہ دیکھتے ہیں کہ اس کی سند بخاری مسلم میں ہے یا ابوداؤد میں ہے کیونکہ ان کے ہاں وہ سند راجح ہوتی ہے جو متفق علیہ ہو، تو اس لئے اس طرف (کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی طرف) جانا چاہتے ہیں تو ہم انہیں یہی کہیں گے کہ ٹھیک ہے آپ اہل حدیث بنتے ہیں بنیں، ہمیں حضرت نے علیکم بسنتی فرمایا ہے اس لئے ہمیں بیٹھ کر ہی پیشاب کرنے دیا کریں ہم اہل سنت والجماعت ہیں۔

ہاں اگر آپ لوگ اہل حدیث ہی بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ کی مدد کرنے کو تیار ہیں کہ جب دیکھا کہ جب کوئی غیر مقلد بیٹھ کر پیشاب کر رہا ہے، عورت ہو یا مرد تو اسے پیشاب کرتے کرتے کھڑا کر دیا کہ تو تو اہل حدیث ہے، تو کب سے اہل سنت بننے لگا، تو اس لئے یہ کام ہم کر سکتے ہیں تا کہ اہل حدیث بننے میں آپ کی مدد کر سکیں، تو چونکہ ہم اہل حدیث نہیں بننا چاہتے۔ اور ہم چونکہ اہل سنت ہی رہنا چاہتے ہیں اس لئے بیٹھ کر پیشاب کریں گے۔

یہاں سے ایک بات بڑی اہم وہ بھی سمجھ لیں کہ اب جو کھڑے ہو کر پیشاب کر رہا ہے اور بیٹھ کر پیشاب نہیں کرتا، وہ لوگوں میں ایک جھوٹ بولتا ہے کہ میں بخاری مسلم کی حدیث پر عمل کر رہا ہوں اور یہ لوگ فقہ حنفی پر عمل کر رہے ہیں، تو لوگ کہتے ہیں کہ ایک طرف حدیث ہے ایک طرف فقہ حنفی ہے حالانکہ یہ جھوٹ ہے۔ وہ حدیث پر عمل کر کے فقہ پر اعتراض نہیں کر رہا بلکہ اللہ کے نبی ﷺ کی سنت مٹا رہا ہے۔

جس طرح حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اختلافی احادیث میں ایسی حدیثوں پر عمل کریں جو اللہ کے نبی ﷺ کی سنت کو مٹانے والی نہ ہوں۔ تو اس دور میں اہل

حدیث وہ ہے جو ان احادیث پر عمل کرے جو رسول اللہ ﷺ کی سنت کو مٹانے والی ہوں۔

حدیث کی دوسری مثال:

ایک مثال اور دیتا ہوں۔ دیکھئے روزے میں سحری کھانا سنت ہے، اس کا ذکر بھی حدیث پاک میں ہے۔ اگر ایک دن آپ کی سحری رہ گئی تو آپ اس دن بار بار کہتے ہیں کہ آج سحری رہ گئی ہے، آج سنت پوری نہیں ہوئی اور روزے کی حالت میں بیوی سے بوس و کنار کرنا اس کا ذکر بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث میں ہے، بلکہ صحاح ستہ کی ہر کتاب میں ہے۔ اب یہ سنت نہیں ہے لیکن کتنے روزے آپ نے رکھے جن میں بیوی سے بوس و کنار نہیں کیا، تو کوئی یہ نہیں کہتا کہ بڑا افسوس ہے کہ آج میرا روزہ سنت کے خلاف ہو گیا ہے اس لئے کہ بیوی سے بوس و کنار نہیں کیا۔ اہل سنت تو وہ ہے جو روزہ رکھ لے اور عبادت میں مشغول ہو۔ بیس تراویح پڑھتی ہیں، تلاوت کرتا ہے اور اہل حدیث وہ ہے جو روزہ رکھ کر صرف بیوی کو چاٹنا شروع کر دے اور جب روزے ہیں، روزے میں یہی کام کرتا رہے تا کہ وہ اہل حدیث رہے، تو اہل حدیث کی پہچان یہ ہے، تو اگر وہ چاٹ رہا ہے تو وہ سنت کے خلاف کام کر رہا ہے، سنت نہیں ہے یہ۔

تو اس لئے سب سے پہلے یہی ہے کہ ہم اہل سنت ہیں اور وہ اہل حدیث کہلاتے ہیں۔ تو اہل حدیث بننے کا ہم کو حکم نہیں دیا گیا۔ ہمیں اہل سنت والجماعت بننے کا حکم دیا گیا ہے۔

لاہور میں خطاب اور غیر مقلدین کی بوکھلاہٹ:

یہ تقریر سب سے پہلے میں نے لاہور میں کی تھی۔ احسان الٰہی ظہیر بھی تقریر سن رہا تھا پاس غیر مقلدوں کے مکان پر بیٹھا۔ وہ مولانا ضیاء القاسمی صاحب کا دوست تھا۔ اس

نے انہیں کہا کہ یہ امین نے جو سنت اور حدیث کے فرق پر تقریر کی ہے اس نے تو ہماری کمر توڑ کر رکھ دی ہے کیونکہ ہم اسی دھوکے پر چلاتے تھے کہ نبی ﷺ کا طریقہ ہے۔ نبی ﷺ کا طریقہ ہے۔ نبی کا طریقہ ہمارے پاس ہے تو اس نے بتا دیا ہے کہ طریقہ وہ ہے جو چلا آ رہا ہے، جو سند بن چکا ہے۔ یہ جن حدیثوں پر عمل نہیں ہے اور یہ سنت نہیں ہیں تو اس لئے یہ فرق جو اس نے نکالا ہے یہ ہمارے لئے مصیبت بن گیا ہے۔

سنت کامل ہوتی ہے:

تو مقصد یہی ہے کہ ہم اہل سنت ہیں، پھر حدیث پر عمل کرنے کے لئے اس لئے ہم محتاج ہیں فقہاء کرام کے تا کہ وہ ہمیں بتائیں کہ اس حدیث پر عمل جاری رہا ہے یا نہیں رہا؟ فقہاء حدیث کو جانتے ہیں کہ یہ قرآن کے موافق ہے یا مخالف ہے؟ یہ سنت کے موافق ہے یا مخالف ہے اور اس پر عمل کا درجہ بھی کون سا ہے؟ اس سے جو چیز ثابت ہو رہی ہے وہ فرض کے درجے میں ثابت ہو رہی ہے یا سنت کے درجے میں ثابت ہو رہی ہے یا مستحب کے درجے میں ثابت ہو رہی ہے یا واجب کے درجے میں ثابت ہو رہی ہے۔

پھر سنت جو ہوتی ہے، وہ کامل ہوتی ہے۔ فقہ سے اس کا پتہ چلتا ہے اور حدیث کے لئے ضروری نہیں کہ اس میں سارے مسائل ہوں۔ ایک بھی حدیث ایسی نہیں ہے جس میں وضو کا طریقہ ہو۔

بخاری میں وضو کا طریقہ:

مثال کے طور پر بخاری شریف سے وضو کی حدیث پڑھتا ہوں۔ حضرت عثمانؓ نے پانی کا برتن منگوایا، پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے اور ان کو دھویا، پھر کلی کی اور ناک صاف کی، پھر اپنا منہ تین بار دھویا اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک تین تین بار دھوئے، پھر سر پر

مسح کیا ایک ہی بار، پھر دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک دھویا اور پھر کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو میرے اس وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعت تحیۃ الوضوء کی پڑھے اور دل میں کوئی خیال دنیا وغیرہ کا نہ لائے تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

تو یہ دیکھئے وضو کا طریقہ بخاری شریف میں ہے۔ حدیث میں، اس میں اور بھی اختلافات ہیں جن کا میں ذکر نہیں کرتا کہ ایک دفعہ دھویا ہے اور یہ تین دفعہ کیوں دھویا ہے؟

اب دیکھئے یہ کتاب میرے سامنے ہے۔ اس میں وضو کا طریقہ ہے کہ وضو کرنے والے کو چاہئے کہ وہ وضو کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرے، اونچی جگہ بیٹھے تا کہ چھینٹیں اوپر نہ پڑیں اور وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ کہے۔

دیکھئے اب بخاری کی حدیث میں بسم اللہ نہیں آیا۔ یہاں بسم اللہ بھی ہے اور چھینٹوں سے بچنے کا ذکر بھی آ گیا اور یہاں عجیب بات ہے کہ جو حدیث ترمذی وغیرہ میں بیان کی ہے کہ وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہئے وہ ضعیف ہے۔

امام بخاریؒ نے لکھا تو ہے دوسرے باب میں بسم اللہ کا، لیکن دلیل یہ ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب بیوی سے صحبت کریں تو اس سے پہلے اللہ کا نام لے لیا کریں، تو اس سے قیاس کیا ہے کہ جب صحبت سے پہلے اللہ کا نام لینا ہے تو وضو سے پہلے بھی لے لیا جائے۔ اب پتہ چلا کہ امام بخاریؒ اہل قیاس میں سے ہیں۔ اہل حدیث میں سے نہیں، اور سب سے پہلے تین دفعہ گٹوں تک ہاتھ دھوئے۔ یہ حدیث میں بھی آ گیا، پھر تین دفعہ کلی کریں، پھر مسواک کریں۔ اب یہ مسواک کا بھی ذکر اس حدیث میں نہیں آیا۔

پورا وضو فقہ میں ملے گا:

تو کئی حدیثوں کو جمع کرنے سے آپ کو وضو ملے گا، لیکن فقہ میں ایک ہی جگہ

پورا ہوگا۔ تو عوام کو تو مسائل چاہئیں، اگر مسواک نہ ملے تو کسی موٹے کپڑے سے دانت صاف کر لیں تاکہ میل جاتا رہے، اگر روزہ دار نہ ہو تو غرغرہ کر کے اچھی طرح سارے منہ میں پانی پہنچائے اور اگر روزہ ہو تو غرغرہ نہ کرے کہ پانی اندر نہ چلا جائے۔ اب دیکھو یہ ایک حدیث میں نہیں آیا۔ کتنی حدیثیں آپ اکٹھی کریں گے اور پھر تین بار ناک میں پانی ڈال لیا اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کریں اور یہ بھی لفظ یہاں بائیں ہاتھ کا بخاری کی اس حدیث میں نہیں آیا اور جس کا روزہ ہو وہ اس نرم ہڈی سے اوپر پانی نہ لے جائے، پھر تین دفعہ منہ دھوئے، سر کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک، سب جگہ پانی بہہ جائے۔

اب دیکھئے قرآن میں یہ تو آ گیا کہ چہرے کو دھوؤ، حدیث میں بھی آ گیا لیکن چہرے کی حد کتنی ہے۔ یہ تو سارے کہتے ہیں کہ چہرے میں سے ایک بال بھی خشک رہ جائے تو وضو نہیں ہوگا تو اس کی حد یہاں لکھی ہوئی ہے کہ جہاں سے سر کے بال اگتے ہیں وہاں سے لے کر یہاں نیچے تک اور دائیں کان کی لو سے لے کر بائیں کان کی لو تک، اس سب کو چہرہ کہتے ہیں تو دیکھئے ہم فقہ کے محتاج ہیں۔ اس آیت کا معنی سمجھنے میں بھی اور دونوں ابروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے۔ کہیں سے سوکھا نہ رہے، پھر دو بازو کہنیوں سمیت دھوئے اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کرے، خلال کی روایت اگرچہ ترمذی میں ہے۔ خلال کے بارے میں بخاری شریف کی اس حدیث میں نہیں آیا۔

تو گویا کہ وضو بھی اگر آپ نے سیکھنا ہے تو حدیث کی کتنی کتابیں اکٹھی کرنی پڑیں گی، پھر ان میں ترتیب نہیں ہوگی کہ ترتیب آپ کہاں رکھیں اور انگوٹھی، چھلا وہ بھی گھما

لیں تا کہ وہ بھی جگہ سوکھی نہ رہ جائے، پھر ایک مرتبہ سارے سر کا مسح کرے، پھر کانوں کا مسح کرے، پھر انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کرے، لیکن گلے کا مسح نہ کرے یہ برا اور منع ہے، کیونکہ وضو میں پانی مستعمل جو ہے وہ استعمال نہیں ہوسکتا ہے، تو جب ہم نے مسح کیا، سر پر یہ تین انگلیاں رکھیں تو یہ مستعمل ہوگئیں اور جب اس طرح مسح کریں گے تو گویا باقی ہاتھ کا حصہ مستعمل نہیں ہے۔ مستعمل کو دوبارہ استعمال نہیں کیا جا سکتا، لیکن گلے کا مسح نہ کرے، کان کے مسح کے لئے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں۔ انگلی اور انگوٹھا ہم نے استعمال کیا ہی نہیں۔ جس غیر مقلد نے فقہ نہیں پڑھی وہ ہوسکتا ہے کہ انگوٹھے کو بھی ساتھ پہلے سر میں ہی استعمال کر لے۔

پھر اگر کانوں کا مسح کرے گا تو وہ تو پہلے مستعمل ہو چکا ہے۔ وہ تو ہوگا ہی نہیں۔ پہلے دایاں پاؤں ٹخنے سمیت دھوئیں پھر بایاں پاؤں ٹخنے سمیت دھوئیں اور بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے پیر کی انگلیوں کا خلال کریں۔ پاؤں کی دائیں انگلی سے شروع کریں اور بائیں انگلیوں پر ختم کریں۔ یہ وضو کرنے کا طریقہ ہے۔

فرض، سنت اور مستحب:

لیکن اس میں بعض چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی چھوٹ جائے تو کچھ کمی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا۔ جیسے پہلے بے وضو تھا اب بھی بے وضو رہے گا۔ ایسی چیزوں کو فرض کہتے ہیں۔ اب یہ تفصیل ہمیں حدیث میں نہیں ملے گی اور بعض باتیں ایسی ہیں کہ ان کے چھوٹ جانے سے وضو تو ہو جاتا ہے لیکن ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور شریعت میں ان کے کرنے کی تاکید بھی آئی ہے، اگر کوئی اکثر چھوڑ دیا کریں تو گناہ ہوتا ہے، ایسی چیزوں کو سنت کہتے ہیں اور بعض چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے کرنے سے ثواب

ہوتا ہے اور نہ کرنے سے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ شرع میں ان کے کرنے کی تاکید بھی نہیں ہے، ایسی باتوں کو مستحب کہتے ہیں۔

وضو کے فرائض:

وضو میں فرض فقط چار چیزیں ہیں۔ ایک مرتبہ سارا منہ دھونا، ایک دفعہ کہنیوں سمیت ہاتھوں کا دھونا، ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا اور ایک بار ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا۔ بس فرض اتنے ہی ہیں۔ اب ان چاروں کے دھونے کا ذکر قرآن میں ہے، حدیث میں بھی ہے لیکن ساتھ حکم فرض لکھا ہوا نہیں اور وہاں تین بار دھونے کا بھی ذکر ہے، تو کوئی تین بار دھونا فرض سمجھے یہ بھی غلط ہے۔ تو اس لئے اگر ایک چیز بھی چھوٹ جائے گی، اگر بال برابر بھی جگہ خشک رہ جائے گی تو وضو نہ ہوگا۔ اب فرض کے بارے میں یہ تفصیل کہ اگر ایک بال بھی جگہ خشک رہ جائے تو وضو نہیں ہوگا۔ دیکھئے یہ آپ کو فقہ میں ملے گی وہاں نہیں ملے گی۔

وضو کی چند سنتیں:

مثلاً پہلے بسم اللہ کہنا پھر دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، مسواک کرنا، سارے سر کا مسح کرنا، ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونا، کانوں کا مسح کرنا، ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔ یہ سب باتیں سنت ہیں، اور اس کے سوا اور جو باتیں ہیں، وہ مستحب ہیں۔

دیکھئے میں نے حدیث کے بارے میں بتایا کہ حدیث منسوخ بھی ہوتی ہے اور متروک بھی ہوتی ہے۔ اب فقہ میں دیکھنے سے پتہ چلے گا کہ بسم اللہ کہنا منسوخ یا متروک نہیں ہے بلکہ اس پر عمل جاری رہا ہے۔ کلی کرنا وضو میں منسوخ یا متروک نہیں ہوا، اس پر عمل جاری رہا اور ساتھ یہ بھی پتہ چلے گا کہ درجہ سنت میں جاری رہا ہے، درجہ فرض میں جاری نہیں رہا۔

فقہ کی بنیاد:

تو چونکہ دین اسلام کامل ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ......تو ہمیں وہاں سے دین لینا چاہئے جہاں ہمیں پورا پورا دین ملے اور پورا پورا دین فقہ میں ملتا ہے، کیونکہ فقہ کی بنیاد چار چیزیں ہیں۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اجماع امت اور قیاس۔

اب کتاب اللہ میں صرف کتاب اللہ والے مسائل ہوں گے حدیث والے اس میں نہیں آ ئیں گے۔ حدیث کی کتابوں میں سنت والے مسائل ہوں گے، اجماع والے ان کتابوں میں نہیں ملیں گے۔اب وہ مسائل جو اجماع والے ہیں اور اجتہاد والے ہیں وہ کہاں سے ملیں گے؟ تو فقہ کی کتابیں جو ہیں یہ جامع ہوتی ہیں۔اس میں قرآن والے بھی سارے مسائل آ جاتے ہیں۔اب وضو والے سارے مسائل اس میں آ گئے،سنت والے سارے مسائل بھی اس میں آ گئے۔اب جو فقہ کے مطابق وضو کرے گا وہ پہلے قرآن پر عمل کر رہا ہے کہ جو قرآن کی چاروں چیزیں آئی تھیں ان کو فقہ نے لے لیا ہے۔

دوسرے نمبر پر وہ اللہ کے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کر رہا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کا جو طریقہ وضو میں جاری رہا اس کو اس نے بیان کر دیا۔

تیسرے طریقے پر وہ دوسرے مسائل پر عمل کر رہا ہے جو مستحب وغیرہ ہیں اور وہ مسائل سارے عام فہم ترتیب کے ساتھ جس کتاب میں لکھے جاتے ہیں وہ فقہ ہوتی ہیں۔

تو اس لئے فقہ پر عمل کرنے والا پہلے نمبر پر قرآن پر عمل کر رہا ہے، پھر سنت پر، پھر اجماع پر، پھر قیاس پر،تو اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہم کو فقہاء کے سپرد کیا ہے۔ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون کیونکہ فقہ میں

ایک تو مکمل مسائل ملتے ہیں اور ہمیں مکمل مسائل کی ضرورت ہے۔ دوسرے تحقق ملتے ہیں کہ عمل جاری رہا ہے یا نہیں رہا۔ فقہاء انہی مسائل کو لیں گے جن پر عمل جاری رہا بلکہ ساتھ یہ بھی وضاحت کریں گے جو حدیث میں نہیں تھی۔ اب وہاں تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے چہرہ مکمل دھویا، یہ نہیں لکھا تھا کہ یہ فرض ہے۔ وہاں یہ تو تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کلی فرمائی، یہ نہیں لکھا تھا کہ یہ سنت ہے، تو اس لئے وہاں اتنی تحقیق ملے گی۔ ایک تو یہ پتہ چلے گا کہ اس پر عمل جاری رہا ہے اور یہ کہ کس درجے میں عمل جاری ہے اس کی بھی تحقیق ملے گی۔

تو اس لئے ہم اہل سنت والجماعت ہیں اور اہل سنت والجماعت عمل کرتے ہیں فقہ کے مطابق اور فقہ پر عمل کرنا قرآن پر عمل کرنا ہے، سنت پر عمل کرنا ہے، اجماع پر عمل کرنا ہے، قیاس پر عمل کرنا ہے، اجتہادی مسائل پر عمل کرنا ہے۔

تو کاملیت اہل سنت والجماعت کے ہاں ہے۔ تو ہمیں اہل سنت والجماعت بننے کی ہی تاکید کی گئی ہے، تو اس لئے ہم اہل سنت والجماعت ہیں تو اہل سنت والجماعت تو شروع سے چلے آرہے ہیں۔

دور برطانیہ کے فرقے:

دور برطانیہ میں پھر دو فرقے اٹھے جو اللہ کے نبی ﷺ کی سنتوں کے خلاف تھے، لیکن انہوں نے نام بڑے عجیب رکھ لئے۔ ایک فریق کا نعرہ عشق رسول ﷺ کا ہے اور ایک فریق کا نعرہ حدیث رسول ﷺ کا ہے۔ اب وہ عشق رسول ﷺ سے نبی ﷺ کی سنتوں کو مٹا رہے ہیں اور اپنی بنائی ہوئی بدعات لوگوں کو دے رہے ہیں۔ ان کے دل میں جو بدعت کی قدر و قیمت ہے وہ سنت تو کجا فرض کی قدر و قیمت بھی نہیں ہے۔ اب اس میں کسی اہل سنت کا اختلاف نہیں کہ زکوۃ فرض ہے لیکن اگر کوئی شخص زکوۃ بالکل ادا نہ

کرے اس کو وہ برا نہیں سمجھتے۔ وہ چار آنے ہر مہینے گیارہویں شریف میں شامل کر دیا کرے تو وہ پکا جنتی ہے، خواہ وہ فرض کا تارک ہو یا نہ ہو۔

اور دوسرا آدمی ایک ایک پیسہ حساب کر کے سال کی زکوٰۃ ادا کر رہا ہے لیکن وہ ان کی بدعت میں شامل نہیں ہوا تو وہ اس کو مسلمان سمجھنے کے لئے بھی تیار نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ بدعت کی کتنی بڑی نحوست ہوتی ہے کہ نہ اللہ کے احکامات باقی رہتے ہیں نہ نبی پاک ﷺ کی سنتوں کی تعظیم دل میں رہتی ہے۔ صرف اپنی گھڑی ہوئی بدعتوں کی تعظیم اس کے دل میں رہ جاتی ہے، جو اس کے ساتھ بدعت میں شریک ہوا وہ اس کو دیندار کہے گا، جو اس کی بدعت میں شریک نہیں ہوا اگر چہ پورے دین پر فرض سنت واجب سب پر عمل کر رہا ہے تو اس کی اس کے دل میں کوئی قدر نہیں بلکہ اس کو سلام کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہوگا۔

دوسری طرف کہ حدیث کا نام لے کر سنتوں کو مٹایا جائے، تو یہ جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں یہ ان کا کام ہے، میں نے سمجھایا کہ سنت وہ ہے کہ جس کو عملی تواتر نصیب ہو اور ثناء میں چاروں مذاہب متفق ہیں پڑھتے ہیں، **سبحانک اللّٰھم وبحمدک** ...... پڑھتے ہیں اور یہی جاری ہوئی ہے۔ اس کو سنت کہتے ہیں، لیکن غیر مقلد کی کوشش ہوتی ہے کہ **سبحانک اللّٰھم** ...... چھڑوا کر **اللّٰھم باعد بینی** ...... کو شروع کرا دیا جائے کیونکہ یہ کہتے ہیں کہ بخاری شریف میں آ گئی ہے۔ اب ہم اس کو حدیث تو مانتے ہیں لیکن ہم اس کے سنت ہونے کا قطعاً انکار کرتے ہیں، تو اس لئے جو **سبحانک اللھم** کی بجائے **اللھم باعد بینی** ...... کہے گا وہ سنت کا تارک ہے اور ہمارے فقہاء نے یہ اجازت دی ہے کہ فرائض میں چونکہ تخفیف پر مدار ہے تو اس لئے اس میں ایسی طویل دعا نہ پڑھے، البتہ نوافل میں **سبحانک اللھم** کے بعد ایسی دعا پڑھنے

کی گنجائش ہے۔

تو دیکھئے ہم اس حدیث پر بھی عمل کرتے ہیں ایسے طریقے سے کہ سنت نہ مٹے، لیکن غیر مقلد کہتا ہے کہ سنت نظر نہ آئے، یہ حدیثیں ہی رہیں۔ اسی طرح پوری امت جو ہے یہ رکوع میں **سبحان ربی العظیم** پڑھتی چلی آ رہی ہے۔ اسی کو عملی تواتر نصیب ہے، تو چونکہ **سبحان ربی العظیم** بخاری شریف میں نہیں آیا، اسی لئے غیر مقلد کی کوشش ہوتی ہے کہ اس سے ہٹا کر **اللّٰھم لک رکعت** والی دعا پر لگا دیا جائے۔ یہ حدیث یقیناً ہے لیکن سنت نہیں ہے۔ اب کوئی شخص اس کو پڑھے اور **سبحان ربی العظیم** کو چھوڑ دے یہ یقیناً سنت کا تارک ہے اور حدیث کے نام سے سنت چھڑوادی گئی۔

مثلاً یہاں بھی وہی ہے کہ فرائض میں تخفیف ہے کہ اس میں **سبحان ربی العظیم** ہی پڑھنی چاہیے، اگر کوئی شخص نوافل میں اس حدیث پر عمل کرنے کا شوق رکھے تو وہ **سبحان ربی العظیم** کی سنت ادا کرنے کے ساتھ اس پر بھی عمل کر سکتا ہے۔

اسی طرح پوری امت میں تواتر کے ساتھ چاروں مذاہب میں یہ ہے کہ سجدے میں **سبحان ربی الاعلیٰ** پڑھا جائے لیکن غیر مقلد چونکہ فقہ کی بجائے بخاری کو آگے لانا چاہتے ہیں اور بخاری میں **سبحان ربی الاعلیٰ** ہے ہی نہیں اس لئے ان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ ان کو بتایا جائے کہ **اللّٰھم لک سجدت** یہ پڑھی جائے۔ اس کو پڑھنا چاہیے بخاری شریف میں ہے اس کی سند زیادہ صحیح ہے، اس کا ثواب زیادہ ملے گا حالانکہ ثواب تو ملتا ہے سنت پر عمل کرنے سے، سنت کو مٹانے سے تو ثواب نہیں ملے گا، تو اندازہ لگائیں کہ ان لوگوں نے اس حدیث کے دھوکے سے کتنی سنتیں مٹادی ہیں اور ان کا رات دن یہی کام ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کی حدیث کا نام لے کر لوگوں کو سنتوں سے دور کیا جائے۔

دین کے محافظ کون؟

اس لئے اہل سنت والجماعت حضرات علماء دیوبند بے چاروں کو دونوں طرف لڑنا پڑتا ہے۔ یہ سنت کی حفاظت کے لئے ان سے بھی لڑتے ہیں جو حدیث کا نام لے کر سنت کو مٹا رہے ہیں اور ان سے بھی لڑتے ہیں جو عشق رسول ﷺ کا نام لے کر سنتوں کو مٹا رہے ہیں۔ تو اس لے یہ دور جو ہے یہ فتنوں کا دور ہے، تو اس دور میں صرف اور صرف علماء دیوبند اہل سنت والجماعت ہی اپنے اور لوگوں کے دین کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ دوسرے حضرات اپنے دین کی حفاظت نہیں کر سکتے تو اہل سنت والجماعت ایک حق اور سچ جماعت ہے۔

لطیفہ:

اگر کوئی سوال ہو اس مسئلے کے بارے میں تو وہ کر لیں، تا کہ یہ وقت پورا ہو جائے۔ ہمارے ہاں ایک پٹواری ہیں بشیر احمد صاحب، سمندری کے علاقے میں۔ وہ کہا کرتے ہیں کہ آج کل جمہوریت کا دور دورہ ہے، سب لوگ جمہوریت کا کہتے ہیں اور عام لوگوں کے لئے جمہوریت سے فیصلہ کرنا آسان ہوتا ہے، تو کہتے ہیں کہ میں اس لئے کہا کرتا ہوں کہ ان تین کے درمیان اگر اختلاف ہو تو جس طرف دو ہو جائیں، وہ جمہوریت کے اعتبار سے سچا ہے اور جو ایک رہ جائے وہ غلط ہے تو اس لئے کہتے ہیں کہ جمہوریت سے فیصلہ کرنا چاہئے۔

اب بدعات میں بریلوی ادھر رہ جاتے ہیں اور غیر مقلد ادھر آ جاتے ہیں۔ تو ایک وہ جو بدعات کو چھوڑنے والے اور ایک بدعات کو کرنے والے ہیں، تو جمہوریت یہ ہے کہ بدعات کو چھوڑ دیا جائے۔

رفع یدین کرنے میں، اونچی آمین کہنے میں، ٹخنہ سے ٹخنہ ملانے میں اس میں

غیر مقلد ایک طرف ہیں۔ بریلوی اور دیوبندی ایک طرف ہو جاتے ہیں تو ان مسائل میں دو ایک طرف ہو گئے اور ایک فریق ایک طرف ہو گیا تو جمہوریت کا فیصلہ یہ ہے کہ آمین آہستہ کہی جائے، اونچی نہ کہی جائے۔ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھی جائے تو کہتے ہیں کہ اگر اسی جمہوری انداز میں بھی فیصلہ کیا جائے تو پھر بھی اہل سنت والجماعت دیوبند کا مسلک صحیح نکلتا ہے۔

اس میں اس نے بات کو لطیفے کے انداز میں بیان کیا ہے۔ اصل بات یہ تھی کہ اہل سنت والجماعت اعتدال اور امت وسط پر ہیں اور یہ لوگ (بریلوی اور غیر مقلدین) کچھ مسائل میں افراط اور تفریط میں مبتلا ہو گئے، تو کوئی ادھر گر گیا تو کوئی ادھر گر گیا۔ کچھ مسائل میں ان کے ساتھ رہے اور کچھ مسائل میں الگ ہو گئے۔ اب جن مسائل میں وہ الگ ہو گئے تو وہ غلط ہو گئے، یہ اپنے اعتدال پر رہے، اور جن مسائل میں وہ الگ ہو گئے وہ غلط رہے تو دیوبندی ان تینوں میں آتے ہیں جہاں جمہوریت ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اصل معیار اور مدار جو ہے وہ دیوبند کی جماعت بنی۔ تو کہتے ہیں کہ جمہوریت کے طریقہ سے بھی فیصلہ یہی ہے کہ امت وسط اور اعتدال میں وہ علماء دیوبند کے ساتھ ہے اور یہ لوگ افراط اور تفریط میں مبتلا ہیں۔ افراط اور تفریط سے بچنا چاہئے، تو اس لئے حق اور سچ مسلک علماء دیوبند کا ہی ہے۔

سوالات

سوال: اجماع کسے کہتے ہیں اور کن لوگوں کا معتبر ہوتا ہے؟

جواب: اجماع ہر فن کے ماہرین کا معتبر ہوتا ہے۔ ڈاکٹروں میں اجماعی مسئلہ وہ ہوگا جس پر کوالیفائیڈ ڈاکٹر اتفاق کر لیں۔ قانون میں وہ ہوگا جس میں قانون دان اتفاق کر لیں، صَرف میں وہ ہوگا جن پر اہلِ صَرف اتفاق کر لیں، اسی طرح فقہ میں وہی مسئلہ اجماعی ہوگا جس میں ائمہ مجتہدین کا اتفاق ہو جائے اور غیر مجتہد کا اس میں قطعاً کوئی ذکر

نہیں ہوگا۔ جیسے ڈاکٹروں کے اجماع میں چماروں کا کوئی دخل نہیں۔ قانون کے اجماع میں کمہاروں کا کوئی دخل نہیں۔

اور ایک بات یہ ہے کہ جس طرح اجماع میں مجتہد کا ہونا ضروری ہے اسی طرح غیر مجتہد کا کوئی دخل نہیں۔ اجماع کی پہچان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جس جس کا قول ہے وہ تواتر سے ثابت ہو، تو ہمارے اہل سنت والجماعت میں چار ہی مذاہب متواتر ہیں اور صحابہ کرامؓ میں بھی بہت سے مجتہد ہوئے، لیکن ان کے مذاہب متواتر نہیں ہوئے، جو متواتر ہوئے وہ انہی چار میں آ گئے اور جو شاذ رہ گئے، وہ الگ ہیں۔ اگر کسی مجتہد کا قول ان چاروں کے خلاف مل جائے تو آج اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، اس لئے نہیں کہ وہ مجتہد نہیں یا وہ ان سے چھوٹا مجتہد ہے بلکہ اس لئے کہ یہ چیز تواتر سے ثابت ہے اور اس کا مذہب تواتر سے ثابت نہیں ہے تو اجماع کا اتفاق اسی بات پر ہے کہ جس پر چاروں مذاہب متفق ہو جائیں گے وہ مسئلہ اجماعی ہے اہل سنت والجماعت میں اور اس کے خلاف جو ہے جیسے آج اتفاق ہے کہ جو ساتوں قاریوں کی اتفاق سے قراءت ہے وہ اجماعی قراءت ہے اور وہ اگر کوئی دوسری قراءت کرتا ہے تو متواتر کسی علاقے میں ہو گی ورنہ شاذ ہو گی تو اس لئے اس دور میں چاروں اماموں کے اجماع کو اجماع کہتے ہیں اور ان میں سے نکلنے کو اجماع کی مخالفت کہا جاتا ہے اور مجتہدین کا قول اگر متواتر ہو تو دیکھا جائے گا ورنہ غیر متواتر اقوال اجماع میں قابل قبول نہیں ہیں۔

اور اجماع کا جو منکر ہے آج کل اپنے آپ کو اہل حدیث کہتا ہے جبکہ قرآن اس کو جہنمی کہتا ہے۔ نبی پاک ﷺ بھی اس کو جہنمی کہتے ہیں، کیونکہ قرآن پاک میں ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدى و يتبع غير سبيل المؤمنين

نوله ما تولی ونصله جهنم وساء ت مصیرا. تو سبیل المؤمنین یعنی اجماع سے کٹنے والے کو دوزخی قرآن نے کہا ہے۔ اہل حدیث نہیں کہا اور حدیث میں فرمایا گیا علیکم بالجماعة من شذ شذ فی النار جو اجماع سے کٹے گا وہ جہنم میں جائے گا، تو اجماع سے کٹنے والا یقیناً دوزخی ہے۔

قیاس جو ہے اس پر بھی اجماع ہے کہ غیر منصوص مثال میں قیاس پر عمل ہو گا اور اس کے منکر کو بدعتی کہا جاتا ہے۔ اس لئے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص قیاس کے حجت ہونے کا منکر ہے وہ مردود الشہادت ہے۔ قاضی بننا تو کجا اس کی گواہی بھی کسی اسلامی عدالت میں مقبول نہیں کی جائے گی۔

تو اس لئے غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں اجماعی مسائل سے کٹنے کی وجہ سے پکے دوزخی ہیں اور اجتہادی مسائل سے انکار کی وجہ سے وہ لوگ مردود الشہادت ہیں۔ ان کا ووٹ ہی نہیں، ممبر بننا تو کجا ان کا ووٹ لینا بھی جائز نہیں ہے۔

سوال: افراط وتفریط کیا ہے؟

جواب: افراط وتفریط سے پاک ہو جیسے دو نقطوں کے درمیان خط مستقیم ایک ہی بن سکتا ہے اور بڑے خطوط ہزاروں بن سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک فریق کہتا ہے کہ دم بدم پڑھو درود حضرت بھی ہیں یہاں موجود اور اس کے بالمقابل دوسرا کہتا ہے کہ حضرت روضہ پاک ﷺ میں بھی موجود نہیں ہیں تو اعتدال یہ ہے کہ حضرت قبر میں حیات ہیں، ہر جگہ موجود نہیں ہیں۔

ایک فریق کہتا ہے کہ "یا بہاء الحق بیڑا دھک" وہ غیر اللہ کو بھی پکارتا ہے اور دوسرا فریق ضد میں کہتا ہے کہ غیر اللہ کا وسیلہ بھی جائز نہیں ہے لیکن مسلک اعتدال یہ ہے کہ غیر

اللہ سے استغاثہ تو جائز نہیں ہے، ان کا وسیلہ جائز ہے۔

ایک کہتا ہے کہ غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز کھانا بھی جائز ہے، دوسرا کہتا ہے کہ ایصال ثواب کرنا بھی جائز نہیں۔ تو اعتدال یہ ہے کہ جائز کو جائز اور ناجائز کو ناجائز سمجھا جائے اور یہی اہل سنت والجماعت کا کمال ہے کہ یہ جماعت اعتدال پر ہے۔

سوال: اسی طرح غیر مقلد اور بریلوی مل کر کہتے ہیں کہ ہم اعتدال پر ہیں یعنی حق پر ہیں ان کی تفریط کیسے کی جائے گی؟

جواب: وہ تو تینوں پہلو سامنے آ گئے۔ وہ کہتا ہے کہ یہاں بھی موجود ہیں اور ایک کہتا ہے کہ وہاں بھی موجود نہیں، تو اللہ کے نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ جو روضہ پر درود پڑھے گا وہ میں سنوں گا اور جو دور سے پڑھے گا وہ مجھے پہنچا دیا جائے گا، تو پتہ چلا کہ جو روضہ میں حیات کا انکار کر رہا ہے وہ بھی نبی ﷺ کی مخالفت کر رہا ہے اور جو کہتا ہے کہ ہر جگہ موجود ہیں وہ بھی نبی پاک ﷺ کی مخالفت کر رہا ہے اور جو کہتا ہے کہ یہاں نہیں ہیں وہاں ہیں وہ حق پر ہے۔

سوال: غیر مقلد کہتے ہیں کہ ساری نماز بخاری میں ہے؟

جواب: غیر مقلد تو ایک شرارتی فرقہ ہے۔ وہ باقی ساری نماز ہم سے لے کر پڑھتے ہیں، جہاں کہیں شرارت کرتے ہیں وہ بخاری کا ڈھونگ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو الو بناتے ہیں۔

میں ایک سفر میں جا رہا تھا۔ کوٹ ادو کے قریب گاڑی گزری تو دو تین نوجوان وہاں کے سوار ہوئے۔ وہ مجھے پہچانتے ہوں گے۔ آپس میں باتیں کرنے لگے کہ حنفی سارے دوزخ میں جائیں گے، ان کی نماز غلط ہے، تو میں نے پوچھا کہ آپ کا حساب و کتاب کہاں ہوگا؟ تو کہنے لگے کہ میدان قیامت میں۔ میں نے کہا کہ نہیں دوزخ میں ہو

گا۔ میں نے کہا کہ آپ کی نماز شروع بھی فقہ حنفی سے ہو رہی ہے اور ختم بھی فقہ حنفی پر ہو رہی ہے۔ آپ کا امام اللہ اکبر اونچی کہتا ہے مقتدی آہستہ کہتا ہے، سلام بھی امام اونچی کہتا ہے، مقتدی آہستہ کہتا ہے۔ یہ مسئلے حدیث میں نہیں ہیں فقہ میں ہیں اس لئے آپ پکا یقین رکھیں کہ آپ کا حساب و کتاب دوزخ میں کھڑا کر کے شروع کیا جائے گا اور وہیں سارا حساب لیا جائے گا، آپ پکے دوزخی ہیں۔

تو اس لئے جتنے بھی باطل فرقے ہیں، غیر مقلد کی بات اور ہے جو مرزائی ہیں اکثر مسائل میں مثلاً ہم جیسا حج کریں گے، کہتے ہیں کہ ہمارے پاس مکمل دین ہے۔ باطل فرقے دین سے کٹ جاتے ہیں، کوئی ایک مسئلے میں اور کوئی دو دو مسائل میں اور وہ اکثر ہم سے مسائل لیتے ہیں، لیکن دو چار مسئلوں میں ان کا اختلاف ہوتا ہے اس میں وہ شرارتیں کرتے رہتے ہیں، تو یہیں سے تو پتہ چلتا ہے کہ دین کی پہچان یہی ہے کہ جن کے پاس مکمل دین ہے وہ دین والے ہیں اور جن کے پاس دو چار مسئلے صرف شرارت کرنے کے لئے ہیں وہ فرقے والے ہیں، وہ دین والے ہیں ہی نہیں۔

سوال: شافعی اور غیر مقلد رفع یدین کرتے ہیں، دونوں میں فرق؟

جواب: شافعی رفع یدین کریں تو آپ ان کو کچھ نہیں کہتے، غیر مقلد رفع یدین کریں تو آپ ان کو کہتے ہیں، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ شافعی کی رفع یدین ایک تقلید پر مبنی ہے۔ ان کے امام کے اجتہاد میں رفع یدین کی حدیث راجح ہے، غیر مقلدوں کی رفع یدین کسی دلیل پر مبنی نہیں، نہ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رفع یدین کی حدیث راجح ہے، نہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، نہ اجماع میں یہ ہے کیونکہ مسئلہ اختلافی ہے اس لئے ان کے پاس تو کچھ بھی نہیں اور یہ چوری کرتے ہیں امام شافعیؒ سے، تو میں آپ سے پوچھوں گا کہ آپ کا اگر کھیت ہو کہ ایک تو یہ ہے کہ ایک آپ سے پوچھ کر گنا لے لے اور ایک ہے کہ چوری کر کے لے لے۔ گنا اگرچہ ایک ہی کھیت کا ہے لیکن اس کے حلال و حرام میں فرق ہو جائے گا یا نہیں

ہوگا؟ (ہوگا) تو غیر مقلدوں کی رفع یدین چوری کے گنے کی طرح حرام ہے اور شافعیوں کی جو رفع یدین ہے وہ تو امام شافعیؒ کی تقلید سے انہوں نے لی ہے، اور اس میں بہت ہی اہم فرق یہ ہے کہ امام شافعیؒ مجتہد ہیں، اگر ان سے خطا بھی ہوئی تو ان کی نماز قبول ہے، انہیں ایک اجر ملے گا اور غیر مقلد نااہل ہیں۔ یہاں کوئی اجر نہیں ملے گا۔

اس کی عام فہم مثال یہی ہے کہ دیکھئے جیسے آپ نے سوال کیا، ایک ڈاکٹر بھی انجکشن لگاتا ہے، ایک نااہل آدمی جو ڈاکٹر نہیں ہے وہ بھی، اگرچہ آپ نے افتاء کرلیا ہے، آپ اگر ٹیکہ لگائیں گے تو حکومت کے مجرم کہلائیں گے یا نہیں؟ (کہلائیں گے) تو کوئی یہ نہیں کہے گا کہ مفتی کا مقام تو ڈاکٹر سے اونچا ہوتا ہے، تو آپ یہ کہہ کر جان نہیں چھڑا سکتے کہ ڈاکٹر جو لگاتا ہے اس کو کچھ نہیں کہتے، مجھے کہتے ہیں، تو فرق اہل اور نااہل کا ہے۔

اسی طرح جس کے پاس ڈرائیونگ لائسنس نہیں ہے وہ گاڑی نہیں چلا سکتا، لیکن جس کے پاس ڈرائیونگ لائسنس ہے اگرچہ اس سے بھی ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں، لیکن حکومت اس کو اجازت دے گی اور ایک شیخ الحدیث ہیں، ڈرائیونگ لائسنس نہیں ہے اور وہ گاڑی لے جارہے ہیں، کوئی تنکا بھی ٹوٹا نہیں ان سے ایک درخت کا پتہ بھی نہیں ٹوٹا لیکن وہ مجرم ہیں یا نہیں؟ (ہیں) کیونکہ وہ اس فن کے نااہل ہیں۔

اس لئے غیر مقلد جو ہیں وہ نااہل ہیں، یہ چوری کر کے اگر رفع یدین کریں گے تو وہاں سوائے جوتوں کے ان کو کچھ نہیں ملے گا، تو غیر مقلد جو ہیں ان کے پاس تو مجتہد ہیں ہی نہیں اس لئے ایسے ہی ہے کہ نااہل ہو کر کسی فن میں دخل دے تو وہ مریض پر قیامت ڈھائے گا، تو اس لئے ان کا جرم یہی ہے کہ ان کی چوری کی رفع یدین ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

حق اجتہاد کا مستحق کون؟

الحمد لله وكفى و سلام على عباده الذين اصطفى ! امابعد :

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم.

واذا جاء هم امر من الأمن اوالخوف اذا عوا به ولو ردوه الى الرسول والى اولى الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم. ولولا فضل الله عليكم ورحمته لاتبعتم الشيطن الا قليلا. وقال رسول الله ﷺ فقيه واحد اشد على الشيطن من الف عابد او كما قال ﷺ صدق الله مولانا العظيم. وبلغنا رسوله النبى الكريم ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين.

رب اشرح لى صدرى ويسرلى امرى واحلل عقدة من لسانى يفقهوا قولى رب زدنى علمًا وارزقنى فهما سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم (درود شریف) اللهم صلى على سيدنا محمد وعلى آل سيدنا محمد وبارک وسلم عليه.

دوستو بزرگو! اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوقات میں سے ہمیں انسان بنایا جو اشرف المخلوقات ہے اور پھر انسانوں میں سے اللہ

تبارک وتعالیٰ نے ہمیں مسلمان بنایا کیونکہ سچا دین صرف اور صرف اسلام ہے اور مسلمان کہلانے والوں میں سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اہل سنت والجماعت بننے کی توفیق عطا فرمائی، کیونکہ پاک پیغمبر ﷺ نے جب یہ فرمایا کہ میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی تو ساتھ یہ بھی فرمایا کہ نجات پانے والے کون ہوں گے ماانا علیہ واصحابی جو میری سنت اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوں گے، جس طرح سارے دینوں کے مقابلے میں سچا دین صرف اسلام ہے۔

تہتر فرقوں میں نجات پانے والی جماعت:

مسلمان کہلانے والے سارے فرقوں میں نجات پانے والی جماعت کا نام اہل سنت والجماعت ہے اور پھر اہل سنت والجماعت میں سے ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مقلد بنایا۔ ہم اسی لئے حنفی کہلاتے ہیں۔ میں نے آپ کے سامنے اس وقت جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس میں ایک اہم مضمون ہے جس کی آج ہر شخص کو ضرورت ہے۔

ہر شخص کی ضرورت:

وہ ضرورت کیا ہے؟ ہر آدمی چاہتا ہے کہ تحقیق والی بات پر عمل کیا جائے۔ بغیر تحقیق کے بات پر عمل نہ کیا جائے، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ قرآن پاک نے تحقیق کا حق دیا کس کو ہے؟ اب آپ نے یہ کبھی نہیں کیا ہوگا کہ ڈاکٹر صاحب سے نسخہ لکھوا کر کمہار سے چیک کروایا ہو۔ یا سونے کو آپ چیک کروانے کے لئے کسی موچی کے پاس گئے ہوں، ساری دنیا مانتی ہے کہ ہر فن کے کچھ لوگ ہوتے ہیں جو اس فن کی تحقیق کر سکتے ہیں، دوسرے لوگ وہ تحقیق نہیں کر سکتے، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ایک ہائی کورٹ کے جج کے فیصلے کی چیکنگ آپ کسی پٹواری صاحب سے نہیں کرواتے، امام ابوحنیفہؒ کے اجتہاد کی چیکنگ ہر گنڈیریاں بیچنے والا شروع کر دیتا ہے جو گانے کی کیسٹس بیچتا ہے وہ اٹھ کر امام

صاحبؒ کے اجتہاد کی چیکنگ شروع کر دیتا ہے۔

منافقین کا طریقہ:

تو کیا دین ایک ایسی سستی چیز ہے جو بھی اٹھے اس کی چیکنگ شروع کر دے اور یہ کہے کہ میں نے تحقیق کر لی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا واذا جاء ھم امر من الامن او الخوف پیچھے منافقین کا تذکرہ آ رہا ہے کہ منافقوں کی ایک عادت بن گئی کہ جب بھی کوئی خبر امن یا خوف کی آتی ہے تو بغیر تحقیق کے اس کو پھیلا دیتے ہیں، اگر وہ خبر دین کی ہوگی تو دین کا نقصان ہوگا، دنیا کی ہوگی تو دنیا کا نقصان ہوگا۔ فرمایا، چاہئے یہ تھا کہ وہ رسول کے پاس خبر لے جاتے وہ تحقیق کر کے بتاتے کہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور اگر رسول کے پاس نہیں پہنچ سکتے تو اہل استنباط اولی الامر کے پاس لے جائیں، وہ تحقیق کر کے بتاتے، تو تحقیق کا حق قرآن پاک نے دو ہستیوں کو دیا ہے۔ رسول کو اور مجتہد کو، اس کے علاوہ تحقیق کا حق دین میں کسی اور کو خدا نے سرے سے دیا ہی نہیں کہ وہ یہ کہے جی میں نے تحقیق کر لی ہے۔ استنباط کا لفظ اللہ تبارک وتعالیٰ نے استعمال فرمایا اور رسول کا لفظ استعمال فرمایا، تو اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں واذا جاء ھم امر من الامن او الخوف اذا عوابه ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمه الذین یستنبطونه منھم ”تو اس بات کی تحقیق کر لیتے اللہ کے رسول یا وہ لوگ جو تحقیق کا حق رکھتے ہیں، اجتہاد کر سکتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا احسان:

ولولا فضل اللہ علیکم ورحمته لا تبعتم الشیطن الا قلیلا اللہ تعالیٰ اب اپنا احسان جتلا رہے ہیں کہ یہ خدا کا احسان ہے کہ تحقیق کا بوجھ آپ پر نہیں ڈالا،

مجتہدین پر ڈال دیا، تا کہ آپ کو تحقیق شدہ بات مل جائے اور آپ اس پر عمل کریں۔ یہ اللہ کا فضل ہے، اللہ کا احسان ہے۔ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ مجتہدین کو تحقیق کرنے کا حق نہ دیتا اور ہر آدمی کو حق ہوتا لاتبعتم الشیطٰن الا قلیلا تو پھر تم نام قرآن کا لیتے اور تابعداری شیطان کی کرتے، نام حدیث کا لیتے اور تابعداری شیطان کی کرتے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ایک تو یہ بات بتائی کہ ہر آدمی بغیر تحقیق کے جو بات کرتا پھرتا ہے یہ نفاق کی علامت ہے، اس لئے مشکوٰۃ شریف میں حدیث پاک بھی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ منافق کے دل میں دو چیزیں اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔ اچھا اخلاق اور فقه فی الدین۔ یہ اکٹھی نہیں ہوسکتیں جیسے یہاں فرمایا اللہ تعالیٰ نے لاتبعتم الشیطٰن الا قلیلا اسی طرح خود رسول پاک ﷺ نے فرمایا فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے سخت ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ فقیہ اور شیطان کی آپس میں لگ چکی ہے، شیطان فقیہ کو برداشت نہیں کرتا۔ اتنا اللہ تعالیٰ نے ڈانٹ کے ساتھ فرمایا، لیکن پھر بھی دنیا میں ایسے لوگ نکل آتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے اس حکم کو نہیں مانتے ہیں، عرض کر رہا تھا تحقیق کا حق دو ہستیوں کو دیا تھا۔

دو فرقے! اہل قرآن اور اہل حدیث:

کن کن کو؟ رسول کو اور مجتہد کو، رسول کی تحقیق کا حق چھیننے کے لئے ایک فرقہ کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا ہمیں قرآن پاک خود پڑھنا ہے، رسول سے سمجھنے کی ضرورت نہیں، اس نے اپنا نام رکھ لیا اہل قرآن۔ کیا نام رکھ لیا؟ (اہل قرآن) انہوں نے کہا لغت موجود ہے، عربی زبان دنیا میں بولی جا رہی ہے، قرآن آسان کتاب ہے ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر کیا ضرورت ہے کہ ہم رسول سے اس قرآن کو

سمجھیں۔اب رسول سے ہٹانے کے لئے طریقہ کیا اختیار کیا کہ خالق اور مخلوق میں جو اتنا فاصلے تھے ان کو بیان کرنا شروع کر دیا کہ وہ خالق ہے یہ رسول مخلوق ہے۔ وہ معبود ہے یہ عابد ہے، وہ مسجود ہے یہ ساجد ہے۔ وہ کھانے پینے سے پاک ہے یہ کھاتا پیتا ہے، وہ بیوی بچوں سے پاک ہے یہ بیوی بچوں والا ہے۔ اگر ہم نے رسول کی بات بھی مان لی تو گویا ہم نے رسول کو خدا کا شریک کر لیا، اور انہوں نے (اپنا) نام کیا رکھا، اہل قرآن۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے چودہ سو سال پہلے ہی جواب سمجھا دیا۔ لفظ رسول کا استعمال فرمایا کہ بھائی رسول تو اپنی کہتا ہی نہیں۔ وہ کہتا ہی خدا کی ہے، یہ جو انہوں نے فاصلے قائم کئے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ رسول کو بھیجتا ہے، وہ رسول دنیا میں آ کے ایک آیت خدا کی سناتا ہے اور بیس باتیں معاذ اللہ خدا کے خلاف لوگوں کو بتا دیتا ہے۔ یہ تاثر ان لوگوں نے قائم کیا اور یہ کہا کہ ہم قرآن پاک کے سمجھنے میں اللہ کے پاک پیغمبر کے محتاج نہیں۔ خود ایک آدمی مجھے کہنے لگا کہ جی اللہ نے دماغ کس لئے دیا ہے؟ کیا ضرورت ہے سنت کی؟ میں نے کہا اگر صرف دماغ کافی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو تیئس سال یہاں دنیا میں نہ رکھتے، نبوت کے بعد۔

سنت کیا ہے؟ اور سنت میں دو چیزیں ہیں:

ہر آدمی سمجھ لیتا وہ تشریف لائے تھے اور قرآن پاک دے کر چلے جاتے، سمجھتے رہو جو کچھ بھی ہے۔ نبی اقدس ﷺ نے اس قرآن پاک کو سمجھایا، اس پر عمل کر کے دکھایا اور اسی عملی نمونے کا نام سنت ہے۔ کیا ہے؟ (سنت) ہم جو اہل سنت کہلاتے ہیں تو سنت میں دو باتیں آ جاتی ہیں، یاد رکھنا (۱) علم قرآن کا (۲) اور نمونہ عمل رسول اللہ ﷺ کا۔ ہم نے پڑھنا ہے یہاں سے اقیموا الصلوۃ نماز قائم کرو اور دیکھنا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کیسے نماز ادا فرما رہے ہیں۔

قرآن کے بارے میں ہمارا عقیدہ:

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ قرآن پاک لفظی قرآن ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اسی قرآن پاک کی چلتی پھرتی عملی تفسیر ہیں۔ آپ کی عادت، آپ کی عبادت، آپ کا جہاد، آپ کی قلم، آپ کی نماز، آپ کا حج، آپ کا روزہ، آپ کی زکوٰۃ جو کچھ بھی تھا وہ اسی قرآن پاک کی عملی تفسیر تھی۔ تو اہل سنت وہ لوگ کہلاتے ہیں جو عمل قرآن پر کرتے ہیں لیکن قادیانیوں کی طرح خود غلط ترجمہ نہیں نکالتے جس طرح رسول پاک ﷺ نے عمل کر کے دکھایا اس طرح عمل کرتے ہیں۔ تو ان لوگوں کا جنہوں نے اپنا نام اہل قرآن رکھا۔

اہل قرآن کا دھوکہ:

اور لوگوں کو دھوکہ دینا شروع کیا ہے کہ بھئی یہ قرآن کب سے ہے؟ سب نے کہا کہ جی حضور پاک ﷺ کے زمانے سے۔ جس دن سے قرآن ہے اسی دن سے ہم اہل قرآن بھی ہیں، حالانکہ پیدا انگریز کے دور میں ہوئے۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ قرآن کی اشاعت میں تمہارا کیا حصہ ہوتا؟ انگریز کے دور سے پہلے اپنا قرآن کا ترجمہ دکھا دو، کہاں ہے؟ جیسے قادیانیوں کا انگریز کے دور سے پہلے کا یقیناً نہیں۔ اہل قرآن کہلانے والوں کا بھی نہیں۔ اب وہ آپ کو دھوکہ کیسے دیتے ہیں، پوچھتے ہیں بھئی قرآن حق ہے یا نہیں؟ آپ کیا کہتے ہیں؟ حق۔ کہتے ہیں جب قرآن حق تو اہل قرآن بھی برحق۔ ہم کہتے ہیں قرآن بالکل حق لیکن یہ اہل قرآن پکے باطل پرست۔ اتباع شیطان کرنے والے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت میں رسول کے لفظ سے ان کا رد کر دیا کہ تم جو یہ پروپیگنڈا کرتے ہو کہ رسول خدا کے خلاف باتیں بیان کرتا ہے اس کا معنی کہ باقی قرآن کو تم کیا سمجھتے؟ تمہیں تو رسول کے لفظ کا معنی ہی نہیں آتا۔ پیغمبر اپنی بات نہیں کہتا، وہ تو جس

کا پیغام لایا ہے اسی کی بات پہنچاتا ہے۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی وہ جو کچھ بھی کہتا ہے اپنی خواہش سے نہیں کہتا، اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے تو پیغمبر بیان کرتا ہے۔ مولانا کاندھلویؒ فرماتے ہیں:

گفتہ تو اے گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

رسول کا فرمان خدا کا فرمان ہوتا ہے، اگرچہ زبان رسول کی چل رہی ہے۔

گفتہء او را گفتہء اللہ داں
ہمچو شجرۂ موسیٰ عمراں بداں

اس کے فرمان کو اللہ کا فرمان سمجھو، جیسے موسیٰ علیہ السلام درخت کے پاس گئے تھے ناں تو آواز آرہی تھی انی انا ربک فاخلع نعلیک

آنچہ آواز یکہ آمد در از درخت
از خدا بودہ نہ بودہ از درخت

اگرچہ آواز درخت سے سنائی دے رہی تھی لیکن وہ آواز خدا کی تھی، درخت کی نہیں تھی، اس طرح زبان مصطفیٰ ﷺ کی ہے اور کلام خدا کا لوگوں کو سنایا جارہا ہے۔

تو جس کو لفظِ رسول کا معنیٰ آجائے وہ کبھی اس جھوٹ پر یقین نہیں رکھ سکتا کہ اللہ کے پاک پیغمبر خدا کے خلاف باتیں کیا کرتے تھے، وہ خدا کی بات پہنچانے آئے تھے، خدا کا دین سمجھانے آئے تھے۔ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ رسول خدا کے خلاف باتیں کرتا ہے، اللہ کہتا ہے کہ وہ متبع شیطان ہے لاتبعتم الشیطان الا قلیلا اگرچہ نام اس نے اپنا اہل قرآن ہی رکھ لیا ہو لیکن وہ رسول اور خدا میں جو کشتی کروانا چاہتا ہے معاذ اللہ کہ خدا کچھ

کہتا ہے، رسول کچھ کہتا ہے، یہ اس کا سب سے بڑا دھوکہ اور سب سے بڑا فراڈ ہے۔ اب پہلا حق رسول کو تھا، دوسرا حق تھا مجتہد کو۔

دوسرا فرقہ اہل حدیث:

اب جنہوں نے مجتہدین سے اجتہاد کا حق چھیننا چاہا، انہوں نے یہ فرق بنایا کہ وہ رسول ہے، یہ امتی ہے، اگر امتی کی بات بھی مان لی گئی تو گویا یہ شرک فی الرسالة ہو جائے گا۔ وہ معصوم ہے، یہ غیر معصوم ہے اور یہ بتانا شروع کر دیا کہ معاذ اللہ رسول کچھ فرماتے ہیں اور مجتہد اس کے خلاف کچھ اور ہی کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ اب مجتہد کو آگے سے ہٹانے کے لئے جیسے انہوں نے رسول کو آگے سے ہٹانے کے لئے نام اہل قرآن رکھ لیا تھا، ہمارے دوستوں نے مجتہد کو آگے سے ہٹانے کے لئے یہ نام اہل حدیث رکھ لیا اور لوگوں میں یہ تاثر دیا کہ اجتہاد یہ کتاب وسنت کی مخالفت کا نام ہے، فقہ کتاب وسنت کی مخالفت کا نام ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے چودہ سو سال پہلے سمجھا دیا، فقہ کا ذکر اجتہاد کا لفظ استنباط سے فرمایا، کون سا لفظ بیان فرمایا؟ استنباط۔ استنباط کسے کہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی کے لئے پانی کو بہت ضروری بنایا ہے۔ یہ ضروریاتِ زندگی میں سے ہے۔ کچھ پانی بارش کے ذریعے برسا، دریاؤں میں بہہ رہا ہے، اور بہت سا ذخیرہ زمین کے نیچے چھپا رکھا ہے، اب زمین کے نیچے چھپا ہوا جو پانی ہے اس کو نکال لینا کنواں بنا کے، نلکا لگا کے، ٹیوب ویل لگا کے اس کو عربی لغت میں استنباط کہتے ہیں۔ کیا کہتے ہیں؟ استنباط۔ جو زمین کی تہہ کے نیچے پانی ہے اسے سے ہم اس وقت فائدہ نہیں اٹھا سکتے جب وہ باہر نکلے گا تو اس سے فائدہ حاصل کریں گے، غسل کریں گے، وضو کریں گے، پئیں گے، کھانا پکائیں گے۔ ایک تو استنباط کے لفظ میں پہلی بات یہ سمجھا دی کہ بھئی جتنا پانی ضروری ہے

انسانی زندگی کے لئے اتنی ہی فقہ ضروری ہے اسلامی زندگی کے لئے۔

بھینس حلال ہے یا حرام؟

پچھلے ہفتے کی بات ہے کہ ایک مولوی صاحب بڑی زور سے تقریر فرما رہے تھے۔ ہم قرآن حدیث بیان کرتے ہیں، یہ بہشتی زیور سناتے ہیں، یہ تعلیم الاسلام سناتے ہیں، ہم سارے مسئلے قرآن وحدیث سے سنا سکتے ہیں، میں نے چٹ لکھ کر بھیجی کہ مولانا آپ خانہ خدا میں بیٹھے ہیں اور قرآن آپ کے ہاتھ میں ہے، مسند رسول پر بیٹھے ہیں، آپ وہ آیت یا حدیث سنا دیں بیٹھے بیٹھے کہ بھینس حلال ہے یا حرام؟ بھینس کو عربی میں جاموس کہتے ہیں، حافظ صاحبان بیٹھے ہوں گے، جاموس کا لفظ پورے قرآن میں آیا نہیں کہیں، اب وہ لڑکا ہم نے بھیجا کالج کا۔ اس نے کہا کہ جی یہ حدیث سنا دیں، اس نے چٹ نیچے رکھ دی، نہیں نہیں جی وہ کہنے لگا، یہ حدیث ضرور سنائیں تاکہ پتہ چل جائے۔ آپ ہر مسئلہ قرآن وحدیث سے سناتے ہیں، اس نے اشارہ کیا کہ بھئی اسپیکر بند کر دو، (مولوی صاحب نے) سپیکر بند کروا کے کہتا ہے ہم قیاس سے مانتے ہیں کہ بھینس حلال ہے۔ میں نے کہا کہ پھر اتنا شور کیوں مچ رہا تھا، ہم قرآن حدیث سے کہتے ہیں، فقہ کو مانتے نہیں؟ ادھر سے ہمارے ساتھی نے بھی سپیکر کھول دیا۔ اس نے کہا مولوی صاحب نے اقرار کر لیا ہے کہ ہم اہل قیاس ہیں، اہل حدیث نہیں ہیں۔ اب وہ مولوی صاحب جو تھے ان کو الگ کر لیا گیا۔ دوسرے مولوی صاحب کھڑے ہو گئے، انہوں نے یہ دلیل بیان کی کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو جانور داڑھ سے شکار کرتے ہیں یا پنجے سے شکار کرتے ہیں وہ حرام ہیں، چونکہ بھینس نہ داڑھ سے شکار کرتی ہے نہ پنجے سے شکار کرتی ہے اس لئے یہ حلال ہے۔ ہم نے پوچھا کہ گدھا بھی نہ داڑھ سے شکار کرتا ہے نہ پنجے سے

شکار کرتا ہے، تو اس کے بھی حلال ہونے کا فتویٰ دے دیجئے۔ اب وہ مولوی صاحب بھی پیچھے ہٹ گئے۔ تیسرے حضرت آگئے۔ کہنے لگے کہ جنگلی گدھا حلال ہے، حدیث میں ہے جنگلی گدھا حلال ہے، ہم کہہ رہے ہیں جس طرح جنگلی گدھے کی حدیث سنا رہے ہو، بھینس کی بھی سنا دو، جلدی سے ہم پوچھتے ہیں کہ بھینس والی حدیث سناؤ، گدھے والی سنا رہا ہے۔ ہم بار بار مطالبہ کر رہے ہیں کہ اللہ کے بندے بھینس والی حدیث سناؤ کہ بھینس حلال ہے اور اگر آپ کے پاس کوئی حدیث نہیں اور قرآن کی کوئی آیت نہیں۔ تو ساری بھینسیں حنفی مدرسوں میں بھیج دیں، کیونکہ آپ کے لئے تو وہ حرام ہیں، بھینس کو قیاس کیا گیا ہے گائے پر، اب اگر قیاس حلال ہے تو بھینس بھی حلال ہے، قیاس حرام ہے تو بھینس بھی حرام ہے۔ بھینس حرام ہوگی تو گوشت بھی حرام ہو گیا، دودھ بھی حرام ہو گیا، گھی بھی حرام ہو گیا، اس سے پکی ہوئی چائے بھی حرام ہوگئی، لسی بھی حرام ہوگئی۔ اب ہم بار بار پوچھتے ہیں کہ خدا کے لئے بھینس والی حدیث پڑھ کر سناؤ تا کہ ہمیں بہشتی زیور کی طرف ہی نہ جانا پڑے۔ ہم آپ کے مذہب میں آجائیں گے۔ آخر دس پندرہ غیر مقلد اٹھے، انہوں نے منت کی کہ مولوی صاحب بند کر دو تقریر، یہ سارے علاقہ میں شور مچ جائے گا کہ یہ گدھا کھانے والے ہیں۔ اگر بھینس والی حدیث ہے تو سنا دو اور اگر بھینس والی حدیث نہیں ہے تو پھر جلسہ بند کر دو، کافی ہوگئی ہے۔ اب تو ہمیں گلیوں میں کوئی نہیں پھرنے دے گا۔ ہم نے پوچھا کہ بھائی آخر آپ کہتے ہیں جنگلی گدھا حلال ہے۔ گھر والا حرام ہے، کیا وہ داڑھوں سے شکار کرتا ہے؟ آخر وجہ فرق آپ نے جو بیان کی ہے وہ تو یہاں نہیں پائی جاتی، تو بات یہ ہے کہ اس طرح کہنا آسان ہے، دلیل سے ثابت کرنا مشکل ہے۔

ایک اور صاحب اسی طرح تقریر فرما رہے تھے، لیاقت پور میں۔ ہم نے چٹ

لکھ کر بھیجی، ایک عورت فوت ہوگئی ہے۔ اس کے پیٹ میں بچہ ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ زندہ ہے۔ کیا اس کا پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لینے کی اجازت قرآن وحدیث میں ہے یا نہیں؟ جب لڑکے گئے، ان سے ٹیپ بھی لے کر رکھ لی، کیسٹ نکال کے جیب میں ڈال لی اور سپیکر بند کر کے کہنے لگے کہ جب تک واقعہ پیش نہ آئے ہم اس کا حکم تلاش نہیں کرتے، لکھا کہ یہ آپ کی اپنی مرضی ہے یا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ تلاش نہ کرنا حکم؟ چلو اسی کی حدیث سنا دو کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ حکم پہلے تلاش نہ کرنا، دیکھئے ناں ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے، التحیات اس نے پڑھ لی ہے، درود شریف کی جگہ الحمد شریف بھول کر شروع کر دی، اب وہ نیت توڑ کے پوچھنے جائے گا مسئلہ کہ جی میں کیا کروں یا پہلے اس کو مسئلہ یاد کرنا چاہئے (پہلے) وہ کہتے ہیں، نہیں پہلے نہیں کرنا چاہئے، جب پیش آئے گا پھر، اس نے کہا حضرت یہاں جب پیش آ گیا تو میں آپ کے پیچھے نارنگ منڈی جاؤں گا؟ عورت تو پہلے مر چکی ہوگی، بچہ اتنی دیر زندہ رہے گا؟ تو کیا فائدہ ہوگا آپ کے پاس وہاں جانے کا ہمیں۔ آپ ہمیں یہاں مسئلہ بتا دیں۔ ایک ڈاکٹر صاحب پاس بیٹھے تھے، انہوں نے دیکھا کہ مولوی صاحب کی جان چھڑانی چاہئے، اس نے کہا میں ڈاکٹر ہوں، مجھے اچھی طرح پتہ ہے کہ بچہ پہلے مرتا ہے ماں بعد میں مرتی ہے، یہ واقعہ بالکل ہو سکتا ہی نہیں۔ بس پھر کیا تھا، سب نے شور مچا دیا، یہ واقعہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا (مکرر) آخر لڑکے میرے بھی بیٹھے ہوئے تھے، کچے تو نہیں تھے ناں، انہوں نے جیب سے اخبار نکالا کہ یہ ڈاکٹر صاحبان کا ہی بیان ہے۔ ایسا بچہ ہے نو مہینہ کا ہو چکا ہے الحمد للہ زندہ ہے جو نکالا گیا تھا، اس سے پوچھا کہ ڈاکٹر صاحب آپ ہی ڈاکٹر ہیں یا یہ بھی ڈاکٹر صاحبان ہیں جنہوں نے یہ رپورٹ اخبار میں چھپائی ہے۔ اب وہ خاموش۔ اب تو واقعہ

ہو چکا ناں، اب یہ حدیث سنا دیں کہ جنہوں نے آپریشن کر کے بچہ نکالا ہے ان کو گناہ ہوا یا ثواب ہوا؟ گناہ ہے تو اس کی حد کتنی ہے؟ ثواب ہے تو کتنا ثواب ان کو ہوا؟ بس خاموش، قرآن وحدیث کا نام بھی بھول گئے بے چارے۔ دوسرے دن پھر ہم نے بھیجا (رقعہ) کہ میں گھر سے نکلا تھا جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے، راستہ میں دیکھا کہ قربانی کا بکرا تھا وہ ٹکرا گیا کسی بس سے، تڑپ رہا ہے، میں اسے ذبح کرنا شروع کرتا ہوں تو جماعت جاتی ہے، جماعت سے ملتا ہوں تو یہ حرام ہو رہا ہے، مجھے حدیث پاک سے بتایا جائے کہ اب میں ان دو کاموں میں سے کون سا کام کروں؟ کون سا چھوڑ دوں؟ انہوں نے پھر کہا کہ یہ کیسٹ بند کر دو ٹیپ رکھ لی، اس کے بعد جواب دیا کہ جس وقت جماعت کھڑی ہو جائے دنیا میں کسی جگہ ایکسیڈنٹ ہو سکتا ہی نہیں۔ انہوں نے کہا حضرت یہ تو مسجدوں میں جماعت کھڑی ہوتی ہے، بم مار کے بھاگ جاتے ہیں، نماز پڑھنے والوں کو شہید کر کے چلے جاتے ہیں، اور آپ کہتے ہیں ہو سکتا ہی نہیں۔ تو بات یہ ہے کہ دعویٰ تو بہت اونچا ہوتا ہے ہمارے دوستوں کا، لیکن جب ہم مسائل پوچھتے ہیں ہم کہتے ہیں بھئی ہمیں کوئی ضد نہیں، آپ یہ سارے مسائل ہمیں قرآن حدیث سے دکھا دیں، ہم آپ کے ساتھ ملنے کو تیار ہیں۔

ایک ہیڈ ماسٹر صاحب تھے، میرے پاس آئے، دو مولوی صاحبان ساتھ تھے کہ جی انہوں نے مجھے کتابیں پڑھائی ہیں، اور میں نے پڑھی ہیں۔ میں نے کہا اچھا بخاری شریف دیکھی ہے، مسلم شریف دیکھی ہے اردو ترجمہ والی تو یہ بڑی فکر ہے کہ سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا، ہمیں اپنی نماز صحیح کرنی چاہیے، اور بخاری مسلم کے مطابق پڑھنی چاہیے یا نہیں؟ میں نے کہا بخاری مسلم میں مکمل نماز ہے ہی نہیں۔ حساب تو مکمل نماز کا ہوتا ہے ناں؟ نہیں ہے؟ میں نے کہا آپ تو ایک طرف ہو جائیں کیونکہ آپ نے دس

دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ مطالعہ کیا ہوگا ناں بخاری کا۔ یہ دونوں مولوی صاحبان جنہوں نے بارہ سال پڑھی ہے قرآن وحدیث پڑھا ہے اور اب تیس سال سے پڑھا رہے ہیں، یہ مجھے سمجھا دیں کہ مکمل نماز کے مسائل ہیں وہاں؟ مجھ سے حلفیہ طور پر لکھوالیں کہ جس دن سلام تک پوری نماز سکھا دیں گے میں اہل حدیث ہو جاؤں گا۔ اب دیر ان کی طرف سے ہوگی، جتنی میری نمازیں ان کے خیال میں غلط ہوں گی گناہ ان کو ہوگا۔ یہ مجھے آج کر لیں اہل حدیث، مہینہ کے بعد کر لیں، سال کے بعد کر لیں، دو سال کے بعد کر لیں، مجھے نماز مکمل سکھا دیں۔ اب ان سے جب ہم نے پوچھنا شروع کیا مسائل کہ بھائی دیکھو تکبیر تحریمہ ہے، امام اونچی کہتا ہے، مقتدی آہستہ۔ ذرا اس فرق کی حدیث سنا دو، ایسے ہی ہوتا ہے یا نہیں ہوتا؟ (سامعین ایسے ہوتا ہے) کہیں بھی فرق کی کوئی حدیث ہو، تو جن کو تکبیر تحریمہ بھی نہیں آتی؟ اب میں نے اس ہیڈ ماسٹر صاحب سے پوچھا کہ یہ صاحب جو چالیس پینتالیس سال سے مطالعہ قرآن وحدیث کا کر رہے ہیں ان کو تکبیر تحریمہ کا مسئلہ بھی نہیں آتا؟ آپ نے سکول میں بھی پڑھنا ہے، ٹیوشنیں بھی پڑھانی ہے، آپ کو یہ دعوت دے رہے ہیں کہ آپ تھوڑا سا مطالعہ کر کے فارغ ہو جائیں اور نماز ہمارے والی پڑھنی شروع کر دیں جس کا ان کے پاس بھی ثبوت نہیں۔

نماز میں آپ سارے درود شریف آہستہ پڑھتے ہیں ناں۔ مولانا نے جو فرمایا آج سے دس سال پہلے میں نے یہاں مولویوں سے پوچھا تھا کہ اس کی کوئی حدیث سنا دیں، گالی تو نہیں ہے ناں، آج دس سال ہو چکے ہیں، آج تک کوئی حدیث نہیں سنا سکے۔ تو ہم اہل سنت والجماعت حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ تحقیق کا حق اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول کے بعد مجتہدین کو دیا ہے، ہر آدمی کو نہیں دیا۔ یہی بات غلط ہے کہ ہر آدمی پوری

تحقیق دین کی کرسکتا ہے، تو یہ یادرہے کہ کتنوں کو تحقیق کا حق ہے، (دوکو) کن کن کو؟ رسول کو تحقیق کا حق ہے، رسول کی طرف نسبت کر کے ہم اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں، کیا کہتے ہیں؟ اہل سنت۔ اور اس کے بعد مجتہد کو حق ہے، ان کی طرف نسبت کر کے ہم اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں، تو قرآن میں دو تحقیقوں کا ذکر آیا۔ اب جو صرف ایک نسبت بتاتا ہے، دوسری نہیں بتاتا وہ قرآن کی اس آیت کا انکار کر رہا ہے۔ میں نے آپ کے سامنے آج عرض کیا کہ سننے کو تو یہ بات بڑی عجیب ہوگی کہ ہم قرآن سناتے ہیں، یہ بہشتی زیور سناتے ہیں؟

ایک واقعہ:

ایک مولوی صاحب بڑے جوش میں تقریر فرمارہے تھے، میں بخاری لے کے آتا ہوں تو قدوری لے کے آ۔ میں مسلم لے کے آتا ہوں تو بہشتی زیور لے کے آ۔ میں نے نہ قدوری لی نہ بہشتی زیور، میں تعلیم الاسلام لے کر چلا گیا۔ کون سی کتاب لے کر چلا گیا؟ تعلیم الاسلام۔ میں نے کہا بھئی یہ تعلیم الاسلام ہے، اس میں یہ نماز کی شرطیں لکھی ہیں، آپ بخاری مسلم سے یہ حدیث دکھادیں کہ یہ شرطیں غلط ہیں۔ میں اسی وقت توبہ کر لوں گا، کس بات سے؟ ان شرطوں سے جو فقہ کی کتاب میں لکھی ہیں، لیکن نماز تو نہیں چھوڑنی ناں میں نے، اس کے بعد مجھے وہ حدیث دکھاؤ جس میں نماز کی صحیح شرطیں لکھی ہوں، کیونکہ نماز تو میں نے پڑھنی ہے ناں آخر؟ یہ دو حدیثیں میں نے پوچھیں، ایک حدیث وہ کہ ان شرطوں کو غلط کہہ دیا گیا ہو، دوسری وہ کہ یہ غلط ہوں گی، ہم نے چھوڑ دیں، بس لکھ دیں ہم نے چھوڑ دیں۔ نماز تو ہم نے نہیں چھوڑنی، وہ تو ہم نے پڑھنی ہے ناں۔ نماز کی شرطیں ہمیں کسی حدیث سے دکھادیں، ترجمہ سے ہر عام آدمی بھی پڑھ کے دیکھ لے کہ یہ نماز کی شرطیں ہیں۔ اب میں قرآن اٹھا کر آگے کرتا ہوں، وہ کہتا ہے ادھر کو لے جاؤ، اور قرآن کا تو دشمن ہے، میں بخاری اٹھا کر اس کے آگے کرتا ہوں یہ لو، بخاری

شریف سے نماز کی شرطیں نکالو، وہ بخاری کو ہاتھ نہیں لگاتا، میں مسلم اٹھا کے دیتا ہوں، ہاتھ نہیں لگاتا۔ آخر سوچ کر مجھے کہتا ہے کہ آپ کا کیا خیال ہے، بخاری مسلم میں پوری نماز نہیں ہے؟ امام بخاری نماز نہیں پڑھتے تھے، امام مسلم نماز نہیں پڑھتے تھے؟ میں نے کہا یہ تو ہم نے پوچھنا ہے آپ سے کہ جب بخاری میں نماز نہیں تو وہ کیسے پڑھتے تھے، ہمارے پاس تو جواب ہے کہ امام شافعیؒ کی فقہ کے مطابق پڑھتے تھے، ان کے مقلد جو تھے۔ آپ کے پاس کیا جواب ہے؟ کیونکہ اس (بخاری مسلم) میں تو مکمل نماز نہیں ہے۔ تو اب دیکھئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل استنباط ائمہ مجتہدین جو ہیں، میں عرض کر رہا تھا کہ استنباط کسے کہتے ہیں؟ جو پانی زمین کی تہہ سے نکال لیا جائے پانی انسانی زندگی کے لئے ضروری ہے یا نہیں، اس کے بغیر گزارہ ہو سکتا ہے؟ نہیں۔

ہر نمازی مجتہدین سے مسئلے لیتا ہے:

جو بھی شخص دنیا میں نماز پڑھتا ہے وہ مجتہدین سے مسئلے لیتا ہے، اگرچہ چوری ہی کر کے لے جائے۔ ایک شخص مجھے کہنے لگا جی ہم نہیں لیتے۔ میں نے کہا آپ کی نماز شروع بھی فقہ سے ہوتی ہے اور ختم بھی فقہ پر ہوتی ہے۔ آپ کا امام اللہ اکبر اونچی کہتا ہے، مقتدی آہستہ کہتا ہے، آپ کا امام السلام علیکم ورحمۃ اللہ اونچی کہتا ہے اور مقتدی آہستہ کہتا ہے۔ یہ فرق فقہ کی کتاب میں ہے، حدیث میں کہیں موجود نہیں ہے، تو جس طرح پانی کے بغیر گزارہ مشکل ہے، فقہ کے بغیر گزارہ مشکل ہے، فرق صرف یہ ہے کہ وہ چوری کر کے مسئلے لے لیتے ہیں، ہم پوچھ کر لے لیتے ہیں اور ہم ان سے مانگ کر لے لیتے ہیں (مجتہد سے) کہ جی ہمیں سمجھ نہیں آئی، آپ ہمیں سمجھا دیں، اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایک زمیندار ہے اس کا گنے کا کھیت ہے، میں نے اس سے گنا مانگ کر لیا اور ایک نوجوان نے گنا چوری توڑ لیا، سمجھے مثال کو۔ گنا ایک ہی کھیت کا ہے، میں نے مانگ کر لیا، اس نے چوری توڑا، لیکن حرام

حلال کا فرق ہو گیا یا نہیں؟ ہو گیا۔ میں نے مانگ کر لیا وہ حلال ہے، گنے کو نہیں دیکھا جائے گا، یہ دیکھا جائے گا کہ لیا کس طریقہ سے ہے؟ جائز طریقہ سے لیا ہے یا ناجائز طریقہ سے لیا ہے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب یہ تحقیق کا حق دیا ہے رسول کے بعد مجتہدین کو دیا ہے۔

تقلید کب سے شروع ہوئی؟

تو اسلام میں پہلے دن سے تقلید چلی آ رہی ہے، یاد رکھنا امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں المستصفیٰ میں علامہ واقدی، احکام میں شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ اسلام میں ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا کہ فتویٰ لینے یا دینے پر پابندی لگائی گئی ہو اور کبھی مفتی پر پابندی نہیں لگائی گئی کہ وہ دلیل بھی پوری بیان کرے، وہ صرف مسائل بیان کر دے اور لوگ ان مسائل پر عمل کرتے تھے، اب دیکھئے۔ یہ کہتے ہیں کہ صحابہؓ حدیث مانتے تھے، دلیل کیا ہے؟ چار ہزار متن ہیں احادیث کے، کتنے؟ چار ہزار متون ہیں احکام کی احادیث کے، پھر یاد کر لیں، کتنے ہیں؟ چار ہزار، وہ صحابہ سے مروی ہیں، تو پتہ چلا کہ صحابہ نے جو حدیث کی روایت کی ہے وہ حدیث کو مانتے تھے، کتنے متن ہیں؟ چار ہزار۔

صحابہ کے فقہی فتاویٰ:

اور چھتیس ہزار سے زیادہ صحابہ کے فقہی فتاویٰ ہیں۔ کتنے ہیں؟ چھتیس ہزار سے مصنف ابن ابی شیبہ سولہ جلدوں میں، مصنف عبدالرزاق گیارہ جلدوں میں، تہذیب آلا ثار، کتاب الآثار، امام محمد یہ کتابیں بھری پڑی ہیں۔ صحابی نے صرف مسئلہ بتا دیا ہے، دلیل کے تحت کوئی حدیث یا آیت بیان نہیں کی، باقی سب نے ان سے مسئلہ سن کر عمل کر لیا ہے، کسی نے دلیل کا مطالبہ نہیں کیا، اب چار ہزار حدیثیں صحابہ روایت کر دیں تو اہل قرآن کے پیچھے یہ لوگ لٹھ (لاٹھی) لے کر پھریں کہ وہ سنت کو مانتے تھے، صحابہ سنت کو

مانتے تھے۔ چھتیس ہزار کے قریب ان کے فقہی فتاویٰ موجود ہوں، پھر وہ فقہ کو مانتے تھے یا نہیں۔ مانتے تھے؟ مانتے تھے۔ علماء حضرات موجود ہیں، صحابہ اکرام کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے، بعض نے ایک لاکھ چوبیس ہزار لکھی ہے، بعض نے ایک لاکھ چالیس ہزار لکھی ہے۔ کتنی؟ ایک لاکھ چالیس ہزار۔ ایک لاکھ سے زائد ہوئی ناں۔ ڈیڑھ لاکھ کے قریب۔ وہ سارے عربی دان تھے یا نہیں؟ ان کی مادری زبان عربی تھی یا نہیں۔

فتویٰ صرف چھ صحابہ دیتے تھے:

لیکن آپ کتابیں اٹھا کر دیکھیں فتویٰ صرف چھ صحابہ دیتے تھے۔ ابن قیم نے بہت زور لگایا ہے تو انہوں نے لکھا ہے کہ چھ تو عام طور پر فتویٰ دیتے تھے اور بائیس وہ ہیں جن کے چند فتوے ہیں اور کچھ وہ ہیں جن کا ایک آدھ فتویٰ ملتا ہے۔ اب ان کی مادری زبان عربی تھی، ان کو بھی یہ جرأت نہیں ہوتی تھی کہ ہر آدمی مفتی بن بیٹھے۔

حضرت معاذؓ کی اجتہاد والی حدیث:

حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت معاذؓ کو یمن بھیجا تو یمن والے سارے سرائیکی بولتے تھے ناں؟ نہیں۔ عربی بولتے تھے، تو جب منشور طے ہوا ہے فیصلہ کس طرح کرو گے؟ کہا کہ کتاب اللہ سے، فرمایا فان لم تجد فیہ اگر کتاب اللہ میں مسئلہ نہ ملا پھر کیا کرو گے؟ کہا بسنۃ رسول اللہ، اگر سنت سے بھی نہ ملا تو پھر کیا کرو گے؟ اجتہد برایی کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کر کے فیصلہ دوں گا، تو ان کے فیصلے یمن والے مانتے تھے یا انکار کرتے تھے؟ مانتے تھے، یمن والوں کی زبان کیا تھی؟ عربی۔ قرآن کی زبان کیا ہے؟ عربی۔ حدیث کی زبان کیا ہے؟ عربی۔ اب حضرت ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ معاذ وہ تو سارے ہی عربی جانتے ہیں، بس ان کو قرآن و حدیث دے دینا، ہر آدمی خود مسئلہ

نکالتا رہے گا اور عمل کرتا رہے گا۔ میں نے بارہا یہ مطالبہ اپنے دوستوں سے کیا کہ پورے ملک یمن میں حضرت پاک ﷺ کے زمانے میں حضرت کے حکم سے سارے لوگ حضرت معاذ ؓ کی تقلید کرتے تھے، ایک نام ایسا نکال دیں جس نے اٹھ کر کہا ہو معاذ تم قرآن سناؤ گے، میں مان لوں گا، تم حدیث سناؤ گے، میں مان لوں گا، لیکن جب اجتہاد کی باری آئے گی تو میں بھی عربی جانتا ہوں؟ کسی نے نہیں کہا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق بھی زندہ تھے یا نہیں تھے؟ اور حضرت عمرؓ بھی زندہ تھے یا نہیں تھے؟ کسی نے بھی کبھی اٹھ کر یہ نہیں کہا کہ معاذ جب اجتہادی باری آئے گی تو ہم سارے تیرا فیصلہ نہیں مانیں گے۔ کوئی ابوبکرؓ کا اجتہاد مانے گا، کوئی عمرؓ کا اجتہاد مانے گا، کوئی عثمانؓ اور علیؓ کا اجتہاد مانیں گے، کسی نے بھی نہیں کہا۔ کیوں؟ جس یقین کے تحت حضرت معاذ کا فتویٰ ان کو مل سکتا تھا اس یقین کے ساتھ ابوبکر کا فتویٰ ان تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ جب فتویٰ دے دیا سب عمل کرتے نظر آ رہے ہیں، تو بات یقینی ہو گئی ناں۔ وہاں سے جو فتویٰ لے کر آئے گا پتہ نہیں فتویٰ لے کر آنے والا اعتماد والا بھی ہے کہ نہیں؟ (مکہ یا مدینہ سے) تو حضرت پاک ﷺ کے زمانہ میں مسائل معلوم کرنے کے تین طریقے تھے۔ کتنے؟ تین۔ جو حضرت پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں رہتے تھے، وہ ذات اقدس سے پوچھ لیتے تھے، جب بھی کچھ بھول گیا، کوئی مسئلہ پیش آ گیا حضرت ﷺ یہ بات ہوئی ہے، وضاحت فرما دیں، تو ذات اقدس ﷺ سے جو دور رہتے تھے حضور ﷺ سے ان میں جو مجتہد ہوتا وہ اجتہاد کرتا جیسے یمن میں حضرت معاذ، جو غیر مجتہد ہوتا وہ اپنے مجتہد کی تقلید کر لیتا جیسے سارے اہل یمن۔ تو کتنے طریقے تھے؟ تین۔ گیارہ ہجری میں حضرت کا وصال ہو گیا۔ اب دو طریقے باقی رہ گئے۔ کیا کیا؟ مجتہدین اجتہاد کرتے تھے، پورے مکہ مکرمہ میں صرف عبداللہ بن عباس کا فتویٰ چلتا تھا۔ ان کے فتوے حدیث کی کتابوں میں بھرے ہوئے ہیں۔ بغیر کسی آیت اور حدیث کے فتویٰ دیتے تھے اور سارے مکے والے ان کے فتوے پر عمل کرتے تھے۔

پورے مدینہ میں حضرت زید بن ثابت کا فتویٰ چلتا تھا۔ بخاری شریف میں روایت موجود ہے کہ مدینہ کے لوگ مکہ میں حج کے لئے گئے، ایک مسئلہ کی ضرورت پڑی مکہ کے مفتی حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا، انہوں نے مسئلہ بتایا۔ بعد میں کسی مدینہ والے نے بتلایا کہ یہ ہمارے مفتی صاحب زید بن ثابت کے خلاف بتایا ہے۔ بخاری میں الفاظ ہیں۔ بقولک یا ابن عباس کہ ہم اپنے مفتی کا فتویٰ نہیں چھوڑیں گے، اس سے زیادہ تقلید شخصی اور کیا ہوتی ہے؟ پورے کوفہ میں عبداللہ بن مسعودؓ کا فتویٰ چلتا تھا، پورے بصرہ میں حضرت انسؓ کا فتویٰ چلتا تھا۔ عبداللہ بن مسعودؓ کے فتوے حدیث کی کتابیں اٹھا کر دیکھیں، کتاب الآثار امام محمدؒ میں دیکھیں۔ بغیر کسی آیت اور حدیث بیان کئے صرف مسئلہ بتاتے ہیں اور عمل کرتے والے بغیر مطالبہ دلیل کے اس پر عمل کر رہے ہیں۔

تابعین کا دور:

اب تابعین کا دور پورے مکہ میں حضرت عطاء بن ابی رباح کا فتویٰ چلتا تھا۔ تو یہ تین میں بنا رہا تھا، تین چیزیں تھیں۔ (۱) ذات اقدس ﷺ (۲) اجتہاد (۳) تقلید۔

گیارہ ہجری میں یہ بات ختم ہوگئی خیر القرون کے بعد اجتہاد پر بھی پابندی لگا دی گئی۔ اب صرف تقلید باقی رہی، لیکن تقلید آج سے شروع نہیں ہوئی، بلکہ شروع سے آ رہی ہے۔ یہی وہ بات ہے جس کو وہ جھوٹ بولا کرتے ہیں کہ تقلید چوتھی صدی میں شروع ہوئی ہے۔ شروع نہیں ہوئی۔ چوتھی صدی کے بعد صرف تقلید باقی رہی، اجتہاد ختم ہوگیا۔ اس بات کا یہ جھوٹ بولتے ہیں اور اسی جھوٹ سے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ لوگ سوچتے ہیں کہ یار وہ پہلے جو تقلید نہیں کرتے تھے وہ مسلمان تھے یا نہیں حالانکہ وہ تقلید کرتے تھے۔

تقلید کی مثال حدیث سے:

اس کی مثال حدیث سے دیتا ہوں۔ یہ قرآن پاک حضرت محمد ﷺ کے زمانہ

میں جمع نہیں ہوا۔ یمامہ میں لڑائی لڑی گئی، مسیلمہ کذاب جھوٹے مدعی نبوت کے ساتھ تو بہت سے قاری شہید ہوئے، حضرت عمرؓ بخاری شریف ص ۷۴۵ جلد دوم کی حدیثیں سنا رہا ہوں، انہوں نے آ کر عرض کیا کہ حضرت قرآن کو جمع کر دیا جائے۔ صحابی اس طرح شہید ہونے لگے تو قرآن ضائع ہی نہ ہو جائے۔ اب گفتگو سنیں شیخین کی۔ ابوبکرؓ فرما رہے ہیں کہ نہیں جو کام نبی نے نہیں کیا میں نہیں کروں گا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں یار یار واللہ خیر اللہ کی قسم بڑھا اچھا کام ہے، اب نہ حضرت عمرؓ کوئی آیت سنا رہے ہیں کہ اس آیت میں آتا ہے قرآن جمع کرو اور نہ حدیث سنا رہے ہیں کہ اس حدیث میں آتا ہے جمع کرو، بلکہ مان رہے ہیں کہ حضرت ابوبکر فرماتے ہیں کہ حضرت نے جمع نہیں فرمایا۔ پھر ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ میرا بھی سینہ کھل گیا اور میں نے زید بن ثابت کو کہا کہ جمع کرو۔ اب یہ قرآن جو جمع ہوا تقلیداً جمع ہوا ناں۔ اگر تقلید شرک ہے تو جو قرآن شرک کی طرح جمع ہوا ہے اس کی تقلید ان کو جائز ہو گئی؟ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں یہ بخاری ص ۷۴۶ کی حدیث ہے، یہ بات چلی کہ لوگوں کو اختلاف ہو گیا ہے لغات کے بارے میں، حضرت ﷺ نے دعائیں مانگ کے اجازت لی تھی کہ ہر لغت پہ اجازت دی جاتی قرآن پاک کی جب تک عرب میں دین رہا تو یہ بات فتنہ نہیں تھی، دیکھیے ناں آپ کے سرائیکی میں بھی پنجابی میں بھی رنگ رنگ قسم کی لغتیں ہیں ناں۔ کوئی ولی محمد کہتا ہے، کوئی بلی محمد کہتا ہے، واؤ کو با بولتے ہیں جالندھر والے، ایسا ہوتا ہے ناں۔ کوئی کور کہتا ہے کوئی گور کہتا ہے لیکن آپس میں سمجھ تو لیتے ہیں کہ یہی چیز ہے، باہر والے سمجھتے ہیں کہ پتہ نہیں وہ کچھ اور کہہ رہا ہے اور یہ کچھ اور کہہ رہا ہے۔

حکایت:

وہ جیسے علامہ رومؒ نے حکایت نقل فرمائی ہے کہ چار آدمی جا رہے تھے، ایک

رومی ایک ترکی تھا (ترکی) ایک ایرانی تھا اور ایک عربی تھا۔ بھوک لگی ہوئی ایک دوسرے کی زبان سمجھتے نہیں تو راستہ میں کسی نے ایک روپیہ دیا انہیں، اب سب پیٹ پر ہاتھ مارتے ہیں، کچھ کھانے کے لئے چاہیئے، ایک دوسرے کی بات سمجھتے نہیں، رومی کہنے لگا اوس، اوس۔ ترکی نے ہاتھ مارا کہ نہیں استافیل۔ ایرانی نے کہا انگور۔ عربی نے کہا نہیں نہیں، عنب، سب لڑ رہے ہیں روپیہ ایک ہے۔ چار چیزیں کیسے آئیں؟ ایک آدمی چاروں زبانیں جاننے والا آ گیا اس نے کہا بھئی لڑتے کیوں ہو، روپیہ مجھے دو میں سب کو راضی کرتا ہوں۔ وہ انگور لے آیا۔ اب رومی کہے یہی تو اوس ہے جسے میں کہہ رہا تھا، ترکی والا کہتا استافیل کہہ رہا تھا، وہ یہی تو ہے عربی کہے میں جو عنب کہہ رہا تھا، یہی تو ہے ایرانی کہنے لگا میں جو انگور کہہ رہا تھا۔ وہ یہی تو ہے۔ تو نا جاننے سے بھی بڑی لڑائیاں ہو جاتی ہیں ناں۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا لغت قریش والی۔ حضرت عثمانؓ نے جو سب مہاجرین انصار کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ چونکہ حضور پاک ﷺ کی اصل لغت قریش ہے اس پر قرآن جمع کیا جائے، باقی لغات سے روک دیا گیا۔ اب سات لغات پر حضور ﷺ کے زمانہ میں قرآن پڑھا جاتا رہا یا نہیں؟ پڑھا جاتا رہا۔ ابوبکرؓ کے زمانے میں پڑھا جاتا رہا، حضرت عمرؓ کے زمانے میں پڑھا جاتا رہا یا نہیں؟ پڑھا جاتا رہا۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں باقی لغات سے روک دیا، صرف قریش کی لغت پر جاری رہا تو کوئی یہ جھوٹ بولے کہ لغت قریش پر حضور ﷺ کے زمانہ میں قرآن نہیں پڑھا جاتا تھا، عثمانؓ کے زمانہ میں شروع ہوا جھوٹ ہے یا نہیں؟ جھوٹ ہے۔ ابوبکرؓ کے زمانہ میں نہیں پڑھا جاتا تھا، جھوٹ ہے یا نہیں، جھوٹ ہے۔ باقی لغتوں سے روکا گیا ہے اب جب یہ روکا گیا تو مشورے سے روکا، کسی نے کوئی آیت بیان نہیں کی، کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ پھر اس کے بعد دیکھو، اس پر

جو اعراب لگائے گئے ہیں حضرت ﷺ کے زمانہ میں زیر، زبر اس پر تھی؟ اوقاف تھے؟ کچھ بھی نہیں تھا یہ تو بعد میں حجاج بن یوسف نے لگائے ناں! تو یہ اعراب کسی آیت یا حدیث سے ثابت ہے (اب ویسے انہوں نے شروع کر دیا ہے، میرے پاس ہے مسنون قرأت والا قرآن مجھے پڑھتے ہی خدشہ ہوا کوئی بات ہے) تو زیر زبر تو ابھی نہیں نکالی اوقاف نکال دیئے۔ میں نے ان کے ایک مولوی سے کہا بھئی یہ کیا کہا؟ جی حضور پاک ﷺ کے زمانے میں (اوقاف) نہیں تھے۔

وقف بدلنے سے معنی بدلتے ہیں:

میں نے کہا وقف کرنے سے معنی بدلتے ہیں۔کوئی نہیں بدلتے؟ میں نے مثال دی، میں ایک فقرہ بولتا ہوں، "روکو، مت جانے دو" میں نے وقف روکو پر کیا ہے ناں، اب دوبارہ بولتا ہوں روکو مت، جانے دو، معنی بدل گیا ہے یا نہیں بدلا؟ بدل گیا۔تو کوئی لفظ کم وبیش ہوا ہے یا صرف وقف آگے پیچھے ہوا ہے؟ وقف آگے پیچھے ہوا ہے۔اب جو انہوں نے وقف نکال دیئے اب پتہ نہیں بے چارہ کہاں وقف کرے، معنی کیا ہوگا اس کا؟ یہاں تلاوت کرے گا، وہاں جوتے پڑنا شروع ہو جائیں گے (قبر میں) تو مولانا رومؒ نے ایک مثال دی ہے ناں۔

حکایت مولانا رومؒ:

ایک بیچارہ بہرہ تھا۔اس کو پتہ چلا کہ اس کا دوست بیمار ہے کہ بھئی عیادت تو سنت ہے، میں بیمار پرسی کر آؤں۔اب اسے پتہ تھا کہ میں جو کچھ پوچھوں گا وہ سنے گا، جو جواب وہ دے گا وہ میں تو سنوں گا نہیں، اس نے خود ہی بیٹھ کر ایک سوال جواب بنا لیا کہ میں کہوں گا السلام علیکم، وہ کہے گا وعلیکم السلام۔ میں کہوں گا سناؤ کیا حال ہے، وہ کہے گا اللہ کا شکر ہے۔ میں کہوں گا اللہ کا شکر ہے، میں پوچھوں گا کون سی دوائی کھاتے ہو، وہ کسی

دوائی کا نام لے گا، میں تعریف کردوں گا کہ اچھی دوائی ہے۔ بھئی کس حکیم صاحب کا علاج شروع ہے وہ کسی حکیم کا نام لے گا، میں کہہ دوں گا کہ اچھا حکیم ہے۔ یہ خود سوال جواب بنا کے چلا گیا۔ وہ بے چارہ زیادہ ہی بیمار تھا۔ اسلام علیکم کہا، اس نے کہا وعلیکم السلام۔ کیا حال ہے، اس نے کہا مر رہا ہوں، اس نے کہا اللہ کا شکر ہے۔ اب اس کی پیشانی پر بل آ گئے کہ بھئی میں اس کے گھر کھانے جاتا ہوں کہتا ہے اللہ کا شکر ہے۔ اس نے پوچھا کون سی دوائی پیتے ہو، غصہ میں تھا کہتا ہے زہر۔ کہنے لگا ماشاء اللہ بڑی بابرکت دوا ہے۔ تو غصے میں طاقت بھی آ جاتی ہے ناں۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا، اس نے پوچھا کہ کس ڈاکٹر صاحب کا علاج شروع ہے، اس نے کہا عزرائیل کا۔ ماشاء اللہ جہاں آتا ہے ستر برکتیں لے کر آتا ہے، اس نے دھکے دے دے کر باہر نکال دیا اور پانی تک نہ پوچھا۔ اب بیٹھا سوچ رہا ہے، میں نے کوئی گناہ کی بات نہیں کی۔ دوست ہے، عیادت سنت ہے، بیماری پرسی کرنے گیا ہوں اور یہ سات سال کی دوستی ختم ہو گئی، پرائے کو بھی آدمی اتنی گرمی میں پانی پوچھتا ہے، اس نے پانی بھی نہ پوچھا۔ دھکے دے کر نکال دیا۔ یہی حال غیر مقلد کا قیامت کے دن ہو گا۔ سوچے گا پڑھا تو قرآن ہی تھا، لیکن وقفوں کا پتہ نہیں کہاں کہاں کرتا رہا ہے۔ اس لئے وہاں جب جوتا بازار شروع ہوگا تو سوچے گا بھئی حنفیوں کو قرآن پڑھنے پر ثواب مل رہا ہے اور ہمیں جوتے پڑ رہے ہیں۔ قصہ کیا ہے؟ تو اب انہوں نے کچھ شروع کیا ہے تھوڑا سا جس طرح لغت قریش جو ہے اس پر پہلے ہی عمل آ رہا تھا، تقلید پہلے دن سے آ رہی ہے۔

چیلنج:

یہ جو دوست رقعے لکھ رہے ہیں یہ بھی لکھ کر بھیجیں صرف ایک صحابی کا نام کہ جس کے بارے میں کسی تاریخ میں لکھا ہو کان لا یجتهد و لا یقلد نہ وہ اجتہاد کر سکتا تھا

اور نہ تقلید کرتا تھا اور غیر مقلد تھا دس ہزار روپیہ انعام ہوگا۔ایک تابعی دکھادو،ایک تبع تابعی کا نام دکھادو اور لکھ کر بھیجئے خیر القرون میں ایک بھی غیر مقلد ثابت نہیں۔ایک بھی۔

غیر مقلد ملکہ وکٹوریہ کے سکے ہیں:

یہ سکے تو ملکہ وکٹوریہ کے دور کے ہیں۔ وہاں کیسے ہوتے ؟ تو ہیں ہم اہل سنت والجماعت ، میں عرض کر رہا ہوں سنت اللہ کے نبی ﷺ کی صحابہ نے لی ناں، آنکھوں سے دیکھ کر یا سن کر؟ آنکھوں سے دیکھ کر۔اور صحابہ سے ملاقات ہمارے امام نے کی تو ہماری سند متصل ہے یا نہیں؟ متصل ہے۔ ہماری سند متصل ہے پھر خاص اس لئے کہ نسائی میں باب ہے متصل ہے"باب غزوۃ الہند" دوسری جلد میں۔

فاتحین ہند حنفی تھے:

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ہند کو فتح کریں گے اور وہ عیسیٰ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے والوں کا درجہ ایک فرمایا اور ہند کے فاتح بالاتفاق حنفی ہیں۔ محمود غزنوی حنفی ہیں، غوری خاندان حنفی، سادات خاندان حنفی ہیں، سوری خاندان حنفی، تغلق خاندان حنفی، مغلیہ خاندان حنفی، سب حنفی تھے۔آج بھی جو جہاد کر رہے ہیں ان میں سب سے آگے حنفی ہیں، اگر کوئی جاتا ہے تو بے چارہ ان کا طفیلی بن کے جاتا ہے،تو ساری دنیا میں ہمیشہ جہاد کو حنفیوں نے ہی زندہ رکھا ہے۔اب اہل سنت والجماعت حنفیوں کے ذریعہ یہاں اسلام آیا۔قرآن آیا، نبی کی سنت آئی، اسلامی قانون آیا، کتنے بڑے بڑے ملک حنفیوں نے فتح کر کے اسلامی حکومت میں شامل کئے،ہم بھی پوچھنے کا حق رکھتے ہیں،ایک ملک نہیں،ایک صوبہ نہیں،ایک ضلع نہیں،ایک تحصیل نہیں،ایک تھانہ نہیں، چار انگل زمین کافر سے وہ چھین کر کسی غیر مقلد نے اسلامی حکومت میں شامل کی ہو،ہمیں دکھا دیں، چار انگل زمین،کبھی بھی قیامت تک یہ

بات ثابت نہیں کر سکتے تو جنہوں نے یہاں اسلام پھیلایا آج ان کے اسلام کو مشکوک کہا جا رہا ہے، جنہوں نے میاں جنڈی دیوی اور بتوں کی پوجا سے ہٹا کر نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا آج ان کی نماز کو غلط کہا جا رہا ہے۔ ہزار سال تک اس نماز کو کسی نے غلط نہیں کہا۔

امام صاحب نے صحابہ کا زمانہ پایا مختلف اقوال ہیں ۳۰ سال بھی، ۴۰ سال بھی۔ ۵۹ سال بھی۔ چلو ۳۰ سال ہی مانو تو تیس سال کی عمر میں مسلمان نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں یا نہیں؟ شروع کر دیتے ہیں۔ تو جب تیس سال زمانہ پایا تو جب امام صاحب نماز پڑھتے تھے، امام صاحب صحابہ کو دیکھ لیتے تھے یا کوئی رکاوٹ تھی؟ کوئی رکاوٹ نہ تھی دیکھنے میں، صحابہ بھی امام صاحب کو دیکھ لیتے تھے، دیکھو ایک نماز میں یہاں آپ کے ہاں پڑھوں، اللہ اکبر کہہ کر سر پر ہاتھ باندلوں، **سبحانک اللھم وبحمدک** تو آپ مجھے روکیں ٹوکیں گے یا نہیں؟ روکیں گے، میں نے کوئی فرض ضائع کیا، کوئی واجب ضائع کیا، سنت ضائع کی، تو آپ روکیں گے؟ اس کا مطلب ہے کہ پندرہوی صدی کے مسلمان کا ایمان اتنا مضبوط ہے کہ ایک کام بھی سنت کے خلاف نہیں کرنے دیتا، تو صحابہ کا ایمان کیا پندرھویں صدی کے لوگوں کے (معاذ اللہ) برابر تھا یا نہیں؟ کیا وہ سنت کے خلاف دیکھ کر خاموش رہ سکتے تھے اگر ایک مسئلہ بھی ہماری نماز کے خلاف ہوتا تو اعتراض صحابہؓ ضرور کرتے، تابعین کرتے، صحابہ استاد ہیں، تابعین ہم جماعت ہیں، تبع تابعین شاگرد ہیں تو ہماری نماز صحابہ کے سامنے پڑھی گئی، تابعین کے سامنے تصدیق ہوئی، تبع تابعین کے سامنے تصدیق ہوئی، کسی صحابی نے غلط نہیں کہا، ہاں انگریز کے دور میں امرتسر سے آواز اٹھی کہ ابو حنیفہؒ کی نماز ٹھیک نہیں۔

غیر مقلدین کی بنیاد:

سکھوں کے شہر روپھن سے آواز اٹھی، ابو حنیفہؒ کی نماز غلط تھی۔ ایک جگہ میں

تقریر کر رہا تھا ایک نوجوان غصے میں کھڑا ہو گیا کہ تمہاری نماز کی تصدیق ہوئی، ہماری نماز کی نہیں ہوئی۔ آپ بھی فرمائیں کہ حکیم محمد صادق صاحب نے سیالکوٹ میں کتاب لکھی صلوۃ الرسول، جنگ اخبار نے تصدیق کی کہ بڑی اچھی کتاب ہے۔ نوائے وقت اخبار نے تصدیق کی کہ بڑی اچھی کتاب ہے۔ صحیفہ عزیز نے تصدیق کی کہ بڑی اچھی کتاب ہے۔ میں نے کہا کہ ہماری نماز کی تصدیق صحابہ اور تابعین سے ہوئی اور ان کی تصدیق عرش پر خدا نے کی **والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه**، تبع تابعین کی تصدیق امام الانبیاء نے کی۔ **خير الناس قرنى ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم** تو اگر جنگ اخبار کی تصدیق ہے تو پڑھ دیں کس حدیث میں ہے۔

سوال: توجب سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا فرض نہیں تو ننگے سر پڑھ لی جائے تو کیا حرج ہے؟

جواب: اس کا مطلب ہے صرف فرض پورے کرنے چاہئیں **سبحانک اللهم** فرض نہیں چھوڑ دیں تو کیا حرج ہوگا؟ **سبحان ربى الاعلىٰ سبحان ربى العظيم** فرض نہیں تو چھوڑنے میں کیا حرج ہوگا تو ساری سنتیں چھوڑ دی جائیں، سارے واجبات چھوڑ دیئے جائیں، سارے مستحبات چھوڑ دیئے جائیں تو ان کے ہاں کوئی حرج ہوگا یا نہیں؟ ایک ہے کبھی کبھی بھول کر چھوڑ دینا اور ایک ہے عادت بنا لینا **سبحانک اللهم** چھوڑنے کی عادت بنا لینے میں حرج ہے یا نہیں، اس پر اشتہار چھپا ہوا ہے ہماری طرف سے ان کے فتوی وہ مساجد میں آپ لگائیں قاضی صاحب کے ہاں وہ ہے، تو دیکھئے صرف ناف سے لے کر گھٹنے تک ہمارے ہاں ستر ہے، ان کے ہاں ڈونڈی اور سوراخ ستر ہے، صاف وحید الزمان نے لکھا ہے، صاف بخاری میں ہے **ليس على فرجه شىء** ران بخاری کی

حدیث کے مطابق ستر نہیں۔ لکھا ہے کہ حضور ﷺ خیبر کی جنگ میں ران ننگی کر کے جا رہے تھے۔ (معاذ اللہ معاذ اللہ) تو پھر وہاں بھی اتنا ہی فرض سمجھا کریں، یہ صرف سر کا قصہ کیوں ہے تو دیکھئے فرض واجبات سنتیں پوری کرنی چاہئیں یا نہیں؟ ہم کہتے ہیں مستحبات بھی نہیں چھوڑنے چاہئیں، آداب کو بھی نہیں چھوڑنا چاہئے۔

اہل حدیث سے سوال:

خود اسی قسم کا سوال ان کے امیر محمد اسماعیل سے ہوا، فتاویٰ علماء اہل حدیث کی چوتھی جلد میں سائل نے سوال کیا کہ ننگے سر نماز پڑھنے سے خصوصی طور پر حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے تو حدیث سنائیں۔ سوال کرنے والا بھی ان کا آدمی ہے اور جواب دینے والا بھی ان کا امیر محمد اسماعیل سلفی ہے اگر آپ نماز میں ٹانگیں اوپر اور سر نیچے کر لیں تو کسی حدیث میں منع نہیں لیکن دیکھنے والا آدمی یہ سمجھے گا بے ہودہ آدمی ہے، اسی طرح کی ایک حرکت ننگے سر نماز پڑھنا بھی ہے، خود انہوں نے لکھا ہے مولانا داؤد غزنوی جو ان کے دوسرے امیر جماعت تھے، انہوں نے لکھا ہے کوئی اس وجہ سے ننگے سر نماز پڑھتا ہے یہ زیادہ ثواب ہے تو یہ عیسائیوں کا مسلک ہے، اسلام کا طریقہ نہیں، گرجا میں جا کر دیکھیں وہ ننگے سر نماز پڑھتے ہیں اور اگر سستی کی وجہ سے نہیں لیتے تو یہ منافقوں کا طریقہ ہے۔ واذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی یہ تو سر چھپانے کا لکھا ہے، وہ جو دس سال کا قرضہ ہے درود شریف آہستہ پڑھنے کی حدیث سبحان ربی العظیم آہستہ پڑھنے کی حدیث۔ دیکھو اتنا رحمدل ہوتا ہے آدمی، دس سال بعد قرضہ مانگ لے اور دس سال میں نام بھی نہ لے لیکن جو دس سال کے بعد بھی نہ چکا سکے اس کے پلے میں کچھ ہے، درود شریف کے بعد پڑھنے والی دعا کے بارے میں حدیث کہ آہستہ پڑھنی چاہئے (یہ سوالات

تو لکھ رہے ہو) دس سال ہو گئے ہیں میرے سوال آپ پر قرض ہیں، ان کا جواب بھی دو۔

سوال: عورت اور مرد کی نماز میں فرق ہے یا نہ، احادیث سے ثابت کریں؟

جواب: اس پر تو میرا رسالہ بھی چھپا ہوا ہے اور حدیث اہلحدیث میں بھی کافی فرق لکھا ہے۔ بھئی عورت اور مرد میں بھی فرق ہے یا نہیں؟ کیا خیال ہے یہ آتے ہیں اور ٹوپی وہاں پھینکتے ہیں، اللہ اکبر کہتے ہیں، عورتیں بھی دوپٹہ پھینکتی ہیں، یہ آدمی پنڈلی ننگی کرتے ہیں، عورتیں بھی آدمی پنڈلی ننگی کرتی ہیں، کیا خیال ہے یہ جو سوال ہے کہ مرد عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں، نہ خدا کا فرمان ہے نہ رسول کا، ان کا اپنا قیاس ہے یا کہ حضرت کا فرمان ہے، عورت مرد کی مانند نہیں اس کو ستر کا خیال رکھنا چاہئے۔ جس طرح ایک علت قرآن میں آ گئی یسئلونک عن المحیض تو اس کا جواب اتنا ہی کافی تھا، قریب نہ جاؤ، قل هو اذی کہ وہ ناپاکی ہے، اب نفاس کا لفظ نہیں ہے، لیکن اس کا حکم سمجھ میں آ گیا وہ بھی ناپاکی کے دن ہیں، بلکہ اسی سے یہ بھی سمجھ آ گیا جو مقام عارضی طور پر ناپاک ہے وہ قابل استعمال نہیں لیکن جو سرے سے ہے ہی ناپاک۔ اسی طرح حضرت ﷺ نے عورت کے لئے فرمادیا اس کو پردہ کا اہتمام کرنا چاہئے، اسی قانون کو رکھو، علماء ائمہ فقہاء نے لکھا خود ان کے فتویٰ غزنویہ میں موجود ہے، اب سینے تک ہاتھ اٹھانے میں پردہ زیادہ کھلتا ہے یا کان کی لو تک اٹھانے میں تو حدیثیں دونوں ہیں، اسی قاعدہ کو رکھ کر ہم یہاں تک اٹھاتے ہیں کانوں تک اور وہ سینے تک اٹھاتی ہیں تا کہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔

اب ہاتھ ناف کے نیچے تک باندھنے میں پردہ زیادہ کھلتا ہے یا سینے تک باندھنے میں، تو دونوں حدیثیں تھیں اس قاعدہ کو سامنے رکھ کر جو اللہ کے نبی نے ارشاد فرمایا، ہم یہاں ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں، وہ یہاں سینہ پر باندھتی ہیں، یہ جو کہتے ہیں

کہ یہ فرق قیاس ہے، قیاس ہے اور چاروں امام حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کا اجماع ہے عورت اور مرد کی نماز میں فرق ہے۔

رحیم یارخان میں کتنی عورتیں امام ہیں، فرق تو کرتے ہیں نا خود بھی، اس طرح بخاری میں بھی حدیث ہے۔ کوئی ایسا واقعہ پیش آئے، عورت تالی بجائے مرد سبحان اللہ کہے، تو ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ رسالہ میں بھی ہے، حدیث اور اہل حدیث میں بھی ہے، ان کے پاس قیاس ہے۔ کوئی آیت حدیث لکھ کر بھیجیں کہ اللہ تعالیٰ یا اللہ کے رسول نے فرمایا ہو مرد عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں، اللہ کے رسول نے فرمایا ہو، ان کی دلیل ہم نہیں مانتے کیونکہ ہماری چار دلیلیں ہیں۔ ان کو ہم خدا بھی نہیں مانتے، ان کو ہم رسول بھی نہیں مانتے، اجماع امت بھی نہیں، مجتہدین بھی نہیں مانتے، آپ کس حیثیت سے اپنی بات منوانا چاہتے ہیں؟ پہلے اپنی حیثیت ظاہر کریں کہ کیا بن کر آپ ہمیں دلیلیں دیتے ہیں؟

سوال: تین امام رفع یدین کے قائل ہیں، حنفی مخالفت کیوں کرتے ہیں، فاتحہ کی سات آیات بسم اللہ سمیت بن جاتی ہیں، حنفی بسم اللہ کو فاتحہ کا جز کیوں نہیں مانتے حالانکہ سعودی قرآن میں بسم اللہ سمیت فاتحہ شمار کی ہے، حنفی اس کو کیوں نہیں مانتے؟

جواب: یہ جو بات ہے پتا نہیں جھوٹ بولنے کی ان کو عادت پڑ گئی ہے، رفع یدین والے معاملہ میں ایک امام بھی ان کے ساتھ نہیں ہے، کیونکہ یہ دس جگہ سنت مانتے ہیں وہ تو جگہ ہے، ایک سنت چھوڑنے سے نماز خلاف سنت ہوتی ہے یا نہیں؟ ان کے ہاں تو چاروں اماموں کی نماز خلاف سنت ہے، یہ اماموں کا نام کیوں لیتے ہیں؟ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر اماموں کا نام لیتے ہیں، پھر امام مالکؒ فرماتے ہیں، میں نے مدینہ منورہ میں کسی کو رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا، ان کے ساتھ نہ صحابی ہے نہ تابعی ہے، نہ کوئی امام۔ ان کو تو

پرچی میں یہی لکھنا چاہیے:

اتنے بڑے جہاں میں کوئی نہیں ہمارا

سنت اور حدیث میں فرق:

مولانا داؤد غزنوی کے پوتے میرے پاس آئے، گلشن اقبال میں بیٹھا ہوا تھا، ساتھ ہی ان کا مدرسہ ہے "مدرسہ ابوبکر" پانچ ان کے طالب علم بھی تھے، ہمارے بھی تھے، کہنے لگا جی مجھے آپ سے ملنے کا بہت شوق تھا، سنا ہے آپ اہل حدیث کے بڑے خلاف ہیں۔ میں نے کہا میں تو اہل قرآن کا بھی بڑا خلاف ہوں، کہنے لگا وہ تو ہم بھی ان کے خلاف ہیں، اب کہنے لگا حدیث کوئی بری چیز ہے؟ میں نے کہا قرآن کوئی بری چیز ہے جس کے تم بھی خلاف ہو، ہمیں تو ہمارے نبی پاک ﷺ نے فرمایا علیک بسنتی میری سنت کو لازم پکڑو فمن رغب عن سنتی فلیس منی جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے، اس لئے ہم سنی بن گئے من احب سنتی فقد احبنی من احبنی کان معی فی الجنة. جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے میرے سے محبت کی، جس نے میرے سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا، ہم تو انشاء اللہ قیامت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوں گے، فرمایا من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید تم بھی کوئی حدیث سناؤ جس میں ہو علیکم بالحدیثی من تمسک بحدیثی مجھے کہتا ہے میں سمجھتا تھا آپ تھوڑے مخالف ہیں، آپ تو بہت ہی مخالف ہیں، میں نے کہا میں نے مخالفت کی بات نہیں کی، پہلے حدیث خود سناتا ہوں، پھر آپ سے مطالبہ کرتا ہوں، میں نے کہا اچھا حدیث کی تعریف سناؤ، کہنے لگا نبی علیہ السلام کے قول فعل تقریر کو حدیث کہتے ہیں، میں نے کہا یہ تعریف کس نے کی ہے؟ کسی

حدیث میں یا قرآن میں ہے، یہ تو امتی کی کی ہوئی تعریف ہے، کہنے لگا قرآن میں ہے واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا میں نے کہا ادھر رسول اللہ ﷺ نے قول چھپایا تھا یا فعل یا تقریر، کیا چیز چھپائی تھی۔ حدیث کی تعریف بھی امتیوں سے لیتے ہیں، حدیث کے ضعیف صحیح ہونا امت سے لیتے ہیں تو جب بھی کوئی کہتا ہے حدیث صحیح ہے میں نے کہا تم اپنی رائے سے کہہ رہے ہو یا کسی محدث نے بتلایا ہے؟ کہنے لگا محدثین نے، میں نے کہا فقہاء کی بات ماننے کا حکم قرآن نے دیا ہے، محدثین کی بات ماننے کا حکم قرآن نے دیا ہو تو دکھلاؤ، فقہاء حضور ﷺ کے زمانہ میں تھے، محدثین تو حضور ﷺ کے زمانے میں نہیں تھے، اسماء الرجال والا تھا نہیں، مسلم شریف میں ہے اس وقت کوئی سند کا اعتبار نہیں تھا، پھر بعد میں خائن لوگ آئے تو اس لئے اسماء الرجال کا فن مدون کیا گیا، اس وجہ سے یہ بدعت حسنہ ہے، قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت نہیں ہے، سنت اور حدیث میں فرق یہ ہے، اہل سنت کہتے ہیں نبی کے طریقہ پر چلنے والے، سنت کا معنی ہی طریقہ ہے۔ حدیث کہتے ہیں بات کو یعنی باتونی آدمی کو اہلحدیث کہتے ہیں باتیں بڑی بناتا ہے دلیل پیش نہیں کرسکتا یا یوں سمجھیں حدیث ضد ہے قدیم کی، قدیم پرانے کو کہتے ہیں حدیث جدید چیز کو کیونکہ یہ نیا ہے، وجود کے اعتبار سے بھی اور نام کے اعتبار سے بھی، اہلحدیث کا معنی ہے بدعتی فرقہ۔ ایک اپنے ساتھی نے بہاولپور میں سوال کیا کہ یہ تو تم نے لغت کے اعتبار سے بتایا ہے، کیا حدیث سے دکھا سکتے ہیں۔ میں نے کہا ہاں غنیۃ الطالبین میں حدیث ہے۔

اہل حدیث کا ماخذ:

غنیۃ الطالبین میں حدیث لکھی ہوئی ہے کہ ایک دن شیطان نے اپنی دم اپنی دبر میں ڈالی، اس سے سات انڈے نکلے، جو چوتھا انڈا نکلا اس کا نام حدیث ہے، اس کی

دیوبندی نمازیوں کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے، تیری نہیں ہوتی، تیری نہیں ہوتی، اب دیکھئے فوج میں نے آپ کو دکھادی ہے چور آپ نے پکڑنا ہے۔ اب انہوں نے غنیۃ الطالبین چھاپی ہے، اس مقام پر انہوں نے حدیث کو حدث بنا دیا ہے، بالکل موجود ہے مذہب تو صرف اسلام ہے، چار مذہب کہاں سے آئے؟ آگے تو علم کے دریا بہہ رہے ہیں۔ اول من قاس ابلیس حضرت علامہ انور شاہ کشمیری امرتسر میں تقریر فرما رہے تھے، ان کے مناظر مولانا ثناء اللہ صاحب اسٹیج پر بیٹھے تھے، انہوں نے غصہ میں رقعہ لکھا، آپ کب تک حدیث کا انکار کریں گے؟ اقراء بھا فی نفسک رواہ مسلم، ترجمہ بھی لکھ دیا دل میں پڑھیئے روایت کیا ہے اس کو کسی مسلمان نے، علامہ صاحب نے فرمایا امام ابوحنیفہؒ کے مقابلہ میں جو یہ مجتہدین تیار فرما رہے ہیں ان کے ذرا علمی انوار ملاحظہ فرمالیں، یہ بے چارہ قاس کو (ص) کے ساتھ لکھ رہا ہے اور کہتا ہے مجھے اماموں کی کوئی ضرورت نہیں، صحابہ کی کوئی ضرورت نہیں، میں خود قرآن کو سمجھ کر اس پر عمل کروں گا۔

مثال:

جیسے پنجابی میں کہتے ہیں (پائنہ پڑی وقت نو پھری) باقی چار مذاہب کہاں سے آئے؟ بھائی اسلام ہماری منزل ہے یہ چار راستے ہیں، مذہب کا معنی راستہ ہوتا ہے، ہمارا مذہب حنفی ہے، منزل محمدی ہے، جب کوئی مذہب پوچھتا ہے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کو گزرے ایک زمانہ ہو چکا ہے، آپ تک حدیث کیسے پہنچی ہے؟ آپ کے ملک میں راستے ہیں خود راستہ مقصود نہیں ہوتا بلکہ کسی منزل کے لئے راستہ بنایا جاتا ہے، کسی جنگل میں راستہ نہیں ہوتا، ہمارا مذہب حنفی ہے، منزل محمدی ﷺ ہے اور ایک شہر کو چار راستے جاتے ہیں بلکہ دس بھی ہو جائیں، کوئی حرج نہیں جیسے ایک مسجد میں آنے کے کئی

راستے ہوتے ہیں تو مذہب کا معنی راستہ ہے اور راستے چلنے کے لئے ہوتے ہیں، لڑنے کے لئے نہیں ہوتے، اب مذہب کا معنی یاد ہو گیا ہے جو ملک کے راستوں کو توڑتا ہے وہ ملک کا غدار ہے اور جو نبی ﷺ کی سنت کے راستوں کو توڑتا ہے وہ سنت کا غدار ہے، پھر مذہب کا معنی راستہ ہے، سرکاری لوگ بھی سفر کر رہے ہیں، گنہگار بھی کر رہے ہیں، اللہ والے بھی کر رہے ہیں، یہ راستہ جس پر سارے چل رہے ہیں لیکن کوئی جھاڑی کے پیچھے چھپا بیٹھا ہو، پولیس والے کہتے ہیں آوارہ گرد ہے، ہم کہتے ہیں غیر مقلد ہے، راستہ چھوڑ دیا ہے، راستہ وہی ہے، فقہ حنفی ان مسائل کا نام ہے جن پر عمل کرتے ہیں، جس طرح قرآن اسی کتاب کا نام ہے جس کی ہم تلاوت کرتے ہیں، شاذ قرأتیں کہیں ملیں تو اس کا نام قرآن نہیں، اسی طرح شاذ مسائل کا نام فقہ حنفی نہیں ہے تو مذہب پر میں نے چار باتیں کی ہیں۔

اہل حدیث کی مثال:

ان کی مثالیں بڑی عجیب ہوتی ہیں، وہ پھڑی صاحب کہنے لگے یہ چار مذہب بھینس کے چار تھن ہیں، ایک سے حنفیوں نے دودھ نکالا، ایک سے مالکیوں نے، ایک سے شافعیوں نے، ایک سے حنبلیوں نے۔ ہم نے ان چار سے دودھ لے کر مکھن نکال کر لسی ان کو دے دی، مکھن خود لے لیا، مسلک اہل حدیث زندہ باد، میں نے چٹ لکھی کیا واقعی نبی پاک ﷺ کی حدیث میں ہے، مجتہد بھینس کے تھن کو کہتے ہیں یا یہ اپنے مولوی کی بات کو حدیث کہتے ہیں، میں نے جواب میں کہا خدا کی جس نعمت کی ناشکری کرے، اللہ تعالیٰ وہ نعمت اس سے چھین لیتے ہیں، انہوں نے فقہ کی ناشکری کی خدا نے ان سے سمجھ چھین لی، مثال جو دی ہے وہ ہمارے خلاف نہیں دودھ جو پیدا ہوتا ہے وہ تھنوں میں نہیں ہوتا بلکہ پیدا آگے ہوتا ہے، تھن صرف دودھ پہنچا رہا ہے، اسی طرح اگر مجتہدین نبی کی

حدیث کو آگے پہنچا رہے ہیں ایک مسئلہ بھی انہوں نے نہیں نکالا، تھن چار ہیں، مقصد ایک ہے، دودھ۔ مذاہب چار ہیں، مقصد ایک ہے اتباع سنت، پھر میں نے پوچھا چار تھن تو آپ نے ہمارے حوالے کر دیے پانچواں تھن کون سا ہے، جس سے آپ نے سارا دودھ نکال لیا ہے، کوئی بھینس ایسی نہیں جس کے پانچ تھن ہوں، شاید غیر مقلدین کی ہو، جب میں نے اس مثال کی مرمت کی ہے تو پھر فیصل آباد میں میٹنگ ہوئی، کوئی اور مثال گھڑی جائے، تین ماہ کے بعد دوسری مثال آئی۔

مثال:

یہ محمدی گاڑی جا رہی ہے چھک چھک ابو حنیفہ ٹیشن ہے، شافعی، مالک ٹیشن ہے، میں نے کہا کسی حدیث میں ہے مجتہد کا نام ٹیشن ہے، نعرہ لگ گیا مسلک اہل حدیث زندہ باد، حدیث تو آپ پڑھتے نہیں، صرف نعرہ لگاتے ہیں، پھر میں نے کہا اگر امام صاحب ٹیشن ہیں تو پھر آپ گھر نہ جائیں گے کیونکہ ٹی ٹی اسے پکڑتے ہیں جس کے پاس ٹکٹ نہ ہو، ٹکٹ بھی گاڑی کی چاہیے اور ٹکٹ بھی آج کی ہو۔ چودہ سو سال پرانی نہ ہو، میں نے کہا جس ٹکٹ پر آپ جانا چاہتے ہیں وہ امام صاحب کی تحقیق کے مطابق منسوخ ہو چکی ہے، تو مذہب کے بارے میں آدھی بات پوچھتے ہیں، آپ پوری طرح جواب دیا کریں ہمارا مذہب حنفی ہے، منزل محمدی ہے تاکہ بات واضح ہو جائے، اللہ تعالیٰ اہل حق کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العالمین۔

طلاق ثلاثہ

(خطاب بمقام فیصل آباد ۲۰۰۰ء)

الحمد لله وكفى و سلام على عباده الذين اصطفى! امابعد :

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم . بسم الله الرحمن الرحيم.

الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسريح باحسان . صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسوله النبی الكريم ونحن على ذلک لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين

رب اشرح لی صدری ويسرلی امری واحلل عقدة من لسانی يفقهوا قولی، رب زدنی علما وارزقنی فهما سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العليم الحكيم. اللهم صل على سيدنا ومولانا محمد وعلى ال سيدنا و مولانا محمد وبارک وسلم وصل عليه.

میرے دوستو، بزرگو! آج کا موضوع طلاق ثلاثہ ہے، یعنی تین طلاق کا مسئلہ۔

تمہیدی گفتگو:

طلاق کے مسئلے میں پہلے دینوں میں افراط اور تفریط پائی جاتی تھی، عیسائی

مذہب میں سرے سے طلاق دینا جائز ہی نہیں۔ جب ایک دفعہ نکاح ہو گیا اب وہ مرد اس کو طلاق نہیں دے سکتا، یہودیوں کے نزدیک طلاق کی کوئی تعداد ہی نہیں، ہزار طلاقیں بھی اگر کوئی دے دے تو اس کو پھر بھی رکھ سکتا ہے۔

اسلام فطری دین ہے / تعلقات کی دو قسمیں ہیں:

اسلام چونکہ فطری دین ہے اس لئے وہ صحیح بات بیان کرتا ہے، تعلقات دو قسم کے ہیں (۱) ایک وہ تعلقات ہیں جو خدا نے جوڑے ہیں، ان کو توڑنے کا انسان کو کوئی اختیار نہیں، اور نہ یہ بندہ اس کو توڑ سکتا ہے، جیسے باپ بیٹے کا تعلق ہے، بھائی بہن کا تعلق ہے، اب بھائی سو مرتبہ کہے کہ تو میری بہن نہیں، لیکن یہ رشتہ ٹوٹ نہیں سکتا۔ والد سو مرتبہ کہے کہ تو میرا بیٹا نہیں یا بیٹا سو مرتبہ کہے کہ تو میرا والد نہیں تو یہ رشتہ ٹوٹ نہیں سکتا، کیونکہ یہ رشتہ اللہ تعالیٰ کا جوڑا ہوا ہے، تو جس طرح اس کے جوڑنے میں بندہ کا اختیار نہیں اس طرح اس کے توڑنے میں بھی بندہ کو کوئی اختیار نہیں۔

دوسرے وہ تعلقات ہیں جو انسان خود جوڑتا ہے، جیسے میاں بیوی کا رشتہ اور جس مقصد کے لئے جوڑتا ہے اگر وہ مقصد پورا نہیں ہو رہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو توڑنے کا بھی اختیار دیا ہے، اگر وہ مقصد پورا ہونے میں مخل ہے تو اس کا حل بھی حضرت پاک ﷺ کا ارشاد ہے ابغض الحلال عند اللہ الطلاق اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے، البتہ بوقت ضرورت اس کی اجازت عطا فرمائی ہے، یہودیوں کی طرح معاملہ کھلا نہیں رکھا کہ جتنی چاہو طلاقیں دے دو، پھر اس عورت کو بیوی بنا کر رکھ لو۔

مسئلہ طلاق میں ارشاد باری:

اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کی صراحت فرما دی کہ بندہ کے اختیار

میں کل تین طلاقیں ہیں۔ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۲۸ ہے۔

پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا قول:

پیران پیر شیخ عبدالقادرؒ جیلانی غنیۃ الطالبین میں جہاں فرقوں کا ذکر ہے اس میں فرماتے ہیں کہ شیعیت کی اصل یہودیت ہے، یہودی تین طلاق دینے کے بعد بیوی رکھ لیا کرتے ہیں، اس لئے یہ مسئلہ طلاق ثلاثہ یہودیوں سے شیعوں نے چوری کرلیا ہے، وہ بھی کہتے ہیں کہ تین طلاق کے بعد بیوی رکھی جاسکتی ہے، وہی چوری کا مال آج غیر مقلدین کے گھر سے بھی برآمد ہو رہا ہے، بات یہ چل رہی تھی۔ ارشاد ربانی ہے۔

ایک طلاق کا ذکر:

والمطلقت یتربصن بانفسھن ثلاثة قروء جن کو طلاق مل گئی ہے وہ تین حیض تک انتظار کریں، یہ ایک طلاق کا ذکر ہے، اسی آیت میں آگے ارشاد ہے **وبعولتھن احق بردھن فی ذلک ان ارادوا اصلاحا** ان کے خاوندوں کو ایک طلاق رجعی کے بعد زیادہ حق ہے اگر وہ روکنا چاہیں (بیوی کی رضاء کا اس میں کوئی دخل نہ ہوگا) ایک طلاق رجعی کے بعد اگر خاوند بیوی کو رکھنا چاہتا ہے تو اس کی رضامندی کے بغیر رکھ سکتا ہے، کیونکہ خاوند کو زیادہ حق ہے۔

دوسری طلاق کا ذکر:

آیت نمبر ۲۲۹ میں دوسری طلاق کا ذکر ہے۔ ارشاد ہے **الطلاق مرتان** یہ دو طلاق کا ذکر ہے جس طرح کوئی کہے **جاء نی الرجلان** میرے پاس دو آدمی آئے اگر وہ دونوں اکٹھے آئیں تب بھی یہی کہیں گے کہ دو آئے اور اگر ایک پہلے آئے، دوسرا کچھ دیر بعد آئے تو بھی یہی کہیں گے کہ دو آدمی آئے، اگر کوئی اپنی بیوی کو کہے تجھے طلاق طلاق یہ

بھی الطلاق مرتان میں شامل ہے اور اگر کوئی کہے تجھے دو طلاقیں تو یہ بھی الطلاق مرتان میں شامل ہیں، اس پر امت کا اجماع ہے، دو رجعی طلاق کے بعد بھی ارشاد ہے فامساک بمعروف او تسریح باحسان اب بھی اگر خاوند بیوی کو روکنا چاہے تو شریعت کے بتلائے ہوئے اصول کے مطابق روک سکتا ہے، اس میں عورت کی مرضی کا دخل نہیں ہے، کیونکہ عورت کی مرضی کا تعلق نکاح سے پہلے پہلے ہوتا ہے۔ (اس پر ایک لطیفہ یاد آیا)

لطیفہ:

ہمارے ملک میں عورتوں کی ایک تحریک ہے جو کہتی ہے کہ ہم عورتوں کے حقوق کا تحفظ کرتی ہیں، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے پاس وہ اکٹھی ہو کر آئیں کہ حضرت آپ اسمبلی میں ہیں، کوشش فرمائیں کہ کوئی ایسا قانون پاس ہو جائے کہ مرد کو دوسرا نکاح یعنی دوسری شادی کرنے کی اجازت نہ ہو۔ حضرت نے فرمایا یہ تو قرآن کے خلاف ہے، تم اپنے کو مسلمان کہتی ہو اور مسلمان قرآن کے خلاف کوئی قانون نہیں مانتا، اس لئے یہ قانون پاس نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ کا حل:

ہاں اس مسئلہ کا ایک حل ہے جس سے تمہارا کام بھی ہو جائے گا اور اسلام کی مخالفت بھی نہیں ہوگی، انہوں نے کہا حضرت وہ کون سا طریقہ ہے؟ میں نے کہا نکاح سے پہلے ساری مرضی تمہاری ہوتی ہے۔ (اس لطیفہ پر ایک لطیفہ)

مولانا غلام غوث ہزاروی کا لطیفہ:

مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو ایک لطیفہ سنایا کہ ایک دوست دوسرے دوست سے ملنے گیا تو وہ بڑی گہری سوچ میں تھا، اس نے پوچھا کس سوچ میں ہو؟ اس

نے کہا شہزادی سے شادی ہو جائے یہ سوچ رہا ہوں، اس نے کہا ایسی بات سوچنی چاہئے جو ممکن ہو، کیا تیری شادی شہزادی سے ممکن بھی ہے؟ اس نے کہا اس میں ناممکن کون سی بات ہے؟ آدھا کام ہو چکا، آدھا باقی ہے۔ یہ بڑا خوش ہوا کہ آدھا کام ہو بھی چکا ہے۔ کہنے لگا ہاں۔ پوچھنے لگا کیا ہو چکا ہے؟ وہ کہنے لگا میں راضی ہوں اس کا پتہ نہیں۔ اس نے کہا کچھ بھی نہیں ہوا۔ یہ سارا کام اس کی مرضی پر ہے، جب تک وہ راضی نہ ہوگی کچھ بھی نہیں ہوگا۔ حضرت نے فرمایا میں نے ان سے کہا نکاح سے پہلے تمہاری مرضی چلتی ہے اس لئے تم آپس میں مشورہ کرلو کہ جس مرد کی پہلے ایک بیوی ہوگی وہ مرد پھر دوسری شادی کرنا چاہے تو تم ایسے مرد کو قبول نہ کرو، اس سے تمہارا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا اور اسلام کے خلاف بھی نہیں ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ نکاح سے قبل سارا حق عورت کا ہوتا ہے، اگر عورت راضی نہ ہو تو نکاح نہیں ہوسکتا۔

اس آیت میں یہی ہے کہ دو طلاق کے بعد مرد معروف دستور کے موافق بیوی کو روک رکھ سکتا ہے، مثلاً اگر طلاق رجعی ہے تو رجوع کرسکتا ہے، اس میں عورت کی مرضی کو دخل نہیں، لیکن اگر طلاق بائن ہے تو نکاح کرسکتا ہے، اس میں عورتوں کی مرضی کا دخل ہو گا۔ دیکھیں یہ دوسری آیت میں دوسری طلاق کا ذکر آیا، اس کے بعد تیسری آیت میں تیسری طلاق کا ذکر ہے۔ ارشاد خداوندی ہے فان طلقها فلاتحل له من بعد حتی تنكح زوجا غيره لفظ فا عربی میں تعقب بلا مہلہ کے لئے آتا ہے کہ اگر اس کے بعد فوراً تیسری طلاق دے دی تو اب یہ عورت پہلے مرد کے لئے حلال نہیں تا آنکہ وہ عورت دوسری جگہ نکاح (اور صحبت) کرے، قرآن سے بات واضح کر دی آیت نمبر ۲۲۸ میں ایک طلاق کا ذکر ہے آیت نمبر ۲۲۹ میں دو طلاقوں کا ذکر ہے آیت نمبر ۲۳۰ میں تین

طلاقوں کا ذکر ہے، اس میں یہ بھی بتلا دیا کہ بس صرف تین طلاقوں کا اختیار ہے۔

ایک واقعہ:

ایک شخص نے تین طلاقیں دیں، پھر غیر مقلدوں کے ساتھ میرے پاس آیا جب میں نے اس کو یہ آیت سنائی فلاتحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ تو جلدی سے مجھے کہنے لگا آپ حلالہ کے قائل ہیں؟ میں نے کہا آپ حرامہ کے قائل ہیں؟ عجیب بات ہے اگر تو حلال فلاتحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ ہی ہے پھر تو، تو قرآن کا منکر ہے، یہ اکثر شور کیا کرتے ہیں کہ یہ حلال کرتے ہیں، حلالہ کے قائل ہیں۔

سوال کا طریقہ:

میں آپ کو سوال کا طریقہ بتلا دیتا ہوں، چار سال پہلے کی بات ہے، میں عموماً رمضان کے آخری دو دن اوکاڑہ میں ہوتا ہوں، کیونکہ عید گھر کرنی ہوتی ہے، تو شہر میں بھی اس نسبت سے پروگرام ہوتا ہے، تو چار لڑکے جو لشکر بجس کے ساتھ ٹریننگ پر گئے تھے غیر مقلد ہو گئے، ان کو ان کا ایک حنفی دوست تقریر سے پہلے لے آیا تا کہ بیان سے پہلے بھی کچھ بات چیت ہو جائے، غیر مقلدین کے دو مولویوں کو پتہ چلا، وہ بھی ساتھ آ گئے تا کہ جو خرافات انہوں نے ان کے دل میں ڈالے تھے وہ نکل نہ جائیں۔ غیر مقلد مولوی صاحب کہنے لگے کہ اگر کوئی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دے پھر اس کو رکھنا چاہے تو کیا طریقہ ہے؟ مقصد یہ تھا کہ یہ حلالہ کا کہے گا، میں اس پر شور مچاؤں گا۔ میں نے کہا وہی طریقہ ہے جو اس شخص کے لئے ہے جس نے اپنی بیوی کو تین طہروں میں تین طلاقیں علیحدہ علیحدہ دی ہوں، جو اس کے بیوی رکھنے کا طریقہ ہے وہی اس کا ہے۔ اس موقع پر وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ وہ عورت اور جگہ نکاح کرے، اس لئے آپ ان کے

مولویوں کے پاس سوال اس طرح لکھ کر بھیجا کریں تو وہ جواب دینے پر مجبور ہوں گے کہ وہ دوسری جگہ نکاح کرے، وہ ہم سے ایک مجلس کی تین طلاقوں کا سوال کر کے شور مچاتے رہتے ہیں کہ یہ حلالہ کا حکم دیتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ گناہ مرد کا تھا سزا عورت کو کیوں؟ آپ ان سے کہیں آپ بے غیرت ہیں اس لئے آپ کو سمجھ نہیں آیا، باغیرت باعزت آدمی سمجھتا ہے کہ سزا عورت کو نہیں بلکہ مجھے ملی ہے کہ جس بیوی کا میں ایک قدم گھر سے باہر برداشت نہیں کرتا تھا اب وہ دوسری جگہ نکاح کر کے دوسرے کے بستر کی زینت بن رہی ہے، غیر مقلد کہنے لگا کہ آپ نے جواب نہیں دیا بلکہ سوال کر دیا، میں نے کہا میں نے سنت طریقہ کے مطابق جواب دیا ہے کیونکہ جواب کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ سوال پر سوال کر دو۔

بخاری شریف میں جو قیاس کا باب ہے اس میں ہے کہ حضور ﷺ سے ایک عورت نے مسئلہ پوچھا کہ اگر میں والد کی طرف سے حج کروں تو ادا ہو جائے گا؟ اب اس کا جواب تو یہی تھا کہ حضرت پاک ﷺ فرماتے ہاں یا نہیں، لیکن آپ ﷺ نے اس سے سوال کیا کہ اگر تیرے والد کے ذمہ کسی کا قرض ہوتا کیا تیرے ادا کرنے سے وہ ادا ہو جاتا یا نہیں؟ اس نے کہا ادا ہو جاتا، حضرت ﷺ نے فرمایا جس طرح بندے کا قرض اتر جاتا ہے اس طرح اللہ کا قرض بھی ادا ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا میں نے سنت طریقہ سے آپ کو جواب دیا ہے کیا آپ اس حیثیت کے منکر ہیں؟

دوسری مثال:

میں نے دوسری مثال دی کہ رمضان کا مہینہ تھا، حضرت عمرؓ بن خطاب نے آ کر مسئلہ دریافت کیا کہ حضرت اگر رمضان میں کوئی بیوی سے بوس و کنار کرے اس سے روزہ ٹوٹ تو نہیں جاتا؟ آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ ٹوٹ جاتا ہے اور نہ یہ فرمایا کہ نہیں ٹوٹتا

بلکہ حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں سیب تھا، آپ ﷺ نے ان سے سیب لے کر اپنے مبارک ہونٹوں پر رکھ لیا اور پوچھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا حضرت سیب کھانے سے روزہ ٹوٹتا ہے، ہونٹوں پر لگانے سے نہیں، حضرت پاک ﷺ نے فرمایا پھر جو مسئلہ تو پوچھ رہا تھا وہ سمجھ آیا کہ نہیں؟ فرمایا آ گیا۔ اس لئے میں عرض کر رہا ہوں جب یہ تین طلاق ایک مجلس کی بات کریں تو آپ فوراً پوچھیں کہ اگر تین طلاقیں تین طہروں میں دی جائیں پھر وہ شخص بیوی کو رکھنا چاہے تو کیا طریقہ ہے؟ تو یہ لکھنے پر مجبور ہوں گے کہ اس کا حکم ہے حتی تنکح زوجا غیرہ تو پھر آپ ان سے یہ پوچھیں کہ آپ حرامی ہیں یا حلالی ہیں؟ قرآن پاک میں یہ بات واضح ہے کہ تین طلاقیں جب واقع ہو جائیں تو وہ تین ہی ہوتی ہیں، مزید وضاحت کے لئے میں دو باتیں اور عرض کر دوں۔

پہلی بات:

پہلی بات یہ کہ جس طرح ہر مقدمے میں ایک مدعی اور ایک مدعا علیہ ہوتا ہے بحث میں بھی ایک مدعی ہوتا ہے اور دوسرا مدعا علیہ ہوتا ہے، مدعی وہ ہوتا ہے جو خلاف اصل ہوتا ہے اس کے ذمہ دلیل ہوتی ہے اس طرح مسئلہ طلاق میں غیر مقلد مدعی ہے کیونکہ جو ایک کو ایک کہتا ہے وہ اصل کے مطابق کہہ رہا ہے، اس کے ذمہ دلیل نہیں، اسی طرح جو دو کو دو کہتا ہے، وہ اصل کے مطابق کہہ رہا ہے اس کے ذمہ دلیل نہیں، اور جو تین کو تین کہہ رہا ہے وہ اصل کے مطابق کہہ رہا ہے اس کے ذمہ دلیل نہیں، جو تین کو ایک کہتا ہے وہ اصل کے خلاف ہے اس کے ذمہ دلیل ہے، جو اصل پر چل رہا ہے اس پر دلیل نہیں کیونکہ اصل خود مستقل ایک دلیل ہوتی ہے، اس مسئلہ میں مدعی غیر مقلدین ہیں۔

دوسری بات:

دوسری بات یہ ہے کہ اس میں نقطۂ اختلاف کیا ہے؟ غور سے سنیں، اس مسئلہ

میں ہمارا ان سے ایسا اختلاف ہے جس طرح مسئلہ ختم نبوت میں ہمارا قادیانیوں سے اختلاف ہے، ہم کہتے ہیں لا نبی بعدی حضرت پاک ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا خواہ صاحب شریعت نبی ہو، خواہ غیر تشریعی نبی ہو، خواہ حقیقی نبی ہو، خواہ حکمی نبی ہو، خواہ ظلی نبی ہو، خواہ بروزی نبی ہو، کوئی کسی قسم کا نبی حضرت پاک ﷺ کے بعد پیدا نہیں ہو سکتا لیکن قادیانی اس کو تقسیم کر لیتے ہیں کہ حضرت پاک ﷺ کے بعد صاحب تشریع نبی تو نہیں آ سکتا لیکن غیر تشریعی نبی آ سکتا ہے، ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ کسی قسم کا نبی نہیں آ سکتا، اس لئے ہمارے ذمہ دلیل عام قسم کی ہوگی جس میں ہر قسم کی نبوت آ جائے۔

قادیانیوں کی دلیل:

لیکن چونکہ قادیانی نبوت کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اس لئے ان کے ذمہ دو دلیلیں ہیں۔ ایک اس کی کہ حضرت پاک ﷺ کے بعد صاحب شریعت نبی نہیں آ سکتا، دوسری اس بات کی کہ حضرت پاک ﷺ کے بعد غیر تشریعی نبی آ سکتا ہے۔

ہمارا دعویٰ:

مسئلہ طلاق میں ہمارا دعویٰ ہے کہ جب تین کی گنتی پوری ہوگئی تو وہ تین طلاقیں ہوں گی، خواہ وہ تین کی گنتی کسی طرح پوری ہو جائے، لیکن غیر مقلدین کہتے ہیں کہ نہیں اگر ایک مجلس میں تین طلاقیں دی جائیں تو وہ ایک ہوگی اور اگر الگ الگ مجلسوں میں تین طلاقیں دی جائیں تو پھر وہ تین ہوں گی، انہوں نے اس مسئلہ طلاق ثلاثہ میں بالکل قادیانیوں والا راستہ اختیار کرتے ہوئے اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے، اس لئے ان کے ذمہ دلائل دو قسم کے ہوں گے، ان کے ذمہ ایک دلیل یہ ہوگی کہ تین طہروں میں دی ہوئی طلاقیں تین ہوں گی، دوسری دلیل اس پر پیش کریں گے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں

ایک ہوں گی۔لیکن آپ حیران ہوں گے کہ یہ بے چارے اپنے ان دعووں پر کوئی صحیح دلیل پیش نہیں کر سکتے۔نقطہ اختلاف سمجھیں کہ جس طرح ہم مسئلہ ختم نبوت میں عام دعویٰ رکھتے تھے کہ کسی قسم کا نبی پیدا نہیں ہوگا، لا نبی بعدی میں ہر قسم کی نبوت آ گئی،لیکن قادیانیوں نے نبوت کے دو حصے کر دیے،اس طرح انہوں نے طلاق کے دو حصے کر دیے۔

غیر مقلدین کا ایک اور فراڈ:

غیر مقلدین کے جو فتاویٰ طبع ہوتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے حدیث کے الفاظ دیکھ کر سوال مرتب کر لیتے ہیں، پھر جواب میں وہی حدیث لکھ دی۔اب پڑھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ جواب بالکل حدیث کے موافق ہے،اب میں سوال وہ کرتا ہوں جو الفاظ حدیث میں نہ ہوں۔تجلیات صفدر جلد چہارم میں،میں نے ان سے چند سوال کیے ہیں۔

سوال نمبر۱: ایک آدمی نے اپنی بیوی کو نو طلاقیں دیں،اب غیر مقلد سے مسئلہ پوچھا کہ ایک مجلس میں، میں نے تین طلاقیں دی ہیں کیا حکم ہے؟ وہ کہنے لگا کہ ایک ہوئی ہے،اس نے کہا چلو میں نے نو طلاقیں دیں، وہ کہتا ہے ایک ہوئی، وہ شخص کہنے لگا تین ایک تھی چھ دو ہو گئیں اور نو تین ہو گئیں، مولوی صاحب کہتے ہیں نہیں نو بھی ایک ہے،اب صحیح حدیث سے فیصلہ کریں کہ نو طلاقیں ایک ہوتی ہے،قیامت تک ایسی حدیث پیش نہیں کر سکتے۔

سوال نمبر۲: ایک آدمی نے تین مجلسوں میں تین طلاقیں دیں،ایک صبح کو،ایک دوپہر کو،ایک شام کو۔اب یہ تین مجلسوں کی تین طلاقیں ہیں،لیکن غیر مقلدین اس کو بھی ایک کہتے ہیں حالانکہ یہ ایک مجلس کی نہیں ہیں لیکن اس پر وہ قیامت تک دلیل پیش نہیں کر سکتے۔

سوال نمبر۳: ایک شخص نے ایک طلاق پیر کو دی، دوسری منگل کو، تیسری بدھ کو، کہتے ہیں یہ بھی ایک ہوئی،لیکن صراحت کے ساتھ حدیث پیش کریں کہ تین دنوں میں دی

ہوئی تین طلاقیں ایک ہوتی ہیں، قیامت تک ایسی حدیث پیش نہیں کر سکتے۔

خیر المدارس کے ایک طالب علم کا واقعہ:

ہمارا ایک طالب علم جو دورہ حدیث میں پڑھتا ہے وہ کل ہی بتا رہا تھا کہ میں ان کے مدرسہ میں گیا، میں نے یہ تینوں سوال لکھ کر دیئے کہ ان کی اگر حدیث ہے تو لکھ دیں، اس نے کہا میں لکھ کر نہیں دوں گا، بلکہ زبان سے سمجھا دوں گا، میں نے کہا نہیں اگر آپ لکھ کر دیں گے تو دوسرے لوگوں کو بھی فائدہ ہوگا، زبانی بات مجھے بھول جائے گی، کہنے لگا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے کہا خیر المدارس سے، تو اس نے دھکے دے کر مجھے نکال دیا اور کہنے لگا تجھے میں زبانی بھی نہیں بتلاؤں گا۔

سوال نمبر۴: ایک شخص نے مہینہ کے پہلے ہفتے میں ایک طلاق دی، دوسرے ہفتہ میں دوسری طلاق دی، تیسرے ہفتہ میں تیسری طلاق دی، تین ہفتوں میں دی ہوئی تین طلاقیں ایک ہیں یا تین؟ اس پر قرآن وحدیث سے قیامت تک دلیل پیش نہیں کر سکتے۔ میں نے جو آیت تلاوت کی ہے کہ اگر کوئی تیسری طلاق دے دے تو فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ۔ بائیس صحابہ کے اقوال صرف مصنف ابن ابی شیبہ میں ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے نہ صرف ایک مجلس بلکہ ایک کلمہ سے دی ہوئی تین طلاقیں تین ہوتی ہیں، آپ ان کو بے خبری میں پڑھ جاتے ہیں، ان اقوال میں دو قسم کے اقوال ہیں۔

پہلی قسم کے اقوال:

بعض صحابہ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں، اب کیا حکم ہے؟ صحابی نے فرمایا تجھے گناہ بھی ہوا اور بیوی بھی گئی۔ فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ جب آپ یہ پیش کرتے ہیں تو غیر مقلد شور کرتے ہیں کہ ایک مجلس کا

لفظ دکھاؤ؟ اس میں ایک مجلس کا لفظ نہیں ہے، لیکن پوری امت کا اس پر اتفاق ہے کہ گناہ صرف انہی تین طلاقوں پر ہے جو ایک مجلس میں دی جائیں، جو تین تین طہروں میں دی جائیں کوئی نہیں کہتا کہ گنہگار ہوا ہے تین طلاق دینے والا، ان روایات میں صحابہ کرام سے بار بار یہ الفاظ آ رہے ہیں عصیت ربک وبانت امراتک فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ اب اس میں ایک مجلس کا لفظ آئے یا نہ آئے جب اس میں گناہ کا لفظ آ گیا تو اس سے وہی تین طلاقیں مراد ہیں جو اکٹھی ایک مجلس میں دی جائیں، نسائی شریف سے حضرت محمود بن لبید کی حدیث ان کے سامنے رکھ دیں، محمود بن لبید فرماتے ہیں حضرت پاک ﷺ تشریف فرما تھے، ایک شخص آیا، آپ کو بتلایا گیا کہ اس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں۔ حضرت ﷺ سخت ناراض ہوئے اور بار بار فرماتے تھے کہ میں ابھی تم میں موجود ہوں، تم میں میں زندہ ہوں، تم خدا تعالیٰ کے دین کا مذاق اڑاتے ہو، اس قدر آپ ﷺ ناراض ہوئے کہ ایک صحابی کو کہنا پڑا حضرت مجھے اجازت دیں کہ میں اس کو قتل کر دوں قال سمعت محمود بن لبید قال اخبر رسول الله ﷺ عن رجل طلق امراته ثلث تطليقات جميعا فقام غضبانا ثم قال ايلعب بكتاب الله وانا بين اظهركم حتى قام رجل وقال يا رسول الله الا اقتله (نسائی جلد۲ صفحہ۹۹) غور کریں کہ حضرت پاک ﷺ فرماتے رہے ہیں اس شخص کے بارے میں جس نے ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں کہ اللہ اس سے ناراض ہے کیونکہ اس نے کتاب اللہ کا مذاق اڑایا ہے، اللہ کے رسول اس سے اس قدر ناراض ہیں حتیٰ کہ ایک صحابی کو عرض کرنا پڑا کہ میں اس کو قتل نہ کر دوں، سارے صحابہ اس سے ناراض ہیں، سارے ائمہ اس سے ناراض ہیں، لیکن غیر مقلدین اس سے خوش ہوتے ہیں، ان کو خوشی

ہوتی ہے، ان کے گھر گھی کے چراغ جلتے ہیں کہ اب یہ ہمارے پاس آئے گا۔

خدا ناراض ہے، خدا کا رسول ناراض ہے۔ صحابہ ناراض ہیں، ائمہ ناراض ہیں، لیکن غیر مقلد خوش ہیں، خود اس کے پاس جائیں گے کہ دیکھ سارے حلالہ بتلائیں گے خیال رکھنا، اللہ تعالیٰ بھی فرمارہا ہے **فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره** حضور ﷺ بھی فرمارہے ہیں جب تک تو اس کی مٹھاس نہ چکھ لے اور وہ تیری مٹھاس نہ چکھ لے اس وقت تک مسئلہ حل نہ ہوگا، یہ سارے صحابہ بھی مسئلہ بتلاتے ہیں ساتھ **فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره** پڑھتے جارہے ہیں، سارے ائمہ کرام بھی حلالہ بتاتے ہیں، ساری دنیا حلالہ بتلاتی ہے، ساری دنیا میں صرف ہم ہی حرامہ بتلاتے ہیں کہ بیوی کو رکھ لو، ساری عمر حرام کرو۔ اے غیر مقلد و تمہیں خدا کا خوف نہیں۔

غیر مقلد کی بیوی کی طلاق:

سکھر میں ان کے ایک مولوی صاحب ہیں، جب میں وہاں گیا تو عجیب بات سنی کہ جب کوئی اس کے پاس تین طلاق کا فتویٰ لے کر آتا ہے تو اس سے کہتا ہے مسجد سے قرآن اٹھا کر لا، وہ سمجھتا ہے کہ شاید مجھے کچھ بتلائے گا، قرآن کو سر پر رکھ کر کہتا ہے میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں (بیس سال سے یہی کہہ رہا ہے لیکن ابھی تک اس کی بیوی کو طلاق پڑی نہیں، تو یہ طلاق نہ ہوئی بلکہ بی بی تمیزاں کا وضو ہو گیا، وہ ایک عورت تھی، ہر وقت نماز پڑھتی رہتی، جب مہمان جاتے پھر نماز شروع کر دیتی، کسی نے کہا وضو تو کرتی نہیں نماز پڑھتی رہتی ہے، کہنے لگی وضو توڑنے والا کوئی رہا ہی نہیں، وضو تو خاوند توڑتا تھا وہ رہا نہیں غسل ٹوٹتا نہیں۔ یہی حال اس کی بیوی کا ہے، مقصد یہ ہے اللہ تعالیٰ نے بھی یہی ارشاد فرمایا اور صحابہ جہاں بھی فرماتے ہیں کہ تو نے رب کی نافرمانی کی، تیری بیوی تجھ سے

جدا ہوگئی، ساتھ یہ آیت بھی پڑھتے ہیں فلاتحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ

ایک واقعہ:

میں مری گیا، مجھے ایک مسجد میں نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا، وہ مسجد غیر مقلدین کی تھی، وہاں ایک امام دو مقتدی تھے، ایک سال کے بعد پھر وہاں جانا ہوا، اتفاق سے اسی مسجد میں نماز پڑھی تو ایک امام گیارہ مقتدی تھے، میں نے صاحب خانہ سے اس کا تذکرہ کیا کہ اس مسجد کا مولوی بڑا محنتی ہے، ایک سال میں نو افراد غیر مقلد بنا لئے۔ صاحب خانہ کہنے لگا کہ اس میں مولوی صاحب کی محنت کو کوئی دخل نہیں، یہ سارے تین طلاق والے ہیں، کیونکہ اور کہیں سے تو فتویٰ ملتا نہیں اسلئے بے چارے غیر مقلدین کے پاس چلے جاتے ہیں۔ یہ جو روایات میں گناہ کا لفظ آ رہا ہے وہ اسی پر دال ہے کہ وہ ایک مجلس کی ہوں۔ چنانچہ دار قطنی میں حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی تھی، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رجوع کر لو، پھر اگر طلاق دینی ہو تو ایسے طہر میں دینا جس میں جماع نہ کیا ہو، کیونکہ حالت حیض میں طلاق دینا گناہ ہے۔ وطلقوه هن لعدتهن کا حضرت پاک ﷺ نے یہی مطلب بیان فرمایا۔ حضرت ابن عمرؓ نے پوچھا حضرت یہ تو میں نے ایک طلاق دی تھی، آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ رجوع کر لو، اگر میں تین طلاق دے دیتا تو پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے گناہ بھی ہوتا اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہو جاتی، غیر مقلدین ایک مجلس کا لفظ مانگتے ہیں، میں نے عرض کر دیا کہ جن روایات میں گناہ کا لفظ موجود ہے وہ ایک مجلس یا ایک کلمہ سے تین طلاق دینے پر محمول ہیں کیونکہ گناہ صرف وہی طلاق ہے جو ایک مجلس میں تین دی جائیں یا ایک کلمہ سے تین دی جائیں۔

دوسری دلیل:

مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں سولہ صحابہ کرام اور کئی تابعین سے مروی ہے کہ ان سے سوال کیا گیا غیر مدخول بہا کے بارے میں جس کو تین طلاقیں دی گئیں ہیں تو اس پر بھی یہی فرمایا وہ گنہگار ہے، اس کی بیوی اس سے جدا ہو گئی، فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ. اب یہ غیر مدخول بہا ہے اس کو ایک مجلس میں نہیں بلکہ ایک کلمہ سے تین طلاقیں پڑتی ہیں، اس کا مسئلہ اپنی جگہ ثابت ہے کیونکہ طلاق کے لئے نکاح یا عدت کا ہونا شرط ہے، جب غیر مدخول بہا کو یوں کہا گیا کہ تجھے طلاق، طلاق، طلاق تو صرف پہلی طلاق سے وہ بائنہ ہو گئی، باقی دو لغو ہوئیں اس لئے کہ ایک طلاق کے بعد وہ محلِ طلاق ہی نہ رہی کیونکہ نہ نکاح رہا، نہ عدت رہی کیونکہ غیر مدخول بہا کی عدت نہیں ہوتی، اس لئے اس کو تین طلاق پڑنے کی ایک صورت ہے کہ وہ اکٹھی دی جائیں، یوں کہا جائے تجھے تین طلاق، دیکھیں ان روایات میں ایک مجلس کا لفظ نہیں ہے، جب غیر مدخول بہا کو ایک کلمہ کے سوا تین طلاقیں ہو سکتی نہیں، کیونکہ اگر ایک مجلس میں الگ الگ تین طلاقیں دی جائیں تو اس کو ایک ہی پڑتی ہے۔ اس لئے جن روایات میں گناہ کا لفظ ہے ان سے ایک مجلس ہی مراد ہے کیونکہ تمام صحابہ نے یہی فتویٰ دیا اور ساتھ فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ پڑھا، کسی ایک صحابی نے بھی ان کے فتویٰ کا انکار نہیں کیا۔

ایک لاکھ انعام:

اگر کسی صحابی کا انکار بھی صحیح سند سے دکھا دیں تو ہم فی حدیث ایک لاکھ روپے انعام دیں گے۔ کسی تابعی نے ان کے فتویٰ کا انکار کیا ہو، صحیح سند سے ثابت کر دیں تو ہم ایک لاکھ روپے انعام دیں گے، اسی طرح تبع تابعی نے فتویٰ دیا کسی دوسرے تبع تابعی نے اس کا

انکار نہیں کیا۔ صحابہ کرام یہ آیت مذکورہ تلاوت کر رہے ہیں کیونکہ انہوں نے قرآن پاک حضرت پاک ﷺ سے پڑھا تھا، صحابہ کے بارے میں ہے یعلمهم الكتاب والحكمة.

ابن مسعودؓ کا فتویٰ:

حضرت ابن مسعودؓ جنہوں نے نبی ﷺ سے قرآن پڑھا ہے وہ اس آیت فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره کو تین والی طلاق اور غیر مدخول بہا پر فٹ کر رہے ہیں، غیر مقلد کہتا ہے ہم نے عبداللہ بن مسعودؓ کا کلمہ تو نہیں پڑھا، ہمارا عبداللہ بہاولپوری کہتا ہے کہ یہ اس میں شامل نہیں۔

ابن عباسؓ کا فتویٰ:

اس طرح حضرت ابن عباسؓ سے بھی غیر مدخول بہا اور تین طلاق والی عورت کا مسئلہ پوچھا گیا تو حضرت نے یہی آیت تلاوت کر کے بتلایا کہ اب یہ عورت اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی تا آنکہ دوسری جگہ نکاح نہ کرے۔ غیر مقلد کہتے ہیں کہ ہم نے کوئی ابن عباسؓ کا کلمہ پڑھا ہے؟ ہمارا عبداللہ بہاولپوری کہتا ہے کہ طلاق نہیں ہوئی، تو ہم عبداللہ بن عباسؓ کی بات کیسے مان لیں؟

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کا فتویٰ:

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ تین تین ہی ہوتی ہیں، کسی ایک صحابی کا اور کسی ایک تابعی کا اس پر انکار نہیں۔ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام نے اس کا انکار نہیں کیا۔

غیر مقلدین منکر اجماع ہیں:

کلام اللہ کی تشریح نبی ﷺ سے ہو رہی ہے، صحابہ سے ہو رہی ہے، اجماع

امت سے ہو رہی ہے لیکن غیر مقلدین تشریع رسول کے بھی منکر ہیں، تشریع صحابہ کے بھی منکر ہیں اور اجماع اُمت کے بھی منکر ہیں اور غیر مقلدین کے پاس سوائے ضد کے اور کچھ نہیں، وہ صرف فیشن اور رواج کو دیکھتے ہیں۔ میرے عمر کے اس مجمع میں اور بھی لوگ موجود ہیں، ہمارے بچپن میں تین طلاقوں کے واقعات بہت کم پیش آتے تھے، کیونکہ لوگ ڈرتے تھے کہ پھر فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره پر عمل کرنا پڑے گا، جب سے ان بد مذہبوں نے کھلی چھٹی دے دی ہے اس کے بعد تین طلاق کے اس قدر واقعات پیش آئے جس کا کوئی حساب ہی نہیں، کیونکہ خوف جاتا رہا، لوگ ان کے فتویٰ کی وجہ سے حرام میں مبتلا ہو رہے ہیں اور یہ خوش ہو رہے ہیں کہ غیر مقلدین کی جماعت میں اضافہ ہو رہا ہے۔

غیر مقلد سے مکالمہ:

میں نے ایک غیر مقلد سے گفتگو کی کہ صحابہ کرام آیت پڑھ کر سنا رہے ہیں فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره لیکن تم اس کے خلاف فتویٰ دیتے جاتے ہو۔ غیر مقلد کہنے لگا اگر ہم فتویٰ نہ بھی دیں تب بھی وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں، اس طرح فتویٰ دینے سے کچھ ہمارا (دو چار سو) بن جاتا ہے اور کچھ ان کا بن جاتا ہے۔ میں نے کہا ان کا کیا بن جاتا ہے؟ آپ نے تو ان کا سب کچھ ضائع کر دیا کیونکہ اگر آپ فتویٰ نہ دیتے وہ جمع رہتے تو کم از کم یہ سمجھتے کہ ہم گناہ کر رہے ہیں تو حرام کو گناہ سمجھ کر کرنا گناہ ہی ہے لیکن تمہارے فتویٰ سے وہ گناہ کو حلال اور جائز سمجھ کر کرتے ہیں تو حرام کو حلال سمجھنا یہ کفر ہے، بندہ کو کفر کے قریب پہنچا دیتا ہے۔ تم کہتے ہو اس کا نکاح باقی ہے، ہم کہتے ہیں کہ تم نے اس کا ایمان بھی نہ بچنے دیا، نکاح تو اپنی جگہ رہا۔

ایک مناظرہ:

ایک چک میں ایک دفعہ مناظرہ تھا، پہلے چیلنج دے دیا غیر مقلدوں نے، اب جان بچانے کی کوشش کریں، ہم نے کہا اگر مناظرہ نہیں کرنا تو آپ نے چیلنج دیا تھا تحریراً لکھ دیں کہ ہم اپنا چیلنج واپس لیتے ہیں۔ اب نہ تحریر لکھیں اور نہ مناظرہ کریں، آخر ہم دو چارپائیاں لے کر ان کی مسجد کے سامنے چلے گئے۔ ایک پر سپیکر لگا دیا، دوسری پر میں نے کھڑے ہو کر بیان شروع کر دیا اور بیان یہاں سے شروع کیا کہ ان لوگوں نے یہودیت کا مذہب اپنایا ہے کہ ہزار طلاقیں دے کر بھی بیوی کو رکھ سکتے ہو۔ اسلام کہتا ہے تین طلاق کے بعد نہیں رکھ سکتے۔ میں نے سوال کیا کہ ہمیں اسلام کی بات ماننی چاہیے یا یہودیت کی؟ جب میں نے بیان شروع کیا تو قاصد آیا کہ ہم آ رہے ہیں، ہم آ رہے ہیں، سٹیج پر شور مچائیں کہ ایک طہر میں ایک طلاق دینا سنت ہے، طہر میں ایک طلاق دینا سنت ہے۔ ایک طہر میں ایک طلاق دینا سنت ہے، میں نے کہا سب ایک ایک لکھ کر بھیج دو تا کہ سنت پر عمل ہو جائے۔

غیر مقلدین کا دھوکہ:

غیر مقلدین عوام کو دھوکہ دیتے ہیں کہ فقہ حنفی میں لکھا ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی دینا گناہ ہے، جب گناہ ہے تو واقع کیسے ہوں گی؟ اس بارے میں عرض یہ ہے کہ حیض میں طلاق دینا بھی گناہ ہے، ساری امت کا اس پر اتفاق ہے، صرف ابن تیمیہؒ نے اس کا انکار کیا تھا، اس مسئلہ میں غیر مقلدوں میں بھی اختلاف ہے کچھ ابن تیمیہؒ کے مقلد ہیں اور کچھ دیگر ائمہ کے مقلد ہیں۔

ایک مسئلہ:

ایک غیر مقلد نے سعودیہ سے اپنی بیوی کو تحریراً طلاق روانہ کی جب وہ یہاں پہنچی

تو بیوی حالت حیض میں تھی، ان کا اختلاف ہو گیا۔ مرد کہتا ہے جب میں نے لکھی تھی اس وقت تو حالت حیض میں نہیں تھی، اس لئے طلاق واقع ہو گئی، جب لکھی گئی اس وقت کا اعتبار ہے، بیوی کہتی ہے واقع نہیں ہوئی کیونکہ جب موصول ہوئی ہے اس وقت کا اعتبار ہے، میں نے کہا اب صریح حدیث لاؤ کہ کیا کرنا ہے کیونکہ فقہ میں تو حل موجود ہے، آپ حدیث سے مسئلہ کا حل تحریر کریں۔

حالت حیض میں طلاق:

اگر کوئی حالت حیض میں طلاق دے تو ان ایام میں طلاق دینا حرام ہے، لیکن طلاق واقع ہو جاتی ہے، اس طہر میں بھی طلاق دینا حرام ہے، جس میں ایک مرتبہ جماع ہو چکا ہو۔ وجہ یہی ہے کہ اس سے عدت میں گڑبڑ ہو گئی، اسی طرح حیض میں طلاق دی تو سوال ہو گا کہ یہ حیض عدت میں شمار ہو گا یا نہیں؟ عورتوں کو تو پریشانی و مصیبت میں ڈالنا ہے، اس لئے اللہ کا حکم ہے وطلقوھن لعدتھن لیکن اگر کسی نے اس طہر میں طلاق دے دی جس میں جماع کر چکا ہے تو پوری اُمت کا اتفاق ہے کہ طلاق واقع ہو جائے گی۔ اسی طرح تین طلاق اکٹھی دینا غیر شرعی طریقہ ہے، دینے والا گنہگار ہو گا لیکن طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ اب ہمارا سوال ان سے یہ ہے کہ ہم نے قرآن پیش کیا کہ تین طلاق کے بعد نکاح نہیں ہو سکتا، اب یہ قرآن پیش کریں کہ اگر تین اکٹھی ایک مجلس میں دی جائیں تو وہ تین نہیں لیکن اس مسئلہ میں قرآن ان کے سر پر ہاتھ نہیں رکھتا۔

غیر مقلد قرآن کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ کہ جو حدود اللہ سے آگے نکلا تجاوز کیا اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ کہتے ہیں حد یہ تھی کہ ایک طہر میں ایک طلاق دے جب اس نے ایک ہی دفعہ تین دے دیں تو

حد سے تجاوز کر گیا۔ ہم کہتے ہیں کہ جب تین ایک ہی ہوئی بیوی اس کی رہی تو اپنے نفس پر اس نے کیا ظلم کیا، کچھ بھی ظلم نہ ہوا، ظلم ایک ہی صورت میں بنتا ہے کہ اس کی بیوی جدا ہو گئی، اب واقعی اس نے اپنے اوپر ظلم کیا، اسی لئے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اگر تو خدا سے ڈرتا تو تیرے لئے کوئی راستہ نکل آتا، لیکن تو خدا سے نہیں ڈرا اب تجھے گناہ بھی ہوا اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہو گئی، اب تیرے لئے کوئی راستہ نہیں ہے۔

غیر مقلدین کا غلط قیاس:

غیر مقلدین کہتے ہیں تین طلاقیں اکٹھی دینے کا طریقہ غلط ہے اس لئے غلط طریقہ سے طلاق نہیں ہوتی، یہ قیاس غلط ہے کیونکہ ائمہ مجتہدین نے جو صحیح قیاس کر کے مسئلہ بتلایا ہے یا مسائل بتلاتے ہیں اس کو یہ نہیں مانتے۔ یہ قیاس انہوں نے رافضیوں (شیعوں) سے چوری کیا ہے، کیونکہ رافضیوں نے یہ کہا تھا کہ غلط طریقہ سے دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی، انہوں نے قیاس کیا نماز پر کہ جس طرح غلط طریقہ سے کوئی نماز شروع کرے تو وہ شروع نہیں ہوتی۔

امام طحاویؒ کا جواب:

امام طحاویؒ نے شرح معانی الآثار میں اس قیاس کی دھجیاں اڑا دیں، فرمایا یہ قیاس ہی غلط ہے، کیونکہ اس سے نکاح ختم ہو رہا ہے اس لئے اس کو نماز کے ختم ہونے پر قیاس کرو، نہ کہ شروع ہونے پر، اب نماز میں داخل ہونے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ سنت طریقہ پر داخل ہو، تو نماز شروع ہوگی ورنہ نہیں ہوگی، لیکن نماز سے نکل جانے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ اگر یہ کہہ کر نکل گیا تو نماز سے نکل بھی گیا اور گناہ بھی نہیں ہوا، لیکن اگر وہ اٹھ کر بھاگ گیا یا کلام کر لی، یا کھا پی لیا یا کوئی ایسا کام کر لیا جو نماز کے منافی ہے تو پوری امت کا اتفاق ہے کہ یہ نماز سے نکل گیا لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ گنہگار بھی ہوا۔

نماز سے نکلنے کے دو طریقے:

جس طرح نماز سے نکلنے کے دو طریقے ہیں ایک صحیح السلام علیکم کہہ کر اور دوسرا غلط یعنی خلاف نماز کوئی فعل کر کے، تو نماز سے بندہ دونوں طریقوں سے نکل جاتا ہے، پہلی صورت میں گنہگار نہیں ہو گا جبکہ دوسری صورت میں گنہگار ہو گا۔ اسی طرح نکاح سے نکلنے کے بھی دو طریقے ہیں۔ ایک صحیح، وہ یہ کہ ایک طہر میں ایک طلاق بھی واقع ہو جائے گی، دوسرا غلط طریقہ مثلاً تین ایک کلمہ سے۔ تین ایک مجلس میں یا حالت حیض میں۔ اس طرح طلاق دینے سے بندہ گنہگار ہو گا لیکن طلاق پھر بھی واقع ہو جائے گی۔ اندازہ لگائیں کہ امام ابو حنیفہؒ کا قیاس ان کو اچھا نہیں لگتا، امام مالکؒ کا قیاس ان کو اچھا نہیں لگتا، امام شافعیؒ کا قیاس ان کو اچھا نہیں لگا، امام احمد بن حنبلؒ کا قیاس ان کو اچھا نہیں لگتا، لیکن رافضیوں شیعوں کا قیاس ان کو اچھا لگتا ہے۔ لیکن کبھی بھی یہ نہیں بتلائیں گے کہ اس قیاس کی تیسری صدی میں امام طحاوی نے دھجیاں بکھیر دی تھیں، آج تک بڑے رافضی اور چھوٹے رافضی (یہ غیر مقلد) مل کر امام طحاوی کا جواب نہیں دے سکے۔

قرآن اہل سنت کے موافق ہے:

مسئلہ طلاق ثلاثہ میں قرآن اہل سنت کے موافق ہے، کیونکہ اس مسئلہ میں اختلاف صرف حنفیوں اور غیر مقلدوں کا نہیں بلکہ تمام اہل سنت والجماعت اور غیر مقلد کا اختلاف ہے۔ اہل سنت کا اس پر اجماع ہے (اہل سنت میں حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی سب شامل ہیں) یہ بخاری شریف مترجم جلد ۳ صفحہ ۱۹۷ ہے (اس بخاری کا یہ دن رات نام لیتے ہیں) اس پر یہ باب ہے باب من اجاز طلاق الثلث تین طلاقوں کے جواز کا بیان، امام بخاریؒ چونکہ امام شافعیؒ کے مقلد ہیں، امام شافعیؒ کے نزدیک تین طلاق اکٹھی دینے

سے گناہ بھی نہیں ہوتا اور تین کی تین واقع ہو جاتی ہیں۔

صحیح بخاری کی پہلی حدیث:

امام بخاریؒ سب سے پہلے عویمر بن عجلانیؓ کی حدیث لائے ہیں جس میں ان کے لعان کا ذکر ہے۔ حضرت عویمر عجلانؓ نے بھی قسمیں اٹھالیں اور ان کی بیوی نے بھی قسمیں اٹھالیں۔ (تو ان کو غصہ آیا کہ میری بیوی نے میرے مقابلہ میں قسمیں اٹھالیں) انہوں نے فوراً تین طلاقیں دے دیں (کیا ایک مجلس نہیں ہے) کیونکہ روایت میں وضاحت ہے **فطلقها ثلاثا قبل ان يامره رسول الله ﷺ** ابھی حضور ﷺ نے ان کی قسمیں سن کر کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تھا کہ انہوں نے حضور ﷺ کے فیصلہ سے پہلے تین طلاقیں دے دیں، کیونکہ انہیں خوف ہوا کہ کہیں حضور ﷺ قسموں کے بعد صلح کی کوشش نہ فرمائیں، اور یہ بات سارے صحابہ کرام جانتے تھے کہ تین طلاق کے بعد نہ اللہ تعالیٰ صلح کرواتے ہیں اور نہ حضور ﷺ صلح کرواتے ہیں اور نہ صحابہ کرام صلح کرواتے ہیں اور نہ ائمہ مجتہدین صلح کرواتے ہیں (یہ صلح پہلے یہودیوں نے شروع کروائی پھر رافضیوں یعنی شیعوں نے پھر غیر مقلدین نے ان سب کا تانا بانا ایک ہی ہے) صلح سے بچنے کی ایک ہی شکل صحابہ کرام کے ذہن میں تھی کہ ایک دفعہ تین طلاقیں دے دو پھر حضور ﷺ صلح نہیں کروائیں گے۔

بخاری کی دوسری حدیث:

امام بخاریؒ دوسری حدیث رفاعۃ القرظیؓ کی لائے ہیں کہ ان کی روایت میں تین قسم کے الفاظ ہیں، اس جگہ **فبت طلاقي** ہے بخاری جلد۲ صفحہ۸۹۹ پر **فطلقها اخر ثلث تطليقات** کہیں **طلقها ثلاثا** ہے، اس پر عجیب بات علماء نے لکھی ہے کہ تین طلاقیں جس طرح بھی ہو جائیں خواہ لفظ بت سے ہو جائے یا **طلقها ثلاثا** سے ہو جائے یا

اخر ثلث تطلیقات سے ہو جائے وہ تین پر ہی ہوں گی، اس حدیث کے جتنے بھی الفاظ ہیں ان میں سے جو لفظ بھی ہے تو وہ تین پر ہی دلالت کرتا ہے۔ اسی لئے امام بخاریؒ اس حدیث کو تین طلاق والے باب میں لائے ہیں، حضرت رفاعہؓ کی بیوی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہے اور اپنی پریشانی بیان کر رہی ہے کہ حضرت میرے خاوند نے مجھے تین طلاقیں دی تھیں پھر میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کیا (وہ نامرد ہے اس کے پاس کچھ نہیں، بس اس طرح کی ایک چیز ہے جیسے کپڑے کا (لڑ) یا (پلا) ہوتا ہے، اگر وہ مجھے طلاق دے پھر میں پہلے خاوند سے نکاح کر لوں ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اللہ کے آخری نبی رحمۃ للعالمین تھے امت پر شفیق تھے (عورت ایسی بات انتہائی پریشانی میں کہتی ہے) عورت اپنی پریشانی بیان کر رہی ہے، اگر حضرت پاک ﷺ کے خیال میں تین طلاق سے رجوع کی کوئی صورت بھی ہوتی تو حضرت اس سے تفصیل پوچھتے، تاکہ اس عورت کی پریشانی ختم ہو جائے، اس سے معلوم ہوا کہ تین طلاق کے بعد رجوع کی کوئی صورت حضرت پاک ﷺ کے ذہن میں نہیں تھی ورنہ حضرت پاک ﷺ اس عورت سے ضرور پوچھتے کہ اگر تیرے خاوند نے تین طلاقیں اس طرح دی ہیں پھر تو ایک ہی ہے اگر اس طرح دی ہیں پھر کوئی صورت نہیں، حضرت پاک کے ذہن میں اور صحابہ کرام کے ذہن میں تین طلاق کی کوئی ایسی صورت نہیں تھی جس کے بعد عورت کو واپس کیا جا سکے، بخاری شریف کی تمام روایات ان کے خلاف ہیں، ایک روایت بھی بخاری کی وہ قیامت تک اپنے حق میں پیش نہیں کر سکتے، میں نے "تجلیاتِ صفدر" میں کچھ سوال دیے ہیں ان میں ایک سوال یہ بھی ہے کہ بخاری سے یہ اپنے حق میں ایک حدیث نکال دیں ہم دس لاکھ فی حدیث انعام دیں گے

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے : یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

مسلم شریف میں بھی یہی روایت ہے، عویمر عجلانیؓ والی حضرت عائشہ والی بھی ہے، ایک روایت وہاں اور ہے، حضرت ابن عمرؓ کے حالت حیض میں طلاق دینے کی، آخر میں حضرت عمرؓ کا ارشاد مسلم شریف میں ہے، کسی نے پوچھا حضرت حیض میں تین طلاقیں دی ہیں، اب کیا ہوگا؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا اب کچھ نہیں ہوسکتا، گناہ بھی ہوگا اور بیوی تیری جدا ہوگئی، اس آدمی نے کہا، عبداللہ بن عمر نے حیض میں طلاق دی تھی حضرت پاک ﷺ نے فرمایا تھا رجوع کرلو، فرمایا انہوں نے ایک دی تھی تم نے تین دی ہیں اس لئے ان کو حق تھا لیکن تجھے حق نہیں۔

غیر مقلدین کی بڑی دلیل:

غیر مقلدین مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۷۷ حضرت ابن عباسؓ سے روایت پیش کرتے ہیں کہ طلاق حضور ﷺ کے زمانہ میں حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں حضرت عمرؓ کی ابتدائی خلافت کے دو سالوں میں تین طلاقیں ایک ہوتی تھیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا لوگوں نے اس کام میں جلد بازی شروع کردی ہے جس میں ان کے لئے ڈھیل تھی، اب یہی جلد بازی ان پر نافذ کردو۔

مسلم کا فوٹوسٹیٹ صفحہ:

ملتان میں ایک مرتبہ میں اسی مسئلہ طلاق ثلاثہ پر گفتگو کر رہا تھا، دوران تقریر غیر مقلدین نے مسلم شریف کا یہی صفحہ فوٹوسٹیٹ کروا کر تقسیم کرنا شروع کردیا، مجھ تک بھی پہنچ گئے۔ ان کا کام ہے کہ ایسا کام کر کے پھر شور کرتے ہیں، ہم نے فوٹوسٹیٹ تقسیم کیا تھا کسی نے جواب نہیں دیا۔ میری عادت ہے کہ میں تقریر میں جواب مختصر دیا کرتا ہوں، میں نے کہا غیر مقلد کہتے ہیں کہ تین طہروں میں تین طلاقیں دی جائیں تو تین ہوتی ہیں اگر ایک

مجلس میں تین دی جائیں تو پھر ایک ہوتی ہے، لوگوں نے کہا بالکل اسی طرح کہتے ہیں، میں نے کہا مسلم شریف جو صفحہ فوٹو سٹیٹ تقسیم کر رہے ہیں اس میں ایک مجلس کا لفظ دکھائیں ایک لاکھ روپے انعام، اس میں سرے سے ایک مجلس کا لفظ ہی نہیں ہے، اب بھاگ گئے۔ اس روایت کا جواب یہ ہے (۱) کہ اس میں ایک مجلس کا لفظ ہی نہیں (۲) یہ روایت حدیث کی کوئی قسم ہی نہیں کیونکہ نہ یہ قول رسول ہے اور نہ یہ فعل رسول ہے اور نہ یہ تقریر رسول ہے کہ آپ کے سامنے یہ بات پیش آئی ہو اور آپ ﷺ اس پر خاموش رہے ہوں، صرف حضرت ابن عباسؓ کا ایک قول ہے، لیکن یہ اس کو لئے لئے پھرتے ہیں۔

ایک غیر مقلد کا سوال:

میں درسگاہ میں تھا، ایک غیر مقلد دو ہمراہوں کے ساتھ مسلم مترجم ہاتھ میں لئے آ گیا، چہرہ پر غصہ کے آثار۔ کہنے لگا تو کہتا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق کے بعد حلالہ ہے؟ میں نے کہا میں نے تو آپ سے نہیں کہا، کن کو کہتا ہے، میں نے کہا حنفیوں کو، کہنے لگا: یہ مسلم کے خلاف ہے، میں نے کہا تو پورا مسلمان ہے یا آدھا؟ کہنے لگا پورا، میں نے مسلم کا صفحہ ۴۵۱ نکالا کہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے زمانہ میں متعہ کیا کرتے تھے، پھر ابوبکرؓ کے زمانہ میں، پھر عمرؓ کے ابتدائی زمانہ میں پھر عمرؓ نے اس سے منع کر دیا۔ میں نے کہا تو پورا مسلمان بن، دور نبوت کے ۲۳ سال، عہد ابوبکرؓ کے ۲ سال، عہد فاروقؓ کے ۲ سال، یہ ۲۷ سال ہو گئے تو حلالہ نہ کروا بلکہ تو ۲۷ سال اس کو متعہ کے لئے چھوڑ دے، ستائیں سال متعہ کرواتی رہے پھر لے آنا، پھر دیکھیں گے تا کہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے اور پکے رافضی بن جائیں، میں نے حدیث دکھائی اور کہا آپ کے لئے یہ ہے، ویسے غیر مقلدین کی کتاب ہدیۃ المہدی میں لکھا ہے کہ متعہ پر انکار جائز

نہیں ہے اسی میں ایک جگہ لکھا ہے کہ متعہ اہل مکہ کا فعل ہے۔

غیر مقلدین حضرت ابن عباسؓ کی روایت کا جو مقصد بیان کرتے ہیں اس کا خلاصہ یہ بنتا ہے کہ حضورﷺ کے زمانہ میں تین طلاق ایک ہوتی تھی، بیوی حلال رہتی تھی، حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں تین طلاقیں ایک ہوتی تھی، بیوی حلال رہتی تھی۔ حضرت عمرؓ کے ابتدائی دور میں تین طلاقیں ایک ہوتی تھی، بیوی حلال رہتی تھی، پھر حضرت عمرؓ نے اس حلال کو حرام کر دیا، قرآن بتلا رہا ہے کہ خدا کے حلال کو حرام کرنا یہ یہودیوں کے احبار اور رہبان کا طریقہ ہے، خلیفہ برحق خلیفہ راشد حلال کو حرام کس طرح کر سکتا ہے اور حرام کو حلال کس طرح کر سکتا ہے، اگر انہوں نے یعنی حضرت عمرؓ نے خدا کے حلال کو حرام کر دیا پھر ان کو خلیفہ راشد کس طرح مانا جائے گا، تجلیات میں اسی مسئلہ پر میں نے جو سوالات لکھے ہیں، ایک سوال یہ ہے آپ کے خیال میں حضرت عمرؓ نے خدا کے حلال کو حرام کر دیا، کیا باقی صحابہ کرام پھر خدا اور اس کے رسولﷺ کے ساتھ رہے یا حضرت عمرؓ کے ساتھ رہے؟ دورِ عثمانی میں صحابہ کس کے ساتھ رہے؟ حضرت عثمانؓ کس کے ساتھ تھے؟ رسول اللہﷺ کے ساتھ یا حضرت عمرؓ کے ساتھ؟ دورِ علی میں صحابہ کس کے ساتھ رہے؟ بعد میں تمام صحابہ کرام قول رسول اللہﷺ پر فتویٰ دیتے رہے یا فیصلہ عمرؓ پر؟ ائمہ اربعہ نے کس کا ساتھ دیا حضورﷺ کا؟ یا حضرت عمرؓ کا؟ پھر حضرت عمرؓ کے اس قول کا کیا مطلب کہ لوگوں نے جلدی کی تو ان کی جلدی ان پر نافذ کر دی گئی، وہ جلدی کیا تھی؟ خود حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اگر غیر مدخول بہا کو یوں کہا جائے تجھے طلاق طلاق طلاق تو ایک پڑتی ہے بغیر حلالہ کے پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے، یہی طریقہ اس مسئلہ میں آج تک آ رہا ہے لیکن جب کثرت فتوحات ہوئیں کثرت سے لوگ مسلمان ہوئے وہ لوگ دین سے پوری طرح واقف نہیں تھے، کثرت نکاح اور باندیوں سے نکاح کا سلسلہ چلا تو وہ رخصتی سے قبل

یعنی تین طلاقیں دے دیتے تھے اور یوں کہنے لگے کہ تجھے تین طلاق، اور آج تک اس مسئلہ میں یہی فتویٰ آ رہا ہے کہ اگر کوئی مدخول بہا کو اکٹھی تین طلاقیں دے گا تو وہ حرام ہو جائے گی یہ تھی وہ جلدی، ابتدائی زمانہ میں لوگ غیر مدخول بہا کو طلاق، طلاق، طلاق کہہ کر طلاق دیتے تھے تو ایک پڑتی تھی دوبارہ نکاح کا موقع ہوتا تھا، پھر لوگوں نے جلد بازی کی کہ غیر مدخول بہا کو اکٹھی ایک کلمہ سے تین طلاق دینے لگے اس طرح کہ تجھے تین طلاق، تو یہ حضورﷺ کے زمانہ میں بھی تین ہی تھیں۔ (ورنہ حضورﷺ ناراض نہ ہوتے اور یہ نہ فرماتے کہ تم کتاب اللہ سے استہزاء کرتے ہو) اس طرح غیر مدخول بہا کو طلاق دینے کے بعد سوچ و بچار کا کوئی موقع نہیں ملتا، اس کو حضرت عمرؓ نے جلد بازی کے الفاظ سے بیان کیا ہے، اس وضاحت سے خلفاء راشدین پر اور صحابہ کرام پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوگا اور نہ یہ کہنے کی گنجائش ہوگی کہ حضرت عمرؓ نے اور صحابہ نے حکم شرعی بدل ڈالا۔

ایک احمق کی بات:

میں نے ایک غیر مقلد کو ابوداؤد سے، بیہقی سے، ابن ابی شیبہ سے، مصنف عبدالرزاق سے، جب یہ دکھایا کہ یہ غیر مدخول بہا کے لئے ہے تو کہنے لگا یہ صرف چار کتابوں میں ہے مسلم شریف میں تو نہیں ہے، میں نے کہا آپ تو کہتے ایک مجلس کے لئے ہے تو جمعاً کا لفظ صرف مصنف عبدالرزاق میں ہے کسی اور کتاب میں نہیں ہے۔ جہاں اپنی ضرورت ہوتی ہے وہاں صرف عبدالرزاق کا حوالہ پیش کرتے ہو، یہاں دل نہیں چاہتا تو چار کتابوں کے منکر ہو گئے ہو، ہم دونوں کو مانتے ہیں۔

غیر مقلدین منکر حدیث ہیں:

غیر مقلدین اصل میں منکر حدیث ہیں، ان کو عادت ہے انکار حدیث کی، اب ترمذی اور ابوداؤد کو دیکھیں دونوں محدث طلاق بتہ کے باب میں حضرت رکانہؓ کی حدیث

لائے ہیں کہ حضرت رکانہؓ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، ایسا لفظ بولا جس میں نیت ایک کی بھی ہو سکتی تھی، تین کی بھی ہو سکتی تھی، نیت تو دل میں ہوتی ہے، زبان پر نہیں ہوتی، حضرت پاک ﷺ نے پوچھا ما اردت بذلک؟ تیری نیت کیا تھی؟ تیرا ارادہ کیا تھا؟ فرمایا واللہ ما اردت الا واحدۃ خدا کی قسم میرا ارادہ ایک کا تھا، حضور ﷺ نے دوبارہ قسم لی، اس نے پھر کہا خدا کی قسم میرا صرف ایک کا ارادہ تھا۔ غور فرمائیں، ایسا لفظ بولا جس کی دل میں تین کی نیت ہو سکتی تھی، زبان پر تین کا لفظ نہیں آیا، صرف دل میں نیت ہو سکتی تھی (کی نہیں) اگر صرف دل میں نیت کر لیتے تو پھر بھی تین واقع ہو جاتیں۔ یہ تین کا لفظ نہ زبان پر آیا اور نہ کاغذ پر لکھا، صرف دل میں نیت ہو سکتی تھی، صرف اتنی بات پر حضور ﷺ اس سے حلف لے رہے ہیں جو لفظ دل کی نیت پر بھی اثر کر رہا ہے یعنی تین طلاقوں کو واقع کر رہا ہے جب زبان پر آئے گا پھر کیوں نہیں اثر کرے گا، پھر تین کیوں واقع نہیں ہوں گی۔ یہ حدیث واضح دلیل ہے۔

ابن ماجہ میں مستقل باب ہے، باب من طلق ثلاثا فی مجلس واحد، اس میں فاطمہ نامی ایک عورت کا واقعہ ہے، ابن ماجہ میں تو الفاظ ہیں کہ میرے خاوند نے مجھے تین طلاقیں دیں، ابن ابی شیبہ میں اخر ثلث تطلیقات ہیں، بعض کتابوں میں بتۃ کے الفاظ ہیں، بعض میں طلقہا ثلاثا کے الفاظ ہیں، ان پر میں نے بیان کر دیا ہے کہ علماء ان الفاظ کو اس لئے نقل کر دیتے ہیں کہ امت میں ان الفاظ کے مطلب میں کبھی کوئی فرق ہوا ہی نہیں، اس لئے اس پر کبھی جھگڑا نہیں ہوا کہ یہ لفظ صحیح ہے یا وہ لفظ صحیح ہے، پوری امت کا اتفاق ہے کہ طلاقا ثلاثا کہا یا طلاق طلاق طلاق کہا یا کوئی ایسا لفظ بولا جس میں نیت تین کی ہو سکتی ہے، اور نیت کر لی جائے تو تین ہی واقع ہوتی ہیں، محدثین اس کو نقل کرتے آ رہے

ہیں، فقہاء اس کو لکھتے آرہے ہیں کہ امت کا اس پر اتفاق ہے کہ تین طلاقیں جس طرح بھی دی جائیں، جن الفاظ کے ساتھ دی جائیں وہ تین ہی ہوتی ہیں، اس لئے کتب میں جتنے بھی الفاظ مروی ہیں ہمارے خلاف ان میں سے کوئی نہیں، اگر سارے الفاظ بھی صحیح ہوں تب بھی کوئی حرج نہیں اس لئے کہ ہمارا تو مسئلہ ہی حل ہے کہ تین جس طرح بھی دی جائیں وہ تین ہی ہوں گی۔

اس کے علاوہ بھی بہت سارے واقعات ہیں، سنن کبریٰ بیہقی جلدے پر ہے کہ حضرت حسنؓ جو حضرت علیؓ کے صاحبزادے ہیں جب ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت ہوئی، بیعت کے بعد گھر تشریف لائے ان کی ایک بیوی نے مبارک باد دی کہ مبارک ہو آج آپ امیر المومنین بن گئے ہو، حضرت حسنؓ کو خلیفہ بننے کی اس قدر خوشی نہیں تھی جس قدر والد کی جدائی کا غم تھا، صدمہ اور پریشانی کے وقت اگر کوئی مبارک باد دے تو نفسیاتی طور پر بندے کو غصہ آجاتا ہے، حضرت حسنؓ کو غصہ آیا، فرمایا تو میرے والد کی وفات پر مجھے مبارک باد دیتی ہے، تجھے تین طلاق، جب اس کی عدت پوری ہوگئی تو حضرت حسنؓ نے ایک باندی کے ہاتھ کچھ نقد رقم اور کپڑے وغیرہ روانہ کئے کہ اس کو دے آؤ، آج اس نے چلے جانا ہے۔ بطور نشانی کچھ اس کے پاس رہ جائے، باندی سامان لے کر گئی، تھوڑی دیر کے بعد وہ سامان واپس لے کر آگئی، حضرت نے پوچھا وہ جا چکی تھی؟ کہا کہ نہیں بلکہ جانے کی تیاری کر رہی تھی، پوچھا آپ نے سامان دیا نہیں؟ باندی نے کہا میں نے دے دیا تھا اس نے واپس کر دیا اور ساتھ ایک شعر بھی پڑھا، (اس کا ترجمہ) جب میرے محبوب نے مجھے اپنے پاس رکھنا پسند نہیں کیا تو میں بھی ان کی کوئی چیز اپنے پاس رکھنے کے لئے تیار نہیں ہوں، جب یہ شعر حضرت حسنؓ نے سنا تو ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا اگر میں نے اپنے کانوں سے اپنے والد حضرت علیؓ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ اگر کوئی تین طلاقیں اک

دفعہ دے دے خواہ مبہم ہی ہو وہ تین ہی ہو جاتی ہیں تو میں روک کر اس سے نکاح کر لیتا، حضرت حسنؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں پریشان ہیں، (دور صحابہ ہے) لیکن ان کو کوئی فتویٰ نہیں دیتا کہ آپ پریشان نہ ہوں ہمارے پاس فتویٰ ہے، آپ کا نکاح ہو جائے گا، ان کو کوئی فتویٰ دینے والا نہیں تھا۔

ایک مغالطہ:

وہ بھی سمجھیں جہاں سے ان کو مغالطہ پڑا ہے۔ بیہقی جلد ۷ اور دار قطنی میں حضرت امام اعمشؒ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں ایک بوڑھا تھا، وہ یہ حدیث سنایا کرتا تھا کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے وہ ایک ہوا کرتی ہے، امام اعمشؒ فرماتے ہیں جب یہ بات میں نے سنی میں خود اس شخص کے پاس گیا کہ آپ یہ کیا حدیث سنا رہے ہیں؟ اس نے وہ حدیث حضرت علیؓ کے واسطہ سے مجھے بھی سنا دی، میں نے کہا جب تو نے یہ حدیث حضرت علیؓ سے سنی تھی کیا وہاں کوئی اور بھی موجود تھا؟ اس نے کہا یہ تو مجھے یاد نہیں، اتنی بات ہے کہ میں نے وہیں اس کو اپنی کاپی میں لکھ لیا تھا، میں ابھی کاپی لاتا ہوں، وہ کاپی لے کر آیا تو کاپی میں اس کا الٹ لکھا ہوا تھا کہ جس نے ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں وہ تین ہی ہوں گی، امام اعمشؒ فرماتے ہیں میں نے اس سے کہا کاپی میں کچھ لکھا ہے اور تو کچھ بیان کرتا ہے، اس نے کہا دراصل مجھے شیعوں نے پیسے دیئے تھے کہ یوں حدیث سنایا کر، میں بیس سال سے اسی طرح سنا رہا ہوں، یہ اسی پر پکے ہو گئے کیونکہ اس نے پیسے لے کر حدیث بنانا شروع کی تھی، یہ بھی فیس لے کر فتویٰ دیتے ہیں حالانکہ اس بات کی وہیں تردید موجود ہے لیکن یہ اسی پر پکے ہو گئے۔

ایک چیلنج:

حضور ﷺ کے زمانہ میں حضرت صدیقؓ کے زمانہ میں اور صحابہ کرام کے زمانہ

میں ایک بھی واقعہ یہ پیش نہیں کر سکتے کہ کسی نے ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوں، یا ایک کلمہ سے تین طلاقیں دی ہوں، حضور ﷺ نے یا صدیق اکبرؓ یا صحابہ کرام نے اس کو ایک کہہ دیا ہو۔

مسند احمد کی روایت:

مسند احمد کی روایت جو حضرت رکانہؓ والی ہے اس میں ایک مجلس کے الفاظ ہیں حالانکہ صحاح ستہ والوں نے ایک مجلس کے لفظ نقل نہیں کئے بلکہ اصحاب ستہ میں سے امام ابوداؤد نے اس کی تردید بھی کر دی ہے اور عجیب بات لکھی کہ جو کہتے ہیں حضرت رکانہ کی طلاق بت والی تھی، وہ اہل خانہ ہیں اور جو تین طلاق کا لفظ کہتے ہیں وہ اہل خانہ نہیں بلکہ باہر کے لوگ ہیں، فرمایا حضرت رکانہ نے کیا الفاظ کہے اس کو گھر والے ہی زیادہ جانتے ہیں نہ کہ باہر والے، عقل بھی یہی کہتی ہے کیونکہ طلاق گھر میں دی جاتی ہے، گھر سے باہر لوگوں کے سامنے نہیں دی جاتی، اس طرف امام ابوداؤد نے اشارہ کیا ہے۔

مناظرہ چک نمبر ۶۸:

یہ لوگ اس کو پیش کرتے ہیں جب چک نمبر ۶۸ میں مناظرہ تھا، تو پروفیسر محمد شریف سیالکوٹ سے آیا ہوا تھا، اس کو مولوی ارشاد الحق اثری نے یہی حدیث نکال کر دی، وہ کتاب لے کر میرے پاس آیا کہ اس کا جواب دو، اس کا جواب دو، میں نے کہا بھاگنا نہیں، جواب سن کر جانا، میں نے کہا اس کا پہلا راوی ابراہیم بن سعد ہے جو بہت بڑا گویا تھا، حدیث سنانے سے پہلے یہ گانا ضرور گاتا تھا، اس کی قسم کھائی تھی کہ حدیث سنانے سے پہلے گانا ضرور گائے گا، یہ بات ہارون الرشید تک بھی پہنچ گئی، انہوں نے بلوایا جب یہ پہنچا تو امیر المؤمنین ہارون الرشید نے کہا حضور ﷺ کی کوئی حدیث سناؤ؟ اس نے کہا آپ مجھے طبلہ، سارنگی وغیرہ منگوا دیں کیونکہ میں نے قسم کھائی ہے کہ گانے کے بغیر حدیث نہیں سنانی۔

اس راوی کا استاد یعنی حدیث کا دوسرا راوی محمد بن اسحاق ہے، امام مالکؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں دجال من الدجاجلة اس محمد بن اسحاق پر اثری نے اپنی کتاب میں بہت کچھ لکھ دیا ہے، لیکن میں عرض کروں کہ ہمارے ائمہ ثلاثہ نے اس کا زمانہ پایا ہے، حضرت امام اعظمؒ نے بھی، امام ابو یوسفؒ نے بھی، امام محمدؒ نے بھی لیکن تینوں میں سے کسی ایک نے اس سے احکام کی روایت نہیں لی، امام ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج میں جغرافیہ اور تاریخ کی باتیں اس سے نقل کی ہیں، یہ امام مالکؒ کے زمانہ کا شخص ہے، پورے موطا امام مالکؒ میں اس کی ایک بھی روایت موجود نہیں ہے، لیکن اتنی بات سب مانتے ہیں کہ جب اس کی روایت ثقہ راویوں کے خلاف ہو تو حجت نہیں ہوتی، اور یہاں جو صحیح روایت حضرت رکانہ کے گھر والے بیان کر رہے ہیں وہ اس کے خلاف ہے، محمد بن اسحاق کے بارے میں قول فیصل یہ ہے اور علامہ ذہبی نے بھی یہی لکھا ہے کہ جہاں یہ منفرد ہو وہاں اس کی بات حجت نہیں، یہاں یہ منفرد ہے۔ اس روایت کا تیسرا راوی داؤد بن حصین ہے جو خارجی تھا، حضرت علیؓ کو مسلمان نہیں سمجھتا تھا، منکر احادیث نقل کرتا تھا، علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ جو شخص جھوٹی یا منکر احادیث بیان کرتا ہے، اس کی کوئی نہ کوئی چھوٹی حدیث جو زیادہ مشہور ہو بطور مثال میزان میں بیان کر دیتے ہیں، علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ داؤد بن حصین عن عکرمہ عن ابن عباس کے طریق سے جھوٹی حدیثیں بیان کرتا تھا، اور مثال میں یہی حدیث لکھی ہے (مسند احمد والی) جو غیر مقلد پیش کرتے ہیں، داؤد بن حصین پر اسلامی حکومت نے قتل کا حکم دیا تھا، یہ چھپ کر مرا ہے، ایسی طرح امام غائب ان کو اچھے لگتے ہیں۔ (یہ سند کا حال ہے)

اب متن کو دیکھیں ہمارا طریقہ یہ ہے کہ ہم احادیث کا ایسا ترجمہ کرتے ہیں تا کہ ان میں ٹکراؤ پیدا نہ ہو، غیر مقلدین کا طریقہ یہ ہے کہ حدیثوں میں ٹکراؤ پیدا کریں

گے، ایک حدیث کا مطلب ایسا لیں گے جو دس کے خلاف ہو، پھر اس غلط مطلب پر ڈٹ جائیں گے، باقی دس کو ضعیف کہنا شروع کر دیں گے۔

ایک اہم بات:

ایک بات سمجھیں، ایک یہ ہے کہ اس طرح کہا جائے تجھے تین طلاق، یہ تین کا ہندسہ واضح ہے اس کا معنی قطعاً ایک نہیں ہوتا، تین کا معنی دو نہیں ہو سکتا، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس طرح کہا جائے طلاق، طلاق، طلاق، اس میں دو نیتیں ہو سکتی ہیں، تاکید کی نیت بھی ہو سکتی ہے، اور ہر مرتبہ طلاق کی نیت بھی ہو سکتی ہے۔ اس کو مثال سے سمجھیں، ایک بچہ شور مچا رہا ہے، سانپ، سانپ، سانپ، سانپ، اس سے کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ اس بچہ نے چار دفعہ سانپ کہا ہے لہٰذا سانپ چار ہیں، اگر بچہ نے پانچ مرتبہ کہا تو سانپ پانچ ہیں، نہیں بلکہ بچہ سے پوچھتے ہیں سانپ کتنے ہیں؟ وہ کہتا ہے ایک، کیونکہ یہ لفظ تاکید کے لئے بھی ہو سکتا ہے۔ لوگ شور کر رہے ہیں، چور، چور، چور، چور، لیکن ان الفاظ سے یہ پتہ نہیں چلے گا کہ چور ہیں کتنے، پوچھنا پڑے گا، لیکن اگر کوئی پہلے ہی یہ کہہ رہا ہو، دو سانپ، دو سانپ، اب کوئی بے وقوف ہی پوچھے گا کہ کتنے سانپ ہیں، اگر کوئی کہہ رہا ہو تین چور، تین چور، تین چور، کیا اب بھی کوئی پوچھے گا کہ تین کا کیا مطلب؟ نہیں کیونکہ تین کا عدد واضح ہے۔ مثلاً زید کہتا ہے میں نے زید کے پندرہ روپے دینے ہیں، اب اس میں پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں، اگر کوئی پوچھے کہ پندرہ سے تیرا کیا مطلب ہے؟ تو یہ حماقت کی بات ہے، اسی طرح اگر یہ کہے کہ دیکھو ۱۵ پانچ اور ایک جمع چھ میرا مطلب تھا چھ روپے، یہ جواب بھی حماقت ہے کیونکہ پندرہ تو پندرہ ہی ہوتے ہیں۔ اگر حضرت رکانہؓ یوں فرماتے کہ میں نے تین طلاق دی ہیں تو پھر ان سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی، انہوں نے عرض کیا حضرت میں نے کہا تھا طلاق، طلاق، طلاق جیسے سانپ، سانپ، سانپ، اب

ان کے دل کی نیت پوچھنے کی ضرورت پڑی، کہ ارادہ کتنی طلاق کا تھا، ایک کا یا تین کا، وہ کہتا ہے ایک کا، حضرت پاک نے قسم کے بعد اس کی بات کو قبول فرمالیا، حضرت رکانہؓ نے تین نہیں بلکہ ایک طلاق دی تھی کیونکہ وہ اس پر قسم کھا رہے ہیں، لیکن غیر مقلد کہتے ہیں انہوں نے تین طلاقیں دی تھیں۔

ایک ہے تین کا ہندسہ اس میں تاویل کی کوئی ضرورت نہیں، ایک ہے تین بار لفظ دہرانا، اس طرح کئی صحابہ کے اقوال ہیں، حضرت ابن عباسؓ کا، حضرت عمرؓ کا، حضرت ابن مسعودؓ کا، تجلیاتِ صفدر میں، میں نے اڑتالیس کے قریب اقوال نقل کر دیئے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ کا فتویٰ:

حضرت ابن عباسؓ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں، آپؓ نے فرمایا تین سے تیری بیوی جدا ہوگئی، ان کا گناہ بھی ہوا، باقی ۹۷ کا گناہ بھی ہوا۔

غیر مقلدین کا دارالافتاء:

ہم نے غیر مقلدین کے دارالافتاء میں مسئلہ لکھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دی ہیں، کتنی ہوئیں؟ جواب ملا کہ ایک، صحابہ کہتے ہیں تین تم صحابہ کرام کی بات کیوں نہیں جانتے؟ کہنے لگا ہم نے صحابہ کرام کا کلمہ تو نہیں پڑھا۔

حضرت عمرؓ کا فتویٰ:

حضرت عمرؓ سے کسی نے کہا میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے دی ہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا تین ہوگئیں، غیر مقلد کہتا ہے ایک ہوئی (اس جگہ تو طہر کی قید اور مجلس کی قید بھی نہیں لگا سکتے کہ وہ ایک مجلس میں نہیں تھی، کیونکہ اگر ایک طہر میں ایک دی جائے تو تقریباً اسی سال کا عرصہ درکار ہے، کیا وہ شخص تراسی سال بعد مسئلہ پوچھنے آیا تھا؟

یا کہا تین طہروں کے بعد پھر بھی طلاق واقع ہوتی رہی تا آنکہ ہزار واقع ہوگئیں، کچھ تو خوف خدا کریں، قیامت میں خدا کو کیا منہ دکھاؤ گے؟) ہم کہتے ہیں حضرت عمرؓ کی کیوں نہیں مانتے، کہتے ہیں کہ ہم نے عمرؓ کا کلمہ تو نہیں پڑھا۔

لطیفہ:

اس پر مجھے مولوی محمود صاحب نے ایک لطیفہ سنایا کہ ہمارے علاقہ میں غیر مقلدوں نے جلسہ رکھا، اشتہار میں تین چار مشہور دیوبندی علماء کا نام لکھا تا کہ ان کا نام پڑھ کر دیوبندی بھی سننے آئیں گے، اور جو سننے آئے گا وہ تو خاموش ہی رہے گا، لیکن ان کو ایک جمع شدہ مجمع مل جائے گا، پھر یہ خوب آپریشن کریں گے، کہنے لگے میرا نام نہیں لکھا، میں خود بخود چلا گیا، میں نے جا کر کہا آپ نے نہیں بلایا، میں نے کہا چلو جلسہ ہی سن آئیں، غیر مقلد کہنے لگے نہیں نہیں ہم نے آپ کے نام کا بھی کہا تھا لیکن وہ آدمی آپ کا نام لکھوانا بھول گیا، انہوں نے کہا اب آپ آ گئے ہیں تو تقریر کریں، میں نے کہا ٹھیک ہے مجھے کہنے لگے دس منٹ ہیں وقت کم ہے آپ دس منٹ تقریر کرلیں، مولوی صاحب کہتے ہیں تقریر کے لئے کھڑا ہوا، میں نے پوچھا قرآن کہاں سے ملا؟ صحابہ سے، حدیث کس سے ملی؟ صحابہ سے، جو فرقہ صحابہ کو نہیں مانتا وہ اپنا ایمان قرآن پر ثابت نہیں کرسکتا، جو فرقہ صحابہ کو نہیں مانتا وہ اپنا ایمان حدیث پر ثابت نہیں کرسکتا، اور ساتھ ہی میں نے کہہ دیا کہ آج ہتھیلی پر سرسوں جمائی ہے، یہ علماء بیٹھے ہیں، ان سے لکھا کہ ہمارے نزدیک اقوال صحابہ حجت ہیں وہ تو لکھ کر نہیں دیتے، لوگ کہیں لکھ کر دو صحابہ کے اقوال حجت ہیں وہ کہیں ہم لکھ کر نہیں دیتے، لوگوں نے کہا پھر تم قرآن و حدیث پر اپنا ایمان کس طرح ثابت کرو گے، سارا مجمع اٹھ کر چلا گیا، یہ تو صحابہ کے منکر ہیں۔

یہی مولوی صاحب کہنے لگے کہ میں ایک جگہ تقریر کر رہا تھا، غیر مقلد آئے کہ جی نورالانوار میں لکھا ہے، فلاں فلاں صحابی فقہ میں معروف نہیں تھے، میں نے کہا لکھا ہوگا، اس پر شور مچا رہا ہے کہ فقہ کی کتاب میں صحابہ کے بارے میں لکھا ہے کہ فلاں فلاں فقہ میں معروف نہیں تھے، میں نے کہا دیکھو رافضی صحابہ کو برا کہتے ہیں یا نہیں؟ جواب ملا کہتے ہیں۔ میں نے کہا وہ چار پانچ کو بچا لیتے ہیں لیکن غیر مقلدین ایک کو بھی نہیں بچاتے کہ کہتے ہیں سارے صحابہ بیس تراویح کے مسئلہ میں بدعتی تھے، اگر یہ کہیں ہم صحابہ کو بدعتی نہیں کہتے تو یہ ایک صحابی کا نام پیش کریں کہ وہ آٹھ تراویح پڑھ کر چلا جاتا تھا، ہم فی صحابی ایک لاکھ روپے انعام دیں گے لوگ کہیں تم سارے صحابہ کو بدعتی کہو تمہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ یہاں چند صحابہ کو فقہ میں غیر معروف لکھا ہے، اس پر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں ہمہ صحابہ دریک مرتبہ نہ بودن بعض ازاں مجتہد بودن وبعض مقلد، دلیل میں یہ آیت نقل کرتے ہیں لعلمه الذين يستنبطونه منهم کہ سارے اہل استنباط میں سے نہ تھے، ہماری بات تو قرآن سے ثابت ہو گئی تم جو بدعتی کہتے ہو اس کی دلیل کیا ہے؟ پھر وہاں سے بھاگ گئے، مولوی محبوب صاحب نے ایک اور واقعہ سنایا۔

ایک واقعہ:

آپ کو بھی سنا دیتا ہوں، شاہ جمال ضلع مظفر گڑھ کی طرف ایک مولوی صاحب ہیں، کچھ نہ کچھ کتابیں پڑھا ہوا ہے، اس کا بیٹا فیصل آباد کالج میں پڑھتا تھا، وہ غیر مقلد ہو گیا، اس نے میری تقریر سنی اور میری منت سماجت کی کہ آپ مجھے وقت دیں، میں نے وقت دیا، لیکن ڈائری پر نہیں لکھا اس لئے بھول گیا اور نہ جا سکا۔ دو ماہ بعد ملا تو اس نے شکوہ کیا، میں نے عذر بیان کیا، میں نے کہا اب میں آپ کو تاریخ دیتا ہوں اور نوٹ کر لیتا

ہوں، اس بوڑھے مولوی صاحب نے کہا آپ شاہ جمال آ کر اتریں گے تو یہاں ہمارا آدمی سائیکل لئے کھڑا ہوگا، آپ کو گاؤں لے آئے گا۔ جب میں وہاں پہنچا تو ایک لڑکا کلین شیو سائیکل لئے کھڑا تھا۔ فوراً میری طرف بڑھا اور کہا کہ آپ مولوی محبوب صاحب ہیں؟ میں نے کہا جی، (وہ لڑکا وہی تھا جو غیر مقلد ہو گیا تھا) وہاں پہنچے، میں نے تقریر کی، تقریر کے بعد اس کے والد صاحب نے اس سے کہا اگر کوئی سوال ہو یا اشکال ہو تو پوچھ لو، اس لڑکے نے کہا میں تقریر سننے سے پہلے ہی حنفی ہو گیا تھا، اس نے کہا کیوں؟ لڑکے نے جواب دیا کہ کل رات مجھے خواب آیا، میں خواب میں غیر مقلدوں کی طرح امام صاحب کو بکنے لگا، اتنے میں امام صاحب تشریف لائے، انہوں نے ایک شخص کو ڈنڈا دیا کہ اس کی پٹائی کرو، پٹائی شروع کر دی، میں وہاں سے بھاگ گیا۔ وہ پٹائی کرنے والا شخص یہی (محبوب مولوی) تھا، اس لئے اڈا پر میں نے خود ان کا نام پوچھا، نام تو والد صاحب نے بتلایا تھا لیکن مجھے شکل یاد تھی، جب میں نے دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ وہی شخص ہے جس کو امام نے لاٹھی دی تھی، میں نے مولانا محبوب صاحب سے کہا یہ تیرے اخلاص کا نتیجہ ہے۔

بہر حال قرآن و سنت اور اجماع صحابہ و مجتہدین میں کہیں گنجائش نہیں کہ تین طلاق کے بعد پھر بغیر شرعی حلالہ کے دوبارہ نکاح ہو سکے، جب مسئلہ یہاں پہنچا تو ایک غیر مقلد کہنے لگا آپ حلالہ کے قائل ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں، کہنے لگا حضور ﷺ نے فرمایا حلالہ کرنے اور کرانے والے پر اللہ کی لعنت ہو، میں نے کہا حدیث پوری مانی جائے یا ادھوری؟ کہنے لگا پوری، میں نے کہا ہم پوری مانتے ہیں، تم ادھوری مانتے ہو، میں نے کہا اس میں لعن کے لفظ بھی ہیں، لعنت والا حلالہ یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ یہ عورت اتنے مہر کے عوض تیرے نکاح میں دیتا ہوں بشرطیکہ تو ایک رات یا دو رات کے بعد طلاق دے

دینا، وہ کہے میں نے اس شرط پر قبول کیا یہ حلالہ لعنت والا ہے، اگر یہ شرط نہیں تو کوئی گناہ نہیں کیونکہ حضرت رفاعہ کی بیوی پہلے خاوند کے پاس آنا چاہتی ہے، ہر کتاب میں یہ حدیث موجود ہے لیکن حضرت پاک اس کو منع نہیں فرمارہے اور نہ اس کو لعنت والی حدیث سنا رہے ہیں، لیکن اگر شرط کے ساتھ ہو تو لعنت کا موجب ہوا گنہگار بھی ہوا، لیکن وہ عورت پہلے خاوند کے لئے پھر بھی حلال ہوگئی کیونکہ حضرت پاک ﷺ نے فرمادیا کہ وہ حلال کرنے والا ہے، ہم نے دونوں حدیثوں کو مان لیا۔ یہ مسئلہ بالکل واضح ہے، اس میں کسی قسم کا ابہام نہیں، علامہ نوویؒ نے مسلم صفحہ ۴۶۷ پر وضاحت سے لکھا ہے کہ ائمہ کا اس پر اجماع ہے۔

مدینہ کا رسالہ:

یہ جو رسالہ مدینہ منورہ سے آیا ہے انہوں نے عجیب مقدمہ قائم کیا ہے۔ عام فہم مثالیں دی ہیں، مثلاً یہ کہ جس طرح خدا کا قرآن متواتر قرأتوں میں پڑھا جاتا ہے کسی شاذ قرأت میں پڑھنا جائز نہیں، اسی طرح نبی علیہ السلام کی سنت پر عمل کرنے کے چار ہی مذہب متواتر ہیں، پانچواں کوئی مذہب ہے ہی نہیں۔ جس طرح اس علاقہ میں متواتر قرأت جو پڑھی جاتی ہے اس کے خلاف اگر کوئی شاذ قرأت پیش کرے تو قابل قبول نہیں، اگر کوئی رافضی متعہ کے جواز میں شاذ قرأت پیش کرے تو کوئی سنی اس کو ماننے کے لئے قطعاً تیار نہیں، غیر مقلدین نے جو دھوکے سے حضرت رکانہؓ کی حدیث پیش کی ہے اس کی حیثیت اس سے بھی کم ہے ورھطک منھم المخلصین آیت پھر بھی بخاری میں ہے، اگرچہ شاذ ہونے کی وجہ سے قبول نہیں لیکن وہ روایت پوری صحاح ستہ میں کہیں بھی نہیں۔

نزل الابرار وغیرہ میں غیر مقلدین نے لکھا ہے کہ متعہ کا جواز قرآن کی قطعی آیت سے ثابت ہے لیکن منسوخ ہونے کی دلیل ظنی ہے، اب آپ خود اندازہ لگائیں اس

فرقہ کے بارے میں جو متعہ کے جواز کا لائسنس قرآن سے دے رہا ہے (اس کا میلان کس طرف ہے اور وہ باقی مسائل میں بھی اہل متعہ کی طرف ہی مائل ہے) جیسے عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ ائمہ اربعہ سے باہر نکلنے کی قطعاً گنجائش نہیں ہے تو جس طرح متعہ کو جائز قرار دینے والا چار مذاہب سے باہر ہے اس طرح تین طلاقوں کو ایک کہنے والا بھی چاروں مذاہب سے خارج ہے، یہی چار مذاہب متواتر ہیں، ان کے علاوہ اور کوئی مذہب دنیا میں متواتر ہی نہیں، جس طرح کوئی سات متواتر قرأتوں کو چھوڑ کر کسی اور طرز پر قرأت کرے مسلمان اس کو کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتے، اسی طرح اگر کوئی چار متواتر مذہبوں کو چھوڑ کر کوئی نئی بات کہے وہ بھی ہرگز قابل قبول نہیں، یہ مسئلہ طلاق وہ تھا جو قرآن وسنت اور اجماع میں ہے تاریخ میں اس کی تفصیل اس قدر ہے کہ اس کے انکار کی گنجائش نہیں، اس لئے کہتا کہ لوگوں تک یہ بات پہنچ جائے اور واضح ہو جائے۔ اب سنئے

مسئلہ تین طلاق اور امام صاحب کی ذہانت:

امام اعظم ابو حنیفہؒ کے زمانہ میں ایک شخص کی چوری ہوگئی، چور سامان اٹھا رہے تھے، اتفاق سے مالک کی آنکھ کھل گئی، اس نے پہچان لیا کہ تو فلاں ہے۔ چور سامنے محلے کے تھے، اب چوروں کو اپنی پڑ گئی کہ باہر عدالت میں فقہ حنفی نافذ ہے، کل سب کے ہاتھ کٹ جائیں گے، اس سے بچنے کی ایک صورت ہے کہ اس کو قتل کر دو کیونکہ نہ یہ چور کا نام لے گا اور نہ ہاتھ کٹیں گے۔ چوروں نے اس کو پکڑ لیا تاکہ قتل کریں۔ مالک مکان نے کہا مجھے قتل نہ کرو میں کسی کو نہیں بتاؤں گا، ایک چور نے کہا تو قسم کھائے گا، اس نے کہا جی ہاں۔ دوسرے چور نے کہا قسم لینے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ یہ قسم توڑ کر کفارہ دے دے گا، تیسرے چور نے کہا میں اس سے اس قسم کی قسم لیتا ہوں کہ نہیں اٹھائے گا، اگر اٹھائے گا تو

توڑ نہیں سکے گا، اس نے کہا اس طرح قسم اٹھا کہ اگر میں نے چوروں کا نام بتلایا تو میری بیوی کو تین طلاق، اس زمانہ کے چوروں کو بھی پتہ تھا کہ ابھی تک دین کے چور پیدا نہیں ہوئے جو تین کو ایک کہتے ہیں کیونکہ اگر کسی علاقے میں بھی کوئی غیر مقلدین کی طرح فتویٰ دینے والا ہوتا چور کبھی بھی قسم نہ اٹھواتے کیونکہ انھیں پتہ ہوتا کہ اس قسم کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ یہ وہاں سے جا کر فتویٰ لے آئے گا اور اگر یہ آج کل کا زمانہ ہوتا تو چور یہ بھی بتلا دیتے کہ وہ خود اس کے پاس آ جائیں گے کہ ہم تیار ہیں، حرامہ کے لئے آ گئے ہیں، حرامہ کا فتویٰ دینے کے لئے۔ اس نے قسم اٹھالی، وہ سامان لے کر چلے گئے، اب صبح ہوئی تو ہر ایک عالم سے مسئلہ پوچھتا ہے، سب یہی کہتے ہیں کہ یا سامان بچے گا یا بیوی بچے گی، اب یہ بڑا پریشان ہے کیونکہ چور بھی محلے کے تھے وہ مذاق بھی کر رہے ہیں، اشارہ بھی کر رہے ہیں کہ نام لے کر دکھاؤ، ہر گلی میں مذاق کرتے ہیں، میں کیا کروں؟ کسی نے کہا امام ابوحنیفہؒ کے پاس جاؤ، یہ چلا گیا اور عرض کیا کہ یہ مسئلہ پیش آیا، کوئی صورت ہے کہ سامان بھی مل جائے، بیوی بھی مل جائے، چوروں کے ہاتھ بھی کٹ جائیں، فرمایا بالکل ہو جائے گا، عرض کیا حضرت کوئی نہیں کہتا کہ ساری چیزیں بچ جائیں گی، فرمایا مطمئن رہو سب کچھ ہو جائے گا، اس نے کہا کیسے؟ فرمایا بس تیرا کام ختم باقی میں خود کروں گا۔ امام صاحبؒ نے تھانیدار کو بلوا کر ساری صورت حال بتلائی کہ چور محلے کے ہیں اور اس سے یہ قسم لی ہے تم محلے کے سب لوگوں کو جمع کرو اور ایک ایک کو گھر سے باہر نکالتے جاؤ، اس کو دروازہ میں کھڑا کر لو، اس کو بھی بتلا دیا کہ جب تجھ سے پوچھیں کہ یہ تیرا چور ہے؟ یہ تیرا چور ہے؟ جب وہ چور آئے تو تو خاموش ہو جانا، (کیونکہ تو بولے گا تو طلاق ہوگی ورنہ نہیں ہوگی) تھانیدار کو یہ بتلا دیا جہاں یہ خاموش رہے اس کو پکڑ لینا کیونکہ وہی چور ہوگا، ایسا ہی ہوا، چور

پکڑے گئے، ہاتھ کٹے اسی وجہ سے اس دن سے آج تک چور امام اعظم ابوحنیفہؒ کے دشمن ہیں۔

امام اعمشؒ کا تین طلاق دینا:

امام اعمشؒ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے استاذ حدیث ہیں، یہ بات ان تک بھی پہنچ گئی کہ امام ابوحنیفہؒ حیلہ بتاتے ہیں، پوچھا تم حیلہ بتاتے ہو؟ عرض کیا حضرت جائز بتلاتا ہوں ناجائز نہیں۔ فرمایا نہیں کوئی حیلہ جائز نہیں، کچھ دن گزرے تھے کہ امام اعمشؒ کو خود ضرورت پڑ گئی، ان کا نام سلیمان بن مہران ہے، عربی میں اعمش چندھے کو کہتے ہیں، تاریخ میں دو بزرگ ایسے گزرے ہیں، ایک امام اعمشؒ اور دوسرے زمخشری، یہ دونوں تو خوبصورت نہیں تھے لیکن ان کی بیویاں انتہائی خوبصورت تھیں، امام زمخشری ایک دن باہر سے آئے، بیوی تلاوت کر رہی تھی، کہنے لگے قرآن پڑھتی ہے، سمجھا بھی ہے؟ (اب ظاہر ہے زمخشری کے سامنے کون دعویٰ کرے) اس نے کہا ہاں جتنا ضرورت تھا اتنا سمجھ لیا ہے، فرمایا کیا سمجھا؟ کہنے لگی تو بھی جنت میں جائے گا اور میں بھی جنت میں جاؤں گی۔ کہنے لگے یہ تو آج تک میں بھی نہیں سمجھا، تو کیسے سمجھی؟ کہنے لگی صبر کرنے والے بھی جنت میں جائیں گے اور شکر کرنے والے بھی، مجھے تجھ جیسا بدصورت خاوند ملا ہے، میں صبر کر کے جنت میں چلی جاؤں گی اور تجھ کو میرے جیسی خوبصورت بیوی ملی ہے تو شکر کر کے جنت میں چلا جائے گا۔ یہی حال امام اعمشؒ کے گھر میں تھا (ان کی بیوی کو سہیلیاں اکساتی رہتیں کہ تیرے والدین نے تجھ پر بڑا ظلم کیا ہے) ایک دن امام اعمشؒ غصہ میں یہ کہہ بیٹھے کہ اگر آج رات تو مجھ سے نہ بولی تو تجھے تین طلاق، جب غصہ کافور ہوا تو بڑی کوشش کی کہ یہ کسی نہ کسی طرح بول پڑے، لیکن وہ نہ بولی، بڑے پریشان۔

لطیفہ:

ایک بڑے آدمی کا لطیفہ (غالباً اس سے مراد امام جاحظ ہیں) کہ اس کی بیوی سے ناراضگی ہوگئی وہ منائے وہ مانے ہی نہیں، آخر وہ مرد گھر سے باہر چلا گیا، سوچتا رہا، ایک تدبیر اس کے ذہن میں آئی، باہر سے بھاگتا ہوا آیا اور لال ٹین جلا کر (دوپہر کو) چارپائی کے نیچے داخل ہو کر کچھ تلاش کرنے لگا، یہ حرکت ایسی تھی کہ بیوی سے نہ رہا گیا، غصہ میں کہنے لگی دوپہر کو لال ٹین سے کیا تلاش کر رہا ہے؟ اس نے کہا بس یہی تلاش کر رہا تھا کہ تو کسی طرح بول پڑے، اس طرح امام اعمش کوشش کر رہے ہیں، رات گزر رہی ہے، لیکن وہ بات بھی نہ کرے، اب امام اعمشؒ امام ابو حنیفہؒ کے در پر آئے، دستک دی، امام ابو حنیفہؒ باہر تشریف لائے، دیکھ کر حیران ہوئے کہ حضرت آپ اس وقت یہاں کیسے؟ (مجھے بلوا لیتے) فرمایا باتیں چھوڑ، میری بیوی جا رہی ہے، کوئی حیلہ ہے؟ پوچھا کیا بات ہوئی؟ انہوں نے بتلائی، کہنے لگے حضرت آپ تشریف لے چلیں میں آ رہا ہوں، انشاء اللہ وہ نہیں جائے گی۔ کہنے لگے حیلہ کرنا ہے حیلہ، فرمایا حضرت آپ فکر نہ کریں، امام ابو حنیفہ اس محلہ کی مسجد میں تشریف لے گئے، مؤذن کو اٹھایا، اس سے کہا اذان دے دو، اس نے اذان دے دی، امام اعمشؒ کی رات بھی پریشانی میں گزری رہی تھی اور ان کی بیوی بھی پریشان تھی کہ جلدی صبح ہو، اس سے جان چھوٹے، اس لئے اس کو یہ خیال بھی نہیں رہا کہ یہ اذان آدھی رات کو ہوگئی ہے کیونکہ وہاں غیر مقلدوں والی آدھی رات کا رواج ہی نہیں تھا) جب مؤذن نے اذان ختم کر دی تو وہ کہنے لگی شکر ہے تجھ سے جان چھوٹی، ادھر امام ابو حنیفہؒ نے استاذ صاحب کے دروازہ پر دستک دی، امام اعمشؒ باہر تشریف لائے، پوچھا حضرت کوئی بات ہوئی، فرمایا بات تو ہوگئی لیکن اذان کے بعد ہوئی، اب کیا فائدہ؟ عرض

کیا حضرت ابھی صبح صادق کو تین گھنٹے رہتے ہیں، پھر جا کر مؤذن سے کہا اعلان کرو کہ ابھی رات کا بہت سارا حصہ باقی ہے، لوگ نماز نہ پڑھیں، اذان غلطی سے پہلے ہوگئی۔ مؤذن نے اعلان کر دیا، تاریخ میں یہ بات لکھی ہے کہ ان کی بیوی نے کہا اوہو ابوحنیفہؒ کا حیلہ کام کر گیا۔

تین طلاق کا ایک حل:

ایک شخص امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، کہ حضرت گھر میں کچھ ناچاقی تھی، میں گھر گیا بیوی نے کھانا رکھا، پھر پانی لے کر آ رہی تھی کچھ کہتی بھی آ رہی تھی، اس کی باتوں پر مجھے بھی غصہ آ گیا، میں نے کہا اگر میں تیرے ہاتھ سے پانی لے کر پیؤں تو تجھے تین طلاق، اگر اس پانی کو تو خود پیئے تب بھی تجھے تین طلاق، اگر یہ پانی تو کسی اور کو پلائے تب بھی تجھے تین طلاق، اگر اس پانی کو تو زمین پر گرائے تب بھی تجھے تین طلاق، اب وہ وہاں پانی لے کر کھڑی ہے، میں یہاں مسئلہ پوچھتا پھر رہا ہوں (کیونکہ باقی علماء اس کے جواب سے عاجز تھے) امام صاحبؒ نے فرمایا یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں، ایک موٹا کپڑا لے کر پانی کو اس میں جذب کر لیں، پھر اس کو دھوپ میں خشک کر لیں، اب پانی چار جگہوں میں سے کسی جگہ نہیں گرا اور طلاق بھی واقع نہیں ہوگی۔

سید کی تین طلاق کا حل:

کوفہ میں ایک بہت بڑا سید خاندان تھا، ان کا ایک ہی لڑکا تھا، باقی سب لڑکیاں تھیں، وہ فوت ہوگیا، جنازہ، جنازہ گاہ کی طرف جا رہا تھا، شہر کے سارے قاضی، حسن بن عمارہؒ، ابن ابی لیلیٰؒ و دیگر مفتی و علماءِ شہر شامل تھے۔ سید نے راستہ میں پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس کی بیوی بھی برقع پہنے آ رہی تھی، اس کو بڑی غیرت آئی تو غصہ سے چلا کر کہتا

ہے اگر ایک قدم بھی آگے رکھا تو تجھے تین طلاق، اس نے کہا اگر میں جنازہ پڑھنے سے پہلے جاؤں تو میرا سارا مال گھر صدقہ غلام آزاد، جنازہ رک گیا، سب پریشان ہیں۔ ایک مفتی دوسرے سے کان لگائے کھڑا ہے، ایک قاضی دوسرے سے مشورہ کر رہا ہے، اتنے میں قاضی حسن بن عمارہؒ نے کہا اے ابوحنیفہؒ اس مسئلہ کا کیا حل ہے؟ مشکل مسئلہ ہے، سب پریشان ہیں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا اس میں پریشانی کی کون سی بات ہے، جنازہ گاہ میں پڑھنا ضروری نہیں تھوڑا پیچھے لے آؤ، یہیں پڑھ لیتے ہیں، جنازہ وہیں پڑھ لیا گیا، امام صاحبؒ نے فرمایا نہ طلاق ہوئی اور نہ مال گیا کیونکہ عورت نے ایک قدم آگے نہیں بڑھایا اور گئی بھی جنازہ پڑھ کر ہے، قاضی حسن بن عمارہؒ فرمانے لگے اے ابوحنیفہؒ! تجھ جیسے مائیں روز روز نہیں جنتیں۔

ایک مکی کی تین طلاق کا حل:

امام ابوحنیفہؒ حج کے لئے تشریف لے گئے تو ایک شخص ملا، اس سے عرض کیا حضرت میں آج قسم کھا بیٹھا ہوں کہ آج کے دن میں ایک گھنٹہ ایسی عبادت کروں گا جو دنیا میں کوئی نہ کر رہا ہو۔ ایسا میں پریشان ہوں، اگر میں تلاوت کروں تو ہزاروں لوگ تلاوت کر رہے ہیں، اگر میں ذکر کروں تو ہزاروں لوگ ذکر کر رہے ہے، امام صاحب نے کہا بات سوچ کر کرنی چاہئے۔ امام صاحب نے مکہ کے گورنر سے کہا یہ بندہ اس طرح کی قسم کھا چکا ہے اس لئے آپ برائے مہربانی طواف بند کروا دیں، صرف یہی ایک بندہ ایک گھنٹہ طواف کرے گا، گورنر نے حکم جاری کر دیا، اس نے طواف شروع کر دیا، امام صاحبؒ نے فرمایا یہ عبادت پوری دنیا میں صرف تو ہی کر رہا ہے، لہذا اب طلاق واقع نہیں ہوگی۔ تاریخی طور پر ایسے بے شمار واقعات ملتے ہیں، اگر تین طلاق کے بعد رجوع ہوتا تو لوگ

پریشان نہ ہوتے۔ لہٰذا اگر کوئی تین طلاق کے بعد رجوع کا فتویٰ دیتا ہے تو اس کا اہل سنت سے کوئی تعلق نہیں۔

تین طلاق کا منکر شیطان ہے:

علامہ شامیؒ نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ جو قاضی تین طلاق کے بعد بیوی کو واپس کر دے وہ قاضی نہیں شیطان ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ اگر عورت نے تین طلاق اپنے کانوں سے سنی ہیں، پھر کسی قاضی نے اس کو واپس کر دیا ہے تو عورت کو قطعاً اجازت نہیں کہ اسکو اپنے قریب آنے دے، یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اگر اس کو مرد سے بچنے کی کوئی صورت نہیں تو عورت مرد کو زہر دے کر مار سکتی ہے، قتل کتنا بڑا گناہ ہے لیکن یہ مسئلہ اس سے بھی زیادہ اہم ہے کیونکہ ساری زندگی کا حرام ہے۔

پروفیسر کا واقعہ:

یہی مسئلہ میں جامعہ امدادیہ میں پڑھا رہا تھا، اس مجلس میں ایک پروفیسر بھی تھے، انہوں نے بعد میں مجھے سنایا کہ میں کئی جگہوں پر پروفیسر رہا ہوں، رحیم یار خان میں بھی رہا ہوں، وہاں ایک پروفیسر صاحب نمازی نیک طبیعت انہوں نے بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، پھر کچھ دنوں کے بعد وہ بیوی کو لے آیا، ہم نے کہا یہ کیسے؟ کہتا ہے غیر مقلد بھی تو حدیث سناتے ہیں، میں نے کہا حنفی والے بھی حدیث سناتے ہیں، پھر کہنے لگا آپ نمازی ہیں، تہجد گزار ہیں، آپ استخارہ کریں؟ میں نے کہا استخارہ سے حرام حلال ہو جائے گا، وہ منتیں کرتا رہا، روتا رہا، میں نے ایک رات استخارہ کیا، خواب میں کیا دیکھا کہ ایک میدان ہے، بہت بڑا مجمع ہے، تین پھانسیاں لگی ہوئی ہیں، دو مجرم ہیں، میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگ کہنے لگے حضور ﷺ تشریف لا رہے ہیں وہ سزا سنائیں گے۔ میرے دل

میں یہ بات آئی کاش پروفیسر یہاں آ جاتے اور خود حضرت پاک ﷺ سے مسئلہ پوچھ لیتے، میں سوچ ہی رہا تھا کہ پروفیسر صاحب مجمع میں نظر آ گئے، جب حضور ﷺ تشریف لا رہے تھے تو جوں جوں آپ ﷺ قریب آتے جاتے اس پروفیسر کا رنگ بدلتا جاتا اور قد چھوٹا ہوتا جاتا تا آنکہ آپ ﷺ قریب تشریف لائے، تو پروفیسر کا قد بالکل چھوٹا ہو چکا تھا اور رنگ سیاہ، آپ ﷺ نے فرمایا کتنے مجرم ہیں؟ عرض کیا حضرت دو۔ فرمایا وہ تیسرا زانی پروفیسر ہے، اس کو بھی لاؤ۔ کہنے لگے یہ سن کر میری تو ڈر کے مارے آنکھ کھل گئی، بعد میں کیا ہوا مجھے پتہ نہیں۔ صبح کو میں نے پروفیسر صاحب سے کہا اگر آپ چاہیں تو میرے سر پر قرآن رکھ لیں، میں نے جو کچھ دیکھا ہے وہ یہ ہے۔ تو اس نے بیوی کو چھوڑ دیا۔

یہ مسئلہ اہم ہے حلال و حرام کا مسئلہ ہے، دیکھیں دس آدمی یہ کہہ رہے ہیں، اس دودھ میں زہر ہے، اس دودھ میں پیشاب ہے، ایک آدمی کہہ رہا ہے نہیں ہے، کیا آپ پئیں گے؟ نہیں۔ اگر بالفرض کسی کے نزدیک گنجائش ہوتی بھی تب بھی اس سے بچنا ضروری تھا، یہاں تو سرے سے گنجائش ہی نہیں، خود حضرت پاک ﷺ نے فرمایا حلال کھلا کھلا ہے، حرام کھلا کھلا ہے اس کے درمیان میں شک و شبہ والی چیزیں ہیں، اگر دین میں آنا چاہتے ہو تو اس سے بھی بچو، اللہ تعالیٰ ہمیں حق مسلک پر رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سوال: ایک شخص نے دوسروں کے سامنے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، پھر کہتا ہے میں نے ایک دی تھی، ایک گواہ مرد اور چند عورتیں کہتی ہیں کہ اس نے ایک طلاق دی تھی، بعض عورتیں کہتی ہیں اس نے تین طلاق دی ہیں، کیا اب وہ شخص اس عورت سے رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: دیانتاً نہیں رکھنی چاہئے، یعنی رجوع نہ کرنا چاہئے، لیکن قضاءً کر سکتا ہے، کیونکہ دوسری طرف گواہ پورے نہیں ہو رہے۔

سوال: پہلے زمانہ میں تین طلاق بول کر ایک مراد لی جاتی تھی، اس کی کیا وجہ تھی؟
جواب: مصنف عبدالرزاق میں عکرمۃ سے اور دیگر لوگوں سے یہ منقول ہے کہ اس وقت ایک سے تین کا کام لیا جاتا تھا۔

سوال: میں نے بیوی کو بطور طعنہ طلاق دی، میری نیت طلاق کی نہیں تھی؟
جواب: جب لفظ طلاق بولا، پھر نیت کی ضرورت نہیں رہتی، وہ طلاق ہوگئی۔

سوال: سنا ہے مصنف ابن ابی شیبہ ضعیف کتاب ہے، اس کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں؟
جواب: عجیب بات ہے، مصنف وہ کتاب ہے کہ اس میں ایک واقعہ بھی خیر القرون کے بعد کا نہیں، اس کے تمام راوی صحابی ہیں یا تابعی ہیں یا تبع تابعی ہیں۔ خیر القرون میں ضعف کی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں۔ (۱) جھوٹ بولنا۔ (۲) حافظہ کی کمزوری۔ حافظہ کی کمزوری متابع اور شاہد سے ختم ہو جاتی ہے کیونکہ قرآن نے یہ اصول بتلا دیا کہ ایک عورت کے ساتھ دوسری عورت مل جائے تو گواہی ثابت ہو جائے گی، تو ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق میں اس قدر شواہد اور متابع نقل کر دیئے کہ وہاں ضعف کی بات ہی ختم ہوگئی۔

سوال: متعہ کے بارے میں حضرت ابن عمرؓ نے جائز ہونے کا قول پیش کیا، دوسرے آدمی نے حضرت عمرؓ کے قول سے حرمت کا قول پیش کیا، اس پر ابن عمرؓ نے فرمایا میں حضور ﷺ کی بات پیش کرتا ہوں، تو حضرت عمرؓ کا قول پیش کرتا ہے۔
جواب: اگر غیر مقلدین نے ابن عمرؓ کا کلمہ پڑھا ہے تو ٹھیک، ورنہ حضور ﷺ نے ہی فرمایا اقتدوا من بعدی ابی بکر و عمر علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین تو حضور ﷺ کی بات ماننی چاہیے نہ کہ ابن عمرؓ کی۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

تجلیاتِ صفدر

مناظرِ اسلام ترجمانِ اہلسنت وکیلِ احناف

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

ترتیب تسہیل وتصحیح

مولانا نعیم احمد

مدرس: جامعہ خیر المدارس ملتان شہر

مکتبہ امدادیہ

ملتان - پاکستان

فون: ۵۴۴۹۶۵